الحسن والحسین سیدا شباب اہل الجنۃ

مشہور کہ اندرون کتاب عجائب احوال شہادت حسنین اور خلفائے کرام کے روایات صحیحہ سے بیّن موجود

فضائل الحسنین

جسکو حضرت مصنف جامع کمالات علمی مولوی محمد ناصر علی صاحب نے تجدید نظر فرما کر ترمیم اضافہ روایات سے از سر نو آراستہ کیا

مطبع کانپور منشی نولکشور میں طبع ہوئی

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعالی اللہ کیا کیا قدرتین اپنی دکھاتا ہے | کہ پتلے نور کے بنوا کے مٹی مین ملاتا ہے
کبھی حسینؑ کو کاندھے پہ حضرت کی چڑھاتا ہی | کبھی سر انکے نیزے پہ چڑھا در در پھراتا ہی

الحمد لمن لہ البقاء والقدم ولما سواہ الفناء والعدم نشکرہ علی ما اعطانا من اجل النعم وجعلنا من خیر الامم والصلوۃ والسلام علی سید ولد ادم صاحب السیف والاحم والعلم دافع الکرب والبلاء والالم اتباعہ منجنم علی العرب والعجم وعصیانہ محرم سیدنا ومولانا محمد ن المسموم شہید الامم وعلی الہ واصحابہ سیما علی صہریہ وختنیہ عدد شہداء بنی ادم خصوصا علی سبطیہ المکرمین القمرین الانورین العطشانین المظلومین الشہیدین سیدنا ومولانا ابو محمد ن الحسن وابی عبد اللہ الحسین ما تعاقب ایام العاشوراء وشہور المحرم **اما بعد**

مغموم غمگین پیرہن غلام پنجتن آوارہ دشت کرب وبلا مسموم زہر ہلاہل جرم وخطا تر دامن عین فرات مین خشک لب نمگین پیرہن تیر بارانی بلا دجان بلب **فقیر محمد ناصر علی** ابن شیخ حیدر علی مرحوم غیاثپوری منیری مولدا آرہ می سکنا خدمت مین محبان سیدنا حسین اور جان نثاران سبطین مکرمین کی عرض ساہی اکثر یہ فقیر وقعات کربلاء و سانحات آل عبا اور روایات

دردآمیز اور حکایات رقت انگیز امامین مظلومین مطلومین مقتولین شہیدین قمرین نیرین نجمین انورین سراجین مشرقین ضیاء مغربین نور عینین انسان عین کونین سبطین ذی النورین ریحانین عطرین جناب حضرت سیدنا و مولانا ابو محمد الحسن و ابی عبد اللہ الحسین رضی اللہ عنہما کا ان ذکر الشہادتین کے متفرق کتابون مین دیکھ دیکھ روتا تھا سیاہی منھ کی ایک غم سے دھوتا تھا بار رہا اس غم سے اوداس رہتا ہر دم بدحواس رہتا حتی کہ جب نام اوس ریحان رسول کا یاد پڑ جاتا خار غم دلین گڑ جاتا دل بلا اختیار دھڑکنے لگتا جی وحشت زدہ پھڑکنے لگتا کلیجا پھٹنے لگتا غم سے دم اُلٹنے لگتا عرصہ دراز سے جی چاہتا تھا کہ ان روایات متفرق کو یکجا کیجیے یعنے فضائل اور شہادت مین حضرات حسنین کے ایک کتاب تالیف کیجیے اور عمر بھر پڑھ پڑھ کر زار زار رویئے تن جان کھویئے کہ منھ کی کالک دھو جائے سار اگناہ کہ ریگ کربلا اور قطرات فرات سے بھی بالا ہے محو ہو جائے ایک دن اسی فکر مین سہو محو ہو رہا تھا حالات کربلا یاد کر کر رو رہا تھا خصار مجلس کا منھ تکتا تھا مگر کوئی حرف منھ سے نہ بول سکتا تھا اتنے مین شیدائے ذکر آل عبا و الہ خاندان لافتی نور حدقہ اتقا نور حدیقہ اہتدا محب سادات مجمع سعادات عاشق اصحاب عظام شیفتہ آل کرام سراپا دانش و تمیز شیخ عبد العزیز بن مظہر انوار لم یزلی حاجی شیخ رجب علی صاحب لکھنوی لکھنؤ سے آئے بعد ساعت حرف مطلب زبان پر لائے کہ مین نے ناصر الابرار چھپوائی بفضلہ تعالیٰ تمنا سے دلی بر آئی اب ایک عرض دوسری لایا ہون فقط اسی غرض کے لیے اسقدر طول مسافت طے کر کے آیا ہون کہ اب ایک کتاب بیان واقعات کربلا اور فضائل اور شہادت مین سیدنا حسنین ریحان مصطفی کے تالیف کر دیجیے بہت جلد تصنیف کر دیجیے روایتین صحیح ہون مضامین ملیح ہون معتبر کتابون سے منقول ہو تا عند اللہ و عند الناس مقبول ہو فقیر نے ہر چند اسمین عذر کیا مانا نہین عرض مین طول دیا حال دل کا جانا نہین آخر سینے پر سل انکار سے پر دل رکھ کر کلیجا تھام کر قلم مصیبت رقم اُٹھایا بہت جلد رو رو کر آنسو سے کاغذ دھو دھو کر حیز تحریر مین لایا بیان وفات حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا و حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور شہادت سے جناب خلفائے ثلثہ رضوان اللہ علیہم کے ابتدا سے کلام کیا اور فضائل

اور شہادت پر حضرات حسنین کے اختتام کیا اور چونکہ یہ کتاب مجمع بحرین ہے اسلیئے نام اسکا
عناصر الشہادتین ہے جسے وقعات کربلا کے دیکھنے کی ہوس ہے اُسے مطالعہ اسکا بس ہے
اب احباب سے تمنا ہے کہ اگر اسکی سیر کرین تو بحق مؤلف بھی دعاے خیر کرین اور اگر کہین کسی
روایت مین لغزش پائین تو خنجر طعن اس تر دامن تشنہ لب کے گلے پر نہ چلائین یا تو عین عنایت
سے معاف کر دین یا اُسے اشک دیدہ سے دھو کر صاف کر دین **شعر** رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود
سلام ہو علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام ہو **اما بعد** اب ناصر کو تحیر ہے سکتا ہے قلم ہاتھ مین لیے
کاغذ کا منھ تکتا ہے سیاہی غمسے شل حروف پوشون کی سیہ پوشی قوات رنج و الم سے مدہوش ہے جو
بیان ہے وہ نشتر رگ جان ہے ہر ایک بیت بیت الاحزان ہے ہر مصرع مصرع ید غم ہے جو نقطہ ہے
وہ قطرہ دم ہے جو مضمون ہے پر درد و غم سے مشحون ہے ہر سطر صف ماتم ہے حرف حرف حلقہ نشین الم
ہے ہر طرف سے گھٹا غم کی گھری آتی ہے دل ٹھرتا ہے جان نکلی جاتی ہے اور کیونکر نہو کہ اب حال پر
ملال وقعات قیامت نما یعنے ماجرای وفات حضرت خیر الانام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و جناب زہرا
رضی اللہ عنہا و حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ و شہادت خلفای مصطفے و امام دوسرا شہید کربلا
لکھا جاتا ہے کیسا امام عالی مقام آئینہ رسول نما آیۂ آیۂ انما مصداق سورۂ ہل اتی معنی مودت فی القربی
سبط و ریحان رسول بضعۃ و جان بتول لخت جگر علی مرتضی قوت بازوی حسن مجتبی نور حدقہ فاطمہ
زہرا نور حدیقۂ خدیجہ کبری راکب دوش رسول زیب آغوش بتول ساقی کوثر کا نواسا عین فرات
پر قطرہ آب کا پیاسا شہید رنگین پیرہن قتیل خونین کفن شیر دلیر بیشۂ بلا ثابت قدم مقام صبر و
رضا جو جسکے مرغ نازک کا رب جلیل گہوارہ جنبان جسکا جبرئیل جد امجد جسکے رسول اکرم خال
جسکے قاسم مکرم والد ماجد جسکے علی اعظم حسن جسکے برادر معظم جعفر طیار جسکے عم مفخم صدیق جسکے
ہمدم فاروق جسکی قدر کے محرم عثمان جسکے شریک درد و الم امام الثقلین جان کونین
سلطان دارین مولی القبلتین سیدنا مولانا ابو عبد اللہ الحسین **شعر** جاے کہ
بہشت ذکر حسین و بلاے او بود رحمت نزول سکینہ از کبریاے او **روایت**
شیخ سہل بن عبد اللہ کہتے ہین کہ مین عاشور کے دن غم سیدنا امام حسین سے اشکبار ہو رہا
اونکے مصائب کو یاد کر کے بیقرار ہو رہا تھا اور جی مین کہتا تھا کہ اگر مین اوسدن

اپنی بدنصیبی سے وہان حاضر نہ تھا کہ شاہ کربلا کے آگے کفار شعار سے لڑکے اپنا گلا کٹا تا حضرت پر قربان ہوجاتا تو بارے آج تو اوسکی حسرت مین کچھ تھوڑا رو لون خون دل سے دامن بھگو لون پھر اوسی رات کو اپنی بخت بیداری سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا آپ نے فرمایا اے سہل قسم ہے ذات کبریائی کی کہ ایک قطرہ بھی تیرا آنسو جو یاد مصیبت مین تیرے فرزند دلبند نور عین حسین کے بہا ہے بیکار نہ جائیگا اور اوس رونے کے بدلے جو تو آج روتا ہے کل حق تعالیٰ تجھے اجر جزیل اور صواب جمیل عنایت فرمائیگا کہ محاسبان تختۂ خاک اوسکے حساب سے گھبرائینگے اور دبیران خطۂ افلاک اوسکے شمار سے عاجز ہوجائینگے **قطعہ** بیاد حسین علی گریہ کن ✤ کزین گریہ پیدا شود آبروئے ✤ ہر آن نامہ کز خطا شد سیاہ ✤ بدین گریہ کردن توان شست وشوئے ✤ **روایت** ہے کہ سلطان کونین حضرت امام حسین قیامت کے دن عرصات محشر مین ساتھ چہرۂ خون آلودہ اور کفن رنگین کے تشریف لائینگے اور جناب باری مین التجا فرمائینگے کہ رَبِّ شَفِّعْنِی فِیْمَنْ بَکٰی عَلیٰ مُصِیْبَتِی خداوندا جو کوئی دنیا مین میری شہادت اور مصیبت اور غریبی اور محرومی اور مظلومی اور بیکسی اور بےبسی اور بےبرگی اور گرسنگی اور تشنگی اور تنہائی اور یکتائی پر رویا ہے اور میرے غم مین اپنے دامان کو بھگویا ہے تو اُسے میرے اس چہرۂ آغشتہ بخون اور پیرہن گلگون کے بہا مین بخشدے میری شفاعت اوسکے حق مین قبول کرلے پس حق تعالیٰ شفاعت کو اس جناب کی قبول کریگا گناہ ان لوگون کے کہ غم امام مین آنسو بہائے ہین بخشدیگا **بیت** گر آب دہی نگریہ راہ شہدا ✤ بخشند گناہ تو بشاہ شہدا ✤ **روایت** امام علی بن موسیٰ رضا سے منقول ہے کہ جب حق تعالےٰ نے واسطے فدیہ اسمٰعیل علیہ السلام کے بہشت سے مینڈھا بھیجا اور ابراہیم علیہ السلام نے اوسکو ذبح کیا پھر دل مبارک مین اُس شیر دلیر کے یہ خیال ہوا کہ اگر مین اس مینڈھے کے عوض اسمٰعیل کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرتا تو ثواب عظیم اور اجر جزیل پاتا پس حقتعالےٰ نے وحی بھیجی کہ اے ابراہیم تمامی مخلوق مین سے تم کسکو زیادہ دوست رکھتے ہو خلیل اللہ نے عرض کیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ حبیب اور صفی تیرے ہین پھر ارشاد ہوا کہ انکو زیادہ دوست جانتے ہو یا اپنے کو عرض کی کہ قسم ہے تیری وحدانیت کی کہ انکو اپنی جان عزیز سے عزیز اور دوست تر

جانتا ہون پھر فرمان پہونچا کہ فرزندان کو انکے زیادہ دوست جانتے ہو یا اپنے فرزندون
کو خلیل اللہ نے جواب دیا کہ فرزندان امجاد انکے میری نزدیک میری ساری اولاد سے
دوست تر اور محبوب تر ہین بیت آنکس کہ ترا شناخت جان راچہ کند * فرزند و عیال و
خانمان راچہ کند * پھر حق تعالی نے وحی بھیجی کہ ای خلیل ایک فرزند کو فرزندان بزرگوار سے
انکے بڑی جور و ایذا اور نہایت ظلم و جفا سے غریب اور تنہا بھوکا پیاسا دشت کربلا مین شربت
شہادت کا پلائینگے اور ساری مال و اسباب کو اس فرزند ارجمند کے لوٹ لین گے خاک مین
ملائینگے حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے جب اس واقعہ جانکاہ کا اور حادثہ ہوش ربا کا سنکر کے
حالت رقت مین آئے اور قطرات حسرات اشک کے چشمان غم و دیدہ سے بہائے خطاب
آیا ہے ابراہیم ثواب رونیکا تمہاری امام حسین پر اور جو تم انکی مصیبت کو یاد کر کے دلین گریہ
برابر اس ثواب کے ہے کہ اپنی ہاتھ سے تم اپنی فرزند ارجمند اسمعیل کو میری راہ مین قربان کرتی یارو مقام
غور ہے کہ مصیبت مین سیدنا امام حسین کی اشک ریزی کا کیقدر ثواب ہوتا ہے کتنا فضل رب الارباب
ہوتا ہے شعر رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام * علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام *

قیامت سے نہین کچھ کم وفات سرور عالم	کہ جسکے ذکر سے ناصر کلیجا تھرتھراتا ہے
یہ کیا ہے آسمان سے آج جو یہ اشکباری ہے	زمین و آسمان مین کیون یہ جوش آہ و زاری ہے
یہ کیون جبریل کی آنکھون سے بحر خون جاری ہے	
گھٹا غم کی فلک پر چھا گئی ہے کس لیے سر پر	بظاہر ایک کو بھی اپنے دل پر کچھ نہین قابو
ہوا بدلی ہے کیون دنیا اندھیری آج ساری ہے	
یہ کھلبل ہو گئی پیغمبر دین مین کسلیے اسدم	سیہ ہی باندھی ملک روتے چلے آتے ہین کیون پیہم
زبان پر سبکے کیون صل علی با آہ و زاری ہے	

دنیا جای آزمایش ہے نہ مقام عیش و آسایش ہے دونون کی زندگی ہی عبادت کی تو خیر نہین تو
سراسر شرمندگی ہے آدمی گدا ہی یا بادشاہ ہے یہی ہمیات دونون کی یہی راہ ہے شعر
دربارگاہ حشر چہ سلطان چہ بے نوا * بر آستان مرگ چہ دربان چہ بادشا * نہ موت کی

گھڑ گھڑ جا رہی ہے مگر کسیکو سوجھے نہیں کل شیء ہالک قول باری ہے مگر کوئی بوجھے نہیں جو دم
ہی جو پل ہے جو گھڑی ہے موت سر پر اپنا وقت تاک رہی ہے گھڑی گھڑی ہے شعر رہنا نہیں کسیکو چلنا
ہے سبکو آخر ؎ دو چار دن کے خاطر یان گھر ہوا تو پھر کیا ؎ کوئی ملک ہو یا نبی ہو پیر و جوان ہو
یا صبی ہو شاہ ہو یا وزیر امیر ہو یا فقیر منشی ہو یا دبیر صغیر ہو یا کبیر حکیم ہو یا طبیب ابلہ ہو یا لبیب بقراط
ہو یا مسیح خوشنویس ہو یا شاعر فصیح عالم ہو یا عامل ہو عارف ہو یا کامل پہلوان ہو یا ضعیف وضیع
ہو یا شریف فاسق ہو یا زاہد کافر ہو یا ساجد موت کسیکو چھوڑتی نہیں ہر دم دم نکالنے کو آمادہ
ہے ہاتھ موڑتی نہیں رہا سے ظالم تجھے کیا خواہش دنیا سے دنی ہے ؎ پیوند زمین
ہر کوئی محتاج و غنی ہے ؎ جو قاقم و سنجاب پہنتے تھے ہمیشہ ؎ سوتے ہیں تلے خاک کے بین کفنی
ہے ؎ اس گھڑی سنگ مرمر کے محل میں جو بڑے عیش سے جیتے ہیں لنبی تانے سوتے
ہیں وہ اس گھڑی مرگ کے آغوش غضب میں مادر نامہربان قبر کے پڑے بجای شیر خون
جگر پیتے ہیں اور زار زار روتے ہیں انگوٹھے حسرت کے چاٹ رہے ہیں انگلیاں افسوس
کی کاٹ رہے ہیں آج ابھی جو یار و آشنا کے ساتھ ہنس رہے ہیں نظر پھیری تو گور میں پڑے
ہیں سانپ بچھو انکو ڈس رہے ہیں نظم کہان سلیمان کہان سکندر کہان ہیں جم اور کہان
ہیں دارا ؎ یہ سب کے سب خاک کے تختے تلے بگاڑ ڈالے بنا بنا کر ؎ مسافران رہ عدم کو
یہ کیسی نیند آگئی الٰہی ؎ کہ جب سے سوئے نہ پھر کے چونکے تھکے ہم انکو جگا جگا کر ؎ یارو
حیرت اور عبرت کا مقام ہے کہ جب روح کونین جان دارین شہنشاہ ہر دو سرا سرور انبیا
حبیب خدا اصل موجودات سبب وجود کائنات سید ولد آدم رحمت عالم صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم نے جنکے لیے حق تعالے نے دونون جہان کو بنایا کتم عدم سے موجود میں لایا دنیا
دنی کو چھوڑا حق سے جا ملے رشتۂ زندگی کو توڑا تو ہم تم کیا عمر دو روزہ پر اعتماد کرین ایسے
جینے پر کیا دل شاد کرین حق یہ ہے کہ اللہ بس ہے باقی ہوس ہے رباعی اندیشۂ مرگ مصطفےٰ
باید کرد ؎ دلشاد ز دنیا و طرب چرا باید کرد ؎ [illegible] ؎ ما را طمع جہان
چرا باید کرد ؎ روایت ہے کہ دسوین سال ہجرت کے جب حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو
اپنی وفات کا حال معلوم ہوا تو مسجد میں آکر آپ نے خطبہ پڑھا کہ ایک بندے کو حق تعالے نے

دنیا مین ناز و نعمت کی ساتھ رہنی اور مرنیکا مختار کیا اُسنے دنیا کو اختیار نہ کیا آخرت ہی کو اختیار کیا
شیفتہ جمال اور عاشق صادق ابوبکر صدیق اُس نکتے کو سمجھکر رونی لگے اور رائحہ انتقال حبیب
متعالی اِس کلام سی پاکر جی جان کو کھونے لگے اور کہنی لگے بلکہ ہم اپنی مادران و پدران و جانو
اور مالون کو آپ پر قربان کرتے ہین یا رسول اللہ ہمارا کیا حال ہوگا آپ نی دلاسا دیا اور فرمایا ابوبکر
مت رو و بیقرار مت ہو پھر اسی سال آپ نی حج اور کیا اور تاکید تمام احکام دین کے
یارون کو تلقین فرمائی کلمات رخصت با صد حسرت و رقت فرمانی لگے کہ شاید آیندہ سال پھر
اتفاق حج کا نہو وی پھر فرمایا کہ قیامت کی دن حق تعالی تم لوگون سی میرا حال پوچھیگا کہ کیا کیا
معاملہ کیا اور تمھاری ساتھ کیسے رہے سو تم لوگ کیا کہوگے سب حضار نے کہ لاکھ آدمی سی زیادہ تھے
عرض کی کہ آپ نی احکام الہی بخوبی پہونچائی اور نصیحت اُمت کی بخوبی فرمائی پس آپ نی انگشت
شہادت آسمان کی جانب اُٹھا کر تین بار فرمایا اللّٰھم اشھد خدا وندا گواہ رہ شعر رسول پاک پہ بھیج
ای خدا درود و سلام ٭ علی و فاطمہ حسن و حسین پہ بھی مدام ٭ روایت ہی کہ اسی سال
مین یوم عرفہ جمعے کی دن یہ آیت اتری اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ
آج مین نی تمھارا دین پورا کر دیا اور نعمت اپنی تمپر تمام کر دی مسلمانون کو اس بات سی بڑی خوشی
ہوئی مگر بار یک بینان صحابہ جیسے حضرت ابوبکر صدیق اس آیت سے قرب زمان قیامت
نشان سمجھ گئے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا دنیا مین رہنا اور یہ سب اذیتون کا
سہنا فقط اکمال دین اور تکمیل ناقصین کی تھا جب دین کامل و نعمت حق پر شامل ہو گیا تو حضرت
کو دنیای دنی سے کیا کام ہے اور انھین دنون مین سورہ اِذَا جَآءَ اتری آپ نی جبرئیل امین سے
فرمایا کہ ای جبرئیل اس سورہ سے بوی مرگ آتی ہے یعنی یہ سورہ خبر موت کی مشتاق ہے جبرئیل نے کہا
یا رسول اللہ وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی جو بہی مرضی مولی ہی تو اس دنیا سی بہ صورت
آخرت آپ کے لیے اولی ہے آخر آپ نے حجۃ الوداع سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ مین قدم
رنجہ فرمایا اور اہل بقیع اور شہدای اُحد کے واسطے دعای مغفرت فرماکے اپنے کوچ کا حال
لوگون سے سنایا اُسکے بعد آپ اکثر تسبیح اور استغفار اور گریہ مین مشغول تھے لوگ کہتی یا رسول اللہ
آپ موت کی خوف سی روتے ہین اتنا بیتاب ہوتے ہین فرماتے نہین بلکہ امت کی قبر کی تنگی اور لحد کی

تاریکی اور قیامت کے احوال یاد کر کر روتا ہون بیقرار ہوتا ہون سے جہان کا باغ تاراج
خزان ہی + اُجڑتا ہمصفیر و گلستان ہی + جناب سرورِ عالم کی رحلت + قیامت ہی قیامت ہی قیامت
رسول اللہ گر مانع نہوتی + سر اپنا پیٹ کر ہم جان کھوتی + کہین کیا بندگی بیچارگی ہی + فقط
رو دینی کی رخصت ملی ہی + روایت ابن مسعود کہتی ہین کہ آپ نی اپنی وفات کی ایک مہینہ قبل
خواص اصحاب اور عمدہ احباب کو گھر مین حضرت عائشہ صدیقہ کی بلایا پھر ہم لوگون کو دیکھکر
نہایت رحمت اور غلبۂ درد و رقت سے ہم لوگون کی بیکسی اور غربت پر نظر کرکے رونے لگے
بیقرار ہونی لگے **نظم** وداعِ یار و دیارم چو بگذرد بخیال + شود منازلم از آب دیدہ مالامال +
میانِ آتش سوزندہ ممکن ست آرام + ولی در آتش ہجران قرار و صبر محال + پھر
فرمایا مرحبا بکم اللہ و ترحمکم اللہ و ہدیکم اللہ ای یارو وصیت کرتا ہون مین
تمکو ساتھ تقویٰ اور خوف الٰہی کے اور عذاب الٰہی سے تمکو بہت ڈراتا ہون اور تمھین خدا
کی حوالے کرکے تمپر حقتعالے کو اپنا خلیفہ بناتا ہون چاہیی کہ کوئی کسی مخلوق پر ظلم اور تکبر اور
فساد نہ کری خدا کی شہرونکو غلو اور گناہ سی برباد نہ کری یارو اب ہماری تمھاری درمیان فراق
کا دن قریب آ گیا سفر آخرت مجھی بھا گیا اصحاب کبار اس حال کو سنتی ہی زار زار رونی لگے مرغ
بسمل کیطرح تڑپے بیتاب ہونی لگے **نظم** مجنو آپ کی ماتم مین رو دلو + مژہ مین اشک کی موتی پرو دلو +
اگر کچھ الفتِ خیر الوریٰ ہی + مقامِ گریہ ہی رونیکی جا ہی + پھر سبھون نی با دیدۂ گریان و سینۂ بریان
ضبط گریہ کرکی سینہ پر پتھر دھر کی پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے بری دن ہمپر کب
آئینگی آپ دنیا سی رحلت کب فرماوینگی فرمایا زمانہ فراق بہت ہی قریب ہون پوچھا یا رسول اللہ
غسل کون دیگا فرمایا مردان اہل بیت جو ہم سی قرابت مین قریب ہون پوچھا یا رسول اللہ
کس کپڑی سی آپ کو کفن دیا جاویگا فرمایا انہی کپڑون مین جو مین پہنی ہون اور اگر چاہو جامہ
مصری یا حلہ یمنی یا اور کوئی کپڑا اسفید جیسا چاہو پوچھا یا رسول اللہ آپ کی جنازی کی نماز کون
پڑھاویگا انہی مین کسی سے ضبط گریہ نہو سکا سب کی سب با دل بیقرار زار زار بی اختیار رونی لگے
جی جان کھونی لگے آپ بھی نہایت شفقت سی ہماری غریبی پر آنسو بہانی لگے اور رو رو کر
فرمانی لگے یارو صبر کرو دل پر جبر کرو اور جزع فزع نکرو رحمت خدا کی تم پر نازل ہو دوست

اور اللہ تمھاری گناہ آپ مغفرت سے دھووی اور ہماری طرف سے تمکو جزای خیر دیوی مجھے نہلا کفنا
کر اسی گھر مین کنارے قبر کے رکھکر سبکے سب ایک لحظہ جدا ہو جائیو یارو اول من یصلی علیّ
پہلے میرا پروردگار خود بذات خاص نزال رحمت خاص فرمائیگا پھر جبرئیل میری نماز پڑھینگے
پھر میکائیل پھر اسرافیل پھر عزرائیل ساتھ سب لشکر فرشتون اپنے کے انکے بعد مردان اہل بیت
پھر عورتین انکی پھر تم لوگ فوج کی فوج ہمارے جنازے کی نماز پڑھیو اور نوحہ اور فریاد سے مجھے ایذا
نہ دیجیو اور جو جو صحاب ہمارے غائب ہین انکو میرا سلام کہنا اور میری پیروان امت کو قیامت
تک میرا سلام پہونچاتے رہنا شعر روز یکہ ز تو سلام باشد ما را ۰ آن روز فلک غلام باشد ما را ۰ پوچھا
یا رسول اللہ آپ کو قبر مین کون داخل کریگا فرمایا مردان اہل بیت کہ انکے ساتھ فوجین فرشتونکی
ہونگی کہ وہ تمکو دیکھینگے اور تم انکو نہ دیکھو گے نظم جانا نہ در آتش ست کہ جانان ہمیرود ۰ سیلاب خون
ز دیدہ گریان ہمیرود ۰ یعقوب را ز یوسف خود داوری کنند ۰ خاتم برون ز دست سلیمان
ہمیرود ۰ آدم وداع سایہ طوبی ہمیکند ۰ خضر از کنار چشمہ حیوان ہمیرود ۰ روایت ہے
کہ گیارھوین سال ہجرت کے اٹھائیسوین صفر بدھ کے دن آپ کو حضرت میمونہ کے گھر مین
پہلے درد سر بشدت شروع ہوا اور ظہر کے بعد زیادتی مرض کی شروع ہوئی اور چودہ دن
آپ بیمار رہے دو دن صفر کے اور بارہ دن ربیع الاول شریف کے اور یہی مشہور ہے کہ بعضون نے کہا کہ
آپ دس روز بیمار رہے بائیسوین صفر شنبہ کے دن بیمار پڑے اور پیر کے دن دوسری تاریخ ربیع الاول
کو رحلت فرمائی اور اسی قول کو علمانے ترجیح دی ہے اسواسطے کہ بالاتفاق حضرت سیدہ خاتون جنت
نے بعد آپ کے پورے چھ مہینے مین تیسری رمضان کو قضا کی ہے شعر رسول پاک پہ بھیج اے خدا
خدا درود و سلام ۰ علی و فاطمہ حسن و حسین پہ بھی مدام ۰ روایت ہے کہ جب آپ کو کچھ درد
شروع ہوا تو آپ نے حضرت علی اور چند صحابہ کو اپنے ہمراہ لیکر جنت البقیع مین جا کر اہل گورستان کو
سلام اور چند خطاب کرکے یارون کو فرمایا کہ جبرئیل ہر سال مجھکو قرآن ایکبار سناتے تھے اور
امسال دو بار سنایا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ میری موت قریب آگئی سو اے علی حق تعالی نے
مجھکو مخیر کیا درمیان خزاین دنیا اور ہمیشہ زندہ رہنے کے اور درمیان لقاے اور بہشت اپنی کے
سو مین نے لقاے پروردگار اور بہشت کو اختیار کیا اے علی جب مین اس جہان سے قضا کر جاؤن

تو تمھین مجھی غسل دینا اور ستر عورت کا بہت لحاظ رکھنا ہو اسطے کہ جسکی نظر میری ستر عورت پر پڑیگی
وہ فوراً اندھا ہوجائیگا عذاب الیم پائیگا اور بعد میری غسل کے جسقدر پانی میری ناف کے غار اور
دونون آنکھون کے گڈھون مین جمع ہو اسکو تم پی لینا اور کسی کو ندینا برکت اُسکے میراث علوم
پیغمبران اولین اور آخرین کی تمھارے نصیب ہوگی رحمت الٰہی تمھارے قریب ہوگی پھر
آپ وہان سے گھر تشریف لائے اور کلام رخصتی لوگون کو سنائے **روایت ہے** شعر
جناب عائشہ باجان غمگین ❊ بیان کرتی ہین یہ حال شہ دین ❊ کہ جب آپ بقیع سے تشریف
لائے تو میرا سر دکھتا تھا مین نے کہا وا راساہ اے میرا سر دکھتا ہی **شعر ہے** ایسا مجھے درد سر
اس گھڑی ❊ کہ گویا اجل سامنے ہی کھڑی ❊ آپ نے فرمایا وا راساہ بلکہ میرا سر دکھتا ہی پھر
آپ نے ہنس کر فرمایا کہ جو میری سامنے تمھاری وفات ہو تو مین اچھی طرح تمھاری تجہیز و تکفین کرون
اور تمھاری نماز پڑھکے اور تمھارے لیے دعای استغفار کرکے تمھین دفن کرون مین نے کہا گویا
آپ یہی چاہتے ہین کہ مین مر جاؤن سو واللہ آپ مجھی کفنا دفنا کر اسی دن میری اسی حجرے
مین کسی اور بی بی کے ساتھ عروسی فرمائینگے اور میری محبت کا کچھ خیال ولین نہ لائینگے
پس آپ نے متبسم ہو کر فرمایا بل انا وا راساہ یعنی ای عائشہ تم اپنے درد سر کا حال کیا سناتی ہو ابھی اپنی
موت کا کیا ذکر لاتی ہو ابھی تم بہت زندہ رہو گی تکالیف دنیا سہو گی بلکہ میرا سر بار مرو درد کر پھٹا
جاتا ہے سامان میری موت کا نظر آتا ہی خیر پہلے ہم ہی چلے آخرت مین اب چند سے تم سے
جدا رہینگے درد تمھاری مفارقت کا سہینگے اور اگر ہم تمھاری بعد مرتے تو بہت اچھا ہوتا کہ دونون
آدمی دہان باہم آرام کرتے **نظم** ای دوستان نہان کشید آہ سوزناک ❊ کامد زمان نعرۂ و بیدا
گریستن ❊ بالا خروش و باشید کفن ❊ تا نیچرا شوید تنہا گریستن **روایت ہے** کہ پھر درد
آپکا بڑھنے لگا اور آپ باوجود اسکے ہر روز ایک بی بی صاحبہ کے گھر تشریف لیجاتے حتی کہ جب
طاقت رفتار جاتی رہی تو حسب الاجازت سبھی آپ کو کسی کپڑے مین اٹھا کر جس بی بی
صاحبہ کی باری ہوتی انکے مکان پر پہونچا دیا کرتے اور آپ ایسی حالت مین ہر روز اسیطرح
ازواج طاہرات کے پاس جا کر رعایت قسم کی کیا کرتے اور ہر روز پوچھتے کہ این انا غدا یعنے
کل مین کہان رہونگا ازواج مطہرات نے جب اس کلام کو بار بار آپ کی زبان مبارک سے

سنا تو سمجھا کہ شاید عائشہ صدیقہ کے گھر تشریف رکھنا منظور ہے کیونکہ وہ آپکو بہت محبوب ہین جب سب
بیبیون نے متفق ہو کر عرض کی کہ ہم سب راضی ہین کہ ایام مرض تک عائشہ صدیقہ کے گھر
تشریف رکھین تب سرور انبیا مسافر ملک بقا اسی شدت مرض مین ایک ہاتھ حضرت عباس کے
کاندھے پر اور ایک حضرت علی کے دوش پر رکھے ہوئے اور پشت نازنین کا سینہ فضل سے سہارا کیے ہوئے
پاے مبارک زمین سے گھسیٹتے ہوئے بڑی تکلیف سے حضرت عائشہ صدیقہ کے گھر تشریف لیگئے پھر سب
ازواج طاہرات وہین پر آتی تھین اور خدمت بجا لاتی تھین پھر تو آناً فاناً درد سر شدت بڑھنے لگا
تپ کا زور ہوا دم چڑھنے لگا **شعر** جان و دل مبتلای درد ہوئے ✦ یک بیک ہاتھ پانون
سرد ہوئے ✦ تپ سے دل دو دو ہاتھ اچھلنے لگا ✦ بس کلیجا سا کوئی ملنے لگا ✦ **روایت ہے**
صحیحین مین کہ ایام مرض موت مین آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ سے کہا کہ تم اپنے باپ ابوبکر اور
اپنے بھائی عبدالرحمن کو بلا بھیجو کہ مین تمھارے باپ ابوبکر کے لیے عہدنامہ خلافت کا لکھدون اور
انکو اپنا ولیعہد کر دون تا کوئی اور کہنے والا نہ کہے کہ مین ابوبکر سے خلافت کے لیے اولی ہون حضرت
عائشہ صدیقہ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ اسکی کچھ ضرورت نہین اللہ تعالے اور مومنین خود بغیر ہمارے
باپ ابوبکر کے اور کسی کو خلیفہ مقرر نہ کرینگے **شعر** رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود سلام ✦ علی و
فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام ✦ **روایت ہے** کہ خیبر مین زینب یہودیہ نے بکری کے دست
کے گوشت مین زہر ملا دیا اور اُسے بریان کرکے حضور نبوی مین کھانے کو بھجوایا آپ کو دست کا
گوشت بہت پسند تھا ایک لقمہ اسمین سے منھ مین لیا اس گوشت نے زہر ملانے کا حال حضرت سے
کہدیا آپ نے سب صحابہ کو فرمایا کہ اسے نہ کھاؤ اسمین زہر ملا ہے بشر بن براء صحابہ نے اسمین سے
کچھ لیا تھا فوراً بدن انکا سبز و سیاہ ہو گیا اور اسی وقت قضا کر گئے اور آپ کو بھی اسوقت اسی سم
کے اثر سے درد سر اور بخار شدید عارض ہوا آپ نے زینب کو بلا کر ماجرای گوشت پوچھا اُسنے
کہا حضور ہان مین نے زہر دیا ہے یہ فعل شنیع مین نے کیا ہے مگر آپ نے زینب کو بباعث حلم
کے کچھ کہا نہین اسواسطے کہ آپ اپنے نفس کے واسطے کسی سے بدلا لیتے نہ تھے کچھ سزا دیتے نہ تھے
اور چونکہ منظور الٰہی تھا کہ اصل رتبہ شہادت آپ کو حاصل ہو جاوے اسیواسطے آخر حیات تک اثر
اُس مادہ سمیہ کا باقی رہ گیا چنانچہ اس بیماری مین آپ نے فرمایا کہ ای عائشہ وہ لقمہ زہر آلودہ

جو خیبر مین نے کھایا تھا بارہا اُسکی تکلیف پاتا تھا گاہ گاہ اُسکا اثر اُبھر آتا تھا اور اُسوقت اوسی زہر
کی تاثیر سے میری رگ جان کٹ گئی پس اصل شہادت تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُس
زہر کی تاثیر سے ملی مگر شہادت کاملہ سرّیہ اور جہریہ حسب منصب عالی آپکے بوساطت دونون
نور العینین حضرات حسنین کے آپکو حاصل ہوئی روایت ہے کہ بشر صحابی کی مان آپکے
دیکھنے کو گئین آپکے سر مین اُسوقت بڑا درد تھا تپ ایسی گرم تھی کہ رخسارہ انور زرد تھا عرض
کی یا رسول اللہ ایسی تپ تیز وگرم تو ابتک میری دیکھنے مین نہین آئی ہی حبیب کبریا کو ایسا
تپ کا زور شان کبریائی ہی فرمایا اسیواسطے اجر بھی ہملوگون کا دونا ہوتا ہی پھر فرمایا کہ ای بشر کی
مان لوگ میری بیماری کو تجویز کرتے ہین عرض یا رسول اللہ دلون سے نعرۂ جانکاہ لبون پر
آہ سرد ہے لوگ کہتے ہین کہ حضرت کو ذات الجنب یعنی پسلی کی بیماری سے تپ گرم اور سر
مین درد ہے آپ نے فرمایا یہ عارضہ ہمین ہو نہین سکتا اسواسطے کہ ذات الجنب شیطان کے
اثر سے ہی بلکہ یہ بیماری خیبر مین تیری بیٹے بشر کے ساتھ جو گوشت کھایا تھا اُسکے اثر زہر سے ہی
اور ہمیشہ اثر اُسکا ہمیشہ تازہ ہوتا تھا اور درد دل کبھی کبھی زیادہ ہوتا تھا مگر اب رشتۂ جان کٹ گیا
کلیجا پھٹ گیا اور یہ اسواسطے تھا کہ ذات بابرکات مین اصل رتبۂ شہادت بھی آجائے اور
حضرات حسنینؑ کی شہادت سے آپکی شہادت تکمیل پائے اور اسمین ایک سر عجیب اور نکتہ
غریب تھا یعنے شہنشاہ کونین حضرات حسنینؑ کے دو پدر بزرگوار تھے ایک بڑی رسول پروردگار
دوسری چھوٹے شیر خدا حیدر کرار تھے بڑی پدر نے اثر زہر سے شہادت پائی چھوٹی پدر نے ضرب خنجر
سی رحلت فرمائی پس دونون صاحبزادون نے ایک ایک میراث پدری پائی بڑی شاہزادی نے
بموافقت رسول خدا تلخی زہر کی نوش فرمائی اور چھوٹی صاحبزادی نے بمتابعت شیر خدا زخم شمشیر اُٹھا
تشنہ لب شہادت پائی کہ زمانہ تیرہ سو سال کی قریب گذرا کہ ابتک اثر اُس زہر کا کسی تریاق سے
جگر خستہ محبان حسنؑ سے جاتا نہین اور زخم کاری اُس شمشیر کا سینہ محبت گنجینہ سے غلامان
حسینؑ کی کسی مرہم سے اندمال پاتا نہین **نظم** آہ ناصرؔ ناصر کیا کہین ✤ فرقت حسنینؑ اب
کتنا سہین ✤ بجھ گیا دل آتش دوری سے آہ ✤ اس گدا کی کچھ خبر ہے تمکو شاہ ✤ **روایت**
ابن مسعود کہتے ہین کہ مین حالت مرض مین آنحضرت کی پاس گیا بدن مبارک پر ایک چادر پڑی تھی

اسوقت درد سر کا زور تھا تپ کی شدت بڑی تھی حرارت تپ کی ایسی غالب تھی کہ چادر کی وجہ
سے تپ کا شعلہ آتا تھا باہر سے اور میں نے ہاتھ رکھا تو رکھا نہ جا سکتا تھا آپکو اسوقت باعث شدت
مرض کے بڑا قلق تھا اضطراب تھا بچھونے پر بار بار کروٹ بدلتے تھے بیتاب تھا میں نے متعجب ہو کر کہا
سبحان اللہ اے عزیز کیا یا رسول اللہ آپکو تپ ایسی گرم ہے درد سر سے چہرہ گلگون ایسا
ہے کہ کیا کہوں اضطراب آپکو ہے آپکے آگے سر دیجئے زبان حال سے فرمایا شعر ہر کہ درین بزم مقرب تر است
جام بلا بیشترش میدہند البتہ بیماری تپ ہم لوگوں کو دوہری کی برابر ہے میں نے عرض کی
تب تو اسیطرح آپکو دو آدمیوں کے برابر ہوگا فرمایا ای ابن مسعود قسم ہے خداوند کریم کی کہ جو کوئی
دنیا میں کچھ دکھ یا مصیبت پاتا ہے تو جیسے پتیاں درختوں کی جھڑ جاتی ہیں سب گناہ اسکا جھڑ جاتا ہے
شعر رسول پاک پہ بھیجا ہے خدا درود مدام علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام ٭ روایت ہے کہ
ایکدن جبرئیل نے حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ حق تعالی نے آپکو بہت بہت سلام کہا ہے
اور مزاج عالی کا حال پوچھا ہے اور فرمایا ہے کہ اگر مرضی مبارک دنیا میں رہنے کی ہو تو آپ جبتک چاہیں
خوشی سے دنیا میں رہئیے فرمائیں ابھی صحت کامل ہو جائے مرض لاحق سے شفاء عاجل ہو جاوے
ورنہ ہمیں بھی ایک مدت سے آپکی ملاقات کا اشتیاق ہے اب پل بھر کی انتظاری بھی مجھے شاق ہے
شعر لمولفہ مرا دل آپکا از بس ہے مشتاق ٭ ذری بھی انتظاری مجھ پہ شاق ٭ فرمایا مزاج
تو غم محبت سے بہت ہی ناساز ہے اور پرملال ہے عرض مطلب میں کیا طول دوں تجھ خود دانای حال
ہے عاشق محبت کا حال وہی خوب جانتا ہے بیمار غم جان کی تڑپ مسیحا خوب پہچانتا ہے شعر مولفہ
غم محبت سے ای جبرئیل کیا کیا حال دل کہئے ٭ جلا جاتا ہے دل ہی پھکا جاتا ہے تن اپنا ٭ جبرئیل غم فراق
محبت کیا کہیں کہا نہیں جاتا اور درد مفارقت حق بھی کتنا سہیں سہا نہیں جاتا نظم مولفہ اجل
اکطرف ہے ادھر کھینچے ہے دامان ٭ اور محبت کا غم اکطرف سے گریبان ٭ عجب مخمصے میں میں ہوں آہ
حیران ٭ نہ جیتے بنے ہے نہ مرتے بنے ہے ٭ اب ادھر میں بہر حال راضی برضا ہوں اور
صابر بقضا ہوں نظم اگرم خلاص جوئی وگرم ہلاک خواہی ٭ سر بندگی بخدمت نہم کہ بادشاہی ٭
یکے نیست اندر حکایت تو گویم ٭ ہمہ جانب تو گیرد تو آن کنی کہ خواہی ٭ روایت ہے کہ ایام مرض
میں ایک دن حضرت فاطمہ زہرا حضور نبوی میں تشریف لائیں آپ نے آہستہ سے خاتون جنت کے

کان مین فرمایا ای میوہ درخت زندگانی وای روشنی دیدہ کامرانی ہر سال جبرئیل ایکبار میرے ساتھ
قرآن کا دور کرتے تھے اب کی سال دوبار سنایا ہی اس سے معلوم ہوتا ہی کہ زمانہ موت کا میری بہت
قریب آیا ہی اب چند دن ہم جینگے عنقریب شربت مرگ پینگے زہرا بتولؑ نے اس بات کو سنکر غم سے
سر کو دھنکر چہرۂ انور پر آنسوؤن کا مینھ برسایا فرقت مین شعر پڑھکر کہنے لگین آپ روئین اور حضرت کو رلایا
نظم یہ برا دن خدا نہ مجکو دکھائی ۔ آپ کی موت مجکو ہی آجائی ۔ پھر تو بس بیقرار ہونے لگین ۔ گلے
مل مل کے جان کھونے لگین ۔ غم سے پٹی پہ سر پٹکنے لگین ۔ ہچکی باندھ منھ کو تکنے لگین ۔ کہتین اب
جان کس پہ ہارینگے ۔ بابا کہکر کسے پکارینگے ۔ بابا یا لا پہ ساتھ لے نہ چلے ۔ مرتے دم کچھ سہارا دے
نہ چلے ۔ تم تو کہتے تھے منھ نہ موڑینگے ۔ ساتھ تا حشر ہم نہ چھوڑینگے ۔ پیارے حسین آج رو رو کے آنکھین
دیکھیے دل کے ٹکڑے ہوتے ہین ۔ آپ نے حضرت سیدہ کی بیقراری اور گریہ وزاری دیکھکر آہستہ سے
پھر انکے کان مین فرمایا کہ ای نور دیدہ پدر اتنا مت رو اسقدر بیتاب مت ہو ہم تم سنکر تمھاری پریشان
ہو جاتے ہین اور عین غم مین تمکو دو مژدہ سناتے ہین اول یہ کہ بہشت مین سردار ساری
زنان کی تم ہوگی دوسرے یہ کہ سب سے پہلے میرے اہلبیت مین سے تم مجھسے ملاقات
کروگی یعنے اب تم بھی عنقریب سفر آخرت کروگی خاتون جنت نے یہ کلمات سنکر خوشی سے ہنس دیا شکر آنے
کا تبسم کیا حضرت عائشہ نے فرمایا ای فاطمہ کسی غم کے بعد اتنا جلد کسی کو خوشی آتی نہ دیکھا رونے کے
پیچھے فوراً کسیکو ہنستے مسکراتے نہ دیکھا کہو تو رونے کے بعد تبسم کیا ہنسی آئی حضرت نے پہلے کون سے غم
کی خبر پھر کونسی خوشی کی بات سنائی آپ نے فرمایا ای مادر مہربان فاطمہ تم پر قربان حضرت کا راز ابھی
کیونکر کہون کہنے کی بات نہین بہتر تھا مین مرجاتی افسوس موت اپنے ہاتھ نہین نظم للمولفہ کیا
کہین کچھ کہا نہین جاتا ۔ درد ہجران سہا نہین جاتا ۔ کہیے کیا کہیے آہ کیا کہیے اور خاموش کسطرح
رہیے ۔ لیکن بعد وفات حضرت کے حضرت عائشہ کے مبالغے سے یہ حال ظاہر کر دیا شعر رسول
پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام ۔ علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام ۔ روایت ہی کہ جب ضعف
بڑھنے لگا آپ نے فرمایا کہ سات کوئین سے سات مشک پانی کی منگاؤ اور ساتون مشک آب سے
مجھے نہلاؤ شاید تپ کی لہر اور گرمی سے کچھ تسکین پاؤن اور مسجد مین جاکر لوگون کو آخری وصیت
سناؤن اور جو کچھ لوگون کے مجھپر حقوق ہون انسے بخشواؤن حسب الحکم لوگ عمل مین لائے اور سات مشک

آب سرِ اقدس پر بہائے آپ نے تپ مین کچھ تخفیف پائی اور باستعانت حضرت علی اور فضل کے
سر پر پٹی باندھی ہوئے مسجد مین آکر واسطے رعایت لونڈی غلام اور نماز کے تاکید بلیغ فرمائی
پھر بلال کو فرمایا کہ ہر ہر کوچہ و بازار مدینہ مین جاکر منادی کرے کہ آج آخری قدم نبی آخرالزمان
کا مسجد مین آیا ہی وصیت آخری سننے کو حضرت نے سبکو بلایا ہی بلال زار زار روتی ہوئی بازار مدینے
مین آئی اور آواز دی کہ لوگو آج حضرت کی آخری وصیت ہی دمِ واپسین کی نصیحت ہی جو یہ وصیت
آخری سُنا چاہے مسجد مین حاضر آئے نہین تو پھر یہ رسول کہان اور یہ وصیت کہان ساری اہل مدینہ
چھوٹے بڑے مرد عورت یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی اپنی دوکانون کو اسیطرح چھوڑ چھوڑ کر مسجد نبوی مین
ٹوٹ پڑی لوگونکا اسقدر ہجوم ہوا کہ بیٹھنے کو جگہ نہ ملتی تھی نعرہ ہای جانکاہ و فغان و آہ سے مسجد ہلتی تھی
آپ نے لوگون کو تسکین دی پھر حمد و ثنا ایزدی کے بعد فرمایا کہ میری موت قریب آگئی دنیا کی محبت
چھوٹی آخرت بھا گئی اب ہماری تمہاری درمیان مین فراق ہوتا ہی کیا کیسے دل پر شاق ہوتا ہی سو جیسے روح و
بدن کی جدائی ہی پہل سی میری محبت چھوٹنے نہ پائی رشتہ تعلق ٹوٹنے نہ پائی اور دنیا مین کوئی پیغمبر
ہمیشہ کو رہتا نہین روضۂ رضوان اور لقای رحمن کی ہوتے ایذای دنیا کو سہتا نہین **نظم** ہود و ادریس
و یونس شیث و ایوب و شعیب ٭ دعوت اسلام کر کے ٹھہری چندے چل بسے ٭ بو علی سے بھی
ہزارون آئی دنیا مین طبیب ٭ موت کی دارو کہین سے پر نہ لائے چل بسے ٭ ساتھ جنکے تھا یہان
پر لشکر و فوج و سپاہ ٭ بیکسانہ قبر کے اندر اکیلے چل بسے ٭ ایک ساعت بھی نہ ٹھہرے جبکا وعدہ آگیا ٭
دل کے دل ہی مین رہے ارمان سارے چل بسے ٭ چل بسینگے ایک دن ہم بھی اسی صورت
سے آہ ٭ جسطرح زیر زمین یہ لوگ اگلے چل بسے ٭ پھر فرمایا کہو تو سہی مین تمہارا کیسا پیغامبر
تھا تمہارے ساتھ ہو کر جہاد نہین کیا لوگون نے میری دانت توڑی رخساری مبارک لہو لہان نہین
ہوئے جاہلون سے رنج اور سختیان مین نے نہین کھینچین اور بھوک سے پیٹ پر پتھر نہین باندھا
سبھون نے اسکی تصدیق کر کے کہا کہ آپ نے اچھی طرح تبلیغ رسالت فرمائی ہمکو راہ راست دکھائی
پھر آپ نے فرمایا کہ مین تم سب کو قسمین دیتا ہون کہ جس کسی کو مینے کبھی مارا ہو گالی دی ہو کچھ برا کہا ہی
یا غیبت کی ہو یا کسی کا کچھ مال لیا ہو یا کسیکے حق مین کچھ قصور کیا ہو تو وہ شخص بیشک ابھی فوراً
مجھ سے اسکا بدلا لیوی عذاب آخرت سے مجھے نجات دیوی پیارا وہی ہی جو اپنا حق مجھ سے بھر لیوے

یا مجھے بخشدیوے تا اُسکا دل میری طرف سے صاف ہو جاوے اور میری خطا بھی معاف ہو جاوے اور
ایسا نہ سمجھے کہ پیغمبر سے بدلا لینا ناز یبا ہے اسواسطے کہ فضیحت آخرت کی رسوائی سے اولیٰ ہے جب
آپ نے بہت اصرار کیا ایک شخص اُٹھا اور کہنے لگا یا رسول اللہ آپکے ذمے میرے تین درم باقی ہیں
فرمایا میں تجھے جھٹلاتا نہیں کسی کو قسم کھلاتا نہیں مگر سچ کہہ کہ یہ تینوں درم میرے ذمے
کیسے ہیں کہا رسول اللہ ایکدن آپ نے ایک فقیر کو تین درم مجھسے دلا دیے تھے
کہ ابتک وہ درم مجھے نہیں ملے آپنے تین درم اُسکو فضل بن عباس سے دلا دیے پھر
کسی نے کہا میں منافق ہوں کسی نے عرض کی میں جھوٹا ہوں بہت سوتا ہوں غرضکہ
کھوتا ہوں آپ نے سب کے حق میں دعای خیر فرمائی شعر رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام
علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام * روایت ہے کہ اسکے بعد آپ نے پھر اصرار کیا اسی بات کا
تکرار کیا تب عکاشہ نے اُٹھکر عرض کی یا رسول اللہ جب آپکا اسقدر اصرار ہے تو جو کوئی ذرہ بھر بھی
اپنا حق ذمے آپکے چھوڑے گنہگار ہے اور آپ اگر اسقدر الحاح نفرماتے تو بخدا ہم اپنا حق نلیتے
چپ رہجاتے ایک دن آپ نے سفر تبوک میں اپنی اونٹنی پر کوڑا چلایا تھا وہ کوڑا میرے مونڈھے پر
آیا تھا اگر مجھے قصاص منظور نہیں ہے کہ حضور نبوی نے اسقدر اصرار کیا ہے اسواسطے عرض حال کیا
آپ نے فرمایا ای عکاشہ حقتعالیٰ تجھے جزای خیر دے تو نے بہت بڑا احسان کیا فضیحت عقبیٰ سے بچا لیا پھر
فرمایا ای سلمان ابھی فاطمہ کے گھر جاؤ اور وہی کوڑا لے آؤ سلمان با دیدۂ گریان و سینۂ
بریان در حجرۂ سیدہ گئے اور وہی کوڑا مانگ کر نبوی میں لائے جب کوڑا مسجد میں آیا غبار کے
دونوں سیہ مچی چوٹ پڑی صحابہ نے شور محشر مچایا آپ صحن مسجد میں بیٹھکر رخ جانب قبلہ کیا اور عکاشہ کو وہ
کوڑا دیا کہ بلا لحاظ و مروت مجھسے اپنا انتقام لے ذلت آخرت سے مجھے نجات دے عکاشہ نے ہاتھ میں
کوڑا لیا اہل محفل نے نعرہ جانکاہ سے دوبارہ حشر برپا کیا سارے مہاجرین و انصار و صحابہ کبار و
اہلبیت اطہار یہ حال پُر ملال دیکھکر تھرا نے لگے ہاتھ مل مل کر قتل مچانے لگے مارے غصے کے صحابہ
چاہتے تھے کہ عکاشہ کو کھا جائیں مگر بخوف نبوی کچھ کہہ نہیں سکتے تھے ایک دوسرے کا منھ تکتے تھے آخر حضرت
صدیق اکبر اور عمر فاروق نے فرمایا ای عکاشہ تو اتنا کیوں بیحال ہے ہوش کر تیرا کدھر خیال ہے اپنے
نبی کی قدر جانتا نہیں حضرت کو پہچانتا نہیں سرور عالم مسافر ملک عدم چند روز سے نہایت بیمار ہیں بات کرنے

آ چاہے ہین اور اگر تجھے ایسا ہی بدلا لینا ضرور ہے تو ایک کوڑی کے عوض سو سو کوڑے ہمکو لگا لے
اور حضرت کو اس سے نجات دے آپ نے فرمایا اے ہم فرکوڑا لا اتم سے بدلا کیونکر لیا جاوے ایک
گنہگار کے عوض دوسرا بیگناہ کسطرح سزا پاوے پھر حضرت عثمان باحیا اور حضرت علی مرتضی نے
رو رو کر آنسو سے منھ دھو دھو کر فرمایا کہ اے عکاشہ تو آتا کیون ہے جو اس ہجری کی یہی حرمت
ہے یہی پاس ہے طبیعت دشمنان عالی چند روز سے علیل ہے بھلا ایسے وقت مین قصاص کی
کونسی سبیل ہے ایک کوڑی کے عوض دو کوڑی ہمکو مار لو اور رحمت عالم مسافر ملک عدم کو اذیت
مت دے آپ نے فرمایا ایسا نہو گا آسکے بعد سلطان دارین جان کونین حضرات حسنین رضی اللہ
عنہما آئے اور آنکھون سے سیلاب اشک بہائے اور فرمایا اے عکاشہ نانا جان بالفعل بسبب بیماری کے
بہت ہی بیقرار ہو رہے ہین شدت تپ سے زار و نزار ہو رہے ہین ایک تازیانے کے عوض ہزار ہزار تازیانہ
ہمکو لگا اور نانا جان کو حالت بیماری مین ایذا مت پہونچا آپ نے فرمایا اے پیارے آنکھون کے تارے یہ
بات ممکن نہین جسدم وہ کوڑا تمہارے تنگبدن پر پڑیگا خار سا میرے غنچہ پژمردہ دل مین گڑیگا پھر
فرمایا اے عکاشہ ہان کوڑا لا اور جلد اپنا کام کر شاید موت مجھے مہلت نہ دے عکاشہ نے کہا یا رسول اللہ
جسدن کوڑا آپ کا میری پشت برہنہ پر پڑا تھا کہ خار سا گڑا تھا آپ بھی اپنا مونڈھا کھولین اسطرح
برہنہ ہولین جسدم آپ نے دوش مبارک کو برہنہ فرمایا عرش سے فرش تک زلزلے مین آیا
صحابہ نے آہ کے نعرے عرش تک پہونچائے حور و قصور وحش و طیور جن و ملک عرش و فلک
اس کلام کے ساتھ ہمکلام ہوکے تھرائے **نظم** خدایا اینچہ سامان ست امروز ✽ فلک برخویش
لرزان ست امروز ✽ خدایا بر حبیب خویش بنگر ✽ کہ از دردش بپا شد شور محشر ✽ تنش نازک تر از
برگ گل تر ✽ غلط از نگاہش ہمچو نشتر ✽ خدایا بر حبیب خود ببخشا ✽ مصیبت ہائے او را بیغرامے ✽
آخر جب عکاشہ نے مہر نبوت کو حضرت کی دیکھا حالت وجد مین چارون طرف آنکے گھومنے لگا
پیرون پر پڑا مہر نبوت کے بوسے لے کر خوشی سے جھومنے لگا پھر عرض کی روحی فداک
یا رسول اللہ نہ حضور نے کبھی غلام کو مارا ہے اور نہ غلام کو انتقام کی طاقت ہے نہ یارا ہے منظور تھا
کہ آخری دم زیارت مہر نبوت سے یہ گنہگار بہ کار بحیلۂ انتقام مشرف ہو لیوے دوش انور
جسم اطہر کو مس کر کے کالکھ منھ کی دھو لیوے آتش جہنم کو اسی ذریعہ سے اپنے پر حرام کر لے اور

دنیا و دین مین اپنا اور آپ کا نام کرے نہین تو پھر آپ کہان مہر نبوت کہان ہین کہان
پشت برہنہ پر بوسہ لینے کی طاقت کہان **شعر** رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام ٭
علی و فاطمہ حسن و حسین پہ بھی مدام ٭ **روایت** ہے کہ ایام مرض مین بلال پانچون
وقت آپکو اعلام فرماتے آپ مسجد مین تشریف لا کر نماز پڑھاتے جب تین دن عمر شریف کے باقی
رہے ضعف کے باعث جماعت مین تشریف نہ لا سکے تیرہ نمازین گھر مین پڑھین ایک روز عشا کے
وقت بلال نے دروازے پہ آکر آواز دی اَلصَّلوٰۃُ یَا رَسُوْلَ اللہِ فرمایا کہدو کہ ابوبکر نماز جماعت
کی پڑھاوین حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا میرے باپ بہت نرم دل ہین جب محراب مین آپکی
جگہ خالی پاوینگے مارے رقت کے نماز پڑھا نہ سکین گے بیتاب ہو جاوینگے پھر ارشاد ہوا ابوبکر سے کہو نماز
پڑھاوین پھر حضرت عائشہ صدیقہ نے بی بی حفصہ سے جو حضرت عمر کی صاحبزادی اور حضرت کی
زوجہ ہین کہلایا کہ حکم ہو تو میرے باپ عمر نماز پڑھاوین حضرت بہت غصہ ہوئے اور فرمایا کہ ابوبکر کے
ہوتے ہوئے خدا اور مسلمانون کو اور کی امامت منظور نہین بلال پر ملال یہ بات سنکر آتش
غم سے جل بھنکر فریاد کرنے لگے کہ وامصیبتاہ وابتاہ کاشکے مین وجود مین نہ آتا یا قبل اسکے مرجاتا یہ
حالت حضرت کی نہ دیکھتا **شعر** چون نبود تو خوب است بود مرا عمر کاشکے ٭ ہرگز نبودمی و ز مادر نزادمی ٭
آخر بلال خستہ حال سر جھکائے غل مچائے ہوئے چشم گریان و دل بریان مسجد مین آئے اور حکم نبوی نماز
پڑھانے کے لئے صدیق اکبر کو پہونچایا حضرت صدیق اکبر نے یہ حال سنا رنج و الم سے سر کو دھنا
کلیجا دھڑکنے لگا دل وحشت زدہ پھڑکنے لگا آخر ضبط گریہ کرکے سینہ پر پتھر دھر کے حسب الحکم
نماز پڑھانے کو کھڑے ہوئے جسدم محراب کو حضرت سے خالی پایا جگر شق ہو گیا دل بھر آیا شدت
رنج و غم سے روتے روتے ہچکیان بندھ گئین بیہوش ہو کر گر پڑے پھر آپ کو ایسی رقت طاری
ہوئی کہ سب اہل مسجد بھی کھولکر رونے لگے بیتاب ہونے لگے آہ کے شرارے واحمداہ کے نعرے
عرش تک پہونچائے زمین کانپی حاملان عرش گھبرائے **اشعار** در نماز محمد آخر و تو چون یاد آمد
٭ حالتے رقت کہ محراب نظر باد آمد ٭ پھر جاتا ہے آنکھون مین وہ عالم اونکے رونیکا ٭ کہ کس
کس طرح سے اصحاب با سوز جگر روئے ٭ انھون نے یہ کیئے نالے کہ چشم حال سے اسدم ٭ شجر روئے
حجر روئے مسجد بھی در و دیوار روئے ٭ اہل مسجد کی فریاد و زاری اصحاب کی اشکباری گوش مبارک مین آئی

فرط محبت سے طبیعت گھبرائی آنکھ کھولدی اور سیدۃ النسا فاطمہ زہرا سے پوچھا مسجد مین شور کیا
ہے یاروں مین کہرام کیسا ہے سیدۃ النسا نے فرمایا **نظم** ای ختم پیمبران مرسل ٭ طلوع پسین صبح
اول ٭ یاران تو از غمت زبونند ٭ زین بیش چہ گویمت کہ چونند ٭ از ہجر تو سوخت آتش ما
چو موم گداخت مغز جانہا ٭ بابا جان فاطمہ کی جان آپ پر قربان آپکے یاران و انصار مین آپکے
فراق سے آپ کی اشکبار ہین **ابیات** تنہا من ز ہجرت تا بجانم ٭ ز مہجوری برآمد جان عالم
تو آخر رحمۃ اللعالمینی ٭ ز محرومان چرا فارغ نشینی ٭ برون آ در سر از برد یمانی کہ روی تست
صبح زندگانی ٭ ز حجرہ پامی در صحن حرم نہ ٭ بفرق خاک رہ بوسان قدم نہ ٭ آخر آپ نے حضرت
عباس اور علی مرتضی کو طلب کیا اور ان دونوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھکر مسجد مین تشریف
لیگئے اور نماز پڑھی اور لوگوں کو تسلی دی کہ یارو مین خدا کو سپرد کیا سو خدا سے ڈرتے رہنا
اور ہمیشہ خدا کی اطاعت کرتے رہنا اور کوئی نبی اپنی امت مین ہمیشہ نہین رہا اور جس امت
کو حقتعالی خوش قسمت خوش نصیب کرتا ہے تو پیغمبر انکا انکے سامنے فوت کرتا ہے اور جس امت سے حقتعالے
ناخوش ہوتا ہے تو اسی پیغمبر کے سامنے ہلاک کرتا ہے اور اس پیغمبر کی آنکھوں مین ٹھنڈک پہونچاتا ہے
روایت ہے کہ بعد اسکے کہ ابوبکر صدیق نے حسب الحکم امامت شروع کی دو بار آپ مسجد مین بجماعت
نماز پڑھانے ابوبکر صدیق کو تشریف لیگئے ایکبار آپ نے ابوبکر صدیق کے پیچھے صف مین بیٹھکر نماز پڑھی
اور یہ آخر نماز باجماعت آپکی تھی اور ایکبار حضرت صدیق اکبر کے کھڑے ہوتے ہی آپ مسجد مین تشریف
لائے ابوبکر صدیق نے چاہا کہ پیچھے ہٹین صف مین آملین آپ نے اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر رہو اور آپ ابوبکر
صدیق کے بائین ہاتھ بیٹھکر امام ہوئے اور ابوبکر صدیق آپکے داہنی طرف کھڑے ہوے تھے آواز آپکی
بسبب ضعف کے لوگوں کو نہین پہونچتی تھی اسواسطے ابوبکر صدیق بطور مکبر کے تھے لوگ حضرت صدیق
کے مقتدی تھے اور حضرت صدیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقتدی تھے اور ایکمرتبہ آپنے
بروز وفات دوشنبے کو صبح کی نماز مین در حجرہ کے پاس آکر پردہ اٹھایا اصحاب کو ابوبکر صدیق
کے پیچھے نماز باجماعت پڑھتے پایا بہت خوش ہوئے اور مسجد مین نہ آسکے اور ایکبار آپ نے حالت
صحت مین بھی پوری نماز ابوبکر صدیق کے پیچھے پڑھی ہے اور ایک سفر مین عبد الرحمن بن
عوف کے پیچھے آپ نے ایک رکعت نماز پڑھی ہے اور بغیر ان دو شخص کے اور کسی امت کے

پیچھے باپ کے زمانہ نہیں پڑھی **نظم** با من فلک از جفا گرد و چہ شد • دو نہ یار خود ہم جدا کرد و چہ شدے • چون آخر کار بے تو می باید زیست • اول ز تو ہم خانہ کردی چہ شد • **حدیث** ہی کہ ایام مرض مین بروز یکشنبہ آپ کے پاس کہین سے کچھ اشرفیان آگئین تہین آپ نے فرمایا تہین فقرا پر تقسیم کردو مگر چھ سات اشرفیان آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ کے حوالے فرمائین اسکے بعد آپکو کچھ غشی سی طاری ہوئی جب ہوش مین آئے فرمایا اے عائشہ وہ اشرفیان تقسیم کیا کہین کہا میرے پاس ہین فرمایا فقرا پر خیرات کردو پھر آپکو غشی طاری ہوگئی اور حضرت عائشہ صدیقہ کو کوئی خدمت مین مشغول تہین جب پھر ہوش مین آئے فرمایا تمنے اشرفیان تصدق کین کہا ابھی نہین فرمایا میرے پاس لاؤ آخر آپ نے وہ اشرفیان منگوا کے لیکر اپنی ہتیلی پر رکھا او رکہا پھر فرمایا کیا گمان تھا محمد کو اپنے پروردگار کے ساتھ اگر وہ اسکے دربار مین جاتا اور یہ اشرفیان اسکے پاس رہتین پھر آپ نے وہ اشرفیان خیرات کروا دین پھر فرمایا اب مجھے راحت ملی ہے یکشنبہ کے دن یہ اشرفیان خیرات کین اور باوجود علم اسکے کہ کل دوشنبے کو روز سفر آخرت درپیش ہے اپنی تجہیز و تکفین کے واسطے ایک اشرفی بھی رکھ نہ چھوڑی بخلاف غفلت اہل دنیا کے کہ ایک کوڑی کے لیے مرتے ہین اور پھر محبت خدا اور رسول کا دم بھرتے ہین مرتے دم تک توڑے کے توڑے روپے دھرے ہوتے ہین صندوق کے صندوق اشرفیون سے بھرے ہوتے ہین مگر باوجود اتباع سنت کے ایک پیسا بھی فقیر کو دیتے [illegible] تجہیز کی فکر سے لیتے نہین غرض یکشنبے کا دن گذرا دوشنبے کی رات کالی بلا آئی حضرت عائشہ نے چراغ مین تیل نہ پایا بہت گھبرا اٹھین جی پھر آیا آخر آپ نے ایک انصار کی بی بی کو فرمایا کہ شمع مشعل تو اس جگہ چراغ مجلس نبی ہے اس وقت حالت نزع مین ہین چراغ دینے کا محل ہوا جاتا ہے آنکھون تلے اندھیرا ہوا آتا ہے جو چراغ تمہارے جاؤ اپنے گھر سے چند قطرے تیل کے لے آؤ روشن ہو رسول پاک پر بھیج اے خدا درود و سلام اور فاطمہ حسن و حسین پر بھی سلام **روایت** ہے حضرت ام سلمہ فرماتی ہین کہ مین آپ کے سرہانے بیٹھی تھی دیکھا آنکھین حضرت کی بند ہین اور لب مبارک کو آپ ہلاتے ہین حضرت کے لب کے پاس کان لگایا سنا کہ نہایت تضرع اور الحاح سے حق تعالی سے امت کے لیے مناجات کر رہے ہین اور فرما رہے ہین الہی امت کو میری آتش دوزخ سے نجات بخش اور حساب قیامت کا ان پر

آسمان کیجیو مین نے عرض کی یا رسول اللہ آپ کا کیا حال ہی جو اُمت عاصی کے لیے اسقدر ملال
ہے فرمایا اے اُم سلمہ ہم سے رخصت ہو تو خون دل سے دامان بھگولو کہ اب تھوڑے زمانہ کے
بعد میری آواز نہ پاؤ گی لاکھ سر ٹیکو گی ٹھوکرین کھاؤ گی **شعر** رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود
سلام ٭ علیؑ و فاطمہ حسنؑ و حسینؑ پہ بھی مدام ٭ **روایت ہی** کہ آخر وقت مین حضرت علی مرتضےٰ
نے حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ مین نے خواب دیکھا ہے کہ مین زرہ پہنے تھا وہ کھو گیا مین بے
زرہ ہو گیا آپ نے فرمایا اے علیؑ وہ زرہ کہ پناہ تمہارا تھا مین تھا اب مین دنیا سے سفر کرتا ہون تمہارے
سینے پر سنگ تنہائی کا دھرتا ہون اے علی میرے بعد لوگ تکو ستائینگے بہت ہو بکر دو تمہارے آگے پیش
آئینگے سو خبردار زمام صبر و شکیبائی ہاتھ سے چھوڑنا نہین دنیا کی طرف نظر نہ پھیرنا زاد آخرت سے
باگ موڑنا نہین علیؑ حوض کوثر پہ تم میرے پاس آؤ گے اپنے احباب کو پانی پلاؤ گے پھر حضرت سیدہ
نے حاضر ہو کر عرض کی بابا جان مین نے بھی ایک خواب دیکھا ہے کہ میرے پاس کلام اللہ کا ایک
ورق ہے کہ مین اُسمین قرآن پڑھتی ہون ناگاہ وہ ورق میری نظر سے غائب ہو گیا فرمایا اے فرزند
دلبند وہ ورق قرآن کا مین ہون کہ عنقریب تمہاری نظر سے چھپ جاؤنگا اور تم مجھ سے جدا
ہو جاؤ گی پھر چندے دنیا مین رہ کر درد مفارقت سہکر میرے پاس آؤ گی بعد اوسکے شہنشاہ کونین
حضرات حسنین آئے اور سلام فرزندانہ بجا لائے اور عرض کی نانا جان ہماری آپ پر قربان
ہمنے بھی خواب دیکھا کہ ایک تخت ہوا پر جاتا ہے اور ہم لوگ اُس تخت کے تلے چلے جاتے ہین
آپ نے فرمایا اے جانان جد وہ تخت میرے تابوت کا ہوگا کہ لوگ اُٹھائینگے اور تم لوگ اُسکے نیچے
گیسوہاے مشکین کو پراگندہ کیے ہوئے جاؤ گے ان سب خواب اور تعبیر کو سنکر سارے اہل
بیت نے شور محشر مچایا زمین و آسمان ہلایا اور حاضرین مجلس کا بھی دل بھر آیا **نظم** جہان مین شور محشر
کسقدر ہے ٭ قیامت رحلت خیر البشر ہے ٭ ملک جن و بشر ہین زار و نالان ٭ زمین و آسمان
بھی نوحہ گر ہے ٭ رسول اللہ نظروں سے چھپا ٭ اگر سمجھو بڑا داغ جگر ہے ٭ **روایت ہی**
کہ روز دوشنبہ وفات کے دن صبح کی نماز کے وقت آپ نے در پر کھڑے ہو کر پردہ اُٹھایا اصحاب
کو حضرت صدیق کے پیچھے نماز مین پایا بہت ہی خوش ہو کر تبسم فرمایا چونکہ آپ کھڑے تھے
صحابہ نے جانا کہ آپ مسجد مین تشریف لائین گے خود نماز پڑھائین گے سب سارے

صحابہ باری خوشی کے پھول گئے اسقدر خوش ہوئے کہ نماز بھول گئے سبھون نے چاہا کہ نماز توڑ دین ڈلکو ہاتھ سے چھوڑ دین **شعر** نماز را بگذارم ترا سلام کنم ٭ رخی تو بینم و ذبح سجود حرام کنم ٭ حضرت ابوبکر صدیق نے چاہا کہ پیچھے ہٹین آپ نے اشارہ فرمایا کہ سب لوگ اپنی اپنی جگہ پر رہو نماز تمام کرو پس پردہ گرا دیا اور اوسی دن انتقال کیا **شعر** واسطے جنکے زمین و آسمان پیدا ہوا ٭ جنت الفردوس مین وہ حق کے پیارے چل بسے ٭ **روایت ہی** کہ وفات سے تین دن پیشتر یعنے سنیچر کے دن جبرئیل امین بحکم رب العالمین حضور نبوی مین تشریف لائے اور یہ پیغام لائے کہ حق تعالے نے آپ کو بہت بہت سلام کہا ہے اور پوچھا ہے کہ مزاج عالی کا حال کیسا ہے فرمایا بہت مغموم ہے ناساز ہے حق تعالے کریم کارساز ہے دوسرے دن بھی اسیطرح پوچھا اور یہی جواب پایا تیسرے دن دوشنبے کی روز پھر جبرئیل امین ملک الموت اور اسمعیل نام فرشتے کو جو ایک لاکھ فرشتے کا حاکم تھا اور ہر فرشتہ لاکھ لاکھ فرشتے کا مالک تھا لیے حضور نبوی مین آئے اور سلام آخری بجا لائے اور رو رو آنسو سے منھ دھو دھو عرض کرنے لگے الوداع الوداع یا احمد الفراق الفراق یا احمد السلام علیک یا محمد السلام علیک یا محمد آج ہمارا دنیا سے علاقہ چھوٹا رشتہ تعلق ٹوٹا اب ہم دنیا مین آج سے پھر کاہے کو آوینگے خدا کا سلام اللہ کا پیغام کسکے پاس لاوینگے دنیا مین میرا آنا جانا فقط آپ کے واسطے تھا اب کسکی شمع جمال کی پروانہ بنینگے کسکے حسن خداداد کے دیوانہ بنینگے **شعر** لمولفہ لیجیے میرا سلام آخری ٭ پھر مدینے مین نہین آوینگے ہم ٭ **روایت ہی** کہ اسوقت آپ نے سر مبارک حضرت علی کے زانوی پاک پر رکھکر آنکھین بند کرلین پیشانی انور سے پسینا جانے لگا چہرۂ نورانی کا رنگ بدل گیا غش آنے لگا فاطمہ زہرا نے کہا وا ابتاہ کچھ جواب نہ پایا پھر کہا بابا جان فاطمہ کی جان تیرے قربان **شعر** لمولفہ اے میرے بابا آنکھ تو کھولو ٭ فاطمہ خستہ دل سے کچھ بولو ٭ سہہ نہین سکتی درد تنہائی ٭ کچھ سہارا مجھے بھلا دی لو ٭ ہی حضرت سیدہ کی رونے سے آنکھ کھولدی اور اونکو اپنے پاس بلایا اور رو رو کر اپنے سینے سے لگا کر فرمایا جان پدر اتنا بے قرار مت ہو جی جان مت کھو تمہاری رونے سے حاملان عرش روتے ہین ملائکہ تمام بیتاب ہو رہے ہین پھر دست مبارک سے آنسو حضرت سیدہ کی صاف کر کے فرمایا خدا تجھے صبر عطا فرمائے تیرے دل مین تسکین آئے حضرت فاطمہ زہرا نے پوچھا بابا جان قیامت کے دن آپ کو

کہان پاؤگی فرمایا او ای عمر کے نیچے بخشایش عاصیان امت کے واسطے استغفار کرتا ہونگا کہا جو وہان
زیارت نصیب نہو فرمایا پل صراط پر نجات امت خطاکار کے لیے دعاے خیر کے ساتھ رب سلّم
سلّم کہتا ہونگا عرض کی جو وہان بھی قدمبوسی حاصل نہو ارشاد ہوا میزان کے پاس واسطے
گرانی پلہ حسنات امت کے دعا کرتا ہون گا التماس کیا جو وہان بھی ملازمت میسر نہو جواب
دیا دوزخ کے پھاٹک پر کھڑا ہونگا تا کوئی امت عاصی میری دوزخ مین جانے نپائے اور کسی
پر آنچ دوزخ کی نہ آئی پوچھا اگر وہان بھی زیارت سے سرفراز نہون فرمایا تب حوض کوثر کی کنارے
تشنہ کامان امت کو اپنے پانی پلاتا ہونگا شعر ملولقہ لگین تب رورو کے کہنے فاطمہ کیا شکر باری
ہے ٭ کہ بابا کو یہ امت فاطمہ سے بھی پیاری ہے ٭ پھر آپ نے فرمایا سنو علی مرتضی اب
فاطمہ زہرا بے پدر ہوگی میرے خنجر فراق سے بہت خستہ جگر ہوگی سو تم ہر امر مین انکی
پاسداری غمخواری کیجیو غبار ملال چہرۂ نازک پر انکے آنے نہ دیجیو شعر فرط غم سے گھر کبھی زہرا
کو دیکھو تم حزین ٭ چشم تر پر انکے رکھیو اپنی خود آستین ٭ اسکے بعد شہنشاہ کونین حضرات حسنین
آئے اور حضرت کے گلے لپٹ لپٹ کر منھ اپنے منھ پر حضرت کے اور سینے اپنے سینے پر دھر
کے مل مل کر رونے لگے اور کہہ کہہ کے بیقرار ہونے لگے کہ نانا بعد آپ کے اہلبیت کی غمخواری
کون کریگا ہم یتیمون کے سر پہ دامان شفقت کون دھریگا بن آپکے بغیر باپ کے ہم دنیا مین کیونکر
رہینگے خدا معلوم درد ہجران کتنا سہینگے نظم ملولقہ آسمان آ کے ہمکو لوٹتا ہے ٭ ساتھ نانا کا
چھوٹتا ہے ٭ دل ہمارا ٹکڑے ٹکڑے ہوتے ہین ٭ آپ پھیلائے پاؤن سوتے ہین ٭ آ دبانا
کمر تو ٹوٹ چلے ٭ کیسے ہم سب کو کس پہ چھوڑ چلے ٭ اب نہین لطف آہ جینے مین ٭ ہم نہین
رہنے کے مدینے مین ساتھ ہمکو بھی اپنے لے لیجے ٭ درد دوری مری دوا کیجے ٭ آپ نے آنکھ کھولدی
اور دونون صاحبون کو گلے سے ساٹ لیا چوما چاٹا بہت پیار کیا پھر بہت دعا دی اور
رعایت اور احترام مین شاہزادون کے لوگ کو بہت تاکید کی پھر کیا تھا سب اہلبیت اطہار
کی گریہ زاری حسنین کی اشکباری سے سارے حجرہ والے جو در حجرہ پر بیٹھے تھے بیقرار ہونے لگے
سو وقت آپ بھی کمال شفقت سے رونے لگے حضرت ام سلمہ نے عرض کی حضرت اللہ نے
اگلے پچھلے گناہ آپکے بخشدیے ہین آپ کیون روتے ہین اتنا کیون بیتاب ہوئے ہین

فرمایا اسوقت امت گنہگار خطاکار کو یاد کر بے اختیار رونا آتا ہی دل پھٹا جاتا ہی کہ خدا جانے میرے
بعد انکا کیا حال ہوگا کیا ملال ہوگا اپنی پیاری امت کی سکرات موت اور تنگی قبر اور تاریکی
لحد اور احوال قیامت کو خیال کر کر کے جگر شق ہوا جاتا ہی رنگ چہرہ کا فق ہوا جاتا ہی **نظم**
للمولفہ پیاری امتون کو بھول جاؤن ؛ نہین ہین بھولتین کیونکر بھلاؤن ؛ اٹھین گی
آہ قبرون سے یہ ساری ؛ پیاسی ننگی بھوکی غم کی ماری ؛ رکھی سر پر گنہ کا بوجھ بھاری ؛
نہین کرنیکا اسدم کوئی یاری ؛ چڑھینگی پل صراط اوپر وہ کیونکر ؛ رکھی گٹھری گنہ کی ہاتھ میرے ؛
مری امت ہی مجکو جان سے پیاری ؛ اسی سے کرتا ہون مین وہ زاری ؛ پھر آپ نے سیدنا
علی مرتضی کے سینہ محبت گنجینہ مین علم عرفان بھر دیا اپنا وصی انکو کر دیا **شعر** دوستان وقت
وداع ست فغان برگیرند ؛ دل بیکبارگی از جان جہان برگیرند ؛ **شعر** رسول پاک پہ
بھیج ای خدا درود و سلام ؛ علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام ؛ **روایت** ہی کہ اسکے بعد
جبرئیل امین کو حکم ہوا کہ آج روز وصال حبیب ہے سو مالک سے کہو ابھی آگ دوزخ کی بجھائے
دوزخ کے دروازون مین حلم و تسکین کے قفل لگائے **نظم للمولفہ** اور میکائیل سے بھی جا کے کہدو ؛
کہ کیل زرق وہ بھی آج رکھے ؛ ہوا اڑوے نہ دریا موج مارے ؛ زمین جنبش سے باز افلاک سارے ؛
فرشتے جسقدر ہین خاص اور عام ؛ وہ اسدم چھوڑ دیوین اپنا سب کام ؛ اور رضوان باغ
جنت کو سنوارے ؛ اور پھولون سے گلستان کو بہارے ؛ در و دیوار جنت کو شتابی ؛ کرے تزئین
اور آئینہ بندی ؛ کھلین سب آج یہ ابواب رحمت ؛ نوازن ہون طیور باغ جنت ؛ در جنت
پہ باصد شوکت و شان ؛ کھڑے ہوون سب مودب حور و غلمان ؛ پھر ارواحون کو ساری انبیا
کی ؛ اور صلحا اور شہدا اولیا کی ؛ حلل و حلہ جنت پنہا کر ؛ ارواح قدس سے سبکو بلا کر ؛ سبھون
کو پھر سنا پیغام باری ؛ کہ روح مصطفے اسدم ہی آتی ؛ کھڑے ہو صف بصف آراستہ ہو ؛ باستقبال
روح شاہ خوشخو ؛ **روایت ہی** کہ اسکے بعد فرمان باری بنام ملک الموت اسطرح جاری
ہوا کہ ای عزرائیل اسوقت قبض باقی روح چھوڑ اپنی عبادت سے منھ موڑ اور آب حوض
کوثر و تسنیم سے نہا کر عطر آداب سے جامہ کو بسا کر خلعت سموات سے تن کو سج کر کے گردن تعظیم
کی کج کر کے حلل احترام سے مکلل ہو کے مشک و گلاب سے غرارہ کر کے ہاتھ منھ دھو کے شہر مدینہ مین

در حجرۂ نبوی پر جا اور بہت سے میرا سلام اور اشتیاق بہت سا کہیو اور بلا اذن حجرۂ نبوی
مین ہرگز قدم نہ دھرنا بلا اجازت انکی روح مطہر کو قبض نہ کرنا غرض عزرائیل حسب حکم رب
جلیل مع تمامی فرشتگان اور انصار اپنے کے ایک گھوڑے پر سوار اور ایک نامہ پروردگار کا
ہاتھ مین لیے ہوئے بصورت ایک اعرابی کے در حجرۂ نبوی پر آئے اور دروازے پر کھڑے ہو کر بڑے
آداب سے گردن جھکا کر سلام بجا لائے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ بَيْتِ النُّبُوَّةِ وَمَعْدِنَ الرِّسَالَةِ
راہ دور و دراز سے قدمبوسی کو آیا ہوں اجازت ہو تو اندر آؤں سطر بچیز یابی کہ جہان
فراق تست شب ہر ذرہ سوختہ اشتیاق تست فرخندہ منزلی کہ وہ گردد مقام خوش
وادی کہ سودہ شمیم فراق تست جب حضرت فاطمہ زہرا نے اس وقت سے جانا آپ کو دیکھتی تھین جواب
دیا کہ بابا جان کی طبیعت بہت ناساز ہے اس وقت ملاقات نہو گی آنے سے کیا فائدہ کچھ بات
نہو گی پھر ملک الموت نے دوسری آواز دی اے اہلبیت خدا کی تم پر رحمت ہو اندر حاضر ہونے
کی مجھے اجازت دو پھر حضرت سیدہ نے فرمایا اور وقت آنا بابا جان کو اس وقت بولنے کی تاب نہین
یارا ہے جواب نہین تیسری بار آواز بلند اور مہیب ملک الموت نے اجازت چاہی کہ سب
اہلبیت مارے ڈر کے کانپنے لگے دہشت سے ہانپنے لگے سب دل ہیبت سے دھڑکنے لگا کلیجا
گھبراہٹ سے پھڑکنے لگا حضرت کو ہوش آ گیا آنکھ کھولدی اور پوچھا کیا ہے حضرت سیدہ نے عرض
کی کہ ایک اعرابی غریب بصورت مہیب و صوت عجیب دروازے پر کھڑا اندر آنے کی اجازت
چاہتا ہے ہر چند عذر کرتی ہوں مانتا نہین اس بار کڑک کر آواز بلند آواز دی ہے آپ کی بیماری
کا حال جانتا نہین آپ نے فرمایا جان پدر یہ کون ہے تم نے جانا کہاں سے آیا ہے کچھ پہچانا یہ شافی
والا ہے لذتوں کا قطع کرنے والا ہے خواہشوں کا اجاڑنے والا گھروں کا آباد کرنے والا ہے قبروں
کا توڑنے والا ہے جماعتوں کا لوٹنے والا ہے رشتوں کا بیوہ کرنے والا ہے عورتوں کا یتیم کرنے والا
ہے فرزندوں کا حجرہ آہنی مین بھی اگر کوئی جا چھپے مگر یہ ایسا حریف ہے کہ بے کنجی کے در کھول
دیتا ہے بلا حربہ دم میں ایک عالم کی جان لے لیتا ہے چھپانے والا ہے یہ قوت قوت سے
اے نور دیدہ یہ ملک الموت ہے فرمان باری لایا ہے واسطے قبض روح تمہارے باپ کے
آیا ہے سوائے میرے کبھی پیغمبر کسی ولی کے گھر جا کر مین اجازت چاہنے کی اس کو عادت نہین

بلا دھڑک گھس پڑتا ہے پوچھنے کی حاجت نہین میری آستانہ کا پاس کرتا ہے بلا حکم آنے سے
ہراس کرتا ہے آئے اندر بلا لو حضرت سیدہ نے رو کر فرمایا وا ابتاہ خربت المدینۃ آہ ای بابا
مدینہ خراب ہوا آپ آنسو حضرت سیدہ کی پونچھنے لگے اور بہت تسلی دی اور فرمایا جان
پدر تم مت روؤ بیقرار بیتاب مت ہو تمہارے رونے سے حاملان عرش روتے ہین اسوقت
حضرت عبد الرحمن کی ہاتھ مین مسواک تھی آپ نے رغبت کی حضرت عایشہ صدیقہ نے منھ مین
چبا کر کے آب کر کے آپکو دی آپ نے مرتے دم بھی مسواک کر لی علما نے لکھا ہے کہ جو شخص ہر وضو
پیچھے مسواک کریگا تو وہ جب مریگا حق تعالی خاتمہ اسکا بخیر کریگا شعر حیف در چشم زدن صحبت
یار آخر شد روی گل سیر ندیدم و بہار آخر شد روایت ہے کہ ایکے بعد ملک الموت
بعد اجازت کے حاضر آئے بڑی آداب و تعظیم سے آگے کھڑے ہو کر سلام بجا لائے آپ نے
فرمایا میری زیارت کو لیے تم آئے ہو یا ارادہ قبض روح کے یہان تشریف لائے ہو عرض
کی قدمبوسی کو آیا ہون اور فرمان باری لایا ہون یا رسول اللہ حق تعالی نے مجھے آپکا
فرمانبردار کیا ہے حکم ہے کہ بے اجازت قبض روح نہ کرون اگر حضور خوشی خاطر فرماوین تو قبض
روح کرون اور اگر دنیا مین توقف منظور ہے تو پھر توقف کرکے چلا جاؤن ارشاد ہوا جبرئیل
کو تمنے کہان چھوڑا عرض کیا وہ آسمان دنیا مین فرشتے ان سے آپکی ماتم پرسی
کرتے ہین حاملان عرش آپکے غم اور ماتم سے مرتے ہین فرمایا اچھا ابھی ٹھہرو جبرئیل
کو آنے دو اتنے مین جبرئیل امین روتے ہوئے آئے آپ نے فرمایا اے جبرئیل ایسے
وقت مین مجھے تمنے تنہا چھوڑا وقت دم واپسین کے صحبت سے منھ موڑا جبرئیل نے کہا
یا رسول اللہ آپکی معافی کا سب سامان کرکے آیا ہون حق تعالی کے یہان
سے بشارت لایا ہون فرمایا کہو عرض کی یا رسول اللہ چونکہ روح آپکی اسوقت آسمان
پر جاویگی اسلیے بحکم باری آتش دوزخ بجھا دی گئی بہشت آپ کے لیے آراستہ
پیراستہ کی گئی حورین بناؤ سنگار کیے جنت کے جھروکون پر باستقبال روح اطہر
آپکے آئی ہین گوہر جان نثار کو لائی ہین سارے انبیا از آدم تا عیسی آپکی انتظاری مین
دست بستہ کھڑے ہین تمامی فرشتے زمین و آسمان کے صف بہ صف پرے باندھے

راہ استقبال پر آرہی ہین ہر آسمان پر شامیانہ زری کھڑے ہین جابجا نشان محمدی گڑے ہین
مکانات جنت کے سج رہی ہین شادیانے قدوم روح انور کے جابجا بج رہے ہین سبزان ارم
بشوق وصال لہلہا رہے ہین مرغان جنتی دہان ذوق مین چہچہا رہے ہین **نظم** حجلۂ قدس
برائے تو بیاراستہ اند ✽ خوش خرامان گذری کن بہ تماشاگہ ناز ✽ قدمی پیش نہ وقدر فلک را بفزود
✽ برقع از رخ فگن وحجلۂ ملک را بنواز ✽ فرمایا جبرئیل یہ سب مژدے بہت خوب ہین دلکو نہایت خوش
ہین مگر مجھے اسکا غم کہ سوا اسکے اور کوئی خوشخبری سناؤ جس سے میری آنکھون مین ٹھنڈک
آئے تپک درد تنہائی کی جائے عرض کی حقتعالے کا آپ پر بڑا فضل ہے اکرام ہے کہ جبتک
آپ اور ساری امت آپ کی بہشت مین نجائین بہشت تمامی انبیا اور امتون پر حرام ہے
فرمایا اے جبرئیل اس سے بھی اور بہتر کوئی خوشخبری سناؤ عرض کی یا رسول اللہ قیامت کے
دن پہلے پہل آپ ہی کے فرق اقدس پہ تاج شفاعت دہرینگے کہ ساری انبیا آپ پر رشک کرینگے
فرمایا ان باتون سے تو میری آنکھون مین خنکی آتی نہین تپک دل کی جاتی نہین کوئی ایسی
خوشخبری لاؤ جس سے آنکھون مین ٹھنڈک جگر تفتہ مین طراوٹ آئے زخم تنہائی اندمال پائے
دو دھڑکا دل کا مٹ جائے عرض کی یا رسول اللہ آپ کو ان باتون سے خوشی آتی نہین فرمائیے
آپ کو کونسا غم ہے کیا فکر ہے دل پر کسطرح کا الم ہے فرمایا مجھے غم امت کے سوا اور کوئی غم
نہین دل پر کسی طرح کا صدمہ نہین الم نہین **شعر لمؤلفہ** گنا امتون سے ہیچ میری آہ
پر نم ہے ✽ اگر غم ہے یہی غم ہے اگر ہم ہے یہی ہم ہے ✽ مجھے ہردم یہی خیال ہے اسی کا ملال ہے
کہ امت میری بہت نحیف وزار ہے بہت ہی عاصی ہے گنہگار ہے نہین معلوم قیامت کا کیا
کیا معاملہ انکے ساتھ پیش آئیگا خدا جانے حقتعالے حساب اون کا کسطرح فرمائیگا **رباعی**
لمؤلفہ غم امت سے اے جبرئیل کیا کیا حال دل کہیئے ✽ تپک اس زخم تنہائی کی سہیئے
کب تلک سہیئے ✽ غم امت سے دل تو بھن چکا اب تن کی باری ہے ✽ بھلا اس غم مین اے
جبرئیل گھٹ گھٹ کب تلک رہیئے ✽ جبرئیل نے جناب باری مین عرض کی خداوندا
مین نے سب بشارتین سرور عالم کو سنائین مگر خاطر اقدس مین اون کے کچھ اطمینان
نہ لائین کچھ اور مژدہ چاہیے جس سے مزاج عالی مسرور ہو دل کی مصیبت

دور رہو حکم ہوا کہ میرے حبیب سے بعد سلام کے عرض کرو آپ کی امت کا جو کوئی آدمی اگر تمام عمر
گناہ مین مبتلا رہے مگر موت سے سال بھر پہلے توبہ کرے تو سب گناہ اُسکے بخشونگا رحمت عالم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا موت کا حال کوئی جانتا نہین شاید ایک برس پہلے توبہ کرنے کی نوبت
نہ آئے ارشاد ہوا کہ ایک مہینے پہلے موت کے توبہ کرے آپ نے فرمایا اللہ اللہ ایک مہینہ بھی بہت ہے حکم
ہوا موت سے ہفتہ بھر پہلے توبہ کرے فرمایا ایک ہفتہ بھی بہت ہے ارشاد ہوا ایک دن پہلے توبہ
کرے فرمایا ایک دن بھی بہت ہے فرمان ہوا موت سے گھڑی بھر پہلے توبہ کرے فرمایا ایک ساعت
بھی بہت ہے آخر خطاب آیا **شعر للمؤلفہ** کہان تک خواہش امت ہے بس کرتے نہین کیون
اب ٭ کہا مین مانگنے والا ہون تو وہاب ہے اب رب ٭ نہ مین عاجز طلب سے ہون نہ تو دینے
مین عاری ہے ٭ پھر حکم ہوا کہ اگر امت آپ کی تمام عمر گوہر گرانمایۂ عمر کو خاک گناہون مین ملائے
اور مرتے دم آنکھون سے آنسو بہالے یا اپنے نامہ اعمال بد یاد کر کر پشیمان ہووے اپنے گناہون
پر رووے تو اُسکے سارے گناہ معاف کرونگا اور نامہ اعمال کو اُسکے حرف خطا سے صاف کرونگا اور اگر
پشیمان بھی نہو تو اُسکو محض تمھاری شفاعت اور اپنی رحمت سے نجات دونگا **شعر للمؤلفہ** تمھین
دھڑکا جو حق مین ہون امت تمھاری ہے ٭ خوشی محبوب کی کرنی یہی مرضی ہماری ہے ٭
روایت ہے کہ اسکے بعد آپ نے فرمایا اے جبرئیل اب تین باتون کی مجھے آرزو ہے ہر دم اُسکی
جستجو ہے **اول** یہ کہ میری امت پر شامت گناہ سے دنیا مین مثل امت سابق کے عذاب نہ آئے
دوسری یہ کہ قیامت کے دن میری شفاعت حق تعالے عاصیان امت کے حق مین قبول
فرمائے **تیسری** یہ کہ ہر ہفتے مین دوبار امت کے اعمال سے مجھے اطلاع ہوتی رہے تاکہ اگر اعمال اُنکے
نیک ہونگے تو خوش ہو کر شکر الٰہی کرونگا اور آسے اُنکے نامہ اعمال مین [illegible]ونگا اور اگر اعمال
بد ہونگے تو استغفار کر کے اُنکے نامہ اعمال سے محو کراؤنگا **نظم للمؤلفہ** کہا جبرئیل نے
باشوق بے حد ٭ کہ فرمایا خدا نے یا محمد ٭ کہ اپنے دل مین اور آنکھون کی ٹھنڈک ٭ غم امت بھلا
کھاؤگے کبتک ٭ یہ گھٹ گھٹ کر رہوگے کب تلک تم ٭ اور پہنچاؤگے نعرے تا فلک تم ٭
دل نازک پہ کب تک اے پیارے ٭ اٹھاؤگے یہ غم امت کا بارے ٭ ہے امت
تیری تجھکو جان سے پیاری ٭ محبت تیری ہے سب سے نیاری ٭ کرو دل کو ٹھکانے

کچھ نہ سوچو یہ سب باتیں سبھی ہیں منظور ہمکو پھر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بات کو سنکر
بہت خوش ہوئے اور فرمایا اَلْاٰنَ طَابَ قَلْبِیْ اب مجھے سرور ہوا سب رنج و اندوہ دل سے دور ہوا پھر فرمایا
عزرائیل اب جلد اپنا کام کر شوق وصال باری دامان دل کھینچتا ہے جھٹ پٹ میرا قصہ تمام کر

شعر
رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام * علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام *

اور روایت ہے کہ پھر عزرائیل بحکم آپ کے قبض روح پرفتوح میں مشغول ہوئے شدت جانکنی اور سکرات
موت کی اسقدر تھی کہ رنگ چہرہ گلگون گاہے سرخ گاہے زرد ہوتا تھا جسم اطہر کبھی گرم کبھی
سرد ہوتا تھا اور گاہے دست راست گاہے چپ کھینچتے حتی کہ رخسارہ انور پسینے
پسینے ہوگیا اور اسقدر تکلیف جانکنی کی فقط واسطے تسکین و تشفی امت عاصی کے آپ
نے اختیار فرمائی کہ ایک پیالہ پانی کا سامنے رکھتا تھا بار بار پانی اسکا اپنے منھ پر ملتے اور
فرماتے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اِنَّ لِلْمَوْتِ سَکَرَاتٍ حضرت عایشہ فرماتی ہیں کہ
جسقدر تکلیف جانکنی کی میں نے حضرت کو دیکھی کسی کو نہ دیکھی پھر آپ نے ملک الموت سے
پوچھا کہ جانکنی میں اتنی تکلیف اور کسیکو بھی ہوتی ہے عرض کی یا رسول اللہ جتنی تکلیف و درد ان
کو ہوتی ہے اسکی عشر عشیر بھی آپ کو نہیں ہے یہ سنکر آپ آبدیدہ ہوئے اور فرمایا آہ آہ وا امتاہ
اے عزرائیل جتنی تکلیف جانکنی کی میری امت ضعیفہ پہ ہو وہ سب کی سب آج انکے بدلے
ہمارے اوپر تمام کرلے تاکہ میری امت ناتوان اس اذیت سے محفوظ رہے عزرائیل نے عرض
کی یا رحمۃ للعالمین یا شفیع المذنبین آپ ہرگز کچھ غم نہ فرمائیں اسکی فکر اسکا خیال دل میں نہ
لائیں جسطرح مادر مہربان اپنے سوتے پیارے لڑکے کے منھ سے پستان نکال لیتی ہے اسطرح
آپ کی امت کی روح آسانی سے نکالونگا غرض بارھویں ربیع الاول سنہ ۱۱ھ دوشنبے کے
روز دوپہر ڈھلے آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ کے سینے پر تکیہ لگائے آسمان کی جانب
نظر اٹھائے اور اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَاَلْحِقْنِیْ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی کہتے ہوئے
ترسٹھ برس کے سن میں اس خاکدان دنیا سے عالم بالا کو رحلت فرمائی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ
اول کلام آپ کا حلیمہ سعدیہ کی گود میں اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور آخر کلام آپ کا حضرت عایشہ کی
آغوش میں اَلرَّفِیْقُ الْاَعْلٰی تھا

شعر
جہان میں شور محشر کسقدر ہے * قیامت رحلت خیر البشر ہے *

اندھیر الگیون نہ ہوسیار ہو جا نہین ﴿ چھپا نظرون سے وہ رشک قمر ہے ﴿ کہان تک صدمہ فرقت اٹھاوین کدھر ڈھونڈھ آوین سحر ہے ﴿ تڑپتا ہے تپ فرقت مین کافی ﴿ کوئی دن تک نہین کرتا خبر ہے ﴿ روایت ہے کہ مکہ معظمہ مین دوشنبے کے دن صبح صادق ربیع الاول کی بارھوین تاریخ فصل ربیع مین قصہ فیل کے سال زمانے مین نوشیروان بادشاہ کے مطابق بستم نیسان ماہ رومی ۸۸۲ سکندری کے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے تھے اور چار برس کی عمر مین یتیم ہوئے اور پچیسوین برس حضرت خدیجہ سے نکاح ہوا اور چالیسوین برس دوشنبے کے دن نبی ہوئے اور اسی دن مکے مین اکیاون برس نو مہینے کے سن مین معراج ہوئی اور اسی دن مین ترپن برس کے سن مین مکے سے مدینے کو ہجرت کر چلے اور اسی دن حجر اسود اٹھایا تھا اور اسی دن مین مدینہ منورہ پہونچے اور اسی دن مین ترسٹھ برس کے سن مین دنیا سے رحلت فرمائی راوی کہتا ہے کہ جسدن قدم مبارک مدینے مین آیا تھا اسدن مدینہ مطلع نور ہوگیا تھا ہر شخص نشہ سرور سے چور ہوگیا تھا اور جسدن آپنے رحلت فرمائی سارا مدینہ اندھیرا ہوگیا عجب کالی بلا آئی ہر گلی کوچے سنسان بازارون مین ہو کا مکان گھر گھر کہرام آب ودانہ حرام لبون پر آہ دلون سے نعرہ جانکاہ ننھے ننھے بچے بد حواس نہ رغبت شیر نہ خواہش پیاس ﴿ غزل ﴿ در ہجرانت زمین وآسمان بگریستہ ﴿ سینہ دل خون شدہ رفع روان بگریستہ ﴿ نے ہمین با خاکیان بہر تو ماتم داشتیم ﴿ بلکہ حوران نیز در باغ جنان بگریستہ ﴿ خون گری اے دیدہ بہر سید ہو کر تا محشر ﴿ جبرئیل اندر فلک با قدسیان بگریستہ ﴿ آدم ونوح وخلیل وموسیٰ وعیسیٰ ہمہ ﴿ در عزای سید آخر زمان بگریستہ ﴿ اہلبیت آنہم کہ گریان گشتہ از بہر رسول ﴿ سنگ خارا بر دل پر درد وشان بگریستہ ﴿ روایت ہے کہ جب آپ نے رحلت فرمائی ملائکہ نے صحابہ سے تعزیت فرمائی اور آواز واحمداہ کی آسمان سے آئی اور جب ملک الموت روح اطہر کو اعلیٰ علیین مین لیگئے تو صدا واحمداہ یا رسول رب العالمین کی عرش تک پہونچائی اور اوسوقت ایک عجیب قسم کی بوے خوش ساری اہلبیت نے پائی اب بیان سے گریہ اور حال پر ملال اہلبیت کے جگر شق ہوا جاتا ہے رنگ چہرہ فق ہوا جاتا ہے حضرت فاطمہ زہرا رو رو کر فرماتی تھین وا ولداہ یا ابتاہ

بابا جان فاطمہ کی جان آپ پر قربان دعوت حق کی آپ نے قبول فرمائی بہشت مین جا بھی
مجھ خستہ سے نظر چھپائی بابا جان خبر آپ کی وفات کی جبرئیل کو کون پہونچائیگا حال میری بیکسی کا
آپ کو کون سنائیگا بابا جان اب جبرئیل میرے گھر کاہیکو آئینگے خدا کی وحی اللہ کا سلام اب کسکے
پاس لائینگے اجی بابا اب حسنین کے واسطے بہشت کے میوے کون منگا دیگا اجی بابا اب
حسنین کو گود مین لیکر کون کھلا دیگا اجی بابا کاندھے پر چڑھا کر اب کون انکو ٹہلا دیگا بابا جان
جب وے رویننگے تو اب انکو کون بہلا دیگا آہ بابا حسنین روتے ہین آپ پانون پھیلائے سوتے
ہین بابا جان مدت کی آس تو توڑ چلے یہ کیسے ہمکو کس پر چھوڑ چلے بابا جان نہین معلوم مین
ابھی کتنا زندہ رہونگی درد مفارقت کب تک سہونگی بابا جان فاطمہ کو اپنے ساتھ کر لینا
بابا جان صدمہ یتیمی کا زیادہ روز تک مجھے نہ دینا یا اللہ اب فاطمہ کو بھی شربت موت جلد پلا یا الٰہی
روح فاطمہ کو جلد تر روح حضرت سے ملا خداوند اصدقہ اپنے حبیب کے فاطمہ کو بھی وہین بلا بابا کے
ساتھ قبر مین سلا خداوندا تو خوب جانتا ہے کہ بابا بغیر مین رہ نہین سکتی آہ دل بابا نہین فرقہ
ہجران سہہ نہین سکتی آخر اسیطرح غم پدر مین گھٹ گھٹ کر چھ مہینے کے بعد آپ نے بھی رحلت
فرمائی اس درمیان مین کبھی نوبت ہنسنے کی نہ آئی حضرت عائشہ صدیقہ رو رو کر فرماتی
تھین افسوس اس نبی آخر الزمان کا جسنے بخشایش امت کے لیے عمر بھر کیسی کیسی سختی اٹھائی عنایہ
فقر اختیار کیا ایک دن بھی جو کی روٹی آسودہ ہو کر نہ کھائی افسوس وہ نبی جو عمر بھر غم امت مین
رویا امت عاصی کے سوچ مین ایک رات بھی اطمینان سے نہ سویا ہمیشہ چٹائی اختیار
فرمائی عمر بھر کبھی نامحرم پر نظر نہ اٹھائی گوہر دندان درخشان کو ٹھیکا نے توڑا اگر طریق صبر
و شکر سے منہ موڑا افسوس اس سلطان گدا خونے لاکھ لاکھ روپے خیرات کیے مگر
خود سینہ پر پتھر باندھ باندھ بسر اوقات کیے حرف لا کبھی سائل کے جواب مین لب پہ نہ لائے
عمر بھر کسیکو ذرہ بھر بھی صدمات رنج نہ پہونچائے تمام تمام رات ایک قدم پر کھڑے ہو کر
فقط نجات امت کے لیے دو دو رکعت نماز مین صبح فرماتے تھے کہ ایک پانون پر کھڑے
کھڑے پائے مبارک ورم کر جاتے دنرات امت عاصی کے غم مین رونا دن کا کھانا
شب کا سونا اشعار اے جان صد ہزار چو ما وقف جان تو ہر دم ہزار تحفہ زما

پر روان تو ٭ رسول پاک بھیج ای خدا ۔ و درود و سلام ٭ علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام ٭

روایت ہے کہ اوسوقت فرشتون نے اہلبیت کی تعزیت فرمائی گوشہ خانہ سے آواز

آتی تھی اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَهْلَ الْبَیْتِ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُهٗ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ

الْمَوْتِ ایک دن سب کو مرنا ہے دنیا سے سفر کرنا ہے صبر کرو چپ رہو چند ان مصیبت

دنیا سہو قیامت میں صبر کی جزا پاؤگی مصیبت دو روزہ کی بدلے لطف اوٹھاؤگی اور مسجد مین

ساری اہل مدینہ رو رہے تھے مارے غم کے بے قرار ہو رہے تھے کہ حضرت خواجہ خضر روتے ہوئی آئے

اور لوگون کو پہچانکر صحابہ کبار کی پاس بریہم ماتم پرسی جا پڑے اور رو رو کر صحابہ کو صبر و تسلی دیکر

چلے گئے **نظم** شعلۂ آتشِ ہجران تو جان می سوزد ٭ وز فراقِ تو دلِ پیر و جوان می سوزد ٭

این چہ درد ست کز و خون بجگر می ریزد ٭ وین چہ سوزست کز و جان جہان می سوزد ٭

شرح این غم چہ نویسم کہ قلم می شکند ٭ وصف این حال چگویم کہ زبان می سوزد ٭ آگے

آل اطہار اور اصحاب کبار کی آہ و زاری ایک دوسرے کو دیکھکر باہم اشکباری کہان تک

لکھئیے یہ خبر وحشت اثر سنکے آتش غم سے جل بھن کے سب کے سب متحیر ہوگئے بعضے سکتے

کی حالت مین مدہوش بعضے اختلال حواس سے ازخود فراموش حضرت عمر فاروق نے

بباعث غلبۂ عشق و محبت حضرت کے یہ حال سنکے ننگی تلوار کھینچی کہ جسکی زبان سے حضرت

کی وفات کا نام سنونگا فوراً گردن اسکی اسی تلوار سے اوتار لونگا حضرت سوتے ہین خدا سے

ہمکلام ہوتے ہین اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بباعث غلبۂ عشق حضرت کی زبان سے کچھ بول نہ

سکتے تھے مثل تار تصویر کے ہر ایک کا منہ تکتے تھے **مثنوی** [illegible]

جناب حیدر کرار کی کچھ اور حالت تھی	بیان کیا کیجئے اونپر جو غم کی آہ شدت تھی
	قلم الجھتا ہے لکھنے سے زبان کہنے سے عاری ہے

حیدر کرار کی ایسی کمر ٹوٹی سنگ غم سے اسقدر چور ہوئے کہ بیٹھکر پھر اوٹھنے سے مجبور ہوئے

یار غار حضرت صدیق اکبر روتے ہوئے گھر مین آئے اور چہرۂ نورانی سے کپڑا اوٹھایا اور پیشانی

انور اور دہن اطہر کو بوسہ دیکر فرمایا وَا مُحَمَّدَاهُ وَا نَبِیَّاهُ پھر رو کر کہا **شعر** رفتی و مرا خبر نکردی ٭

بر بیکسی ام نظرہ کردی ٭ پھر بوسہ دیکر روئے اور فرمایا وَا خَلِیلَاهُ

اگر اختیار ہوتا تو ہم اپنی جان آپ پر قربان کرتے جان کیا دونوں جہان نثار کرتے اور اگر آپ
رونے سے منع نہ فرماتے تو ہم آپ پر اتنا روتے کہ آنکھوں سے خون کے چشمے جاری ہوتے خداوند
نے حبیب کو میرا سلام پہونچانا یا رسول اللہ خدا کے پاس مجھے یاد فرمانا **شعر** ای پشت مرا
زغم شکستی ٭ تار رخت حیات خویش بستی ٭ ناقہ سواری کا ایسا غمگین ہوا کہ کچھ کھاتا نہ پیتا تھا
خون جگر پیتا تھا آخر بعد تین دن کے وہ بھی مرگیا دنیا سے سفر کیا اور دراز گوش غم
سے مدہوش ہو کر فراق سے اس عزیز مصر خوبی یوسف چاہ محبوبی کے جی جان کھو کر کوئین
مین گر کر ہلاک ہو گیا غم دارین سے پاک ہو گیا **شعر** رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام ٭
علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام ٭ **روایت** ہے کہ اسکے بعد مہاجرین و انصار مین خلاف
پڑا کہنے لگے ایک امیر انصار مین سے ہو ایک امیر مہاجرین و انصار مین آخر بمقتضای حدیث
الائمۃ من قریش کے یعنے سردار اور امام قریش ہی مین سے ہونا چاہیئے سارے اصحاب نے
دست حق پرست پر حضرت ابوبکر صدیق کے بیعت کی تا دین اسلام مین کچھ خلل نہ پڑ جائے آئینہ
دلون مین لوگون کے بل نہ پڑ جائے **روایت** ہے کہ جسوقت روح پر فتوح آنحضرت رونق
افروز اعلی علیین ہوئی ایک تابوت جواہرات و یاقوت بہشتی سے مرصع کر کے نظر انور سے
گذرانا گیا کہ اگر مرضی مبارک ہو تو ملاء اعلی جسد اطہر کو اس تابوت مین لاوین اور مرقد انور
سر بستان بہشت مین بناوین رحمت عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ کیا کہین ہمارا جی
نہین چاہتا کہ اپنی امت عاصی سے دم بھر بھی جدا ہووین ہمنے بپاس خاطر خاکساران امت
غمناک کے فرش خاک ہی کو اختیار کیا تا کہ ہم انسے جدا نہووین اور وہ بھی میری فراق مین
مبتلا نہووین اور تا کہ جبتک ہم انمین رہین عذاب الہی سے محفوظ رہین یارو شفقت اور
عنایت بعنایت کو ایسے نبی شفیق ایسے شفیع رفیق کی نظر غور خیال کر کے ہر دم صلوۃ
و سلام روح پاک پر انکی ہدیہ کرنا چاہیئے جی جان انپر قربان کر کے اتباع سنت مین دم
بھرنا چاہیئے **شعر** رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام ٭ علی و فاطمہ حسن و حسین پر
بھی مدام ٭ **روایت** ہے کہ اسکے بعد اہلبیت اطہار نے حسب وصیت کے غسل اور
تجہیز و تکفین سے فراغت پائی پھر نماز جنازہ عالی کی پڑھتے پڑھتے دو روز تک نوبت دفن کی

نہ آئی تھی کہ بہتر بار صحابہ کبار نے بلا امام کے فوج کی فوج یکے بعد دیگرے نماز پڑھی پیر کے دن
دوپہر ڈھلے بارھوین ربیع الاول کو آپ نے قضا کی تھی بدھ کی رات صبح کے وقت چودھوین
شب ربیع الاول سنہ ۱۱ ہجری مین شہر مدینے کے اندر حجری مین حضرت عائشہ صدیقہ کے جس جگہ
آپ نے قضا کی تھی لوگون نے یعنی قبر کھودا اکر سلطان عالم کو اسمین سلا کے تو اینٹین کچی اوپر سے
بچھا کے مٹی دی اور بلال نے سرہانے سے پانی بہایا اور ایک بالشت قبر پاک کو بلند کیا اور افضل
اطہر سب جگہون سے حتی کہ عرش و کرسی و بہشت و کعبہ سے وہ جگہ ہے جو قرار گاہ ہے جسم مبارک
محدثین کے مذہب کا اسی پر قرار ہے اور آدمی وہین دفن ہوتا ہے جہان کی مٹی سے وہ پیدا
ہوتا ہے اور اصل پیدایش حضرت کی خاک ایک ناف زمین یعنی موضع کعبہ سے تھی مگر وہ پانی
جس پر عرش الٰہی تھا جب اسنے موج ماری تو چھینٹین کو اطراف عالم مین ڈالا اور وہ طینت پاک
آپکی مدینے مین جا پڑی ہو اسطے آپ وہان مدفون ہوئے اب ذرا مصیبت کو حضرت
عائشہ صدیقہ کی ملاحظہ کیجیے کہ جو گھر کہ بیت الوصال تھا وہ بیت الاحزان ہو گیا جو دار السرور
تھا وہ غم کا مکان ہو گیا جہاں دن رات پروانۂ جمال پر انوار اور محو نظارۂ دیدار رہتی تھین
وہین آتش غم مین مثل پروانے کے جلنے لگین چھپنے لگین سوز ماتم سے شمع سان پگھلنے لگین
ہوائے مخالف سے سر کو دھننے لگین انتقال کے وقت سے دفن تک مدینے ایسا اندھیرا رہا کہ اپنی
آنکھ سے اپنا ہاتھ سوجھتا نہ تھا دونون پہ تیرگی آنکھون مین ایسی خیرگی چھا گئی کہ بات کسیکی کوئی
بوجھتا تھا **نظم للمؤلفہ** برس دن رہی بارش بر رحمت ۔ ہوا کہ دن جہان مین قال محمد
اندھیرا ہوا ساری کون و مکان مین ۔ ہوا جس گھڑی انتقال محمد ۔ مین مر جاؤن ناصر جیے سے
تمنا ہے نہ کر دو خیال وصال محمد ۔ **روایت ہے** کہ قثم بن عباس فرماتے ہین کہ جس وقت
جسم اطہر صاحب لولاک کو قبر کے اندر سر بر خاک پر لٹایا اور چہرۂ نورانی سے پردۂ کفن اٹھایا
مین نے دیکھا کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لبہائے مبارک کو ہلاتے ہین اور آہستہ آہستہ
کچھ کچھ فرماتے ہین مینے اپنے کانون سے بخوبی صاف صاف سنا کہ قبر مین بھی یون فرماتے تھے رب امتی امتی
رب امتی امتی **شعر** جانم فدای تو کہ ترا ہست ہر زمان ۔ از عہد تا لحد ... امت امت ورد ما
روایت ہے کہ آپ قبر پاک مین بھی بحیات ابدی ساتھ عیش و حواس کے جیتے ہین مگر ہم

مشاہدۂ جمال یزدی میں محو ہو رہے ہیں ہر آن جرعۂ وصال پیتے ہیں امتان ماضی کی اطاعت سے خوش ہوتے ہیں اور معصیت امت کا حال سنکے استغفار کرتے جناب باری میں ویسے ہیں جب کوئی تحفۂ درود و سلام حضور میں پہونچاتا ہے آپکی طرف سے آن واحد میں کروڑ دن آدمی کو جواب علیکم السلام آتا ہے قبر میں آپ اذان و اقامت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اذان و اقامت کی آواز مزار شریف سے مجاورین کے کان میں اکثر آتی ہے جو ابراہیم بن بشار نے مزار شریف پر کھڑے ہوکر سلام کیا آپنے اندر قبر سے بلفظ علیکم السلام جواب دیا اور بعد واقعہ کربلا کے یزید بدبخت نے جب مدینہ پاک کے لوٹنے کو لشکر بھیجا تو مسجد نبوی تین دن تک اذان و اقامت اور نمازیون سے خالی رہی تھی فقط سعید بن مسیب دیوانے بنکے مسجد میں جھاڑو دیتے تھے اور ہر روز وقت نماز کے آواز اذان و اقامت کی صاف صاف قبر شریف کے اندر سے سن لیتے تھے یا رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیک الی یوم الدین ناصر مسکین آتش فراق میں آپکی جل رہا ہے شمع سان پگھل رہا ہے اب جلد ہند سے اسے مدینے بلایئے اور حسن خاتمہ کے ساتھ جنۃ البقیع میں اسے سلایئے نظم للمؤلفہ

مدینے جا کہون ہے شوق بے حد
بقیع پاک ہووے میرا مدفن
بھلا اب ہند میں کبتک رہیں ہم
لنا ادرک رحمۃ للعالمینا
دکھا دو بہر حق مجھکو مدینا
فیا اسفی علی مضی السنینا

محمد یا محمد یا محمد
نکلتے دم پڑھون کلمہ نبی کا
ترحم یا رسول اللہ ترحم
بلا لو ہند سے مجھکو خدارا
محمد یا شفیع المذنبینا
مدینے آتا ہے ناصر حل بسوتم

مدینہ خاص ہووے میرا مسکن
رسول ہاشمی ابطحی کا
نہیں منظور ہے اب یان کا جینا
وھب لی فی مدینتک قرارا
خطا کی تو نے ناصر خطا کی
الی ما ترتجی للہ قم قم

شعر رسول اللہ [illegible] محمد اور درود و سلام [illegible] علی و فاطمہ حسن و حسین [illegible]

روایت ہے کہ بعد رحلت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلبیت اطہار اور صحابہ کبار پر عجیب صدمے طاری ہوئے تھے بعضے توشدت رفتار و بعضے طاقت گفتار سے عاری ہوئے اور بعضے مرگئے دنیا سے سفر کر گئے عبد اللہ بن زید نے جو عاشق زار سید ابرار تھے دعا کی خداوندا بلا نظارۂ جمال سرور عالم میں رہ نہیں سکتا درد مفارقت

سہہ نہین سکتا سو خدا میری آنکھ لے لے اسی دم مجھے اندھا کر دے شعر خبر لے اسے
اجل جلدی مجھے اب زیست بھاری ہے ❊ جمال یار بن کب عاشقون کو آنکھ پیاری ہے
❊ پس فوراً اندھے ہوگئے اور بعضے بے دیدار جمال پرانوار مدینے مین نہ رہ سکے اسلیئے
مسافرت اختیار کی چنانچہ حضرت بلال خستہ حال نے جب صبح وصال بسر ہوئی اور شام
فراق آئی تو گھبرا کر شام کی جانب رحلت فرمائی جب چھ مہینے پورے وہان رہے تو عین
شام فراق صبح دیدار نظر آئی یعنی خواب مین حضرت نے ان سے یہ بات فرمائی کہ اے بلال تو نے
مجھپر بہت جفا کی بڑی خطا کی مدینہ چھوڑا میری زیارت سے منھ موڑا پس حضرت بلال جو آپ
سے اوٹھکر مدینے مین تشریف لائے پہلے روضۂ انور پر سلام کرنے کو آئے خاک مزار پاک سر اور منھ پر
رو رو کر ملتے تھے سر کو غم کی تھپیڑ سے کچلتے تھے ان دنون حضرت خاتون جنت فاطمہ زہرا قضا
کر گئی تھین حضرات حسنین سے حال وفات سیدہ کا سنکر آتش غم مین جل بھنکر بہت روئے
اور کہا اے جگر گوشۂ رسول اے نور دیدۂ زہرا بتول بہت جلد مجھے مدینہ گوارا ہے ملاقات کی وہان
جا کر تلافی مافات کی پھر لوگون نے اصرار کیا کہ بلال موافق عادت قدیم کے مشتاقون کو اذان سنا دین
بلال نے عذر کیا کہ جب میری اذان کا قدردان ہی نہین تو کس منھ سے اذان کہون اور کسکو سناؤن لیکن
کسی نے مانا نہین حال دل وحشت زدہ کا جانا نہین آخر بعد اصرار اہل حرمین اور حضرات حسنین کے
آہ سرد بھر کر سینے پر پتھر دھر کر اذان شروع کی اور ساری خلقت گرد و پیش جمع تھی جسوقت حضرت
بلال نے اللہ اکبر اللہ اکبر کہا اہل مدینے نے آہ کی نعرے سوز و غم کے شرارے عرش تک پہونچے
پہونچائے مرد عورت لڑکے جوان سب ہجوم کر آئے جب اشہد ان محمداً رسول اللہ کہا اور مزار مہبط
انوار کیجانب اشارہ کیا ساری حضار بے اختیار رونے لگے بیقرار ہونے لگے اور بلال پر ملال کلیجہ کو تھامے ہوئے زمین
پر گر پڑے اسدم مدینے مین ایسا ماتم پڑگیا دلون مین خار غم گڑ گیا کہ گویا سرور عالم نے ابھی قضا کی ہے
شہر بھر کی عورتین بچے اپنے گھرون سے باہر نکل آئین کہ شاید سرور عالم قبر سے باہر آئے ہم غمزدون کو
شربت زلال وصال سے مشرف فرمائے پھر بلال سنہ [illegible] ہجری مین [illegible] برس کے سن مین بمقام دمشق
مین قضا کر گئے شعر رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام ❊ علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی
مدام ❊ روایت ہے حضرت علی مرتضیٰ فرماتے ہین کہ بعد گذرنے تین روز کے دفن سے ایک اعرابی آیا اور

قبر مبارک پر گر پڑا اور خاک پاک کو اسکی اپنی سر پر اوڑاتا تھا اور کہتا تھا یا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم مین نی اپنے اوپر بہت ظلم کیا ہی اب آپکے حضور مین آیا ہون تحفہ جرم و خطا
پیشکش لایا ہون تاکہ میرے واسطے آپ استغفار فرماوین قبر سے آواز آئی قَدْ غُفِرَ لَکَ تیری سب گناہ
بخشے گئے یار و عشق حضرت خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر حال وسیلہ نجات اور صد گونہ
موجب برکات ہی **شعر لمولفہ** ہر اک مرض کی شافی محمدؐ دو عالم مین مجھکو کافی محمدؐ **روایت**
ہی کہ ملک شام مین ایک یہودی تھا شنبے کے دن توریت پڑھ رہا تھا چار مقام مین نام پاک صاحب
لولاک کا لکھا پایا عداوت باطنیہ سے اُس ورق کو آگ مین جلایا دوسرے دن یہ نام پاک آٹھ
جگہ لکھا پایا اُس ورق کو جلا کر خاک بنایا تیسرے دن بارہ جگہ وہ اسم پاک لکھا پایا تب بہت متحیر
ہوا جی مین گھبرایا کہ جتنا اِس نام کو ورقون سے مٹاتا ہون اُتنا ہی زیادہ اور لکھا پاتا ہون اگر اسیطرح
ہر روز ہم پڑھ پڑھ کے مٹاتے جاوینگے تو سارے اوراق توریت کے اِس نام سے بھر جاوینگے پھر عاشق زار ہوکے بشوق
زیارت رات دن منزل بمنزل طی کرتا ہوا مدینے مین آیا پہلے سلمان فارسی کو پایا سمجھا یہی رسول کبریا
حبیب خدا ہین پوچھا آپ ہی محمد مصطفی سرور انبیا ہین سلمان نے کہا ای عزیز مین محمد
نہین ہون بلکہ اونکا ادنی غلام ہون شیفتہ کاکل مشکفام ہون یہودی نے بہت اشتیاق سے
کہا مجھے للہ ذرا رسول خدا کی پاس پہونچاؤ اِس حسرت زدہ کو جمال جہان آرا اونکا دکھاؤ سلمان
نے سوچا کہ اگر یہ کشتہ خنجر فراق وفات کی خبر سنیگا تو مارے غم و غصہ کے سر کو دھنیگا کہا ای عزیز
پہلے تجھے اصحاب رسول خدا کی پاس لیے چلتا ہون اُسنے کہا مین تو فقط سوز فراق مین اسی شمع
نبوت کے پروانے کی مثال جلتا ہون غرض سلمان اسکو ساتھ لیے ہوے مسجد نبوی مین آئے
حضرت علی مرتضی اور سارے اصحاب مصطفی فراق حضرت مین سر جھکائے رو رہے تھے آنکھون سے
اشک جاری تھے مضطرب ہو رہے تھے یہودی کہ غلبۂ اشتیاق سے فنا فی الرسول ہو رہا تھا خنجر عشق حقیقی
کا مقتول ہو رہا تھا حضرت علی مرتضی کو رسول خدا سمجھا بے اختیار دل وحشت زدہ پھڑکنے لگا
شوق مین کلیجا دھڑکنے لگا عرض کی اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ
جسوقت نام نامی آپکا اصحاب نے سنا آہ کی ناری عرش تک پہونچائی مسجد مین فغان و فریاد سے
شور و محشر مچایا شیر خدا نے فرمایا کہ ای شخص تو کون ہے ہم جلون کو جلاتا ہی گلون پر شمشیر خونخوار چلاتا ہے

اسوقت تو کہان سے ہماری مصیبت تازہ کرنے آیا جراحت دل پر نمک چھڑک کر درد و
تڑپ زیادہ کرنے آیا آج تین دن سے وہ سلطان گدا نواز صاحب لولاک عرش پاک کو
چھوڑ کر دنیا سے منھ موڑ کر زیر زمین فرش خاک پر سوتے ہین کہ ہم لوگ انکے فراق مین
گلی گلی خاک چھانتے ہین سرون پر دھول اڑاتے ہین روتے ہین پیٹتے ہین بلال یہ بات
سنتے ہی بیہوش ہو گیا سر پیٹتے پیٹتے زمین پر گرا از خود فراموش ہو گیا شعر زخم دل پر
ناصر امرہم لگانے ہم گئے ✱ وہ مسیحا چل بسا اور منت مین ہم گئے ✱ جمیع بنی ہاشم تڑپ
تڑپ کر کہنے لگا آہ وہ طے منازل مین شام سے صبح اور صبح سے شام کی خواب و خورش اپنے
اوپر حرام کی آہ وہ سفر کی محبت شبانہ روزی افسوس ذوق وصال مین اس شمع نبوت کے
وہ پروانہ مثال دلسوزی اے کاش مین پیدا نہوتا عدم سے ہویدا نہوتا اگر پیدا ہوا تھا تو فوراً
مر جاتا جیتا نہین شیر مادر پیتا نہین اگر جیتا تو ریت نہ پڑھتا جاہل ہی رہتا نشۂ علم چڑھتا جو
پڑھتا تو نام پاک حضرت کا نظر آتا جو نظر آیا تھا تو مین اوس پر شیفتہ نہو جاتا جو شیفتہ ہوا تھا
تو گھر سے نہ جلتا شمع کیطرح پروانے کے مثال گھری آتش شوق مین جلتا وہین سوز ہجران
سے سر دھنتا جگر کباب ہوتا تھتا یہان آکر حال وفات نہ سنتا جو آیا تھا تو زیارت سے محروم
نہوتا عین شوق وصال مین مغموم نہوتا شعر قسمت تو دیکھیے کہ کہان ٹوٹی جا کمند ✱ دو
تین ہاتھ جبکہ لب بام رہ گیا ✱ پھر عرض کی یا علی مرتضی یا شیر خدا اگر آنحضرت شہنشاہ کا کوئی لباس
متبرک ہو تو آپ جلد منگائین دل وحشت زدہ کو تسکین پہونچائین شیر خدا نے سلمان فارسی
کو کہا کہ بنت رسول زہرا بتول کے پاس جاؤ لباس قدسی اساس لے آؤ وہان سیدۂ زنان
کونین اور ریحان دارین حضرات حسنین درد یتیمی سے رو رہے تھے فراق پدر مین نالان
اور بیتاب ہو رہے تھے سلمان نے جا کر آواز دی اور در حجرہ کی زنجیر ہلائی صدای جو قیامت نے
کیفیت نمک بر جراحت کی دکھائی حضرت سیدہ نے پوچھا اسوقت جلد ہونکو پھر کون جلانے آیا ہے یتیمان
جگر پارہ کی سرون پر آرہ ستم کون چلانے آیا ہے اے تو کون ہے تیرا نام کیا ہے مصیبت زدون
سے تجھے کیا کام ہے سلمان نے عرض کی مین سلمان آپ کا غلام ہون سلام لیجیے شیر خدا
حبیب کبریا کا پیراہن مانگتے ہین دیجیے سیدہ نے فرمایا سلمان وا ے بر تو بابا کے غم سے ابھی

بدحواسی کی بات تو کیون کیا ہجرہ اویلا یا باجان کا پیراہن کون شخص پہن سکتا ہی سلمان نے مفصل حوال کہہ سنایا اور پیراہن تمالی مسجد نبوی مین نانی اصحاب کبار اُس سلطان دوسرا حبیب کبریا کے پیراہن کو جس مین سات پیوند مختلف جابجا لگی تھے دیکھکر رونے لگے دل وحشت زدہ جگر کلیجا دھڑکا سب جی جان کھونے لگے یہودی اُس پیراہن اطہر کو اپنے سر پہ لیکے حالت وجد مین گھومنے لگا ذوق شوق مین یہ کہہ کر جھومنے لگا **شعر** غنچۂ گل را چہ کنم صبا ✤ بوی از ان پیرہنم آرزوست ✤ بار بار اُسے سونگھتا اور آنکھون سے ملتا سر کو سنگ آہ سے کچلتا اور کبھی متواتر بوسے لیتا مہک روح افزا پر روحی فداہ کہکے جان دیتا **نظم** گر ز صحرای مدینہ بوے آید یا رسول ✤ جان خود را من فداے بوے آن صحرا کنم ✤ صد ہزاران وے درین سودا مرا امروز گشت ✤ نیست صبرم بعد ازین کامروز را فردا کنم ✤ یا رسول اللہ بسوی خود مرا ہے نا ✤ تا ز فرق خود قدم سازم ز دیدہ پا کنم ✤ اسیطرح روتا جی جان کھوتا ہوا اصحاب کبار کے ساتھ روضۂ انور پر آیا اور خاک مزار پاک آنکھون پر مل کے سر کو آہ کے پتھر سے کچل کے کلمۂ طیبہ زبان پر لایا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہتے کہتے زمین پر بیہوش گر پڑا **اشعار** گئے آہ کے نارے تا بہ فلک ✤ ترے ہجر مین صبح سے شام تلک ✤ ہمہ شب لگی ہے یہ آس پلک ✤ ذری دینی مجھے تو دکھا دے جھلک ✤ غرض یا محمد یا محمد کہتے کہتے دنیا سے سفر کر گیا **نظم** جان گئی جان کے جو یا کے پاس ✤ ہو گیا مریض اپنے مسیحا کے پاس ✤ پیاسے نے دریا سے ملاقات کی ✤ خوب تلافی ہوئی مافات کی ✤ رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام ✤ علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام ✤

وفاتِ سیدۂ خاتونِ جنت آہ ای ماجرا | قیامت خیز اب یہ واقعہ لکھنے مین آتا ہے

راویانِ اخبار جگر سوز و ناقلانِ حکایات غم اندوز لکھتے ہین کہ جب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے وفات پائی ساری دنیا اندھیری ہو گئی ہر طرف سے گھٹا غم کی گھر آئی آسمان و زمین مین زلزلہ پڑ گیا دو مین خنجرِ غم گڑ گیا نگری مدینے کی سونی ہو گئی مصیبت دلون پر قیامت سے بھی دونی ہو گئی نالے پیہم پریون اور ملائکہ کے

آہ مہجوری کے نالے آسمانوں تک اور ان کے نعرے عرش تک پہونچائے ہر چند جگر پارے ہوا رنج کیا اور مصیبت اطہار کے خنجر غم سے ٹکڑے ٹکڑے دل پارہ ہوا جیسے پھٹ گئی مگر جس قدر جناب سیدہ خاتون جنت فاطمہ زہرا کو غم و الم ہوا بیان اس کا حد تحریر و تقریر سے خارج ہے **مثلث**

اِدھر رونا اُدھر رونا یہاں رونا وہاں رونا | اور خون دل سے منھ دھونا نہ دن کھانا نہ شب کھانا

اسی صورت سے رو رو چھ مہینے تک گذاری ہے

روایت ہے کہ آدھی رات کے بعد جناب حضرت خاتون جنت سیدنا علی مرتضی کے ساتھ روضۂ انور پر حضرت سرور عالم کے آئیں مزار شریف کو دیکھکر ایک ایسی آہ کی کہ روضۂ مقدسہ کو جنبش میں لائیں پھر کہا یا مالک الذات بابا جان گوہر پاک کو درج خاک سے کیا نسبت پھر تو مزار شریف پر آکر گر پڑیں اور مرغ بسمل کی طرح اسی تڑپ تڑپ کر رونے لگیں جی جان کھونے لگیں خاک مزار سر اور روئے پر انور پر ملتی تھیں آہ کی ہچکیوں سے یہ کہ کے جگر کو ملتی تھیں **منظم**

یا من نا صبور را پیش خود از وفا طلب ÷ یا کہ تو یا کرامتی صبر من از خدا طلب ÷ درد تو می کشد مرا یا ز کرم دوا کنش ÷ یا قدری فزون ازین تا بکشم دوا طلب ÷ پھر مزار پاک کی مٹی آنکھوں پر مل مل کے فرمانے لگیں در و دیوار کو رلانے لگیں **مثلث لمولفہ**

پڑی آکر مصیبت ایسی اے بابا | پڑے جا کر اگر دن پر تو ہو تاریک شب ایسا

کہوں کیا آہ اے بابا کہ مجھ پر زیست بھاری ہے

نہ کھانے میں مزا ملتا نہ پینے میں مزا ملتا | یہی دل میں تمنا ہے کہ بابا کا پتا ملتا

غم دوری سے جی تو جل چکا اب تن کی باری ہے

نہیں بعد آپکے اب خیر ہی جینے میں اے بابا | ذرا بھی لطف جینے کا مجھے اب تو نہیں ملتا

نہ جیتی ہوں نہ مرتی ہوں عجب حالت ہماری ہے

روایت

پس از مردن پیمبر جبکہ پھر آئے صحابہ سب | لگیں رو رو کے کہنے سیدہ خاتون جنت تب

بٹھایا خاک بابا پہ یہی مرضی تمھاری ہے

وہ مہتاب مدینہ کو چھپایا خاک میں تمنے | وہ شاہ دین و دنیا کو سلایا خاک میں تمنے

گوارا کسطرح لوگو ہوئی یہ بات ساری ہے

کیا لوگوں نے تب معروض زہرا سے یہ رو رو کر | بہت ہی زار و مضطر ہوکے منہ آنسو سے دھو دھو کر

کرین کیا فاطمہ زہرا الٰہی مرضی باری ہے

وگرنہ کب گوارا تھا یہ ہم سب کو بھلا زہرا | فراق سرور عالم کا کھٹکے دلمین ہے زہرا

کہین کیا آہ اے زہرا کہ ہم پر زیست بھاری ہے

کلیجے کو پکڑ کر صبر کرنا چاہیئے زہرا | بھلا اب سینے پہ پتھر کو دھرنا چاہیئے زہرا

سنبھالو ہوش کو زہرا یہ کیا حالت تمہاری ہے

تسلّی دیجیئے دوش نبی کے شہسواروں کو | جناب حضرت حسنین دونوں ماہ پاروں کو

ذرا تو پوچھئے پیاروں سے کیا حالت تمہاری ہے

روایت ہے کہ پانچ آدمیوں کے برابر کوئی نہین رویا **پہلے** حضرت آدم جب بات محبت کھانے گیہوں کی بہشت سے باہر آئے دو برس تک برابر روتے رہے یہانتک کہ گو ہر دندان دونوں رخساروں سے باہر آئے تھے **دوسرے** حضرت یعقوب فراق مین یوسف علیہ السلام کے اتنا روئے کہ آنکھین سپید ہوگئین **تیسرے** حضرت یوسف قید چاہ مین **چوتھے** حضرت فاطمہ زہرا فراق پدر مین اتنا روئین کہ اہل مدینہ گریہ شب و روز آہ جگر سوز سے انکے تنگ ہوگئے تب حضرت سیدہ نے جنۃ البقیع مین ایک مسجد بنائی جسکا نام بیت الاحزان ہے لوگوں سے متوحش ہوکر وہین رہا کرتی تھین اور دن رات جتنا چاہتین فراق پدر مین رویا کرتی تھین **پانچوین** حضرت امام زین العابدین بعد شہادت اپنے پدر بزرگوار حضرات امام حسین کی چالیس برس جبتک رہے تنہائی اور مصیبت پدر بزرگوار کو یاد کرکے خون جگر پیتے رہے کسیوقت رونا ترک نہین کیا اور کبھی بغیر روئے پانی نہین پیا جب کھانا آگے آتا باپ کی بھوک کو یاد کرکے اتنا روتے کہ کھانا آنسوؤن مین ڈوب جاتا کبھی سیر ہوکر پانی نہ پیتے خون جگر پی پی کر جیتے لوگ عرض کرتے حضرت آپ کو اپنی جان پیاری نہین آتا کیون روتے ہین صبر کیجیے اسقدر کیون بیقرار ہوتے ہین فرماتے **شعر لمؤلفہ** کیا کہین کچھ کہا نہین جاتا * درد ہجران سہا نہین جاتا * **غزل** گر بقدر سوزش من

چشم من بگریستی ✤ مرغ و ماہی از غم من تن بہ تن بگریستی ✤ صد ہزاران دیدہ بایستی
دل ریش مرا ✤ تا بہر یک خویشتن بر خویشتن بگریستی ✤ آنچہ از من گم شدہ گر از سلیمان گم شدی
✤ ہم سلیمان ہم پری ہم اہرمن بگریستی ✤ **روایت** ہے کہ حضرت سیدہ کو سواے مرض
فراق پدر کے کوئی بیماری نہ تھی مزاج عالی پر بجز اسکے اور کوئی مصیبت طاری نہ تھی بعد رحلت
سرور عالم کے پورے چھ مہینے تک زندہ رہیں ہر دم روتی رہیں کبھی ہنسیں نہیں حتے کہ صدمہ
آہ اور نعرہ جانکاہ سے چور ہوگئیں طاقت رفتار قوت گفتار جاتی رہی حس و حرکت سے
مجبور ہوگئیں پھر آپ کو چند روز وفات سے پہلے یہ غم تازہ ہوا اور دل میں اندازہ ہوا کہ میری
لاش کو خلق خدا کاندھے پر دھریگی اور نامحرم کی نظر میرے جنازے پر پڑیگی پس ایک
بی بی صاحبہ نے جو ایک نقشہ گہوارے کا اور کہیں دیکھا تھا ویسا ہی حضرت سیدہ کیواسطے بنایا
حضرت سیدہ نے اوسے دیکھکر بہت پسند کرکے تبسم فرمایا حضرت سیدہ نے پورے چھ مہینے
کے بعد وفات پائی ہے مگر بجز اسکے کہ ایکبار گہوارہ دیکھکر ہنسیں کبھی نوبت مسکرانیکی
نہیں آئی ہے **شعر** رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام ✤ علی و فاطمہ حسن و حسین
پہ بھی مدام ✤ **روایت** ہے کہ ایک دن حضرت شیر خدا باہر سے حجرے میں تشریف لائے
دیکھا کہ سیدہ روٹی پکانے کو تھوڑا سا آٹا گوندھ رہی ہیں اور تھوڑی سی مٹی شاہزادوں کے
سر مبارک دھونے کے لیے بھگوئی ہے اور انکے کپڑے دھو رہی ہیں اور غم پدر میں رو رہی
ہیں شیر خدا نے فرمایا اے چشم و چراغ رسول اے فاطمہ زہرا بتول دنیا کے کام سے
تمکو کچھ کام نہ تھا غم پدر کے سوا دم بھر آرام نہ تھا آج خلاف عادت تین کام میں مشغول ہو
مجھے بڑا تعجب ہے بتاؤ اوس کا کیا سبب ہے حضرت سیدہ نے رو رو کر فرمایا **شعر لمؤلفہ**
نالے پیہم دل سے اب آنے لگے ✤ شاید اب دنیا سے ہم جانے لگے ✤ اے محرم راز
من اے نازبردار حسین و حسن دولت وصال ہوئی نوبت فراق آئی ہے بڑی
تمنا سے میں نے یہ نعمت عظمی پائی ہے **رباعی** ہنگام وداع و افتراق ست امروز ✤ بادرد
فراق اتفاق ست امروز ✤ ای دیدہ جمال وصل دیدی یکچند ✤ خونبار کہ نوبت فراق ست
امروز ✤ ای شیر خدا کل میں نے باباجان کو اپنی بخت بیداری سی خواب میں دیکھا کہ آپ میرے سرہانے

کھڑے ہوئے چارون طرف نگاہ فرما رہے ہین جیسے کوئی کسیکا منتظر ہو مین خواب ہی
مین تڑپی اور قدم پاک پر آنکھون کو مل مل کے عرض کی **شعر** رحمت ہجر می کشد عیسے
جان فزا کجا ٭ صبر ز دست میرود داروی وصل ما کجا ٭ بابا جان فاطمہ آپ پر قربان آپنے
مجھ خستہ جگر سے منھ موڑا روتی پیٹتی بیکس و تنہا چھوڑا جسدم سے شمع وصال ہوائی فراق سے
گل ہوئی دین و دنیا مجھ سے ترک بالکل ہوئی پروانہ وار آتش ہجران سے جل گئی تیغ
ستم شمشیر الم گلے پر چل گئی شمع کیطرح پگھل پگھل کے پروانے کی مثال جل جل کے رہا کی آہ
دل سوز جگر سہا کی اب درد فراق سہا نہین جاتا بغیر آپ کے رہا نہین جاتا مجھے بھی جلد
اپنے ساتھ لیجیے درد دل کی دوا کیجیے **نظم المؤلفہ** کجائی ای پدر آخر کجائی ٭ زحال من
چنین غافل چرائی ٭ بروم از تپ در وجدائی ٭ بکن رحمے خدارا بر گدائی ٭ بابا جان نے
فرمایا اے نورعین اے مادر حسین اب مین بے تمہارے رہ نہین سکتا تمہارے
فراق مین جو دل کا حال ہے کہہ نہین سکتا خیر جاؤ کل کی رات تم میرے پاس آؤ گی
دولت وصال پاؤ گی اچھی طرح ملاقات کرو گی تلافی مافات کرو گی پس یا علیؑ دنیا سے
اب جاتی ہون مصیبت فراق اٹھاتی ہون روتی اسلیے ہون کہ کل تم سب لوگ
میرے غم مین مشغول رہوگے ایسا نہو کہ میرے دونون پیارے آنکھون کے تارے بھوک کی تکلیف
پائین اسیطرح بھوکے پیاسے رہجائین کپڑے اُنکے اسلیے دھوتی ہون کہ خدا جانے میرے
بعد کپڑے اُنکے کون دھوئیگا انکی تنہائی او بیکسی پر کون جی جان کھووے گا مٹی
اسلیے بھگوئی ہے کہ ایکبار اور انکے سر کو دھو لون بالون پر انکے غبار پڑے ہین دھو کر
کنگھی کر دون میرے بعد انکے گیسوے عنبر بوے مین کون کنگھی کریگا اب انکی بیکسی پہ
کون مریگا یارو مقام غور ہے کہ شاہزادون کے کپڑے میلے ہوجانے اور اونکی زلفون پہ
گرد و غبار پڑجانے سے حضرت سیدہ بیقرار ہو جاتی تھین میدان کربلا مین وہ پیراہن
آغشتہ بخون اور زلفان مشکبوے کو آلودہ بخاک و خون دیکھکر حضرت سیدہ کا حال کیا
ہوا ہوگا **نظم** روی گرد آلود و رخسار پر خون حسین ٭ گر بدیدی فاطمہ در عرصہ گاہ کربلا ٭
آنچنان بگریستی کز گریہ ہاے زار او ٭ ساکنان آسمان بگریستندے بر بلا ٭ شیر خدا نے

روکر فرمایا فراق سرورِ عالم سے آپکے دل کے ابھی تک شیطرح تپک رہے ہین اے فاطمہؑ
کیا کہین کہ کیسے کیسے صدمے سہی ہین ابھی تک زخم دل نے مرہم صبر سے اندمال نہین پایا کہ زمانے
نے خنجر تمھارے فراق کا سینے پر چلایا **نظم** ہر دم زمانہ داغ زخم بر جگر نہد ✽ یک داغ نیک
ناشدہ داغے دگر نہد ✽ ہر داغ کاورد قدری کہ وہ بہتری ✽ آن داغ بگذار دو داغ تر نہد ✽
حضرت سیدہ نے فرمایا شیر خدا نے جسطرح اس مصیبت مین صبر کیا اسیطرح تمہین بھی صبر کرکے دل
پر سنگ شکیبائی دھرو غرض کپڑے شاہزادون کے دھوتی تھین اور انکے منھ دیکھ دیکھ رو
تھین کہ آہ افسوس میرے بعد تمھارا کیا حال ہوگا تنہائی مین کتنا ملال ہوگا پھر حضرت سیدہ
نے صاحبزادون کو فرمایا کہ روضۂ انور پر جاؤ اور میرے حق مین دعاے خیر کرآؤ **شعر** رسول
پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام ✽ علی و فاطمہ حسن و حسین پہ بھی مدام ✽ **روایت ہے**
کہ اسکے بعد حضرت سیدہ نے اسما کو بلا کر فرمایا کہ جب دونون پیارے روضۂ انور پر سے آئین تو انکو
میرے پاس نہ لانا علیحدہ بٹھا کر کھانا کھلانا تاکہ مجھے حالت بیماری مین دیکھکر گھبرائین نہین رو رو
کر غل مچائین نہین کہ اتنے مین ناگاہ دونون شاہزادے تشریف لائے اسمانے دوسرے
مکان مین کھانا رکھدیا کہ یہین تناول فرمائین شاہزادون نے کہا اسما آج خلاف معمول یہان
ہمکو تم کیون کھانا کھلاتی ہو ہم مان کے بغیر کھانا کھا نہین سکتے ایک لقمہ اوٹھا نہین سکتے
اسمانے عرض کی اسوقت والدہ آپکی بہت بیمار ہین بات بولنے سے ناچار ہین دونون
صاحبزادے روتے ہوئے در حجرے پر آئے اور سلام رخصتی بجالائے حضرت سیدہ نے
اون کو گود مین لیکر بہت پیار کیا اور پھر روضۂ انور پر پہنچوادیا **شعر** رسول پاک پہ
بھیج اے خدا درود و سلام ✽ علی و فاطمہ حسن و حسین پہ بھی مدام ✽ **روایت ہے**
کہ اسکے بعد دونون شاہزادے واویلا و وامصیبتا کہتے ہوئے در حجرہ پر آئے آہ کی نعرے سے
حجرۂ سیدہ کو ہلائے اور کہا اماں جان ہماری جان آپ پر قربان ذری آنکھین کھولیے
تو سہی ہم سے کچھ باتین بولیے تو سہی ابھی اماں تم تو ہمسے منھ موڑے جاتی ہو کہو تو ہمین
کسپر چھوڑے جاتی ہو سیدہ نے شاہزادون کو گلے سے لگایا اور بہت پیار فرمایا پھر پوچھا ہمارے
مرنے کا حال تمنے کیونکر جانا کسطرح پہچانا شاہزادون نے کہا کہ جب ہم لوگ روضۂ انور پر

چلے جاتے تھے غیب سے آواز آئی ابراہیم خلیل نے کہا دیکھو بتان فاطمہ چلے آتے ہین اسمعیل ذبیح نے کہا دیکھو شفیعان قیامت چلے آتے ہین نبی آخرالزمان ہماری ناناجان نے فرمایا میرے جگر گوشگان چلے آتے ہین جب ہمنے روضۂ انور کے پاس جاکر سلام کیا مزار شریف کی اندر سے آواز آئی کہ ای نور دیدگان من اُلٹے پانون پھر جاؤ اور دم واپسین ذرا ان کو دیکھ آؤ ہم تمھاری مان کے استقبال کو آئے ہین ملائکہ و انبیا کو ساتھ لائے ہین یہ کہکر دونون شاہزادے رو رو کر سر کو پٹنے پر پچھاڑنے لگے اور منھ کو کف پاے سیدہ کے ملنے لگے **نظم** رو کی بولے کہ ای امان جان + کسکے پیچھے کھو گنوائی جان + کرین ایسی کہ پھیر لی کروٹ + کیسی ایکدن مین ہوگئین چٹ پٹ + اجی امان یہ کیسی کی تمنے + کچھ تسلی نہ دلکو دی تمنے + نہ تنہا در کی نہ پنی کہی + دل کی حسرت تمام دل ہین رہی + حضرت سیدہ نے آنکھ کھولی اور گلے سے لگاکر بہت پیار کیا **روایت ہے** کہ اُسوقت سیدہ نے فرمایا کہ شیر خدا تم سے چار وصیتین کرتی ہون **اول** یہ کہ میری خطا اور قصور کو معاف کرنا آئینۂ دلکو غبار ملال سے صاف کرنا شیر خدا نے فرمایا کہ ابتدا سے آجتک آئینۂ وفاق مین کبھی زنگ نفاق پڑا نہین خار ملال کبھی دل مین گڑا نہین **دوسرے** یہ کہ میرے فرزندان یتیم نازک مزاج کی نازبرداری ہم سے زیادہ کرنا **تیسرے** مجھے رات کو دفن کرنا تاکہ جسطرح مین حیات کسی نامحرم نے مجھے نہ دیکھا بعد وفات کے بھی نظر کسیکی میرے جنازے پر نہ پڑے **چوتھے** زیارت سے میری منھ موڑنا نہین دل سے مجھے چھوڑنا نہین شیر خدا نے رو کر فرمایا تم بھی میری خطا معاف فرمانا اور حضور نبوی مین سلام اس ہجرت زدہ کا پہونچانا اور میری طرف سے حضور والا مین کوئی حرف شکایت زبان پر نہ لانا حضرت سیدہ نے قبول کرکے فرمایا کہ ذرا آپ شاہزادون کو ہمراہ لیکر روضۂ انور پر جائین اور میرے حق مین دعاے خیر فرمائین کہ مجھے جناب باری مین کچھ عرض کرنا ہے **شعر** رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام + علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام + **روایت ہے** کہ ادھر شیر خدا اور شاہزادے روضۂ انور پر گئے ادھر حضرت سیدہ نے سلمیٰ دائی سے پانی منگاکر نہایت خوبی کے ساتھ غسل فرماکر لباس عطر اور اطہر پہنا اور حجرۂ خاص مین بچھونا بچھواکر اور لبستہ پر جاکر

داہنی کروٹ رو بقبلہ دست مبارک نیچے رخسارے رہت کے رکھکر ایک چادر تان کے
لیٹ رہین اور وہ کافور بہشتی جو جناب سرور عالم نے حضرت سیدہ کو عنایت فرمایا تھا اسماسے
طلب کیا اور فرمایا کہ مجھے اسی لباس مین جو میرے بدن پر ہے غسل دیکر دفن اور برہنہ
نکرنا یہ فرمایا اور اسما کو رخصت کرکے در حجرہ بند کرلیا **روایت ہی** کہ حضرت امام حسن
فرماتے ہین کہ دو ایک روز اسکے قبل مین نے اپنی ماں حضرت فاطمہ زہرا کو دیکھا کہ اپنی حجرہ
مین نماز پڑھتے پڑھتے شام سے صبح کردی سنا مین نے کہ مومنین اور مومنات کیلیے رو رو کر دعا
کر رہی ہین اور اپنے واسطے کچھ دعا نفرمائی مینے عرض کی اماں جان سبکے واسطے آپنے دعا کی
اپنی واسطے نکی فرمایا بیٹا پہلے ہمسایہ پھر گھر **مثنوی لمولفہ** الٰہی بطفیل علی ابن طالب ٭
کہ شیر خدا بود و آل محمد ٭ الٰہی بمسموم سبط اکبر ٭ شبیہ علی و مثال محمد ٭ الٰہی بحق امام شہیدان
٭ جگر گوشہ نونہال محمد ٭ الٰہی بزاری زہرا کہ ہرگز ٭ نخندید بعد انتقال محمد ٭ چہ باشد
شبے گر ز عین عنایت ٭ برویا نمائی جمال محمد ٭ ز عصر رفتہ **ناصر** گناہم ولیکن ٭ ببخشند
آخر بآل محمد ٭ **روایت ہے** کہ جب آپنے اسما کو رخصت کیا اور حجرہ بند کرلیا اور
مناجات مین مشغول ہوئین اسما در حجرہ پر کھڑی تھین سنا کہ حضرت سیدہ بصد آہ و زاری و
حسرت و بیقراری جناب باری مین امت عاصی کے واسطے مناجات فرماتی تھین کہ خداوندا
بحق بابا جان محمد مصطفےٰ اور بطفیل چشمان اشکبار اور شوق دیدار اون کے اور
بحرمت درد دل علی مرتضیٰ کے میری مفارقت سے اور بحق مصیبت حسین مجتبیٰ کے
امتان گنہگار کو میرے باپ کی بخشدے سب گناہ انکے محو کردے اور رحم فرما کر اسیطرح
امتان عاصی کے حق مین رو رو کر دعای خیر فرماتی ہوئین منگل کی رات درمیان مغرب
اور عشا کے تیسری تاریخ ماہ رمضان ۱۱ سنہ ہجری مین شہر مدینہ منورہ مین بعد پورے
چھ مہینے کے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال سے اٹھائیس برس کی عمر مین
جنت الفردوس کو سدھارین اِنّا لِلّٰہِ وَ اِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُون **نظم** کار افتاد بے تو
مرا با گریستن ٭ عیب ست عیب از غم تو نا گریستن ٭ شب تا بروز کار من و روز تا بشب ٭
تا زیستن ست در غم تو با گریستن ٭ اب حضرات حسنین کی گریہ و زاری اور

شیر خدا کی اشکباری کسطرح بیان کیجیے کہ جگر شق ہوا جاتا ہے رنگ چہرہ فق ہوا جاتا ہے شعر
رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام ✤ علی و فاطمہ حسن و حسین پہ بھی مدام ✤
روایت ہے کہ اسماء نے موافق وصیت کے غسل دیا پھر حضرت علی مرتضی نے گھوارے
مین جنازہ مبارک کو رکھکر نماز پڑھائی اور رات ہی کیوقت جنۃ البقیع کے اندر قبے مین
حضرت عباس کے اُس جگہ کہ سب اہلبیت نبوت کے سوتے ہین مدفون ہوئین شعر

رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام	علی و فاطمہ حسن و حسین پہ بھی مدام
وفات حضرت صدیق اکبر کیا لکھین ناصر	**کہ مثل بید ہے غم کی خامہ تھرتھراتا ہے**

روایت ہے کہ ایک دن ایک سانپ نے حضرت عیسے سے عرض کی کہ یہ روح اللہ
ذرا اس غمزدہ پر آپ کرم فرمائین راہ مکے کی مجھے بتائین نظم یہی فکر ہے مجھکو اب
ہر شب ✤ یثرب نگری مین جاؤنگی کب ✤ ذرا ملک عرب ہونچا دے مجھے ✤ وہ دن دکھلا
مجھکو یا رب ✤ روح اللہ نے فرمایا اے سانپ مکے سے تجھے کیا سروکار ہے جو اتنا تو اداس ہے
بیقرار ہے سانپ نے عرض کی نظم للمؤلفہ سبب میری اداسی کا نہ پوچھو ✤ مین خود
حیران ہون کیا بتلاؤن تمکو ✤ ہوئے ہین چھ برس شاہا کہ مین نے ✤ سنا اسم محمد ہے کسی سے ✤
اسیدم سے ہے خون آنکھون سے جاری ✤ عجب ہی حال ہے اب مجھپہ طاری ✤ کسیصورت سے
کل پڑتی نہین آہ ✤ اجل میری نہین کیون آتی اللہ ✤ نہ کچھ تدبیر بن آتی ہے مجھکو ✤
یہ دن تقدیر دکھلاتی ہے مجھکو ✤ مرون تو جائے یہ درد جدائی ✤ الٰہی کیا اجل کی موت
آئی ✤ نہین جی سیر بستان مین بہلتا ✤ یہی لو ہے کہ مکے جا نکلتا ✤ روح اللہ نے فرمایا
اے سانپ تیرا کہان خیال ہے وہ چھ سو برس کے بعد پیدا ہونگے ابھی زیارت اون کی
محال ہے سانپ نے عرض کی یا روح اللہ لا تیئسوا من روح اللہ اللہ جامع المتفرقین
ہے اسکی رحمت سے نا امید ہونا چاہیے پھر روح اللہ نے اسی مکے کی راہ بتا دی آپنے
سر کے بل شوق وصال مین اُس یار غار کے مکے کی راہ لی راہ مین زبان حال سے یہ کہتا تھا نظم
چون مورے بندم کمر ✤ چون مارے پویم بسر ✤ در غار غم کردہ مقر اے یار غار از عشق تو ✤

تا کے دلم محزون بود دردم زحد افزون بود ؛ تا چند غرق خون بود جان فگار از عشق
تو ؛ عیبم مکن لایعقلم کز قید ہستی گسلم ؛ وگر نماند در دلم صبر و قرار از عشق تو ؛ آخر بعد طے
منازل کے غار کے مین آکر بانتظار اپنے یار غار کے چھ سو برس قیام کیا خواب و خور اپنے
اوپر حرام کیا دن رات اسی غار تیرہ و تار مین رہتا اور سوز دل سے ہر دم یہی کہتا نظم
روزیکہ جمال دلبرم دیدہ شود ؛ از فرق سرم تا بقدم دیدہ شود ؛ تا من بہزار دیدہ در
روے نگرم ؛ آرے بدو دیدہ دوست کے دیدہ شود ؛ پھر شوق دیدار جمال اپنے یار غار
کے اوس غار ثور مین ہر چار جانب ستر سوراخ بنائے تا کہ اگر کوئی ایک سوراخ کو بند
کرے تو دوسرے سوراخ سے جمال یار دیکھکر جی کو خرسند کرے غرض شام فراق
کٹی صبح وصال نظر آئی سرور عالم نے مکے سے مدینے کو ہجرت فرمائی پھر تو گویا دریا خو
پیاسے کے پاس آیا یعنے بسبب کشش عشق یار کے خود سید ابرار نے اس غار پر قدم رنجہ
فرمایا یار غار سید ابرار جناب صدیق اکبرؓ نے اس غار تیرہ و تار مین چادر کو پھاڑ پھاڑ کے وہ
سب سوراخ بند کیے چادر تمام ہو گئی اور ایک سوراخ رہ گیا اس سوراخ مین حضرت صدیق
اکبرؓ نے نہایت پامردی سے اپنے پانون کی ایڑی جمائی اور سرور عالم نے اندر جا کر زانو
پر حضرت صدیق اکبر کے استراحت فرمائی وہ مار سراپا محو دیدار جو کشتۂ نیش فراق و زخم
خوردۂ خنجر اشتیاق تھا بارادۂ نظارۂ جمال باکمال جس سوراخ کے پاس آتا اسکو بند پایا آخر
دیوانۂ عشق مین تڑپنے لگا اور ایڑی مین حضرت صدیق اکبر کے بار بار سر سے ٹھوکرین لگانے
لگا کہ اے یار غار سید ابرار للہ اس سوراخ سے اپنا پانون جدا کیجیے ذرا مجھے بھی یار سے سرور عالم
کی کہ بارہ سو برس سے مشتاق ہون مشرف ہونے دیجیے جب صدیق اکبرؓ نے سوراخ سے
قدم نہ اٹھایا سانپ نے اپنی حالت بے قراری مین پاے صدیق اکبر مین زور سے نیش لگایا
مگر عاشق صادق نے پھر بھی سوراخ سے قدم نہ ہٹایا مسوس مسوس کر رو رہے تھے اسواسطے
کہ حضرت زانو پر سوتے تھے ہر چند ضبط کیا مگر چند قطرے آنسو کے رخسارۂ عالی پر گر پڑے آپ فوراً
نیند سے چونک پڑے اور لبنا آب دہن محل زخم پر صدیق اکبر کے لگایا فوراً اس نے اثر تریاق
فاروق کا دکھایا راوی کہتا ہے کہ آپ نے اس سانپ سے کلام فرمایا اور سبب اس

گستاخی کا پوچھا اسنے عرض کی **مصرع** کہ بر دیوانہ و عاشق قلم نیست ❊ علماء محققین نے
لکھا ہے کہ چونکہ منظور الٰہی تھا کہ رتبۂ شہادت سے بھی تکمیل جمیع مراتب کی حضرت صدیق اکبرؓ کی
ہو جاوے اسی واسطے اثر زہر ہلاہل کا اس سانپ کا آخر حیات تک آپ کے رہ گیا چنانچہ
اسی زہر کے اثر سے آپ نے رحلت فرمائی **شعر** رسول پاک پہ بھیجے اے خدا درود و سلام ❊ علیؓ و
فاطمہؓ حسنؓ و حسینؓ پہ بھی مدام ❊ **روایت ہے** کہ جمادی الاخری کی ساتویں تاریخ سنہ ۱۳
ہجری میں پیر کے دن ٹھنڈے پانی سے آپ نے غسل فرمایا وہ رات جاڑے کی تھی تپ و درد سر
بشدت چڑھ آیا اور پانوں میں سخت درد ہو گیا سارا جسم سرد ہو گیا اور جسجگہ غار ثور میں سانپ
نے کاٹا تھا وہ جگہ بھی لہر آئی پندرہ روز تک آپ نے اس بیماری میں بڑی تکلیف اٹھائی
روایت ہے کہ ایام مرض میں آپ نے صحابۂ کرام کو اپنے پاس بلوایا اور سب کی صلاح
سے امر خلافت کا حضرت عمر فاروقؓ کے واسطے فرمایا اور جناب باری میں دست بدعا ہوے
کہ خداوندا عمرؓ کو میں نے خلیفہ مسلمانوں پر بنایا اپنی جگہ تخت خلافت پر بٹھایا میں نے اپنی دانست
میں بہترین صحابہ کو والی کیا ہے اور سواے اصلاح حال مسلمین کے نیت میری کچھ اور غرض ہے
نہ دوسرا الٰہی انکو منجملۂ خلفاے راشدین کے کر اور بزمرۂ مطیعین محبین خیر المرسلین کے
کر حضرت عمرؓ نے بمبالغۂ تمام فرمایا کہ مجھے لیاقت نہیں خلافت کی مجھکو کچھ حاجت نہیں آپ
مجھے اس زحمت عظمیٰ سے معاف فرمائیں اور کسیکو خلیفہ بنائیں حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا
کہ اگر تمکو خلافت کی حاجت نہیں تو خلافت کو تمسے حاجت ہے غرض صدیق اکبر نے بعد خلیفہ
کرنے حضرت عمر فاروقؓ کے ارشاد فرمایا کہ اسماء بنت عمیس میری قبیلہ مجھے غسل دیں اور
عبد الرحمن میرے بیٹے انکی مدد کریں میں نہیں چاہتا کہ سواے انکے اور کوئی مجھے
ننگا دیکھے **روایت ہے** کہ حضرت شیر خدا علی مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ ایک دن ایام مرض
میں عیادت کو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس گیا آپ نے مجھے اپنے سرہانے بٹھایا اور ارشاد کیا کہ اے
امام دوجہان اب زمانہ فراق کا ہمارے اور تمہارے درمیان قریب آیا آسمان نے یہ درد تازہ
دکھایا تمسے امید رکھتا ہوں کہ جب میں مرجاؤں تو اپنے ہاتھوں سے تم مجھے کفن پہنانا
پھر جنازہ میرا در بدر دروازہ روضۂ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیجانا اور پکار کر کہنا

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ابوبکر حضور مین آئے ہین زیر قدم مبارک
مدفون ہونے کی تمنا لائے ہین پس از خود بخود دروازہ روضہ کا کھلی دی اور اذن ہو تو مجھے
اندر روضہ کے دفن کیجیو اور نہین تو جنۃ البقیع مین گور غریبان کی اندر رکھ دیجیو شیر خدا اور
ساری انصار یہ کلام سنکر رونے لگی فراق مین بیتاب ہونے لگے شیر خدا علی مرتضی نے فرمایا اے عمر تا
تم بھی ہمسے جدائی کر چلے پہاڑ غم کا سینہ درد گنجینہ پر دھر چلے ہو دیکھو تمہارے حضرت رسول
کریم کو صبر و قرار نہ آتا تھا چہرۂ مبارک تمہارے دیدار سے جیسے نسیم سحری سے غنچے گلین
ہشاش بشاش ہو جاتا تھا تم حضور نبوی کے یار غار تھے ہر امور دینی و دنیاوی مین محرم
اسرار تھے اور بہت کچھ افسوس کیا اور فرمایا دل مرا بہت ملول ہے گویا آج روز انتقال
رسول مقبول ہے ❋ چون بے تو خواست بود مرا عمر کاشکے ❋ ہرگز نبودمے و زمانہ زادمے
❋ **شعر** رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام ❋ علی و فاطمہ حسن و حسین پہ بھی مدام ❋
روایت ہے کہ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق بعد دو برس چار مہینے کے واقعہ اصحاب
فیل سے پیر کے دن پیدا ہوئے تھے اور اوسیدن مکے سے حضرت کے ساتھ ہجرت کر چلے
اور اوسیدن مدینے مین پہونچے اور اوسیدن بارھوین ربیع الاول شریف سالہ سنہ
ہجری روز وفات سرور عالم کے خلیفہ رسول اللہ کے ہوئے اور دو برس تین مہینے دس
دن مسند خلافت پر بیٹھے اور اوسیدن آٹھوین تاریخ جمادی الاخری کی بیمار پڑے اور پندرہ دن
تک بیمار رہی نماز جماعت کی لیے باہر آنے سے ناچار رہے پھر اسی دن بائیسوین جمادی الاخری
سنہ ۱۳ھ مین ترسٹھ برس کے سن مین موافق سن شریف سرور عالم کے قضا فرمائی اہل مدینہ کو
مصیبت تازہ ہو آئی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ **نظم** موج زن می بینم از ہر دیدہ طوفان
غمے ❋ میرسد در گوشم از ہر لب صدائے ماتمے ❋ اہل عالم را نمیدانم چہ حال افتادہ
است ❋ اینقدر دانم کہ درہم رفتہ کار عالمے ❋ **روایت ہے** کہ جب خبر وفات حضرت ابوبکر
صدیق اہل مدینہ نے پائی صدا ہی آہ عرش تک پہونچائی اہل مدینہ ایسا روئے جیسا بروز وفات
سرور عالم کے روئے تھے شہر مدینہ سنسان و ہر گلی کوچہ ہو کا مکان ہو گیا **شعر** گل و بنفشہ
ہمہ ہست و یار نیست چہ سود ❋ بت شکر لب من در کنار نیست چہ سود ❋ جب یہ خبر وحشت اثر

حضرت علی مرتضیٰ نے پانی بےاختیار روتے ہوئے ہوئے کی لاش کے پاس آئے اور فرمایا آج خلافت نبوت کی منقطع ہوگئی برکت وشوکت دینی مرتفع ہوگئی خدا رحمت کرے تم پر ای ابوبکر صدیق حضرت تمکو بہت پیار فرماتے تھے تمہاری ملاقات سے بہت راحت پاتے تھے صورت سیرت سنت رحمت مین تم بھی شبیہ پیغمبر تھے بعد رسول خدا کے تم سب سے فاضل تر تھے الغرض شیر خدا نے لاش پر کھڑے ہوکر بہت کچھ تعریف کی جو اس کتاب مختصر مین سما نہین سکتی ہے صحاب کے فرمائی پھر سب لوگ ایسا روئے کہ زمین جنبش مین آئی آخر حسب وصیت اسماؓ اور عبدالرحمنؓ نے نہلایا اور شیر خدا علی مرتضیٰ نے اپنے ہاتھ سے کفنایا اور جنازے کی نماز بعد نماز عمر فاروقؓ نے پڑھائی **شعر** یاران غم خورید کہ بے یار ماندہ ایم ✤ در خار زار ہجر گرفتار ماندہ ایم ✤

روایت ہی کہ حسب وصیت کے جنازے کو لاکر روبرو روضۂ انور کے رکھا غیب سے آواز آئی ضموا الحبیب الی الحبیب دوست کو دوست سے ملاؤ کشتۂ خنجر فراق کو شربت وصال پلاؤ ہنوز کلمات وصیت کی موافق نہین ادا کیے تھے کہ معاً پہونچتے جنازے کے دروازہ مزار اقدس خود بخود کھل گیا اور کوئی کھولنے والا نظر نہ آیا اور روضے کے اندر سے آواز آئی ادخلوہ وادفنوہ عزًا وکرامۃً میرے یار وغار کو عزت وبزرگی کے ساتھ اندر لاؤ اور میرے سیدھے پہلو مین سلاؤ غرض حجرے مین حضرت عائشہ صدیقہ کے پہلوے راست مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انھین دفن کیا حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہین کہ میرے باپ نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مین چالیس ہزار درم صرف کیے اور جب مرے تو ایک دینا ایک درم بھی نہ چھوڑا **نظم** آہ بوبکرؓ وعمرؓ افسوس عثمانؓ وعلیؓ ✤ صدق وعدل وعلم وحلم اپنا دکھا کے چل بسے ✤ ہاے کوئی بھی نہ پلٹا اور نہ پہونچی کچھ خبر ✤ چپکے چپکے ہوکے شہر خاموشان مین ایسے چل بسے ✤ **شعر** رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود وسلام ✤ علی و فاطمہ حسن وحسین پہ بھی مدام ✤

کہ دل ٹکڑے ہوا جاتا ہے خامہ تھرتھراتا ہے	شہادت حضرت فاروقؓ کی کیونکر لکھوں ناصح

جناب مستطاب عدل اصحاب صہر رسول مقبول داماد بتول امیر المومنین سیدنا

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بعد جناب سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دس برس
آٹھ مہینے چار دن مسند خلافت پر رونق افروز رہے اور شہادت باسعادت آپکی اسطرح
ہوئی کہ حج کرکے آپ مدینہ منورہ مین تشریف لائے اور منبر پر چڑھکے بعد حمد وثناء الٰہی کے
فرمایا کہ مین نے خواب دیکھا ہے کہ ایک مرغ سرخ نے دو تین ٹھونگ مجھے ماری ہین اور تعبیر
اس خواب کی میرے دل مین یہ آتی ہے کہ ایک مین عنقریب وصال حبیب ہے یعنی اب موت
میری بہت قریب ہے اسکے بعد ایک دن بعد مدینہ منورہ کی بازار مین آپ حضرت زبیر پر تکیہ لگائے
بیٹھے تھے کہ مغیرہ بن شعبہ کا غلام کافر عجم سیہ فام فیروز نام نے آکر عرض کی کہ یا امیر المومنین
ہم اسواسطے آئے ہین کہ مغیرہ نے میرے ذمے ہر روز دو درم ٹھہرائے ہین اور مین اسقدر ادا کرنے مین
ہون آپ اس سے فرمادیجئے کہ اسمین کچھ تخفیف کر دے آپنے فرمایا تو کون پیشہ کرتا ہے کہا بڑھئی
لوہار اور نقاشی کا کام کرتا ہون آپ نے فرمایا اتنے پیشون والے سے دو درم لینا انصاف سے
دور نہین اور تو باوجود ان پیشون کے دو درم کے ادا سے مجبور نہین یہ بات اس سنگدل
کی دل پر بڑی کڑی پڑی اسکے سینہ پر کینہ مین خار سی گڑی اسیوقت سے آپکی جانب سے
کینہ رکھا دشمن جانی ہوگیا بلاے ناگہانی ہوگیا پھر آپ نے فرمایا کہ مین نے سنا ہے کہ تو ایسی پن چکی
بناتا ہے کہ ہوا سے چلتی ہے اگر تو ایسی چکی بنادے تو اہل مدینہ کو بڑا فائدہ ہوگا فیروز نے کہا مین آپکے
واسطے ایسی پن چکی بناؤنگا کہ جبتک آسمان کی چکی گردش مین رہیگی تب تک ذکر اسکا مغرب
سے مغرب تک باقی رہیگا حضرت نے یہین فرمایا کہ یہ میرے قتل کے لیے دھمکاتا ہے دیکھیے خدا کیا پیش
لاتا ہے روایت ہے کہ اسکے دوسرے روز کعب الاحبار نے سیدنا عمر کے کان مین چپکے سے کہا
کہ جو کام کرنا ہے سو کر لیجیے سامان سفر آخرت کیجیے توریت سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اب عمر
شریف آپکی تین دن سے زیادہ نہین آپ کو اس بات سے بڑا تعجب ہوا اسواسطے کہ اسوقت
آپ کو کسیطرح کا ملال نہ تھا کوئی عارضہ لاحق حال نہ تھا القصہ فیروز سیہ روز نے اس بات
کو دل مین جمایا اور ایک خنجر دو دھارا جسکا دستہ درمیان مین تھا زہر آب دیکر بنایا
اور منتظر فرصت کا رہا پھر تو خون اوس پر سوار ہوا اور مستعد قتل امیر ابرار ہوا ایکروز
حضرت عمر نماز فجر مین تکبیر تحریمہ کہکر نماز کے اندر مشغول ہوئے سورۂ الحمد پڑھکے سورۂ

یوسف شروع کی تھی کہ فیروز بدبخت نے صف اول سے پاؤن بڑھا کر تین وار کیے ایک آپ کی مونڈھی پر دو دوسرے پہلو پر تیسرا زیر ناف آپکو فوراً غش آگیا گر پڑے اور فرمایا وَکَانَ اَمْرُ اللّٰہِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا پھر اصحاب نے عبد الرحمن بن عوف کو امام کر کے جلد نماز پڑھی اور حضرت کو اٹھا کر گھر پہونچایا پھر لوگون نے عرض کی حضرت نماز فجر کی آپ نے نہین پڑھی ہے آپ نے انکھ کھول کر فرمایا کہ اور لوگون نے نماز پڑھی کہا گیا حضور ہان پس آپ نے وضو کر کے نماز فجر کی وقت پر پڑھی **روایت ہی** کہ فیروز بدبخت خنجر مار کر بھاگا اٹھارہ آدمیون کو جو ہمراہ تھے زخمی کیا آخر ایک جوان اعرابی نے اپنا چھینٹا اسکی گردن مین ڈالکر اسے زمین پر گرادیا فیروز نے دیکھا کہ اب تو بہت بری موت سے مارا جاؤنگا خدا معلوم کیا کیا سزا پاؤن گا اُس خنجر کو اپنی حلق پر رکھکر کھینچ دیا اور اپنے کو آپ واصل جہنم کیا **روایت ہی** کہ پھر حضرت عمر نے ابن عباس سے پوچھا کہ کچھ جانتے ہو کہ کسنے مارا انھون نے کہا فیروز کافر بدبخت نے تب آپنے فرمایا الحمد للہ مین مسلمانکی ہاتھ سے شہید نہوا اور قیامت کو میرا جھگڑا کسی مسلمان سے نہ پڑا اور فرمایا شکر ہے کہ ہم امر بالمعروف پر مارے گئے پھر جب آپ نے سنا کہ فیروز نے خود آپ اپنی کو مار ڈالا فرمایا الحمد للہ کہ ہمارے واسطے کوئی نہ مارا گیا **روایت ہی** کہ ایک جراح نے کچھ دوا پلائی زخم کی راہ سے خون کے ساتھ دوا نکل آئی دوسرے نے دودھ پلایا وہ دودھ بھی بعینہ زخم کی راہ بہگیا طبیب نے کہا خون اسقدر جاری ہے زخم ایسا کاری ہے کہ وید نہین شنید نہین اب ہرگز جینے کی امید نہین **شعر مستزاد** کر چکے تجربہ نسخہ ایجاد مسیح اسکا حاصل ہی یہی ✽ چنگا ہوگا مرض عشق کا بیمار نہین کیجیے لاکھ دوا ✽ جناب ام کلثوم حضرت عمر کی بی بی صاحبہ نے جو صاحبزادی جناب حضرت علی مرتضیٰ داماد مصطفیٰ کی تھین یہ بات طبیب سے سنتے ہی فرمایا آہ وا عمراہ خود بھی زار زار روئین حاضرین کو رلایا نعرۂ جانکاہ سے عرش الٰہی کو ہلایا فرماتی تھین یہ کیا غضب ہوا کیا ستم ہوا دم بھر مین گھر ماتم کدہ غم ہوا **شعر** حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد ✽ روی گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد ✽ **روایت ہی** کہ آپ نے عبد اللہ اپنے بیٹے کو حضرت عائشہ صدیقہ کی پاس بھیجا کہ میرا سلام انکو عرض کر دو اور کہو کہ اب رخصت ہوتا ہون خون جگر سے منھ دھوتا ہون مگر ایک تمنا ہی کہ اگر آپ روضۂ انور مین جگہ دین تو ہم نیز قدم

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رہین اور قیامت کے دن میں اقدس کے پاس ہوں اٹھیں حضرت صدیقہ نے رو کر فرمایا وہان تو ایک ہی آدمی کی جگہ تھی مین نے اپنے واسطے رکھی تھی اچھا عمرؓ کو دی عمرؓ اسکو سنکر بہت خوش ہوئے اور فرمایا سب کامون مین یہ کام اہم تھا اسکا مجھے ہر دم خیال تھا غم تھا خوشا نصیب عمرؓ کے کہ امر بالمعروف کیواسطے اسیر خنجر خار اشتکاف پڑی اور رہے طالع آسکے کہ زیر قدم سید عالم گڑی پھر فرمایا کہ دفن کیوقت حضرت عائشہ صدیقہؓ سے اجازت دوبارہ لے لینا اور فرمایا کہ کفن بہت تکلف کا نہو ہو اسطے کہ اگر خدا کی یہان میری کچھ عزت ہوگی تو حق تعالے مجھے بہشتی حلّے پنہائیگا ورنہ تکلف کا کفن کچھ کام نہ آئیگا اور قبر بھی اعتدال سے زیادہ وسیع تر نہووے ہو اسطے کہ اگر خدا مجھ سے راضی نہوگا تو قبر مجھے ایسا بھینچیگی کہ ہڈیان میری چکنا چور ہو جاوینگی پھر بخوف آخرت بقدر دو کے زبان تکلم سے عاری ہوئی حالت غشی طاری ہوئی حضرت شیر خدا علیؑ مرتضی اور ابن عباسؓ نے تسکین دی اور بہت سی تشفی کی کہ آپ نے ذرہ بھر خلاف حکم خدا و رسول کے نہین کیا کسیکا حق اپنے سر پر نہین لیا ہم لوگ اسبات کی خدا کے آگے گواہی دینگے تب حضرت عمرؓ نے جناب علی مرتضیؑ اور ابن عباسؓ سے اسبات کی گواہی ایک کاغذ پر لکھوائی اور دونون صاحبون کی اسپر مہر کروائی اور فرمایا اس کاغذ کو بھی میرے ساتھ کر دینا کہین گوشہ قبر مین دھر دینا یہ وصیت ہے کہ بدھ کے دن چھبیسوین ذیحجہ کو زخم آیا تین دن آپ زندہ رہے جمعے کے دن چاندرات کو ترسٹھ برس کی عمر مین موافق سن شریف حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آپ نے وفات پائی غیب سے صدا ان للہ و انا الیہ راجعون آئی ایکبار فرش سے عرش تک غل ہوا کہ آج چراغ مدینے کا گل ہوا مدینے کے ہر کوچہ و بازار مین ایک ہو کا عالم تھا چھوٹا بڑا سب مبتلای ماتم تھا نظم دل دردی عجب دارم نمیدانم کہ چون گریم * دلا خون شو کہ تا بر حال خود یک لحظہ چون گریم * تنم بر زخم کاری سینہ ام بر داغ بے یاری * گہے از زخم بیرون گاہ از داغ درون گریم * اور تحریر سے عاصم کوفی شیعی مذہب کے بھی معلوم ہوتا ہے کہ جناب شیر خدا علی مرتضیؑ نے انکو غسل دیا جب جنازہ چلا شور محشر مچا شیر خداؑ نے دعا کی کہ اے عمرؓ تجھپر ہمیشہ بارش ابر رحمت الٰہی ہے

قبل عاطفت رسالت پناہی رہے تم نے تو ہم سے منہ موڑا اور بعد اپنے اپنا سا ایسا دوستدار
میرا کسی کو نہ چھوڑا جو تم سے دوست تر ہو مرے نزدیک کہ اسکے سے کام کر کرکے ہم خدا سے
ملاقات کریں **نظم** دور از رخ تو چنانم ای دوست * کز ہستی خود بجانم ای دوست * صبر از
ہمہ نیکوان توانم * ایک از تو نمی توانم ای دوست * قسم خدا کی مجھے یقین ہے کہ تم یہ دولت
ابدی پاؤگے یعنی اپنے دونوں یاروں کے پاس دفن کیے جاؤگے اسلیئے کہ ہم نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے یوں سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے
کہ میں نے اور ابوبکرؓ اور عمرؓ نے یوں کیا اور میں نے اور ابوبکرؓ اور عمرؓ نے یوں ٹھہرایا اور جناب
ام المومنین حضرت حفصہؓ اور حضرت ام کلثومؓ اور داماد مصطفےٰ علی مرتضیٰ اور حضرت
عثمانؓ ذی النورین اور حضرات حسنینؓ رضی اللہ عنہم کو جو کچھ بیقراری تھی اور سارے
اہلبیت پر جو کیفیت غم کی طاری تھی اگر تحریر میں آئے تو ایک کتاب ہو جائے **روایت** ہے کہ اسکے
بعد جنازۂ مبارک کو لوگوں نے مسجد نبوی میں لاکر درمیان قبر شریف اور منبر کے جو ایک کیاری
ہے کیاریوں سے بہشت کی رکھا اور بموجب وصیت کے صہیبؓ رومی نے چار تکبیر سے نماز پڑھائی اور
دوبارہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے دفن کے لیئے نوبت استفسار کی آئی آپ نے اجازت دی
اور حضرت عثمانؓ اور علیؓ شیر خدا اور عبدالرحمن قبر کے اندر جو حضرت صدیق اکبرؓ کے پیچھے ہے اُترے
اور ہزار افسوس اس نیر اعظم چرخ کرامت کو برج خاکی میں سلایا اور دفن کر کے اتنا خون دل
روئے کہ ملاء اعلیٰ کو رلایا اس حادثہ جانکاہ سے ہر انسان بلکہ ہر ذی جان کو رقت تھی
در و دیوار کو وحشت تھی کوچہ و بازار سنسان جدھر دیکھیئے اُدھر سناٹے کا عالم ہو کا مکان
شعر دردا کہ پاکباز جہان از جہان برفت * پاک آنچنان کہ آمدہ بود آنچنان برفت * **روایت**
لطائف اشرفی میں ہے کہ جس دن آپ نے وفات پائی لڑکے اپنی اپنی ماں کے پاس آتے تھے اور کہتے
اجی کیا قیامت آئی وہ کہتی تھیں بیٹا حضرت عمرؓ نے قضا فرمائی اور چند ابیات عربی کے
اوسی دن غیب سے سننے گئے اور پڑھنے والا کوئی نہیں دکھتا تھا جسکا پہلا مصرع
یہ ہے **مصرعہ** لِيَبْكِ عَلَى الْإِسْلَامِ مَنْ كَانَ بَاكِيًا اب جو رونے
والا ہے سو فوت اسلام پر روئے اپنے جی جان کھوئے **شعر**

رسول پاک پہ [illegible] درود و سلام | علی و فاطمہ و حسن و حسین پر بھی مدام

شہادت کا جناب حضرت عثمان غنیؓ کی | بیان مختصر احوال اب لکھنے مین آتا ہے

ذکر شہادت مجمع جود و سخا منبع حلم و حیا داماد نبی ہم زلف علیؑ جامع قرآن ناشر ایمان
ذی النورین مجمع البحرین سیدنا و مولانا عثمانؓ ابن عفان ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم حضرت عثمان کو دیکھکر بہت روئے اور فرمایا عثمانؓ قریب ہے کہ لوگ تمکو ناحق شہید
کرینگے اور حق تعالی تمام شہدا کا ثواب عنایت فرمائیگا سو خبردار اونکے ظلم اور ایذا
رسانی پر صبر کرنا اور خلعت خلافت کو کہ حقتعالے تمکو پہنائیگا لوگون کے کہنے پہ مت اتارنا
روایت ہے کہ مصر مین عبد اللہ بن سبا توریت اور انجیل کا ایک عالم تھا بڑا مفسد نہایت
ظالم تھا جب حضرت عمرؓ کے وقت مین مصر فتح ہوا اوسکے قوم کی عورتین مسلمانون مین
پکڑ آئین عبد اللہ مارے شرم و غیرت کے کسی کو منہ نہین دکھاتا تھا خصوصاً مسلمانون
سے شرماتا تھا جب چارون طرف سے ملک مین اسلام کا رعب پڑ گیا نشان ایمان کا
گڑ گیا تب اوسنے تقیہ کرکے یعنے دغا سے حضرت عثمانؓ کے ہاتھ پر بیعت کرکے جناب حضرت
علی مرتضیٰ کے ساتھ بڑی عقیدت ہویدا کی اور سب چھوٹے بڑون مین بھی ایک آبرو پیدا
کی پھر مصر مین گیا اور چونکہ توریت اور انجیل کا بڑا عالم تھا سو سطحی باتین جھوٹی بصورت حق بناکر
سب اہل مصر کو عبد اللہ بن سعد سے جو وہان پر حضرت عثمانؓ کی طرف سے تھے اور لوگ مصر کے انسے
شاکی بھی تھے باغی کرکے سب کو دشمن بنایا اور جو بعضے بصری اور کوفے والے کہ حضرت
عثمانؓ سے کشیدہ رہتے تھے اپنے شاگردون کو وہان بھیجکر اونھین بھی اپنے ساتھ ملایا اور
بالاتفاق یہ بات ٹھہرائی کہ ایسی تدبیر کرو کہ بلوہ عام کرکے ایام حج مین حج کے بہانے سے
مدینے جاکر داد و بیداد کرکے حضرت عثمانؓ کو آنکھ مین صحابہ کے حقیر کرو غرضکہ ایام حج مین اسی
ارادے پر ہزار آدمی مصر سے اور پانسو بصرے سے اور اسی قدر کوفے سے مدینہ منورہ
مین آکر جمع ہوئے مصریون کو رغبت حضرت علی شیر خدا سے تھی ان سبھون نے چپکے آپکے
پاس جاکر میٹھی میٹھی باتین بناکر عرض کی کہ ہم لوگ اسی واسطے آئے ہین کہ حضرت

عثمانؓ سے خلافت چھین لیوین اور آپ کو مسند خلافت پر بٹھا دیوین حضرت شیر خدا نے
سنکر سبھون کو جھڑکی دی بہت سی نفرین کی کہ خبردار جو کبھی ایسا کام کیا پھر اسکا نام لیا اور
بصری والے نے حضرت طلحہ کے پاس اور کوفیون نے حضرت زبیر کے پاس جا کر اسیطرح کہا کہ
ان دونون صاحبون نے بھی سبھونکو جھڑکیان دین ملامتین کین سیدنا علی مرتضی نے مردمان
فتنہ انگیز کو سمجھا کر مدینے سے روانہ کر دیا عبد اللہ بن سعد نے پھر اسیطرح ظلم لوگون پر شروع کیا
تب حضرت عثمانؓ نے بمشورہ حضرت علیؓ کے ایک خط عبد اللہ بن سعد کے نام کمال جھڑکی اور عتبی
کا لکھا کہ کسی رعایا کو کچھ ایذا نہ دے اور فریادیون کو راضی کرے عبد اللہ بن سعد نے اس پروانے
نامانا تقویم پارینہ جانا بلکہ ایک شخص کو قتل کرکے خون ناحق سر پر لیا اور فریادیون کو جو مدینے
گئے تھے قید کیا اس سبب سے سات سو آدمی فریاد خواہ اس خون ناحق کے مصر سے مدینے
مین آئے اور ساتھ اکابر مہاجر کے رجوع لائے کہ واسطے موقوفی عبد اللہ اور طلب قصاص اس
خون ناحق کے یہ لوگ یہان آئے ہین روایت ہے کہ اسکے بعد حضرت علی شیر خدا نے
حضرت عثمانؓ کے پاس جا کر فرمایا کہ اب بات بڑھ گئی آپ اسوقت اگر عبد اللہ کو موقوف نکرینگے
اور بجای اسکے اور کوئی دوسرا آدمی عادل خدا ترس مصر کا والی مقرر نکرینگے اور اس
خون کی پرسش نہ کرینگے تو ملک مین بڑا فساد اٹھیگا آخر سبکی صلاح سے حضرت عثمانؓ نے فرمان مصر کی
حکومت کا محمد بن ابی بکر کے نام لکھدیا اور ساتھ چند مہاجرین اور انصار کے انکو جانب مصر روانہ
کیا کہ موافق مشورے ان لوگون کے قضیہ عبد اللہ بن سعد کا اور معاملہ مصریون کا کمال انصاف
سے فیصل کرین وہ تین منزل مدینے سے گئے وہان ایک غلام اونٹ پر سوار پکڑا کہ تیز تیز
مصر کی جانب اونٹ ہانکے جاتا تھا کبھی کہتا تھا مین مروان کا غلام ہون کبھی کہتا تھا
حضرت عثمانؓ کا غلام ہون تلاش کی تو اسکے پاس ایک خط سر بمہر نکلا اس مضمون کا
کہ امیر المومنین عثمانؓ کیطرف سے عبد اللہ بن سعد کو معلوم ہو کہ دیکھتے ہی اس خط کے محمد بن
ابی بکر کو قتل کریو اور فرمان جو دکھاوین حکومت مانیو اور جنھون نے تیری فریاد کی ہے انھین
سزا دیجیو محمد بن ابی بکر نے اس خط کو سبکے روبرو پڑھا سب سنکر بگڑے اور مدینے پھر آئے حضرت
علیؓ مرتضی مع صحابہ کبار کے حضرت عثمانؓ کے پاس گئے اور پوچھا کہ یہ اونٹ اور یہ

غلام آپ کا ہے فرمایا ہان پھر پوچھا یہ خط آپ نے لکھا ہے حضرت عثمانؓ نے فرمایا قسم وحدہ لاشریک
کی کہ مین نے لکھا نہ حکم دیا نہ اسکی خبر رکھتا ہون قسم کھانے سے سبکو یقین آنکی بات کا ہوا اور سبھون
نے کہا کہ یہ کام مروان کا ہے مروان نے کہا کہ کسی دشمن نے چوری سے مہر کر کے غلام کو کچھ دیکر
یہ کام کیا ہے مفت مین مجھے بدنام کیا ہے اور مین کرتا تو غلام کو دریا کی راہ بھیجتا کہ بہت جلد مصر
مین پہونچ جاتا پھر لوگون نے حضرت عثمانؓ سے کہا کہ مروان کو ہمین پکڑ دو تحقیقات کرلین گے
آپ نے فرمایا کہ مجرد اس گمان پر مین مروانکو نہین دیتا تم لوگ بلا تحقیق اسکو قتل کر ڈالوگے
شاید کسی دشمن نے خط لکھا ہو اور چوری سے مہر کرکے اور غلام کو کچھ دیکر یہ کام کیا ہو۔ شعر
رسولؐ پاک پہ بھیج اے خدا درود وسلام * علیؓ و فاطمہ حسنؓ و حسینؓ پر بھی مدام * روایت
ہے کہ مروان کے نہ دینے سے بلوائے عام ہوا چارون طرف سے اژدحام ہوا ہر طرف سے مدینے
مین گروہ آپڑے اور حضرت عثمانؓ کا گھر گھیر لیا اور حق سے منھ پھیر لیا اور اہل فساد میٹھا پانی انکے
گھر مین جانے دیتے اور انکو مسجد نبوی مین آنے دیتے اور چالیس دن تک یا زیادہ گھیرے رہے کہتے
تھے یا خلافت سے کنارہ کیجئے یا مروان کو پکڑوا دیجئے آپ فرماتے مروان کو ایک شبہ پر یون ہی
قتل کرنے کو کیونکر تمہین دون اور مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہے
خلافت کیونکر ترک کردون پھر حضرت علیؓ شیر خدا نے بلوے والون کو ہرچند ہٹایا ہٹے نہین اڑے
رہے مکان گھیرے کھڑے رہے ناچار ہوکر حضرت علیؓ نے امام حسنؓ اور امام حسینؓ کو ایک
جماعت کے ساتھ حضرت عثمانؓ کے دروازے پر بھیجا کہ ایسا نہو کوئی گھر مین گھسجاوے کچھ ایذا
پہونچاوے روایت ہے کہ ایک دن حضرت عثمانؓ ایام محاصرے مین اپنے کوٹھے
پر چڑھ کرکے اہل فتنے سے مخاطب ہوکر بولے یارو تم لوگ جانتے ہو کہ جب حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینے مین تشریف لائے تھے غریب غربا پیاس سے مرنے
لگے آہ سرد بھرنے لگے آپ نے فرمایا ایسا کوئی ہے کہ رومہ کا کنوان خرید کرکے
للہ وقف کردے مین ضامن ہوتا ہون مجھ سے وہ بہشت لیتے ہین مین نے پینتیس ہزار درم
کو وہ کنوان خرید کرکے للہ وقف کیا خدا کی راہ مین چھوڑ دیا اب تم لوگ مجھی کو اسکا پانی
پینے کو نہین دیتے ہو خون ناحق سر پر لیتے ہو اور بھی تم جانتے ہو کہ مین مسجد نبویؐ کی

تنگ تھی دس ہزار مثقال سونے کے دیکر مکانات گرد و پیش مسجد کے مول لیکر مسجد نبوی میں
مینے ضم کیے اور رسول اللہؐ نے میرے لیے بہشت کی ضمانت ہوئی اب اس مسجد میں مجھے آنے نہیں دیتے ہو
اور یہ بھی تم جانتے ہو کہ گئے میں ایکبار پہاڑ پر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صدیق اکبرؓ اور عمرؓ
فاروق اور ہم چڑھے پہاڑ ہلنے لگا آپ نے فرمایا کیوں ہلتا ہے تیرے اوپر ایک پیغمبر ہے ایک صدیق
ہے دو شہید ہیں اہل شوریٰ نے کہا یہ سب باتیں آپکی راست ہیں بہر صورت صحیح بلکم و کاست
ہیں تب آپ نے فرمایا اللہ اکبر خدا کا شکر ہے کہ تمنے ہماری شہید ہونیکی گواہی دی اور تین بار یہ بات
کو تکرار کرکے کوٹھے سے اتر پڑے حضرت علیؓ شیر خدا اس خبر کو سنکر بہت روئے اور تین
مشکیں میٹھے پانی کی بھیجیں اہل فتنے نے مارے تیروں کے مشکوں کو سوراخ سوراخ کردیا
اور حضرت امام حسینؓ کو زخمی کیا روایت ہے کہ اہل مدینے نے حضرت عثمانؓ کی پاس چپکے
سے کہلا بھیجا کہ ہمکو حکم ہو تو انسے لڑ پڑیں وار کریں آپ پر اپنی جان نثار کریں اور حضرت امام
حسینؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ نے آدمی بھیجا کہ ہم سات سو آدمی ہیں اجازت ملے تو انکو لیویں
مار کر مدینے سے نکال دیویں چنانچہ ایک جماعت اہل مدینے کی ہتھیار بند ہو کر باغیوں سے لڑنے کو موجود
ہوگئی حضرت عثمان نے سنکر اپنے قرابتی اور تمامی اہل مدینے کو قسمیں دیں کہ ہماری واسطے کوئی ہتھیار
نہ باندھے میں نہیں چاہتا کہ میری واسطے لوگ مارے جاویں یا مال کسیکا لوٹا جاوے یا کوئی میرے
واسطے صدمہ اٹھاوے اور اسوقت آپ کی گھر میں چار سو اپنے خاص غلام ہتھیار بند طیار تھے پھر
صورت تابع حکم اور جان نثار تھے سبھوں سے ہتھیار آپ نے کھلوا لیئے اور ایک قلم سبکو آزاد کر کے رخصت
کیا روایت ہے کہ آپ تمامی ایام محاصرے میں روزہ دار تھے جی جان سے شہید ہونیکو
تیار تھے آخر چودھویں تاریخ ذی الحجہ کو سن پینتیس ہجری میں علی الصباح جمعے کے دن جسکی رات کو
بھی بسبب نہونے کچھ کھانے پانی کے آپ بیطرح بھوکے پیاسے رہ گئے تھے دیکھا قاتل ننگی ننگی
تلواریں لیئے چلے آتے ہیں آپ نے بہت خوش ہو کر زندگی سے ہاتھ دھو کر تلاوت قرآن
تمام فرمائی اور مارے حیا کے قاتل کی طرف نظر نہ اٹھائی جب تلوار لگی آیت
فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ پر قطرات خون کے پڑے اور آپ شہید ہوئے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا
اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اور بارہ برس آپ نے خلافت فرمائی اور بیاسی برس کے سن میں

شہادت پائی نائلہ آپکی بی بی صاحبہ نے ہاتھہ کو اونچا آپکی جان کا سپر کیا تھا انگلیاں انکی کٹ
گئیں پھر قاتل گھر سے کود گئے اور حضرت عثمانؓ اور انکے ہمسایہ کا گھر لوٹ لیا مدینے میں ایک شور محشر
مچا حضرت علیؓ شیر خدا روتے ہوئے آئے اور حضرت امام حسن کے منھ پہ طمانچہ اور امام حسین کی چھاتی
پر مارا کہ ہمنے تمکو نگہبانی کو بھیجا تھا تم ساتھ کیوں نہ ہوئے تم دروازے پہ موجود رہے اور حضرت عثمانؓ شہید
ہوں پھر اس دن بھر لاش مبارک آپکی پڑی رہی رات کو جنت البقیع میں بعض اشقیا نے دفن
ہونے نہ دیا تب مقام حش کوکب میں دفن کیا پھر مروان جب عامل مدینے کا ہوا اسکو بھی جنت البقیع
میں داخل کر دیا **رباعی** کدام دل کہ ازین واقعہ دگرگون نیست ٭ کدام کس کہ ازین حادثہ
جگر خون نیست ٭ کدام جان کہ نشد سوختہ ز آتش غم ٭ کدام چشم کہ از رشک بحر جیحون نیست ٭
روایت لطائف اشرفی میں ہے کہ اس رات میں جسکی صبح کو حضرت عثمان نے شہادت پائی
حضرت حق کیجانب سے آپکی دعوت آئی یعنی آپ نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں
دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں اے عثمان اب قریب ہے کہ تم راہ حق میں جان شیریں نثار کرو گے آج
کے دن میرے پاس آکر روزہ افطار کروگے پھر نیند سے جو چونکے تو اس خواب کے مزے اور لطف
میں سے محو ہو گئے رات بھر تلاش قاتل میں آپ تڑپ تڑپ کر رہے اور سب لوگ سو گئے پھر اسی
شب کو آپ نے چاروں سو غلام خاص اپنے جو جان دینے کو جی سے حاضر تھے آزاد کر دیئے
ہتھیار سب کے لے لیئے آخر اسی شوق و ذوق میں علی الصباح آپ نے شربت شہادت پیا حضور
نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہو کر روزہ افطار کیا ع جان گئی جان کے جویا کے
پاس ٭ پہونچا مریض اپنے مسیحا کے پاس ٭ پیاسے نے دریا سے ملاقات کی ٭ خوب تلافی
ہوئی مافات کی ٭ **روایت** روضۃ الاحباب میں ہے کہ جب روح پر فتوح کو حضرت عثمانؓ
کی عالم بالا پر لیگئے چاروں طرف سے چار آوازیں سنی گئیں پہلی یا عثمان ابشر
بجنان ذات الوان دوسری یا عثمان ابشر بنعیم غیر فان تیسری
یا عثمان ابشر بروح وریحان چوتھی یا عثمان ابشر برب غیر غضبان
روایت لطائف اشرفی میں ہے کہ جب حضرت عثمانؓ شہید ہوئے تو جنات لوگ بام مسجد
نبوی پر نوحہ کرتے تھے اور مرثیے میں حضرت عثمان غنی کے ابیات پڑھتے تھے عربی کے

راوی کہتا ہے کہ بروز قتل سیدنا حضرت عثمانؓ کے مین نے سنا کہ کوئی کہنے والا کہتا تھا کیا
بُشْرٰی لَکَ یَا عُثْمَانُ بِمَغْفِرَۃٍ وَّرِضْوَانٍ پھر کہا جو دیکھا تو کوئی کہنے والا نظر آیا روضۃ
لطائف اشرفی مین ہے کہ تین دن تک لاش مبارک آپکی اسیطرح بلا دفن پڑی رہی ناگاہ
ہاتف غیبی نے آواز دی کہ اِدْفِنُوْہُ وَلَا تُصَلُّوْا عَلَیْہِ فَاِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ قَدْ صَلّٰی عَلَیْہِ
پھر جب جنازہ آپکا جنۃ البقیع کو چلا پیچھے سے چند سوار نظر آئے لوگ ڈرے چنانچہ قریب تھا کہ
جنازہ چھوڑکر بھاگین کہ غیب سے آواز دی کہ ٹھہرو گھبراؤ نہین ہم لوگ بھی دیکھنے آئے ہین اور وہ
لوگ جو شریک دفن تھے کہتے ہین کہ واللہ وہ لوگ فرشتے تھے روایت ہے کہ جو جو شقیا
آپ کے قتل مین شریک تھے بڑی بڑی فضیحتون سے یا تو مارے گئے یا ہاتھ انکے خشک ہوئے یا جل
گئے یا دیوانے مشہور ہوگئے یا بلاے عظیم مین مبتلا ہوئے چنانچہ لطائف اشرفی مین ہے کہ حج کرکے
قافلہ حاجیون کا اُن دنون مین مدینے مین آیا تھا ایک شخص اس قافلہ کا حقیر اور خوار سمجھ کرکے
مشہد انور پر حضرت عثمانؓ غنی کے حاضر نہوا کہ راہ سے دور ہے اتنا دور کون جائے پھر جب وہ
قافلہ مدینے سے چلا تو اثناے راہ مین قافلے کے بیچون بیچ مین ایک درندے نے آکر اس شخص کو
پھاڑ ڈالا اہل قافلہ نے سمجھا کہ یہ سزا اسکی اسواسطے ہوئی کہ اُسنے حضرت عثمانؓ غنی کی بیحرمتی
کی تھی کہ آپکے مشہد پر حاضر نہوا اور باقی قافلے والے صحیح اور سالم اپنے اپنے گھر پہونچ گئے
[illegible] شواہد النبوۃ اور لطائف اشرفی مین ہے کہ ایک صالح بزرگ کہتے ہین کہ مین طواف کعبہ
کرتا تھا کہ ایک اندھے کو دیکھا کہ وہ بھی طواف کعبہ کرتا تھا اور کہتا تھا کہ خداوندا مجھے بخشدے اور
مجھے یقین نہین ہے کہ تو میرا گناہ بخشے مین نے کہا سبحان اللہ تو ایسے مقام مین ایسی بات
کہتا ہے یعنی دعا مانگتا ہے اور کہتا ہے کہ قبول نہوگی تب اس اندھے کور باطن نے مجھسے کہا کہ بھائی کیا
کہون کہنے کی بات نہین مجھسے ایسی ہی خطاے عظیم سرزد ہوئی ہے کہ ہرگز صورت نجات نہین
شعر مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد
مین نے کہا کوئی ایسا گناہ نہین جسکی مغفرت کی کوئی راہ نہین کہ تونے کون سی خطا کی ہے
کیا دغا کی ہے کہا جس روز حضرت عثمانؓ کے گھر کو لوگ گھیرے تھے راہ حق سے منھ پھیرے تھے تو ہم
لوگون نے اپنی قسمین کھائین تھین کہ جب عثمانؓ غنی مارے جاوینگے تو ہم لوگ ونکے منھ پہ

طپانچے مارینگے جب حضرت عثمان غنی شہید ہوئے تو لوگ انکے گھر میں چلے گئے دیکھا انکا سر نائلہ
بی بی کی گود میں رکھا ہے مینے ان بی بی صاحبہ سے کہا کہ جلدی انکا منہ کھولو تا خبر کردو کچھ
ہو تو انہوں نے کہا اس سے تمہارا مقصود کیا ہے البتہ شہید ہو چکے منہ کھولنے سے سود کیا پوچھنے کہا
کہ ہم لوگون نے قسمیں کھائی ہیں کہ انکے منہ پر طپانچے مارینگے تا تو ن حضرت عثمان کی رونے لگین
خون دل سے منہ دھونے لگین فرمانے لگین کچھ تم لوگون کو انکی حق صحابیت پیغمبر خدا کا پاس نہین
ہے اللہ اور انکے رسول سے کچھ ہراس نہین ہے ارے لوگو دونوں صاحبزادیونکا پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی انہیں سے نکاح ہوا تھا حضرت رقیہ اور حضرت کلثوم بنت رسول اللہ کا انکے بیاہ
ہوا تھا اور چند فضیلتیں انکی بیان کین اور زار زار رونے لگین میرے ہمراہیون نے یہ بات کی سنتے
ہی شرم سے سر جھکا لیے باہر چلے گئے کچھ جواب نہ دیا اور مین نے بلا لحاظ ان باتون کی حضرت عثمان کا
منہ کھولکے طپانچہ مارا انکی بی بی صاحبہ نے ایک آہ سرد دل پردرد سے کھینچی اور فرمایا ارے ظالم
بے رحم خدا تیرے دونون ہاتھ سکھا دے اور تیری دونون آنکھین اندھی کردے اور تیرے گناہ ہرگز
نہ بخشے قسم وحدہٗ لاشریک کی میں ابھی انکے گھر کے دروازے سے باہر بھی نہ نکلا تھا کہ روشنی
میری آنکھونکی جاتی رہی اور میرا ہاتھ خشک ہوگیا پس اسی سبب سے میں گمان نہین کرتا ہوں کہ
حق تعالیٰ میرے اس گناہ کو معاف کرے شعر رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام ہر علیؑ و فاطمہ حسن و حسین پہ بھی مدام

علی مرتضیٰ شیر خدا ساقی کوثر کی | شہادت کی خبر درد کی اب مصر سناتا ہے

بیان شہادت برادر و داماد رسول شوہر بتول فاتح خیبر ساقی کوثر شیر خدا امر کردہ ایزد انما
مظہر العجائب والغرائب سیدنا و مولانا علی بن ابی طالب کا بطور اجمال کے یہ ہے کہ جسدن بعد
جنگ عظیم اور مارے جانے قریب ایک لاکھ آدمی کے طرفین سے درمیان آپکے اور درمیان حضرت
معاویہ کے صلح ہوگئی اسیدن رات کو بارہ ہزار آدمی حضرت امیر سے بدظن ہوگئے پھر گئے
کہ کیون صلح کی پھر انمین آٹھ ہزار آدمیون نے توبہ کی اور چار ہزار جنکو خارجی کہتے ہین آپ سے
بیعت توڑکر راہ حق سے منہ موڑکر ملک نہروان میں جاکر لوٹ مار شروع کردی تب شاہ
مردان نے لشکر عظیم لیکر آنپر دھاوا کیا اور سبکو مار لیا مگر نو خارجی بھاگ گئے اور نو آدمی

ادھر کے شہید ہوئے پھر لشکر اسلام مین واپس آئے جو مین کی تھے اُنھون نے ایک ایک تحفہ حضرت کی آگے پیشکش کیا اور عبد الرحمن بن ملجم نے بھی ایک تلوار آبدار نہایت تحفہ بیش قیمت حضرت کی نذر کی آپ نے سب کا تحفہ لے لیا اور ابن ملجم کا تحفہ پھیر دیا ابن ملجم نے عرض کی حضور نے سبکے تحفے قبول کیے اور میری تلوار کہ تمامی دیار عرب مین اِسکے مثل نہین کیون پھیر دی نہین معلوم غلام سے کیا خطا ہوئی آپ نے فرمایا تیری تلوار کسطرح لون کہ اِسی سے میری جان جائیگی تیری مراد بر آئیگی اُسنے کہا ہیہات ہیہات حضور کیا فرماتے ہین ایک امر محال کیون خیال مین لاتے ہین گھر بار چھوڑ کر زن و فرزند سے رشتہ محبت توڑ کر مین نے غلامی آپکی اختیار کی ہے لڑائیون مین جان اپنی آپکے قدمون پر نثار کی ہے آپنے فرمایا یہ بات تیرے ہاتھ سے ہونی ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے خبر دی ہے کہ مارنے والا تمھارا ایک مرد قبیلہ مراد سے ہوگا اور تمکو اپنی مراد بر آنے کو نہ دیگا گر وہ اپنی مراد کو نہ پہونچیگا نوشتہ تقدیر سے چارہ نہین امر الٰہی مین کسیکا اجارہ نہین ابن ملجم یہ بات سنکر تھرایا جبین گھبرایا کہا غلام اِسوقت سامنے آپکے حاضر ہے کسیکو حکم ہو کہ میرے دونون ہاتھ کاٹ ڈالے یا میری گردن مارے آپ نے فرمایا ابھی تک تجھ سے خطا ہوئی نہین کیا جانے بلا قصور کسطرح قصاص لیا جائے نظم مہ خوان غم جو عالیان را صلا زدند ✤ اول صلا بسلسلۂ انبیا زدند ✤ نوبت باولیا چو رسید آسمان طپید ✤ زان ضربتے کہ بر سر شیر خدا زدند ✤ بس آتشے ز اخگر الماس ریزہا ✤ افروختند و بر حسن مجتبیٰ زدند ✤ وانگہ سرادقے کہ فلک محرمش نبود ✤ کندند از مدینہ و در کربلا زدند ✤ وز تیشۂ ستیزہ دران دشت کوفیان ✤ بس نخلہا ز گلشن آل عبا زدند ✤ بس ضربتے کزان جگر مصطفیٰ درید ✤ بر حلق تشنہ خلف مرتضیٰ زدند ✤ روایت ہے کہ ایکبار ابن ملجم نے حضرت سے اپنی سواری کے لیے گھوڑا طلب کیا آپ نے ایک گھوڑا اسوار فوراً اُسے دیدیا اور فرمایا کہ یہ شخص ایک حادثہ نادیدہ ناشنیدہ کریگا یعنے یہ مجھے شہید کریگا لوگون نے کہا کہ آپ اُسکی گردن اُتار لیجیے تاخیر نہ کیجیے فرمایا اگر مین اسے مار ڈالون تو مجھے کون شہید کریگا فرد میخواہم از خدا بدعا صد ہزار جان تا صد ہزار بار سرم بر ہوا جدا ✤ روایت ہے کہ اسکے بعد آپ نے فرمایا کوئی ایسا ہے کہ جائے اور خبر فتح نہروان کی کوفیون کو پہونچائے ابن ملجم نے کہا حکم ہو تو مین جاؤن اور خبر فتح سناؤن

آخر ابن ملجم بحکم آپ کے کوفے جا کر ورمیان آسکے کہ یہ خبر کوچہ بکوچہ سب کو سناتا تھا ایک روز ایک گھر کے اندر سے کچھ آواز ڈھول و گیت راگ کی سُنی کھڑے ہو کر لوگون کو عذاب الٰہی سے ڈرایا اور سیاست شاہ مردان سے دھمکایا پھر اُس گھر سے چند عورتین با حسن و جمال نکل آئین انمین ایک عورت تھی بد انجام قطام نام جسکی شیرینی کلام اور حسن خداداد کا عرب مین شور تھا ہر شخص اُسکے فراق مین زندہ بگور تھا نظر ابن ملجم سیارہ رو کی اُسپر پڑ گئی طبیعت دونون کی لڑ گئی جی جان سے عاشق ہو کر زندگی سے ہاتھ دھو کر سوال نکاح کیا اُسنے کہا اگر تو میرا طالب ہے یعنی میری نکاح کا راغب ہے تو پہلے تین ہزار درم نقد اور ایک لونڈی مغنیہ جمیلہ اور مرتضیٰ علی کا سر مجھے لا کر دے تب نکاح کا نام لے اُسوقت تجھ سے البتہ مین نکاح کرونگی ابن ملجم نے کہا لونڈی اور غلام تو مشکل نہین مگر شیر خدا پر وار کرنا ایسا کسی کا گردہ نہین دل نہین قطام بد انجام نے کہا مجھے لونڈی اور زر سے کام نہین مگر بلا قتل علی مجھے آرام نہین اسواسطے کہ علی مرتضیٰ نے جنگ نہروان مین میرے باپ بھائی اور اسیطرح میرے بارہ کنبونکی گردن ماری ہے اسلیے مجھے آتا رنج ہے کہ زبان کہنے سے عاری ہے ابن ملجم شقی نے کہا اچھا اُنکو مار ڈالونگا دین و دنیا تجھپر وار دونگا روایت ہے کہ اُسکے بعد شیر خدا نہروان سے پہلے مسجد کوفے مین آ کر اُترے اور منبر پر چڑھ کے بعد حمد و ثنائے الٰہی کے داہنے جانب حضرت امام حسن کیطرف نگاہ کر کے فرمایا بیٹا حسن اس ماہ رمضان کے کے دن گذرے ہین شاہزادے نے کہا تیرہ دن پھر بائین طرف امام حسین کیجانب دیکھکر فرمایا بیٹا حسین اس مہینے کے اب کے روز باقی ہین صاحبزادے نے کہا سترہ روز پھر آپ نے دونون ہاتھ اپنے محاسن شریف پر پھیرے اور فرمایا کہ بدترین امت اس داڑھی کو میرے خون سر سے رنگیگا یہ کہکر اسقدر روئے کہ آپ کے رونے سے صحن مسجد اور دونون پیارے آنکھون کے تارے بھی کھولکر روئے روتے داڑھی مبارک آنسوؤن سے تر ہو گئی اور فرمایا مین بخوف موت نہین روتا ہون بلکہ اپنے فرزندون یتیم کا منھ دیکھ دیکھ بیتاب ہوتا ہون کہ درد غریبی مین تو مبتلا ہین اب سوز یتیمی مین گرفتار ہونگے بیکسی مین اپنے نانا نانی اور مان باپ کے شفقت اور پیار کو یاد کر کے بیقرار ہونگے پھر آپ منبر سے اُترے ایک رات حضرت امام حسنؑ کے گھر افطار فرماتے اور ایک رات حضرت امام حسین کے گھر افطار کو جاتے مگر تین لقمے سے زیادہ نہ کھاتے اور بار بار فرماتے **مثنوی لمؤلفہ** شکر ہے اے کو فیون صد کی درگاہ مین ہم

گلا اپنا کٹاتے ہین خدا کی راہ مین ❊ طالب مولی کو یار وقتل مین دیر ہے ❊ سر کا سجدہ ہے مین
کٹانا عاشقون کی عید ہے روایت ہے کہ اکیسوین رات کو رمضان کی ۴۰ھ ہجری مین کہ درحقیقت
وہی شب شہادت تھی رات بھر آپ بیدار رہے شاغل بذکر پروردگار رہے بار بار حالت ذوق و
شوق مین حجرے سے باہر آتے اور شوق شہادت مین فرماتے شعر خون ناحق وقت دم خنجر بارست
اینجا ❊ ای جنون وقت تو خوش جوش بہارست اینجا ❊ اور کبھی تبلاش قاتل نعرہ جانگاہ کرتے
بیتاب ہوتے آہ کرتے شعر خبر درد من بعالم رفت ❊ قاتل من ہنوز بیخبر ست ❊ اور کبھی جوش
آتا بار بار فرماتے شعر للمؤلفہ کجا ہی آہ ای قاتل کجا ہی ❊ ز حال من چنین غافل چرا ہی ❊ اور
کبھی صحن خانہ سے اندر جاتے اور آسمان کیجانب دیکھکر فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
فرمانا راست ہی کبھی جھوٹ نہوا صحیح ہی کم و کاست ہی مگر آج بڑا عجب ہے قاتل نے میری بڑی تاخیر کی
کیا سبب ہے غرض یہان تو آپ رات بھر سوز عشق الٰہی مین جلتے رہے شمع سان پگھلتے رہے
ہر دم شوق شہادت دامنگیر حال تیغ قاتل کی خبر از ابن ملجم کا خیال ہر دم ہوسی اللہ اللہ
جاری حالت ذوق مین کیفیت وجد طاری اور وہان ابن ملجم کی مع اور دو خارجیون کے
مسجد مین آپکی آنیکی انتظاری وہی تلوار زہر کی بجھی ہوئی لیے ہوئے آپکے قتل کی طیاری کہ ناگاہ رات
ڈھل گئی جان کیا بھور ہوا تمام عالم مین آپکے ماتم کا غل مچا شور ہوا پھر تو تیغ جھلملا کے چلنے لگی نسیم سحری
ٹھنڈی سانس بھر بھر چلنے لگی آپ نے بہت سویرے قصد مسجد فرمایا بطون نے آپکو گھیر کر آپ کے دامن
پکڑ کے شور و غل مچایا گھر کے لوگ بطون کو ہٹانے لگے آپ نے فرمایا چھوڑ دو ہم رخصت ہوتے
ہین اسواسطے یہ میری فراق مین نوحہ گر ہین پھر آپ نے مسجد مین جا کر وضو تازہ کرکے اذان
دی جو ہین مسجد مین جانے لگے ہین کہ پہلی شبیب شقی نے تلوار ماری وہ طاق مسجد پر پڑی اور ٹوٹ گئی
پھر وردان ملعون نے وار کی یہ دیوار پر پڑی یہ دونون بھاگے آپ بہت خوش ہوئے فرمایا الحمد للہ
اب عنقریب شربت شہادت پیتا ہون شہید ہوکر دوبارہ جیتا ہون پھر آپ نے یاد الٰہی مین محو
محو ہوکر مقام رضا مین زندگی سے ہاتھ دھوکر نماز تحیۃ المسجد شروع کی نماز پڑھ کے بتلاش
قاتل مسجد کے سونے والون کو جگانے لگے ابن ملجم شقی منہ کو لپیٹے بغلمین تلوار دابے مسجد مین پڑا تھا آپ
نے اسکو پانون سے ٹھوکر لگائی کہ قم و صلّ اٹھو نماز پڑھو کیا سوتے ہو وقت جاتا ہے حکم الٰہی سے

کیون غافل ہوتے ہو کیونکہ پھر محراب کے پاس جا کر نماز نفل شروع کی جو ہین سجدۂ اولیٰ سے سر اٹھایا ہی کہ ابن ملجم لعین نے ایک ضرب مین آپ کو شہید کیا آپ نے فرمایا فُزْتُ بِرَبِّ الْکَعْبَۃِ وا دریغا ہم افتادری ہم اپنے مطلب کو پہونچ گئے خدا کی قسم **مثنوی** رخت بر بستیم و دل برداشتیم ٭ صحبت دیرینہ را بگذاشتیم ٭ وقت شد کز غصہ و غم وا رہیم ٭ بر غم و شادی عالم پا نہیم ٭ صدر جنت بہر ما آراستہ ٭ اندرین زندان بہ محنت کاشتہ ٭ روایت ہی کہ ابن ملجم لعین آپ کو شہید کر کے بھاگا اور آواز دی قُتِلَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ شیر خدا جان سے مارے گئے اہل کوفہ اور حضرت حسنین یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی وَا اَبَتَاہُ وَا مُصِیْبَتَاہُ وَوَا وَیْلَاہُ کہتے ہوئے مسجد مین آئے آہ کی نعرے عرش تک پہونچائے دیکھا کہ شیر خدا محراب کے آگے پڑے ہین مگر مقام رضا و تسلیم مین ثابت قدم کھڑے ہین سیلاب خون جاری ہی عشق الٰہی بھڑکا ہی حالت وجد طاری ہی لب پر فغان نہین آتی نہین زبان پر جز ذکر فی اللّٰہ لکے اللّٰہِ نہین شاہزادے قدم مبارک پر گر پڑے اور زار زار روتے تھے سیلاب خون دیدہ سے کف پا کو حضرت کی دھوتے تھے **مثنوی للمولفہ** کجائی ای پدر آخر کجائی ٭ ز حال من چنین غافل چرائی ٭ بمردم آہ از درد جدائی ٭ نگاہے کن خدارا یک جائی ٭ اور حضرت شیر خدا راہی ملک بقا خون سر مبارک سے لیتے اور اپنے منہ اور داڑھی پر ملتے اور فرماتے اسی صورت پر میری وفات ہوگی بحالت پر رسول خدا سے ملاقات ہوگی اسی شکل پر مرونگا اسی ہیئت سے فاطمہ زہرا سے ملاقات کرونگا اسی صفت پر جان دونگا اسی حال سے اپنے چچا حمزہ سے جا ملونگا اسیطرح دنیا سے جاؤنگا جعفر طیار بھائی کو یہ منہ دکھاؤنگا کسی نے پوچھا حضرت کس شقی نے آپ کو مارا فرمایا ٹھہرو دیکھو آتا ہے کہ ناگاہ شبیب گھبرایا ہوا مسجد مین آیا لوگون نے پوچھا ارے تو نے مارا ہے کہا کہ نہین کہہ کے بے اختیار منہ سے بات نکل آیا لوگون نے اسے منہ کے بل گرایا اور ماری لاتون کی اسے واصل جہنم کیا پھر ابن ملجم کو اسکا چچا زاد بھائی فوراً پکڑ کر لایا لوگون نے پوچھا تو نے مارا ہے کہا کہ ہان بے تحاشا زبان سے نکل آیا شیر خدا نے فرمایا اے بھائی مراد کیا تھا مین تمھارا برا امیر تھا اسنے کہا مَعَاذَ اللّٰہِ یا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ فرمایا پس کیون تو نے ناحق مجھپر ستم کیا میرے لڑکون کو یتیم اور مبتلائے غم کیا کہا کیا عرض کرون جو ہونی تھی سو ہو چکی **شعر** چاک کو تقدیر کے ممکن نہین کرنا رفو ٭ سوزن تدبیر

ساری عمر گوسیتی رہی ٭ روایت ہے کہ اسوقت حضرت علی کو پیاس معلوم ہوئی شاہزادے
شربت بناکر لائی آپ نے کمال ترحم سے فرمایا کہ بہ نسبت ہماری میرے قاتل کو پیاس زیادہ ہوگی
پہلے یہ شربت ہمارے قاتل کو پلاؤ پیچھے میرے سامنے لاؤ شاہزادی نے پیالہ شربت کا ابن ملجم کو دیا آخر
نہ پیا انکار کیا آپ نے شربت پیکر فرمایا کہ اگر یہ اس شربت کو پی لیتا تو حق تعالیٰ اسے جنت میں ہمارے
ساتھ جگہ دیتا شعر جو در حسین پہ ہوئیں تو ضرور پہونچے علی تلک ٭ جو علی ملے تو نبی ملے جو نبی ملے تو خدا
ملے ٭ روایت ہے کہ پھر آپ نے فرمایا کہ اسے قیدخانے میں لیجاؤ اور جو کھانا پانی میرے واسطے
طیار کرو پہلے اسے وہی کھانا اور پانی کھلاؤ تب میرے پاس لاؤ اگر میں زندہ رہونگا بہ نسبت اسکے
حکم مناسب دونگا اور جو میں مرجاؤں تو اسے ایک ضرب سے زیادہ نہ مارنا اسواسطے کہ اسنے مجھے ایک
ہی ضرب ماری ہے پھر حضرت امام حسن نے باجازت آپ کے نماز صبح پڑھائی پھر وہاں سے اُٹھاکر گھر
لے چلے آپ نے پورب طرف منھ اپنا پھرواکے فرمایا اے صبح صادق خدا کے سامنے قیامت کے دن
تجھ سے گواہی طلب کرونگا اگر تو صادق ہے تو سچی گواہی دینا کہ جبدن سے یعنی صغر سن سے میں نے
حبیب خدا کے پیچھے نماز پڑھی ہے اُسدن سے آج تک تو نے مجھے سوتے نہیں پایا ہے پھر سجدہ شکر کرکے فرمایا
خداوندا گواہ رہ وکفیٰ باللہ شہیدا کہ قیامت کے دن ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا اور صدیقان
اور شہدا اور فرشتے حاضر ہونگے اسوقت سب کے سامنے تو گواہی دینا کہ جب سے کہ میں
تیرے حبیب کے ہاتھ پر ایمان لایا اطاعت لڑ در ادا امر و نواہی کو تیرے بجالایا ہے کہ گلا تیری
رضا میں کٹایا اگر سر ہو تیرے اور تیرے حبیب کے خلاف نہ کیا پھر تو اور ہی کیفیت طاری
ہوئی حالت ذوق میں یہ غزل زبان پر جاری ہوئی غزل ما کشتۂ عشقیم محبت کفن
ماست ٭ یہ درد دہ درد یم ملامت وطن ماست ٭ زاہد تو برو طوطی فردوس برین باش
مالبل آن باغ کہ دوزخ چمن ماست ٭ ماکار نداریم باین آتش دوزخ چون
نام محمد ہمہ دم در دہن ماست ٭ پھر جب گھر پہونچے تو گھر ماتم سرا ہو المحشر بپا ہوا صاحبزادیاں
جناب حضرت فاطمہ زہرا کی زار زار روتی تھیں اور آپ کے کف پا پر آنکھیں مل مل
کے قربان ہوتی تھی کہ اے بابا اگر میری ماں فاطمہ زہرا زندہ رہتیں تو ہمیں صبر و تسکین
کچھ تسلی کی باتیں کہتیں اگر یہ لوگ مدینے میں ہوتی تو نانا کی مزار پر جاکر درد و غم کہتے خوب وقت

الغرض جمعے کی رات انیسوین تاریخ ماہ رمضان المبارک کی سنہ۴۰ ہجری مین ضرب آئی تھی جمعہ اور ہفتہ دو دن آپ زندہ رہے جب شب یکشنبہ اکیسوین تاریخ ماہ رمضان کی آئی فرمایا مجھے حجرہ خاص مین لیچلو اور حضرت ام کلثوم کو کہا دروازہ بند کرلو سب نے کہ جدا ہوگئے دروازہ بند کرلیا ناگہان حجرے کی آواز لا الٰہ الا اللہ کی آئی صاحبزادون سے ضبط نہو سکا دروازہ کھولا دیکھا آپ راہی ملک بقا ہوگئے انا للہ وانا الیہ راجعون ساری اہلبیت خصوصاً شاہزادون پر ایک عجیب عالم طاری تھا روتی روتی ہچکی بندھ گئی تھی اشک آنکھون سے جاری تھا گاہے رو رو کر گلے ملتے انکے صدمہ آہ سے آسمان و زمین ہلتے ایک دوسرے کا منہ تکتے تھے حالت تحیر مین کچھ نہ بول سکتے تھے رباعی دردا کہ آفتاب سپہر کمال رفت ٭ دردا کہ شاہ مسند عز و جلال رفت ٭ او بود جان عالم و چون کرد ارتحال ٭ جان از تن خلایق از این انتقال رفت ٭ اور چار برس آٹھ مہینے نو دن آپنے خلافت کی اور تریسٹھ برس کے سن مین موافق سن شریف کے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سنہ۴۰ ہجری مین رحلت فرمائی اور بعد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تیسری شہادت ہے روایت لطایف اشرفی اور شواہد النبوۃ مین حضرت امام حسن سے نقل ہے کہ بعد انتقال آپکے غیب سے ایک آواز آئی کہ کوئی کہتا تھا حجرے سے سب لوگ باہر جاؤ اور اس بندۂ خدا کو ہمارے ساتھ چھوڑ دو پس ہم سب حجرے سے نکل آئے پھر حجرے سے آواز آئی کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قضا کی اور وصی انکے بھی شہید ہوگئے اب نگہبانی امت کی کون کریگا انکے واسطے کون جان دیگا کون مریگا دوسرے نے کہا جو کوئی سیرت اور پیروی انکی اختیار کریگا انکے بعد ہم لوگ حجرے مین آئے انکو شستہ و صاف غسل دیا ہوا کفن مین لپیٹا ہوا پایا روایت شواہد النبوۃ اور لطایف اشرفی مین کہ آپ نے دونون شاہزادون یعنی حضرات حسنین کو وصیت کی تھی کہ میرے انتقال کے بعد تم جنازہ میرا غرین کیطرف لیجانا جہان تمہین سفید پتھر نورانی کھڑا نظر آوے وہین مجھے دفن کیجیو غرض اہلبیت حسب وصیت کے رات ہی کو نماز پڑھ کے جنازہ آپکا اسیطرف لے گئے دیکھا کہ ایک پتھر نورانی خوب چمکتا کھڑا ہے آسمے اٹھارہ آسکے تلے قبر بنی بنائی ملی تھی اسی قبر مین آپکو دفن کیا اور قبر زمین کے برابر کردی اگر اب وہ جگہ نجف شرف کرکے مشہور ہے اور سوا گھر کے لوگون کے اور کوئی اس قبر شریف کا پتا نہ جانتا تھا جب ہارون رشید کا وقت آیا ایک دن بادشاہ شکار کھیلتا اسطرف جا پڑا ہرن سے

ہرن وہان چرتے تھے بادشاہ نے شکاری کتے ہرنون پر چھوڑے ہر چند زور مارا نہ تو کتون نے
ہرنون پر چلائی کی نہ ہرن کتون سے ڈر کر بھاگے ہارون رشید متعجب ہوا گھبرایا اس طرف مین ایک بوڑھا
جہان بیدہ رہتا تھا اسے بلا کر پوچھا اسنے کہا ہم اپنے بزرگون سے سنتے آئے ہین کہ یہان پر قبر جناب حضرت
امیر مرتضیٰ کی ہے ہارون نے شکار چھوڑ کر باگ موڑ کر بڑی تعظیم سے اس مقام واجب الاحترام کی زیارت
کی اور وہان پر ایک روضہ بنوا دیا اور عمر بھر ہر سال زیارت کو وہان آیا کیا روایت روضۃ الاحباب
مین ہے کہ جب شاہزادگان دفن کر کے قریب کوفہ کے پہونچے اس میدان لق و دق سے آواز آئی کہ کوئی زار
زار رو رہا ہے کسیکے فراق مین بیتاب ہو رہا ہے اسکے پاس جاکر دیکھا کہ ایک غریب بیمار جس مین حرکت سونا چار اس مین آ
مین اکیلا خاک پر پڑا ایک اینٹ سر کے تلے رکھے ہوئے نعرہ جاتا تھا کر رہا ہے کسیکے غم مین مر رہا ہے شاہزادون نے
اپنا غم طاق پر رکھا سر گرد آلودہ اسکا مٹی سے اٹھا کر اپنی ران پر رکھا پوچھا تو کون ہے کیون اتنا تو روتا ہے
کسکے لیے اسطرح سے جان کھوتا ہے عرض کی مین غریب مجبور ہون بیمار رنجور ہون نہ میری مان ہے
نہ پدر غمخوار نہ بھائی نہ فرزند دلدار نہ کوئی شفیق نہ کوئی یار غار بیت شگوفہ نہ برگے نہ ثمر نہ سایہ دارم ۔ ہمہ حیرتم
کہ دہقان بچہ کار کشت مارا ۔ شاہزادون نے فرمایا تو کیا کھاتا ہے تیرا کھانا پانی کون لاتا ہے کہا مین سال
بھر سے یہان رہتا ہون کنج تنہائی سہتا ہون ہر روز ایک بزرگ میرے پاس آتے تھے اور میرے واسطے
کھانا پانی لاتے تھے پھر میرے سب کام کر کے میرے پاس بیٹھے رہتے تھے باتین حکمت آمیز رقت انگیز کہتے
تین دن سے خدا جانے میرے پاس کیون آتے نہین وہ کلام پر تاثیر انکے سنتا نہین فقط صحبت انکی میری
روح کی غذا تھی تمامی درد و غم کی دوا تھی پوچھا اسکی صورت کیسی تھی عرض کی مین اندھا ہون
کیا جانون پوچھا اسکا نام کیا تھا کہا ہر چند مین نے نام پوچھا کیا بتلایا نہین فرمایا تجھے نام سے
کیا کام ہے مین خود نہین جانتا کہ میرا کیا نام ہے پوچھا اسکی باتین تجھے یاد ہین کہا جی ہان جب
میرے پاس آتے تو حکمت ہی کی باتین کہتے نہین تو برابر تسبیح تہلیل مین مشغول رہتے جب وہ تسبیح
کی اٹھاتے سب جمادات بھی تسبیح کرتے اور دروازے آسمان کے کھل جاتے اور جب آتے فرماتے ایک مسکین مسکین
پاس بیٹھا ہے اور ایک غریب غریب سے باتین کر رہا ہے شاہزادون نے ایک دوسرے کا منہ دیکھا
اور زار زار روئے اور کہا یہ تو میرے بابا جان کا حال ہے تین دن کو عرصہ ہین گذرے تھے
کی ابھی ہم انکو دفن کر کے آتے ہین اب بیکسی یتیم گھر جاتی ہین وہ پیر مرغ بسمل سا خاک پر تڑپنے لگا

اور کہتا تھا **نظم** نمیدانم چہ کار افتاد ما را شوکر آن دلدار یار از ما گذشت * درین ویرانہ این پیر حزین
را * غریب و عاجز و بی یار گذشت * درین ویرانہ این پیر حزین را * غریب و عاجز و بی یار گذشت *
پھر قسمین دیتا تھا میں ہین کہ ای شاہزادو مسجد مجھ کو دراُنکے روضہ انور پر پہونچا دو شاہزادون نے ذکر کرا ہے
وہان پہونچایا پیر اپنے قبر پر جاکر خوب تڑپا روتے سینہ چاک کیا قبر کی مٹی آنکھون پر ملی سر پر خاک کیا **نظم**
ای نبی تو حرام زندگانی * خود بی تو کدام زندگانی * ہر زندگی کہ بی تو باشد * مرگیست بنام زندگانی * پھر دعا کی
کہ خداوندا بتصدق صاحب اس مزار پر انوار کے مجھے اب شربت وصال پلا دے ذرہ کو خورشید تابان سے ملا دے
دعا اُسکی قبول ہوگئی اُسوقت ایک نعرہ جانگداز کیا اور اپنے حبیب سے جا ملا شاہزادون نے اُسی جوار میں اسے دفن
کیا اور گھر کو آئے روایت ہے کہ اسکے دوسرے دن یعنی بروز دوشنبہ شہنشاہ زمن حضرت امام حسن منبر مسجد
کوفہ پر چڑھے اور خطبہ کمال بلاغت و فصاحت سے پڑھا کوفیون نے اپنی اپنی جان و تن پر آپ کے ہاتھ پر
بیعت کی پھر آپ نے ابن ملجم جہنمی کو بلوایا اور منبر کے پاس کھڑا کر دیا پوچھا اے بدبخت ترین امت
تونے کیا دین میں کیون فتنہ برپا کیا کہا حضرت تقدیر الٰہی سے چارہ نہیں میں نے اپنے اختیار سے مارا نہیں
پھر آپ نے شمشیر آبدار کھینچی اور نوک شمشیر اسکے سینے پر رکھکر دبا کے اسطرح کھینچا اور ایک ضرب ایسی زور سے ماری
کہ سر ناپاک اس پلید کا دس قدم اسکے بدن سے دور جاکر پڑا پھر لوگون نے اسے مسجد سے باہر نکال کر ایک چٹائی
لپیٹ کر آگ میں جلا دیا **شعر** رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام * علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام

کہ بلبل کیطرح گلشن میں ناصر چہچہاتا ہے	حسن کی ابھی ولادت کی صبا شاید خبر لائی

ذکر ولادت باسعادت امیر المومنین امام المسلمین شہنشاہ زمن سیدنا و مولانا و شفیعنا جناب حضرت
امام ابو محمد حسن رضی اللہ عنہ لقب آپ کا مجتبیٰ اور تقی اور سید اور زکی و سبط اکبر تھا اور
کنیت اُنکی ابو محمد اور نقش آپ کی خاتم کا العزۃ للہ تھا آپ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے لخت جگر اور نواسے پیارے جناب حضرت علی مرتضیٰ کے فرزند اور آنکھون کے تارے جناب
حضرت سیدہ خاتون جنت کے چشم و چراغ اور دلارے حضرت خدیجہ کبریٰ کے چرخ امامت کے
تارے امام مسموم شہید مظلوم سردار جوانان اہل جنت کے مدینہ منورہ میں پندرھوین رمضان
شریف و بروایتے پندرھوین شعبان سنہ ۳ ہجری میں پیدا ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نام

آپ کا حسن رکھا اور جمال رسول خدا کو آنکھ دیکھکر شیدا ہوئی اور داہنے کان مین اذان اور بائین کان
مین اقامت کہی اور عقیقہ کیا پھر جب دوسری شاہزادی پیدا ہوئی تو انکا نام حسین رکھا اور بعض روایت
مین ہے کہ جبرئیل امین حضور نبوی مین حاضر آئی اور بارگاہ احدیت سے یہ دونون نام حریر پر لکھے ہوئے
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین ہدیہ لائی کہ حسن اور حسین بہشت کی نامون سے ہین
پہلے پہل شاہزادون کی یہ نام رکھے جاتے ہین اور حضرت امام حسن تمام اہلبیت مین سر سے سینے تک
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہمشکل تھے اور سب سے محبوب تر اور آپ دوازدہ امام مین سے
دوسری امام ہین اور حضرت علی مرتضی کی خلیفہ اول اور آپ نہایت کریم اور رحیم اور بردبار تھے
اور بڑے صبر کے متواضع اور متوکل اور صابر اور زاہد اور عابد باوقار تھے مثنوی اگر عمری بیارایم
سخن را * نشاید نظم من نعت حسن را * سخن گر ہم کہ جز در عدن نیست * سزای وصف خلاق
حسن نیست * ہمہ حسن و ہمہ خلق و ہمہ علم * ہمہ لطف و ہمہ جود و ہمہ علم * لبش قایم مقام حوض
کوثر * کہ بود ہی چشمہ نوش پیمبر * چنان نوشی بزہر آلودہ کردند * دلش خون و جگر پالودہ کردند *
ز زہرش چون جگر شد پارہ پارہ * ز غصہ گشت خونین سنگ خارہ * روایت ہی کہ جب
شیر خدا رونق افروز خلد برین ہوئی جناب حضرت امام حسن کوفی مین مسند خلافت پر پدر کے
جانشین ہوئی چالیس ہزار سے زیادہ آدمیون نے آپ سے بیعت کی موت پر یعنی اس بات پر کہ جبتک
ہملوگون کی جان ہے آپکا قدم نہ چھوڑینگے سر مو اطاعت سے منحرف نہ ہونگے اور موافق فرمانے حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کہ خلافت میری بعد تیس برس تک رہیگی اسمین سے بعد شہادت جناب
حیدر کرار کے چھ مہینے رہ گئی تھے سو وہ چھ مہینے تک حضرت امام حسن خلیفہ رہی پھر معاویہ
بن ابی سفیان حضرت شیر خدا کی شہادت کی خبر سنکر ساٹھ ہزار سپاہ لیکر عراق کیجانب چلے
اور جناب امیر المومنین حضرت امام حسن بھی چالیس ہزار سپاہ لیکر روانہ ہوئی پھر معاویہ نے صلح
کا پیغام دیا اور سفید کاغذ پر اپنی مہر کرکے بھیجدیا کہ آپ شاہزادی مین دنیا چھوڑ دیجئے آخرت
اختیار کیجئے پھر میری بعد آپ ہی خلیفہ ہونگے اور اس کاغذ پر جو چاہیئے اپنا سالانہ وغیرہ لکھدیجئے کہ
مجھے بسر و چشم منظور ہے اور غلامی سے انکار نہین پھر حضرت امام حسن نے سوچا کہ اگر فیما بین نوبت
جنگ کی آئیگی تو ناحق لاکھوں آدمیون کی جان جائیگی پس آپ نے بنظر محفوظ رہنے جان و مال

مسلمانون کے اپنی خوشی سے سن اکتالیس ہجری ربیع الاول کے مہینے مین حضرت معاویہ کے ساتھ بیعت کرکے اُن سے مصالحہ کیا اور سارا ملک اُنکو خوشی سے دیدیا پھر آپ نے وہان مدینہ منورہ کی راہ لی ترک دنیا کرکے مجاورت روضۂ انور کی اختیار کی اور فرمایا کہ یہ صلح مین نے دب کر نہین کی سلطنت بفائدہ نہین دی بلکہ اللہ اور مسلمانون کی جان و مال بچانے کو سود اللہ کہ کھوپڑیان عرب کی میری ہاتھ مین ہین جس سے مین صلح کرون وہ صلح کرین اور جس سے مین لڑون وہ لڑین ریحۃ لطافت اشرفی مین ہے کہ جب امیر المومنین حضرت امام حسن نے یہ خلافت اور سلطنت معاویہ کو چھوڑ دی تو معاویہ نے کہا یا ابو محمد آپ نے تو ایسی جوانمردی کی ساری سلطنت خلافت اپنی خوشی سے چھوڑ دی ایسی جوانمردی تو بڑے بڑے جوانمردون نے بھی نہین کی ہے

مثنوی

ای ماہی کو نامت حسن بود چو حسن آمد کہ جملہ حسن ظن بود چو حسن گر بگذرد از چرخ اخضر ہنوز
از وصف [illegible] فروتر بود دو گیتی او وجودش زیب و زین است لطف او اگر جو نی حسین است

احادیث نبوی جنکے بیان نا صرنا ہے	شہنشاہ زمن یا حسن کے کچھ فضائل

حدیثین اور روایتین بیان فضائل مین جناب سید انام امام حسن کے بیشمار وارد ہوئی ہین یہان پر بطور اختصار چند روایتین جو خاص آپکے فضائل مین آئی ہین لکھی جاتی ہین اور جو روایتین کہ دونون شاہزادون کے مناقب مین ہین وہ فضائل مین سید انام حضرت امام حسین کی لکھی جاینگی **حدیث ۱** صحیح مسلم مین روایت کی ابو ہریرہ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا کہ خداوندا حسن کو مین دوست رکھتا ہون پس دوست رکھ تو بھی اُسکو اور دوست رکھ اُسکو جو دوست رکھے حسن کو **حدیث ۲** صحیح مسلم مین ہے کہ ابو ہریرہ نے کہا کہ نکلا مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک دن اسطرح پر کہ نہ تو مجھ سے آپ بولتے تھے اور نہ مین آپ سے بولتا تھا یہانتک کہ بازار بنی قینقاع کے آگر آپ وہان سے لوٹے اور فاطمہ زہرا کے گھر تشریف لائے اور فرمایا یہان لڑکا ہے یہان لڑکا ہے یعنے حسن ہمنے جانا کہ حسن کو ماں اُنکی نہلاتی ہین اور تعویذ پہناتی ہین کہ اتنے مین امام حسن دوڑتے ہوئے آئے اور حضرت کے گلے مل گئے پس آپ نے فرمایا کہ خداوندا مین حسن کو دوست رکھتا ہون سو تو بھی حسن کو دوست رکھ اور اُسکو

بھی دوست رکھ جو حسن کو دوست رکھی منظم ہر دو سبط نبی ہست دیدہ ام روشن ٭ ہوا ے ہر دو مرا ہست در دل مسکین ٭ دو دُر درج کرامت دو بدر برج کمال ٭ دو مہر اوج ہدایت دو صدر مسند دین ٭ فلک متابع این و ملک ثناگر آن ٭ جہان منور ازان و زبان منور ازین

حدیث ۳ صحیح مسلم مین ہی براء کہتی ہین کہ دیکھا مین نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو کہ امام حسن کو اپنے کاندھے پر رکھے ہوئے فرما رہے تھے کہ خداوندا مین حسن سے بہت محبت رکھتا ہون تو بھی اُس سے محبت رکھ **حدیث ۴** صحیح بخاری مین ہے ابی بکرہ کہتی ہین کہ دیکھا مین نے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو منبر پر اور امام حسن حضرت کی پہلو مین وہ آنحضرت یا بائین تھی حضرت ایکبار لوگون کیطرف متوجہ ہوتی تھے واسطے وعظ او نصیحت کی اور دوسری بار امام حسن کیطرف پیار و محبت سے دیکھتے تھے اور فرماتی تھے یہ بیٹا میرا سید ہے اور امید ہے کہ خدا صلح کرا دے بسبب اسکی درمیان بڑی دو جماعت مسلمانون کی پس اسی حدیث کی موافق حضرت امام حسن نے معاویہ سے صلح کی اور سلطنت اپنی خوشی سے اُنکو چھوڑ دی **حدیث ۵** - ابی بکرہ کہتی ہین کہ امام حسن اپنی لڑکپن مین حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نماز پڑھاتی وقت آتی پھر جب حضرت سجدہ کرتی تو آپ حضرت کی گردن اور پیٹھ پر چڑھ بیٹھتے پس حضرت سر مبارک اپنا آہستہ آہستہ اُٹھاتی یہانتک کہ وہ اوتر جاتی صحابی عرض کرتی یا رسول اللہ آپ ان شاہزادی کے ساتھ وہ کام کرتی ہین کہ کسی اور کے ساتھ نہین کرتی پس آپ فرماتی یہ لڑکا میرا پھول ہی دنیا کا اور بلا شبہہ یہ بیٹا میرا سید ہی امید ہی کہ حقتعالی اسکے سبب دو فرقون مین مسلمانون کی صلح کرا دی **حدیث ۶** - معاویہ کہتی ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم چوستے تھی زبان اور لب کو حسن کے اور حقتعالی ہرگز عذاب نکریگا اُس زبان اور ہونٹ کو کہ چوسا اُنکو رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے **حدیث ۷** صحیح بخاری مین ہی اسامہ کہتی ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مجھکو ایک ران پر بٹھاتی اور حضرت امام حسن کو دوسری ران پر پھر مجھ کو اور امام حسن کو ملا کر فرماتی خداوندا مہر کر تو ان دونون پر واسطے کہ مین مہر کرتا ہون ان دونون پر **حدیث ۸** - ابن عباس کہتی ہین کہ ایکروز رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اٹھائی ہوئے تھی امام حسن کو اپنی کاندھے پر پس ایک شخص نے عرض کی شاہزادی واہ کیا اچھی سواری پر آپ سوار ہین پس حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ سوار بھی تو کیا اچھی ہین

شعر لمولفہ سواری چنان وسواری چنان ٭ تم شتر ناقہ چہ داری چنان ٭ **حدیث ۹**
ایکبار حضرت امام حسن لڑکون کے ساتھ کھیل رہے تھے ابوبکر صدیق نے انکو اپنے کاندھے پر اٹھا لیا
اور فرمایا کہ حسن تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ ہین علی کے مشابہ نہین ہین اور حضرت علی
سنتے تھے **حدیث ۱۰** حضرت امام جعفر صادق فرماتے ہین کہ حضرت امام حسن نے پندرہ حج پیادہ
کیے باوجودیکہ آپکے اپنے کوتل کے گھوڑے آگے آگے چلے جاتے تھے یعنی باوجود ہونے سواریون متعدد کے
مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ تک حج کیواسطے پیادہ پا منزل طے کرتے تھے اور دوسری روایت مین ہے کہ حضرت
امام حسن فرماتے تھے کہ مین شرماتا ہون اپنے رب سے کہ اسکے سامنے جاؤن اور پیادہ پا اسکے گھر تک نہ
گیا ہون پھر پا پیادہ آپ نے حج کیے اور ایک روایت مین ہے کہ مدینے سے کہ حج کو پچیس بار پا پیادہ گیے
اور گھوڑے آپکے کوتل چلتے تھے جب چلتے چلتے پاے مبارک ورم کر گیے خادمون نے عرض کی پاے مبارک ورم
کر گیے ہین آپ سوار ہو لین فرمایا نہین **حدیث ۱۱** کتاب حلیہ مین ہے کہ جناب امام حسن نے دو بار
سارا مال و اسباب اپنا اللہ کی راہ مین لٹا دیا اور تین بار آدھا مال اللہ خیرات کیا یہانتک کہ ایک ایک
جوتا اور موزہ دیا اور ایک ایک رکھا **شعر** ہر چہ آید بدست بدادی تو پیش ازان ٭ این جود دانکست
کش از فقر عار نیست ٭ **روایت** صواعق محرقہ مین ہے کہ ایک شخص حقتعالی سے دس ہزار درم
مانگتا تھا حضرت امام حسن نے سنا دس ہزار درم اسکے پاس بھیجدیے **روایت** صواعق محرقہ مین ہے
کہ ایک شخص نے حضرت امام حسن کے پاس حاضر ہو کر اپنی تکلیف اور غربت بعد تونگری کی بیان کی آپ
نے فرمایا تیرا سوال حق ہے اور میرے نزدیک تجکو بہت کچھ دینا چاہیے مگر میرا ہاتھ تیرے دینے سے عاجز ہے
اور خدا کی راہ مین بہت دینا بھی تھوڑا ہے اور میرے پاس اتنا نہین ہے کہ تمھارے لایق ہو دے لیکن
اگر تو قبول کرے جو کچھ میرے پاس موجود ہے اور اہتمام زاید کی تکلیف نہ دے تو مین تیری خدمت کرون
اسنے عرض کی اے نواسے رسول اللہ کے مین تھوڑا ہی قبول کرونگا اور آپ کی عطا کا شکر کرونگا
اور زیادہ نہ مانگونگا پھر آپنے اپنے وکیل کو بلا کر جمع خرچ خانگی کا حساب مانگا اور فرمایا جو مال بچ رہا
ہے لے آ وکیل پچاس ہزار درم لے آیا پھر فرمایا تیرے پاس پانچ سے دینار اور تھے اور بھی لے آ
وکیل لے آیا پھر آپنے وہ پچاس ہزار اور پانچ سو دینار سب اس شخص کو دیدیے **روایت**
فصل الخطاب مین ہے کہ ایک دن جناب امام حسن کھانا کھا رہے تھے کہ ایک شخص نے آکر عرض کی حضرت

دس ہزار درہم مجھپر قرض ہین آپ ادا کر دیجیے حضرت نے دس ہزار درہم اُسی عنایت فرمائے اور
جو کہا کہ کہانا ابھی کہاؤ آسکے جانیکے بعد لوگون نے عرض کی یا حضرت آپ نے دس ہزار درہم اسکو بخشے اور
کہانیکی تواضع نہ فرمائی آپ نے فرمایا کہ قسم ہے خدا کی مجھے آجتک معلوم نتہا کہ کہانیکے وقت بہات کی بھی کہنے
کی حاجت ہے کہ آؤ اور کہانا کہاؤ روایت ہے کہ ایک دن حضرت امام حسن اپنے دروازے پر تشریف رکھتے تہے
کہ ایک اعرابی آیا اور آپکی اور جناب شیرِ خدا کی شان مین کلمات بے ادبانہ کہنے لگا امام حسن نے فرمایا کہ شاید
تو بھوکا ہے اُسنے جواب نہ دیا اور اسیطرح بکتا رہا تب اپنے غلام کو اشارہ فرمایا کہ ایک توڑا ہزار درہمون
کا لا کر اُسے دے غلام نے توڑا لا کر دیا اور امام حسن نے فرمایا کہ ای اعرابی معذور رکھ اسوقت یہی موجود
ہے اعرابی نے جو یہ اخلاق و کرم دیکھا جی جان سے فدا ہوا اور کہا گواہی دیتا ہون کہ آپ رسول
خدا کے بیٹے ہین اور مین نے یہ حرکت اور گستاخی آپکے حلم اور مروت کی آزمایش کو کی تھی روایت ہے کہ ایکبار
امیر المومنین حضرت امام حسن و حسین اور عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم بالاتفاق حج کو تشریف
لیے جاتے تھے اتفاقاً اونٹ کہانیکا پیچھے رہ گیا تہا اور بھوک نے غلبہ کیا دور سے ایک شخص کا گھر دیکھکر اسطرف
چلے دیکھا کہ دروازے پر ایک بوڑھیا بیٹھی ہے فرمایا ای نیکبخت کچھ پانی ہے اُسنے عرض کی موجود ہے آپ
سواری سے اُترین اور دم لین اور پانی نوش فرمائین تینون بزرگوار اترے اور بیٹھ گئے بوڑھیا
کی ایک بکری تھی کہ وہ اسکے دودھ کو بیچکر اپنی اوقات بسر کرتی تھی اُسکا دودھ دوھکر پیالہ مین
لائی عبد اللہ نے کہا کہ ای نیکبخت ہم لوگ قریشی ہین جب حج سے پھرینگے تو کبھی مدینہ مین آئیو تیری خدمت
کا حق ادا کرینگے بوڑھیا نے قریشی کا حال سُنکر بکری کو ذبح کر کے جھٹ پٹ پکا کر خوشی سے حاضر کیا سب نے
خوب کہایا بوڑھیا نے کہا کہ جو بچ رہا ہے اسکو اپنے ساتھ لے لیجیے کہ ہم کچھ راہ دور ہے خدا جانے کہانا آپکا
کب پہنچے یہ بزرگوار گوشت بقیہ باصرار بوڑھیا کے لیکر چلے اُسکے بعد خاوند اُس بڑھیا کا آیا اور
بکری کو نہ دیکھا پوچھا بکری کیا ہوئی بوڑھیا نے سب حال کہہ سنایا وہ بہت غصہ ہوا کہ وجہ رازقہ
کی ہماری یہی کلو دودہ تہا اب اس جنگل مین کیونکر بسر اوقات کرینگے بوڑھیا نے کہا خدا رازق ہے
سخاوت کسیکی بیکار نہین جاتی ہے دیکھو ایک کے عوض کئی بکریان آتی ہین پھر ایک مدت کے بعد یہ
دونون مدینے کو گئے حضرت امام حسن نے بوڑھیا کو پہچان کر کہا کہ ای مادر مہربان تم مجھے پہچانتی ہے
اُسنے کہا بیٹا بوڑھیا مسافر ہے یہان کسیکو نہین جانتی ہے آپ نے اسے وہ دودھ اور بکری کا

کمال محبت سے کھلانا پلایا اور فرمایا اب تیری موت کی اواگری کا وقت آیا پھر آپ نے ہزار بکریاں منگواکے
اسکو دین اور اسکو حضرت امام حسین کے پاس بھیجا آپ نے بھی ہزار بکریاں عنایت کین اور عبد اللہ
کے پاس بھیجا انھون نے بھی ہزار بکریاں دین بڑھیا ایک بکری کے عوض مین تین ہزار بکریاں
لیکر اُن بکریون کی حفاظت سے گھبرائی آخر مع تینون ہزار بکریون کے اپنے گھر آئی مثنوی ہست
بر اہل معرفت روشن ÷ صفت حضرت حسین و حسن ÷ آن یکے نور دیدۂ نبوی ÷ وان دگر شمع جان
مرتضوی ÷ روی آن صاف تر ز لمعۂ بدر ÷ گیسوی این نمونۂ شب قدر ÷ آن یکے ماہ آسمان سخا ÷ وان
دگر سرو بوستان وفا ÷ روایت صواعق محرقہ مین ہے کہ ایک سال سالیانہ حضرت امام حسن کا معاویہ
کے پاس سے نہ آیا آپ نے چاہا کہ بطور یاد دہی کے لکھ بھیجین پھر ترک کر رہے تھے مین حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا آپ نے پوچھا بیٹا حسن کیا حال ہے آپ نے عرض کی بخیر ہون مگر سالیانہ
نہ آنے سے تکلیف ہے حضرت نے فرمایا تم ایسے کو لکھا چاہتے ہو کہ تمہاری طرح وہ بھی مخلوق ہے آپ نے فرمایا
تو پھر کیا کرون حضرت نے فرمایا یہ دعا پڑھا کرو حضرت امام حسن نے ایک ہفتہ بھی دعا نہ پڑھی تھی
کہ معاویہ نے پانچ لاکھ اور دس ہزار درم سالیانہ کہ حضرت امام حسن کے پاس بھیجے پھر خواب مین دیکھا
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حسن ایسا ہی ہے جو خالق سے امید رکھے اور مخلوق سے التجا
نکرے روایت لطائف اشرفی مین ہے کہ ایک رات حضرت امام حسن رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے پھر آپ نے عرض کی نانا مین جاؤنگا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا اچھا جاؤ کہا اندھیری مین کسطرح جاؤن ناگاہ آسمان سے ایک بجلی آئی اس کے ہمراہ روشنی مین
اپنی والدہ ماجدہ کے پاس تشریف لے گئے روایت ہے کہ علم آپکا اس درجے
مرتبے مین تھا کہ جب خلیفہ وقت ہوئے ایک دن نماز پڑھتے تھے کہ ایک شخص نے پیچھے سے
چھپا کر خنجر بھونکا آپ نے شکایت کیا اور فرمایا اے اہل عراق تم اللہ سے ڈرو ہمارے حق مین ہم
تمہارے امیر ہین اور تمہارے مہمان ہین اور ہم اہلبیت نبوت کے ہین آپ یہ فرماتے تھے اور مسجد مین
کوئی نہ تھا کہ روتا نہ تھا شعر [illegible] اگر ہدی احسن الی من [illegible]
کہ ایک بوڑھے مرد ان کے گھر کے حاکم تھا آپکے [illegible] آپکی خوشبو ہے پھر آپنے داہنے ہاتھ
سے ناک چھینکی تب حضرت امام حسن نے فرمایا افسوس تجھ پر کیا نہین جانتا کہ سیدھا ہاتھ

منھ دھونے کے لیے ہے اور بایان ہاتھ غلاظت دفع کرنے کو فقط یہ سنکر مروان چپ ہو گیا روایت
شواہد النبوت مین ہے کہ ایکبار حضرت امام حسن اور بیٹے حضرت زبیر کے سفر تھے راہ مین کسی باغ
مین جا پہونچے ایک خرمے کے درخت کے نیچے آپکا فرش لگا اور دوسرے کے تلے ابن زبیر کا بستر بچھا
ابن زبیر نے کہا کاش اس پیڑ مین خرمے پھلے ہوتے تو ہم سب کھاتے امام حسن نے پوچھا تم چھوہارے
کھایا چاہتے ہو ابن زبیر نے کہا حضور ہان امام صاحب نے دست حق پرست اٹھایا اور ہونٹون مین
کچھ فرمایا اسیوقت درخت ہرا ہو گیا اور پتے نکلے اور خرمے تازہ تازہ شاداب پھلے فقیر بان نے کہا یہ سحر ہے
حضرت امام حسن نے فرمایا یہ سحر نہین ہے بلکہ پیغمبر خدا کے فرزند کی دعا قبول ہوئی پھر اس پیڑ پر چڑھ
کے خرمے توڑے اور سبنے کھائے روایت لطائف اشرفی مین ہے کہ اثنا راہ سفر حج مین پیادہ پا چلتے
چلتے پاؤن آپکے ورم کر گئے تھے خادم نے عرض کی گھوڑے سواری کا کوتل مین ہے آپ سوار ہوجئیے آپ نے
قبول نہین کیا اور فرمایا آج جب منزل کو پہونچو تمھارے پاس ایک حبشی تھوڑا تیل لیے آئیگا وہ
تیل اس سے پاؤن مین ملنے کو خرید لینا غلام نے کہا کسی منزل مین حبشی دیکھا نہین آج
کہان سے ملیگا فرمایا دیکھا ملیگا جب منزل مین پہونچے حبشی نظر آیا آپ نے فرمایا دیکھو وہی حبشی ہے
جاؤ اس سے تیل خرید لاؤ جب غلام اس حبشی کے پاس گیا حبشی نے پوچھا یہ تیل تم کسکے لیے
خرید کرتے ہو کہا حضرت امام حسن کے واسطے حبشی غلام کے ساتھ آپ کے حضور مین آیا اور کہا مین حضور
کا غلام ہون تیل حاضر ہے قیمت نہ لونگا مگر میری بی بی کو درد زہ ہے دعا کیجیے کہ لڑکا صحیح و سالم
پیدا ہووے آپ نے فرمایا گھر جا حقتعالی نے تجھے بیٹا دیا کہ شیعون سے ہمارے ہوگا جب وہ حبشی گھر گیا بیٹا
ماہ پارہ پیدا ہو چکا تھا روایت کی ابو ہریرہ نے کہ دیکھا مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
کہ کھولتے تھے دہن مبارک کو امام حسن کے پھر داخل فرماتے تھے زبان شریف اپنی انکے منھ مین اور
فرماتے خداوندا مین اسے دوست رکھتا ہون تو بھی اسے دوست رکھ اور انکو بھی دوست رکھ جو اسکو
دوست رکھے تین بار اسیطرح فرماتے اور آپ حضرت امام حسن کی زبان اور ہونٹ کو چوستے تھے
اور جب شاہزادے بھوک پیاسے ہوتے تو آپ انکے منھ مین زبان مبارک دیتے وہ چوستے پھر دن بھر
شکایت بھوک پیاس کی نکرتے روایت عبداللہ بن زبیر کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
رکوع مین ہوتے اور امام حسن آتے تو آپ انکے لیے دونون پیرونکے بیچ مین فرجہ کر دیتے کہ یہ اس راہ سے ادھر سے

ادھر نکل جاتی تھے روایت ہے کہ حضرت امام حسن عورتوں کو بہت طلاق دیتے تھے اور انھیں
کو چھوڑ دیتے تھی جو آپ کو بہت چاہتی تھیں صواعق محرقہ میں ہے کہ آپنے نوے عورتوں سے نکاح کیا
اس نیت سے کہ اسی بہانے ان عورتوں کی نجات ہو اور ساری عورتیں بھی اسی امید پر آپ
کی نکاح کیطرف راغب تھیں ایک دن شیر خدا نے فرمایا اہل کوفہ امام حسن سے اپنی لڑکیوں کا نکاح
نہ کردیو بہت طلاق دیا کرتے ہیں اسوقت قبیلہ ہمدان کے ایک شخص نے کہا واللہ ہم اپنی لڑکیوں
کو انھیں دیا کرینگے پھر یہ جسے چاہیں رکھیں اور جسے چاہیں طلاق دیں حضرت امام حسن نے یہ کلام
ہمدانی کا سنکر فرمایا کہ اگر میں جنت کے دروازے پہ ہونگا تو اسکے قبیلے کو پہلے بہشت میں لیجاؤنگا شعر

رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام	علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام

مبارکباد دینے حضرت جبرئیل آتے ہیں | ولادت کا شہید کربلا کی ذکر آتا ہے

ذکر ولادت باسعادت امیر المومنین نور العینین امام الثقلین وسیلتنا فی الدارین سیدنا و مولانا
و شفیعنا ابو عبد اللہ الحسین رضی اللہ عنہ لقب آپ کا سید اور شہید اور سید الشہدا اور سبط اصغر تھا
اور کنیت آپکی ابو عبد اللہ مدینہ طیبہ میں پانچویں شعبان سن چار ہجری میں بعد دس مہینے بیس روز
کے ولادت سے حضرت امام حسن کی مدت چھ مہینے کی اندر پیدا ہوئے عجائب آثار وقت ولادت کے
ہویدا ہوئے اور کوئی فرزند ششماہہ سوائے آپ کے اور سوائے حضرت یحیی بن زکریا کے پیدا ہوکر
زندہ نہیں رہا ہے آپ دوازدہ امام کے تیسرے امام ہیں اور شیر خدا کی خلیفہ دوم پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آپکی ولادت کی خبر سنکر جناب حضرت سیدہ خاتون جنت کے پاس
تشریف لائے اور فرمایا دکھلاؤ میرے بیٹے کو کیا نام رکھا ہے اسما بنت قیس نے کپڑے میں آپ کو
لپیٹا ہوا حضرت کی گود میں رکھدیا آپ نے داہنے کان میں تکبیر اور بائیں کان میں اقامت کہی
اور فرمایا علی کہو بچہ کا کیا نام رکھا ہے شیر خدا نے کہا میری کیا تاب کہ حضور سے سبقت کرکے نام رکھوں
مگر دل میں تھا کہ حرب رکھونگا آپ نے فرمایا کہ میں بھی انکا نام رکھنے میں منتظر وحی کا ہوں تو ناگہاں
جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا یا رسول اللہ ہارون کے تین بیٹے تھے شبر شبیر مشبر یہ عبرانی زبان
ہے عربی انکی حسن حسین محسن ہے سو حسن بڑے شاہزادے کا نام رکھا انکا نام حسین رکھیے

تیسرے صاحبزادے کا نام محسن ہوگا غرض حضرت نے نام انکا حسین رکھا اور ساتوین دن عقیقہ
کیا دو مینڈھون سے اور بقدر موے سر کے چاندی خیرات فرمائی قطعہ مہ گشت از افق
طالع کہ پیش طالع سعدش * کمر را چون تواند بست خورشید جہان آرا * ملک تا مہد اطفال
فلک را می دہد جنبش * بخواب ناز شین باید درین گہوارہ بینا * روایت ہے روایت شرفی مین
ہے کہ حضرت امام حسین ایسے حسین اور جمیل و شکیل تھے کہ جب آپ اندھیرے مین بیٹھتے تو چمک دمک
پیشانی اور رخسار تابدار سپیدی گردن سے انکی لوگ دریافت کرلیتے کہ آپ وہان بیٹھے ہین اور آپ سینے سے
لیکر قدم تک بہت ہی مشابہ تھے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جسطرح بڑے شاہزادے سینے
سے لیکر سر تک بالکل ہو بہو مشابہ تھے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روایت ہے کہ جب حضرت
امام حسین پیدا ہوئے تو حقتعالی نے جبرئیل علیہ السلام کو حضور نبوی مین بھیجا کہ میرے حبیب کو تولد
فرزند ارجمند کی مبارکبادی دو اور اسکے ساتھ حسین کی ماتم پرسی بھی کرو جبرئیل آئے حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسوقت امام حسین کو آغوش نازمین لیے تھے اور انکی حلق نازنین پر نہایت
محبت اور پیار سے بوسے متواتر دیتے تھے جبرئیل نے پہلے حقتعالی کیطرف سے مبارکبادی دی اور فوراً اسکے
ساتھ تعزیت شروع کی آپنے فرمایا جبرئیل مبارکبادی کا سبب تو معلوم ہے مگر یہ تعزیت اور ماتم پرسی کا
کیا سبب ہے کونسا حادثہ ہے عرض کی یا رسول اللہ اس شاہزادے کی حلق تشنہ نورانی پر جسجگہ آپ بار بار
بوسے دیتے ہین بعد آپکے اور بعد وفات انکی ماں کے اور بعد شہید ہو جانے انکے باپ اور بھائی کے اشقیاے امت
خنجر آبدار چلائینگے خیمون کو اہلبیت نبوت کے آتش جور و جفا سے جلا دینگے اور کچھ واقعہ کربلا حضور نبوی
مین عرض کیا آپ سنکر بہت روئے اور شیر خدا علی مرتضی بھی یہ حال سنکر رونے لگے بیقرار ہونے لگے
اور روتے ہوئے حجرے مین سیدۃ النسا حضرت فاطمہ زہرا کی تشریف لیگئے حضرت سیدہ نے فرمایا خیر تو ہے
آج دن شادی کا ہے نہ غم کا خوشی کا ہے نہ الم کا مجھے بڑا عجب ہے کہ اسوقت رونے کا کیا سبب ہے
شیر خدا نے فرمایا غم حسین سے روتا ہون جی جان کھوتا ہون اسوقت حقتعالی کیجانب سے حضرت کے
پاس مبارکبادی ولادت حسین کی آئی ہے اور بعد مبارکبادی کے فوراً جبرئیل نے خبر شہادت
میرے حسین پیارے کی سنائی ہے حضرت سیدہ یہ سرگذشت اثر سنتے ہی زار زار رونے لگین خون
دل ہوکے آنسو بہانے لگین فرماتی تھی بابا جان فاطمہ آپ پر قربان میرے بچے حسین نے اپنے کیا گناہ کیا

لے بے رحمان امت اسکو کربلا مین گھیر کر راہ حق سے منھ پھیر کر تشنہ لب بے آب و دانہ شہید کرینگے
اور خود شادی و عید کرینگے آپ نے فرمایا ای فاطمہ یہ واقعہ ابھی نہوگا بلکہ اسوقت ہوگا کہ نہ تو مین
اور نہ تم اور نہ علی اور نہ حسن حضرت سیدہ نے دوسری بار ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچ کر فرمایا
ای مظلوم اور ای شہید اور ای بیکس اور جب اس زمانہ مین نانا نانی ماں باپ بھائی تیرے گذر جاوینگے
رہینگے تو تیری مصیبت پر کون غم کھائیگا شرط تعزیت کی تیری کون بجا لائیگا بیت
مصیبت وا غما بر سینۂ سوزان ما ست * زین غم اعدا شد اعمہ بر دل بریان ما ست
ہے کہ جبکہ حضرت جبرئیل واسطے تہنیت ولادت شاہ کونین سیدنا امام حسین کی بطیبے آئے تو دیکھا
دیکھتے ہین کہ ایک فرشتہ تحت افلاک سے فرش خاک پر پڑا ہوا ہے اور پڑا ہوا تڑپتا ہے جان بلب ہو رہا ہے
انہون نے پاس جاکر دیکھا کہ یہ تو فطرس نام فرشتہ ہے تیسرے آسمان کا پیشوا ستر ہزار ملائکہ عظیم الشان
کا جبرئیل نے پوچھا فطرس تیرا کیا حال ہے خاک ذلت پر پڑا اسطرح کیون بیحال ہے رو رو کر عرض
کی ای روح الامین ایک فرمان ایزدی کی بجا لانے مین مجھ سے سستی واقع ہوگئی
سے وہ ساری عبادت اور عزت ہماری کھوگئی برق غیرت سے پر و بال جل گیا خنجر غضب میرے
گردن پر چل گیا ای پیک رب العالمین تم اسوقت کہان سے آتے ہو اور کہان جاتے ہو کہا خدا کے حبیب
عالم حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر نواسہ پیدا ہوا ہے جسپر ایک عالم شیدا ہو رہا ہے
حق تعالی کا بھیجا آتا ہون اس شاہزادے کی مبارکباد دینے کو جاتا ہون فطرس نے بالحاح تمام عرض
کی یا روح الامین للہ مجھکو بھی اپنے ساتھ کر لو اپنے بازو پر مجھے دھر لو کہ اگر کاش رسول صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم میری شفاعت فرمائینگے تو پھر ہم وہی پر و بال پاکر اس خاک ذلت سے عرش عزت پر پہنچ
اور جائینگے جبرئیل اسے ہمراہ اپنے حضور نبوی مین لائے اور حال اسکا کہہ سنایا اسوقت سلطان
دارین جان کونین امام حسین گود مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے آپ نے فرمایا ای فطرس
اب رونا کلپنا بس کر نزدیک آ اور اپنے پر و بال و منہ کو حسین کے پاؤن سے مسکر فطرس قدم مبارک
پر امام حسین کے لوٹنے لگا رو رو کر قدم گھونٹنے لگا پھر اسنے اپنے پر و بال پاکر پرواز کیا اور اپنے
مقام عزت پر جا پہونچا بعد شہادت حضرت امام حسین کے اس واقعہ پر مطلع ہوا عرض کی الہی
کیا ہوتا اگر مجھے اسوقت خبر ہوتی تو مین مع سارے متعلقان اپنے کے خاک کربلا پر جاتا اور انکے دشمنون

خنجر خونخوار چلاتا ارشاد ہوا ای قطرس اگر تو انکے دشمنون کو مار کر خاک مین ملاتا تو سید الشہدا
حسینؑ کو شربت شہادت کون پلاتا ای قطرس شہادت حسینؑ میری عین رضا تھی اسطرح
قضا تھی یہی قضا تھی نہین تو میری حبیب ساقی کوثر کا نواسہ اور ایک قطرۂ آب کا پیاسا
اسطرح مارا جاتا سر اسکا تن نازک سے اتارا جاتا بیت زین واقعہ دیدۂ ملک گریان ست ✣
زین غم دل مہر بر فلک بریان ست ✣ شعر رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام ✣ علیؑ و
فاطمہ رضؑ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ✣

فضائل حضرت شبیر کی جنکو حدیثون سے | بطور اختصار اس جا پہ ناصر کچھ سناتا ہی

نگر نگذرد از چرخ اخضر ✣ ہنوز از وصف او باشد فروتر ✣ کمالش گرچہ نزد ماست ظاہر ✣ زبان
از مدح اوست قاصر ✣ حدیث ۱ - فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت
علی اور فاطمہ زہرا اور حسنین کی حق مین کہ مین لڑائی کرونگا جو انسے لڑے اور صلح کرونگا
اُس سے جو ان سے صلح کرے ✣ حدیث ۲ - فرمایا ہے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و
سلم نے کہ جو کوئی مجھکو اور میرے نور عینین حسنینؑ اور انکے ماں باپ کو دوست رکھیگا تو
وہ شخص میرے ساتھ جنت مین رہیگا **مثنوی لراقمہ** محبت ناصرا رکھ جان و جی
سے ✣ حسینؑ و فاطمہؑ حسنؑ و علیؑ سے ✣ انہین کا دو جہان مین ہے سہارا ✣ سوا انکی کہان
تیرا گذارا ✣ خطا کی ناصرا تونے خطا کی ✣ جفا کی ناصرا تونے جفا کی ✣ گنوائی عمر ساری ہوتین
آہ ✣ نہین راجع ہوا اکدم الی اللہ ✣ نجات اپنی اگر تو چاہتا ہو ✣ پکڑ لے دامن آلِ عبا کو تو
مرنے اب تو ناصر حل ہو تم ✣ الی مار قد اللہ قم قم ✣ حدیث ۳ - تفسیر کشاف مین ہے کہ
فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اے علی پہلے پہل بہشت مین مین جاؤنگا اور تم اور
اور حسن اور حسین اور بیبیان ہماری میری داہنے ہاتھ ہونگی اور باقی اولاد ہماری پیچھے
بیبیون ہماری کے ہوگی حدیث ۴ - فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اے فاطمہ
ہم اور تم اور علی اور حسن اور حسین ایک ہی مکان مین رہینگے حدیث ۵ -
مدارج النبوت مین ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ جب سوال کرد ✣

خدا سے تو سوال کر و میرے واسطے وسیلہ لوگون نے عرض کی یا رسول اللہ آمین آپکے ساتھ
کون رہیگا فرمایا علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین **حدیث ۶** - فرماتے ہین امیر المومنین سیدنا
حضرت ابوبکر صدیق کہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایک خیمہ کے اندر تکیہ لگائے بیٹھے تھے اور خیمہ
مین حضرت علی اور فاطمہ زہرا اور حسن اور حسین تھے پس آپنے فرمایا اے مسلمانو مین صلح کرونگا
اُس سے جو اہل خیمہ سے صلح رکھیگا اور لڑونگا مین اُس سے جو لڑیگا اِن سے دوست ہون اُسکا جو
دوستی رکھیگا اُنسے اُنکو وہی دوست رکھیگا جو نیکبخت اور پاکذات پاک طینت ہوگا اور اُنسے
وہی بغض رکھیگا جو کم بخت کم نصیب بد ذات ہوگا **رباعی** کافی بگزین تو حب اولاد رسول
نور نظر رسول حسنین و بتول + ہم اُلفت حیدر بدل و جان بگزین + تا تحفہ ایمان تو گردد مقبول
حدیث ۷ - ہے کہ حضرت امام حسن یا امام حسین مسجد کے اندر آ کر کے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم کی پیٹھ پر سوار ہو بیٹھے آپ نے سر نہ اُٹھایا بہت دیر تک سجدے مین رہے اسکے بعد
صحابہ نے عرض کی حضور کیا آج سجدے مین وحی تو نہین نازل ہوئی تھی کہ حضور نے
اسقدر تاخیر کی آپ نے فرمایا میرا بیٹا میری پیٹھ پر بیٹھا تھا مجھے ناگوار ہوا کہ جب تک وہ جی
بھر کر بیٹھ نہ لے سر اُٹھاؤن **حدیث ۸** - فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ حسن
حسین سردار ہین جوانان بہشت کے **شعر** رسول پاک پر بھیج اے خدا درود و سلام
علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام + **حدیث ۹** - آسامہ کہتے ہین کہ ایک رات دیکھا
مین نے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو کہ آپ دونون طرف گود مین کوئی شئے لیے
اور اُسپر چادر لپیٹے گھر سے نکلے مین نے عرض کی حضور کیا چیز ہے آپ نے اُسے کھولا
تو امام حسن و حسین تھے دونون کو نون پر آپکے پس آپ نے فرمایا یہ دونون میرے
بیٹے ہین اور میری بیٹی کے بیٹے خداوندا مین انکو بہت دوست رکھتا ہون سو تو بھی انکو
دوست رکھ اور اُن شخصون کو بھی دوست رکھ جو انکو دوست رکھین + **حدیث ۱۰** -
انس کہتے ہین کہ پوچھا لوگون نے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کہ اہلبیت مین سے حضور
کو پیارا زیادہ کون شخص ہے فرمایا حسن اور حسین اور آپ فرماتے تھے فاطمہ زہرا کو کہ میرے دونون
بیٹون کو بلا پس سونگھتے تھے آپ حسنین کو اور اپنے گلے سے اُنکو لگاتے تھے اور

سینے سے چمٹاتے تھے ہو اسطے کہ وہ دونون پھول آپ کے تھے **حدیث ۱۱**- بریدہ کہتے
ہین کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے کہ ناگہان امام حسن اور
امام حسین دو کرتے سرخ پہنے ہوئے اور بسبب صغر سنی کے گرتے پڑتے ہوئے مسجد مین
آئے حضرت نے انکو دیکھکر خطبہ موقوف کیا اور منبر سے اترکر دونون شاہزادونکو گود مین لے لیا
اور دونون کو اپنے آگے منبر پر بٹھا لیا پھر آپ نے فرمایا کہ سچ کہا ہے حقتعالی نے کہ مال اور اولاد
فتنہ اور محل امتحان ہوتے ہین مین نے ان دونون پیارونکو دیکھا کہ گرتے پڑتے چلے آتے ہین بسبب
کمال محبت کے میرے جی نے نہ مانا آخر مین نے خطبہ موقوف کرکے ان دونون کو اٹھا لیا **نظم** پسر مرتضی
امام حسین ٭ کہ مثالش نبودہ در کونین ٭ مصطفی مرورا کشید بدوش ٭ مرتضی پرورید
در آغوش ٭ **حدیث ۱۲**- فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہ جسنے حسین سے محبت رکھی
تو اسنے مجھسے محبت رکھی اور جسنے حسین سے عداوت رکھی تو اسنے مجھ سے عداوت رکھی **حدیث ۱۳** فرمایا
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہ جسنے رکھا دوست رکھا حسین کو اسنے دوست رکھا مجھے اور جسنے دوست رکھا
مجھے پس اسنے دوست رکھا حقتعالی کو اور جسنے دشمنی کی تو اسنے دشمنی کی مجھسے اور جسنے دشمنی کی مجھسے تو اسنے
خدا تعالی سے دشمنی کی **حدیث ۱۴**- فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہ حسین مجھسے ہے اور مین
حسین سے ہون دوست رکھے خدا تعالی اسکو جو دوست رکھے حسین کو حسین ایک نواسہ ہے میرے
نواسون مین سے **حدیث ۱۵**- لطائف اشرفی مین ہے کہ ایک روز پیغمبر خدا کے داہنے زانون پر حضرت
امام حسین اور بائین زانو پر حضرت ابراہیم آپ کی صاحبزادے بیٹھے تھے کہ اتنے مین حضرت
جبرئیل آئے اور پیغام لائے کہ حق تعالے دونون کو آپ کے پاس نہ رکھیگا ایک کو آپ سے
لے لیگا اب آپ ہی دونون مین سے ایک کو اختیار کر لیجئے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
نے فرمایا کہ اگر حسین نہون گے تو میرا دل بھی انکے فراق مین جلیگا اور علی اور فاطمہ
اور حسن کو بھی بہت رنج ہوئیگا اور اگر ابراہیم نہون گے تو مجھی کو زیادہ قلق ہوگا میرا جگر شق
ہوگا مین نے اپنا ہی رنج اختیار کیا رنج انکا اور حسین پر ابراہیم کا مرنا قبول کیا پھر اسکے
تین دن کے بعد حضرت ابراہیم کا انتقال ہوا پھر جب امام حسین حضور نبوی مین
آتے آپ انکے بوسے لیتے اور فرماتے اَهلًا وَمَرحَبًا بِمَن فَدَيتُهُ بِابنِي

یعنے مرحبا ای حسین کہ تم پر ہنسے بیٹے ابراہیم کو قربان کیا شعر رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود
سلام ؛ علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام ؛ حدیث ۱۶ کشف المحجوب مین ہے کہ ایک
دن امیر المومنین سیدنا حضرت عمر حضور نبوی مین حاضر ہوئے دیکھا کہ جناب امام حسین آپکی
پیٹھ پر سوار ہین اور حضرت ایک ڈوری دہن مبارک مین لیئے ہین کہ دونون سرے اسکے باگ
کیطرح جناب امام حسین کے ہاتھ مین ہین جناب امام حسین ہانکتے ہین اور آپ زانو کے بل
چلتے ہین حضرت عمر فاروق نے عرض کی واہ واکیا اچھی سواری ہے حضرت نے فرمایا اور سوار
کیا خوب ہے رباعی جسنے کہ ترا است ہم تو داری ؛ آرایش بر دے روزگاری ؛ خوبان
جہان پیادہ پشت ؛ ای سرور وان تو شہسواری ؛ روایت ۱۷ کشف المحجوب
مین ہے کہ ایک دن ایک شخص جناب امام حسین کیخدمت مین آیا اور عرض کی بہت درماندہ
ہون شب قوت کو محتاج ہون اور عیال اطفال بہت رکھتا ہون آپنے اسے ٹھہرایا اتنے مین
پانچ توڑے دینارون کے حضرت معاویہ نے شاہزادے کے پاس بھیجے آپ نے وہ پانچون
توڑے اس فقیر کو عنایت کیے اور عذر کیا کہ تجھے انتظار مین ان چند دینارون
کے بہت تکلیف ہوئی معاف کیجیو مثنوی امامی کو امام دو جہان بود ؛ حسین آمد کہ جملہ
جان جان بود ؛ ہمہ حسن و ہمہ خلق و ہمہ حلم ؛ ہمہ لطف و ہمہ جود و ہمہ علم ؛ شب از موے
سیاہش تیرہ مانند ؛ ز رویش ماہ روشن خیرہ مانند ؛ روایت ۱۸ سبع سنابل مین ہے کہ
ایک دن حضرت امام حسین چند مہمانون کے ساتھ کھانا کھانے کو بیٹھے خادم آپکو شوربا گرم پیالہ
مین بھرا ہوا دسترخوان پر لائی اتفاقاً اسکا پانون خوف سے کانپا اور پیالہ سر مبارک پر شاہزادے کے
گرکر ٹوٹ گیا اور سب شوربا رخسارہ انور پر پڑگیا آپ نے تادیب کی نظر سے اور دوہی غصے کی غلام
کیطرف دیکھا خادم نے کہا وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ امام نے فرمایا مین غصہ اپنا گھونٹ گیا پھر خادم
نے کہا وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ آپ نے فرمایا مین نے تیرا گناہ معاف کیا پھر خادم نے کہا وَاللّٰہُ
یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ آپ نے فرمایا تجھے مین نے اللہ کی راہ مین آزاد کیا اور تیرا سارا خرچ بھی اپنے سر
پر لیا نظم بدی را مکافات کردن بدی ؛ برا اہل صورت بود بخردی ؛ بسنے کتیا نے کہ بے
پردہ اند ؛ بدی دیدہ و نیکوئی کردہ اند ؛ روایت ۱۹ ہے کہ ایکبار حضرت

امام حسین لڑکون کے ساتھ مدینے کے ایک محلے مین کھیل رہے تھے اتنے مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک کوچہ سے تشریف لائے اور چاہا کہ امام حسین کو پکڑین امام حسین لڑکون کے ساتھ بھاگتے پھرتے تھے کبھی داہنے کبھی بائین دوڑ دوڑ کر جاتے اور حضرت انکے پیچھے پیچھے دوڑتے تھے آپ نے فرمایا امام حسین بھاگتے کیون ہو ٹھہر کیون نہین جاتے صاحبزادے نے فرمایا ناناجان آپ سے بھاگتا نہین ہون بلکہ آپ کے عشق و محبت کو جو میرے ساتھ ہے پرکھتا ہون آخر آپ نے انکو پکڑا اور خوب گلے سے لگایا اور فرمایا خداوندا مین اسے دوست رکھتا ہون تو بھی حسین کو اور اسکے دوستدارون کو بھی دوست رکھ غیب سے پیغام پہونچا اے حبیب من اس جگر گوشے کا تمہارے کربلا کے توے پر کباب بنائین گے اور قطرہ آب سے مرغ بسمل سا تڑپا ئینگے آخر یہ اور انکے باپ اور بھائی تشنہ لب شربت شہادت پینگے علی ایک حربہ سے حسن ایک شربت سے حسین ایک ضربہ سے **نظم** آن یکے را شربت تیغ بلا بر فرق سر ٭ وان دگر را شربت زہر عنا ورکام دل ٭ ودگرے با خلق تشنہ خوردہ تیغ آبدار ٭ خاک دشت کربلا از خون پاکش گشتہ گل ٭ **روایت** ۲۰ سبع سنابل مین ہے کہ ایک دن حضرت امام حسین چار سو صحابہ کے ساتھ باہر نکلے عمامہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر پہ تھا اور ذوالفقار علی مرتضیٰ کی کمر مین اور اس ہجوم مین جیسے چاند کہ ستارون کے درمیان چمکتے تھے اتنے مین ایک اعرابی نے آکر پوچھا کہ یہ کون ہین لوگون نے عرض کی جناب امام حسین ہین حضرت پس اعرابی نے آکر حضرت سے پوچھا کہ تم ابی طالب کے پوتے ہو آپ نے فرمایا ہان پھر اعرابی نے کہا باپ تمہارا تو بڑا خونریز فتنہ انگیز تھا صحابہ نے چاہا کہ اعرابی کو مارین حضرت امام مسکرائے اور فرمایا اسے چھوڑ دو اور پوچھو کہ اسی وجہ عرب تجھے غصہ سے پھر ایا ہون اگر تو بھوکا ہے تو کھانا کھلاؤن پانی پلاؤن اور اگر جنگل مین چلتے چلتے تھک گیا ہے تو تیری دوا کرون اور اگر تجھ پر کسیکا قرض ہے تو اسے مین ادا کرون اور اگر تیری بی بی تجھ سے لڑتی ہے تو صلح کرادون اور اگر اور کوئی صورت ہے تو کہہ کہ تیری مدد کرون اعرابی نے شرمندہ ہو کر سر جھکالیا اور حضرت کے پیرون پر گرا اور بوسہ دیا اور عذر کیا حضرت امام نے اصحاب سے فرمایا ہم لوگ حلم کے پہاڑ ہین کہین ہوا سے مخالف سے بھی ہلتے ہین **نظم للمؤلفہ** ناصرا حلم کار شیران ست ٭ حلم با دوستان شیون تست ٭

حلم از خویش و قضا چہ مصرو چہ حلم کن با کسے کہ دشمن تست ۞ روایت ۱۳- ابن عباس کہتے ہین کہ ہم لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھے کہ اتنے مین جناب فاطمہ زہرا روتی ہوئی آئین آپ نے پوچھا اے جان پدر کیون روتی ہو اسقدر کیون بیتاب ہوتی ہو آپ نے فرمایا بابا جان نورعین حسن وحسین بہت دیر سے باہر گئے ہین ابتک نہین آئے ہین اور انکے باپ بھی گھر مین نہین ہین کہ انکی تلاش کو جاتین اور میرے پاس کوئی آدمی نہین کسکو بھیجون کہان سے لاؤن آپ نے فرمایا فاطمہ کہان تمہارا خیال ہے کدھر دھیان ہے حق تعالی انپر بڑا مہربان ہے انکا نگاہبان ہے پھر آپ ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے لگے خداوندا اگر حسن اور حسین دونون میری پیاری آنکھون کی تاری دریا مین ہون تو انکو صحیح کنارے پہ پہونچانا اور اگر کہین میدان مین ہون تو بسلامت گھر پہ آنا فوراً جبرئیل نے آکر کہا کہ آپ غم نہ کیجئے جسطرح یہ دونون دنیا مین بزرگ ہین اسیطرح آخرت مین بھی بزرگ ہین اسوقت دونون شاہزادے خطیرۂ بنی النجار مین ہین حقتعالی نے دو فرشتے انکی نگاہبانی کو مقرر کیے ہین پھر آپ فوراً وہان سے اٹھے اور خطیرۂ بنی النجار مین جا پہونچے دیکھا دونون بھائی ایک دوسرے کے گلے مین ہاتھ دیئے ہوئے بیٹھے ہین اور فرشتہ ایک بازو اپنا انکے واسطے زمین پہ بچھائے ہے اور دوسرے بازو سے انکو چھپائے ہے آپ نے جاتے ہی حسن کو اٹھایا اور اس فرشتے نے حسین کو اور لوگ سمجھتے تھے کہ دونون شاہزادون کو حضرت ہی لیے ہوئے ہین ابوایوب انصاری نے کہا یا رسول اللہ ایک صاحبزادے کو مین لے لون تاکہ حضور ہلکے ہو جائین آپ نے فرمایا چھوڑ دو جسطرح یہ دونون دنیا مین بزرگ ہین اسیطرح آخرت مین بھی بزرگ ہین اور باپ انکے انسے بہتر ہین پھر آپ نے لوگون سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ یارو خبر دون تمکو کہ بہترین لوگون کا از جہت نانا اور نانی کے کون ہے صحابہ نے عرض کی ہان یا رسول اللہ فرمایا فرمایا حسن اور حسین ہین جو میرے لخت جگر قرۃ العینین ہین کہ نانا انکے رسول اللہ ہین اور نانی انکی خدیجہ کبری پھر فرمایا خبر دون تمکو کہ بہترین آدمیون کا از جہت ماں اور باپ کے کون ہے لوگون نے کہا ہان یا رسول اللہ فرمایا حسن وحسین ہین کہ باپ انکے علی مرتضی ہین اور ماں انکی فاطمہ زہرا اے لوگو خبر دون تمکو ساتھ بہترین آدمیون کی از جہت خالہ اور خالہ کے

صحابہ نے کہا ہاں رسول اللہ فرمایا تو بعضین حسن و حسین ہیں کہ ماموں انکے قاسم ابن
رسول اللہ اور خالہ انکی زینب بنت رسول اللہ ہیں آگاہ کرو ان تکو ساتھ بہترین لوگون
کے از روے عم و عمہ کے صحابہ نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ فرمایا میری آنکھون کے
تارے حسن و حسین کہ چچا انکے جعفر طیار اور پھوپھی انکی ام ہانی ہیں شعر کرامت در دو جہان
باچنین شرف حسب ٭ نجابت در ہمہ عالم بدین شرف نسب ٭ عاشقان حسین ذرا سوچنے کا
مقام ہے کہ تھوڑی دیر جو نور المشرقین حضرات حسنین گھر میں نہ آئے تو جناب فاطمہ زہرا اور حبیب
کبریا کا کیا حال ہوا کسقدر ملال ہوا میدان کربلا کے وقعات اور شاہزادون کی حالات
کو دیکھ دیکھ خدا جانے کہ کیا کچھ صدمہ ازواج طیبات پر ہوا ہوگا رباعی از زبان ہمہ عالم
راہ سخن گفتگو نماند ٭ دل چاک چاک گشت کہ جاے رفو نماند ٭ لب تشنہ رفت ساقی کوثر
از ین جہان ٭ اے آب خاک شو کہ ترا آبرو نماند ٭ روایت ۳۴ ہے کہ ایک
دن شہنشاہ کونین حضرت امام حسین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس تھے اور
چاہتے تھے کہ گھر میں جائیں اور مینھ پڑ رہا تھا اس سبب جا نہ سکتے تھے بار بار حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہٖ وسلم کا منھ تکتے تھے آپ نے انکو ملول پاکر پوچھا حسین تمھارا حال کیا ہے چہرے
پر اسقدر ملال کیا ہے کہا اسوقت مادر مہربان اور برادر قوت بازوے ناتوان کی
دیکھنے کو میرا جی ترستا ہے مگر کسطرح جاؤن بہت دیر سے مینھ برستا ہے آپ نے دعا فرمائی
فوراً مینھ کا برسنا موقوف ہوگیا اور حضرت امام حسین گھر تشریف لے گئے محبان حسین
ذرا غور کرنے کا مقام ہے کہ آپ نہ چاہتے تھے کہ ایک دم بھر بھی باران کی قطرات
یا قطرات اشک کے آپکی آنکھون سے بہین اور بھی باران کے قطرات کا انکے بدن
پر پڑتا اور انکے جسم اطہر کا بھیگنا آپ کو ناگوار ہوا جسدم اشقیانے میدان کربلا مین
انکو قطرۂ آب کو ترسا کے ہر طرف سے باران تیر زہر آلودہ برسا کے سیلاب خون آپکے
سر پر بہایا ہوگا تن نازک کو انکے انھین کے خون سے نہلایا ہوگا کیا کچھ صدمہ
کیا کچھ ملال حضرت کے دل پر گذرا ہوگا نظم گلبرگ سینہ دے از آسیب خار تیر
مانند جیب غنچہ شدہ چاک اے دریغ ٭ از خاک سرو ناز بر آمد کشیدہ قد ٭

سرو قدش فرو شدہ در خاک اے دریغ ✤ دیدند عرق خون رخ اورا ملائکہ ✤ گفتند در صوامع افلاک ای دریغ ✤ روایت ۲۳ ہے کہ ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساتھ یارون کے جسطرح چاند درمیان ستارون کے کسی کوچہ مین مدینے کی چلے جاتے تھے اُس کوچے مین چند لڑکے کھیل رہے تھے حضرت نے اُن لڑکون مین سے ایک لڑکے کو گود مین اُٹھالیا اور اوسکی پیشانی پر بوسہ دیا اور بہت پیار کیا صحابہ نے عرض کی حضرت ہمین بڑا تعجب ہے یہ کون لڑکا ہے اسکو اسقدر پیار کرنے کا کیا سبب ہے آپ نے فرمایا یارو سبب اس پیار ومحبت کا ہمارے ساتھ اس لڑکے کے یہ ہے کہ ایک دن دیکھا مین نے کہ یہ لڑکا میرے پیارے حسین کے ساتھ کھیل رہا تھا اور خاک قدم حسین کو لے کر اپنی آنکھون پر ملتا تھا مین اوسی دن سے اس لڑکے کو دوست رکھتا ہون اور کل قیامت مین اسکی شفاعت کرونگا اور اسکے مان باپ کو بخشوا کرکے داخل جنت کرونگا

نظم لب بجنبان پے شفاعت من ✤ منگر در گناہ وطاعت من ✤ گر زفتم براہ سنت تو ✤ ہستم از عاصیان امت تو ✤ روایت ۲۴ - لطایف اشرفی مین ہے کہ ایک دن حضرت امام حسنؑ اور حسینؑ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے باہم کشتی لڑ رہے تھے اور جناب حضرت فاطمہ زہرا بھی تشریف رکھتی تھین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے شاہزادے کو فرمایا حسنؑ حسینؑ کو پکڑو حسین کو پکڑو حضرت سیدہ نے فرمایا بابا جان آپ بڑے کو فرماتے ہین کہ چھوٹے کو پکڑے آپنے فرمایا کہ جبرئیل حسین کو کہہ رہے ہین کہ حسنؑ کو پکڑو روایت ۲۵ - عیون الریاض مین ہے جناب حضرت امام حسین فرماتے ہین کہ ایک دن مین اپنے جد بزرگوار کے حضور مین گیا ابی بن کعب حضرت کے پاس بیٹھے تھے آپنے مجھے دیکھکر فرمایا مرحبا بِكَ یا اَبَا عَبْدَ اللہِ یَا زَیْنَ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِ مرحبا اے حسین اے رونق آسمان وزمین کے ابی نے کہا یا رسول اللہ آپ کے سوا اور کسی سے بھی رونق وآرایش آسمان وزمین کی ہوتی ہے آپ نے فرمایا ای ابی قسم خدا کی کہ حسینؑ کی بزرگی آسمان مین دنیا سے زیادہ ہے اور نام انکا مین عرش کے مصباح ہدی اور سفینۂ نجات مین لکھا ہے **نظم** باغ بہشت وصف جمال محمد است ✤

ختم رسل صفات کمال محمد است ✤ اے غرقہ گناہ ز طوفان غم مترس ✤ کشتی نوح عصمت آل محمد است ✤ **روایت ۲۶** — ہے کہ جب حق سبحانہ تعالیٰ نے بہشت کو پیدا کیا کتم عدم سے ہویدا کیا اسکو خطاب ہوا اے بہشت تو مقام میرے عشاق اور محبین کی اور مسکن فقرا اور مساکین کی ہوگی بہشت نے با دل مغموم عرض کی خداوندا اس حسن وخوبی کے ساتھ تو مجھے عدم سے وجود مین لایا مگر مجھے مسکن فقرا اور مساکین کا بنایا ندا ہوئی اے بہشت کیا تو راضی نہین ہے کہ حسن وحسین سے تیرے ارکان کی آرایش فرماؤنگا اور اپنے عرش کے دونون گوشوارے حسن وحسین کو بناؤنگا بہشت نے عرض کی خداوندا اب مین راضی ہون اور کسی چیز کی نہین متقاضی ہون سبحان اللہ اگر بہشت ہے تو آرایش اسکے ارکان کی حسن وحسین ہین اگر عرش الٰہی ہے تو گوشوارے اسکے حسن وحسین ہین اور اگر دل مومنان ہے تو روشنی اوسکی محبت حسنین ہے **مثنوی للمولفہ** محبت اہل بیت مصطفےٰ کی ✤ سبب ہے بخشش جرم وخطا کی ✤ وہ دونون مصطفےٰ کے نور عینین ✤ شفیع عاصیان حضرات حسنین ✤ محبت کا انھین کے ہے سہارا ✤ سوا انکے نہین ہرگز گذارا ✤

روایت ۲۷ — ہے کہ ایکبار حضرت آدم نے حوا کے حسن وجمال کو دیکھکر فرمایا کہ اے حوا حق تعالیٰ نے تیری سی حسین زیادہ کسیکو پیدا نہین کیا ہے کسی خوبان دوعالم کو تجسا جمال نہین دیا ہے جبرئیل امین کو حکم ہوا کہ ذرا آدم وحوا کو بہشت سے فردوس اعلےٰ مین لیجاؤ اور وہاں کی انکو سیر کراؤ آدم وحوا جبرئیل کے ساتھ فردوس اعلےٰ مین آئے دیکھا ایک شاہزادی موتی کے محل مین بڑی شان وشوکت سے مسند زرنگار پر تکیہ نورانی لگائے بیٹھی ہے اور ایک تاج نور کا اسکے سر پر ہے اور دو گوشوارے نور کے ایسے اسکے کانون مین لٹک رہے ہین جنکی دمک سے ساری درودیوار اور تمامی گل وگلزار جنت کے چمک رہے ہین حضرت آدم وحوا نے کہا اللہ رے حسن اللہ رے جمال اللہ رے شان اللہ رے جلال پھر نہایت متحیر ہوکر جبرئیل امین سے پوچھا کہ یہ کون شاہزادی ہین کسکی صاحبزادی ہین کہ جنکے نور سے سارا باغ جنت نور اعلیٰ نور ہو رہا ہے جوران بہشتی کے دلون مین سرور ہو رہا ہے وہ دونون گوشوارے ایسے دمک رہے ہین

چمکتے نور سے گل بوٹے چمک رہے ہین جبرئیل نے کہا مخدومۂ جہان سیدہ زنان مریم حجرۂ عصمت
وجلال آسیہ حجلۂ حسن وکمال عروس کم جہاز خاتون سراپردۂ اعزاز فاطمہ زہرا بتول بنت
حضرت محمد رسولؐ ہین پھر پوچھا انکے سر پر دو تاج کیسا ہے کہا یہ تاجدار سورۂ ہل اتیٰ شہسوار
عرصۂ لافتیٰ وصی مصطفیٰ شفیع اہل ولا علی مرتضیٰ انکے شوہر ہین تاج ولایت کے گوہر ہین پھر پوچھا
وہ دونون گوشوارے کیسے ہین کہا یہ انکے دونون فرزند پیارے دونون آنکھون کے تارے
چرخ شہادت کے ستارے حسنؑ وحسینؑ ہین آدم نے کہا اے جبرئیلؑ کیا یہ لوگ میرے پہلے
پیدا کیے ہوئے ہین کہا اے آدم یہ لوگ علم الٰہی مین چار ہزار برس تمھاری خلقت سے پہلے
موجود تھے مشغول بذکر معبود تھے **قطعہ** آدم کہ خانہ بر سر کوئی تو ساختم * آدم ہنوز محرم خلد برین
نبود * آدم کہ با جبار کرامت ور آدیم * جبرئیلؑ بر خزانہ رحمت امین نبود * **روایت ۲۴**
ہے کہ ایک اعرابی ہرنی کا بچہ شکار کر کے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہدیہ لایا آپنے
اسے قبول فرمایا اتنے مین شہنشاہ زمن امام حسن مسجد مین دوڑے آئے اور اس آہو بچہ کے
لینے کا قصد کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ بچہ جگر گوشہ امام حسنؑ کو دیدیا تھوڑی دیر
کے بعد چھوٹے شہزادے حضرت امام حسینؑ تشریف لائے دیکھا کہ بڑے بھائی ایک ہرنی کا بچہ
لیے کھیل رہے ہین پوچھا اے بھائی آپنے یہ آہو برہ کس سے لیا ہے فرمایا مجھے میرے نانا جان
نے دیا ہے صاحبزادے مسجد مین آئے اور حضور نبوی مین التجا لائے یا جداہ نانا جی
بھائی کو آپنے آہو برہ دیا مجھے نہین اس بات کو صاحبزادے تکرار کیے
جاتے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکی تسلی اور دلداری فرماتے تھے کبھی گود مین لیکر
مسجد مین ٹہلاتے تھے کبھی بہلا کر باتون مین بہلاتے تھے صاحبزادے نے کہا مین یہ کچھ نہین جانتا
ہون ان باتون سے کب بہلتا ہون مجھے بھی آہو برہ دیجیے باتین تشفی کی نہ کیجیے حتیٰ کہ قریب تھا
کہ حضرت امام حسینؑ روئین دامان نبوی کو آنسو سے بھگوئین کہ ناگاہ گوشۂ مسجد سے ایک ہرنی
دوڑی آئی اور ایک بچہ بطور ہدیہ کے حضور نبویؐ مین لائی اور بزبان فصیح وکلام بلیغ عرض
کی یا رسول اللہ میرے بھی دو بچے تھے ایک کو تو اس صیاد نے شکار کیا اور آپ کے حضور مین ہدیہ دیا اور
ایک میرے پاس رہ گیا تھا کہ میرے دل کی ٹھنڈک اور آنکھون کی عینک تھا اس وقت مین اسکو

دودہ پلا رہی تھی اسی سے دل لگا رہی تھی اتنے مین غیب سے آواز آئی کہ اس بچے کو اپنی
پیٹھ پر دھر اور حضور نبوی مین دوڑی جا اسے ہدیہ کر اسواسطے کہ حسین انکے پاس کھڑے
ہین آہو برہ کے لیے روتے ہین اڑے ہین آہو برہ کیواسطے عنقریب رویا چاہتے ہین وہ ایوان
نبوی کو اشک سے بھگویا چاہتے ہین اگر حسین روینگے تو حاملان عرش اپنے سیلاب اشک مین
عرش الٰہی کو ڈبوینگے سو دوڑی جا اور قبل اسکے کہ انکی آنکھین ڈبڈبائین آنسو انکی رخسارے
پر آئین یہ آہو برہ انکی خدمت مین پہونچا یا رسول اللہ مسافت بعیدہ پل بصر مین مین نے
طے کی ہے گویا زمین میرے جلد پہونچنے کو لپیٹی گئی ہے الحمد للہ کہ مین آئی اور ابھی تک انکے
آنسو نہین بہے ہین اور بچہ آپ سے طلب کر رہے ہین صحابہ نے کہا اللہ اکبر امام حسین کا یہ
حال ہے خدا کی یہان انکا یہ جلال ہے حضرت نے ہرنی کو دعا دی اور وہ آہو برہ امام حسین کے
حوالے کیا دونون شاہزادے آہو برہ لیے گھر مین گیے اور والدہ ماجدہ کو اس قصے سے آگاہ
کیا یارو غور کرنیکا مقام ہے یہان تو ملائکہ مقربین اور رسول رب العالمین کا دل دکھتا تھا کہ ایسا
نہو کہ چہرۂ حسین پر اشک جاری ہو حالت گریہ انکو طاری ہو اور یہان اشقیا نے سیلاب خون
کا انکے رخسارۂ انور پر بہایا تن نازنین کو دریای خون مین نہلایا **نظم** رخے کہ بوسہ گہ شاہ
انبیا باشد ✽ بخاک و خون شدہ پنہان کجا روا باشد ✽ کسے کہ چشمۂ کوثر عطاے جد وی ست ✽
بدشت کرب و بلا تشنہ لب چرا باشد ✽ روا بود کہ جگر گوشۂ رسول خدا ✽ فتادہ غرق بخون سر
ز تن جدا باشد ✽ **روایت ۲۹**- راویان اخبار صحیح وحاکیان حکایات ملیح لکھتے ہین کہ ایکبار
سید ابرار رسول پروردگار صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاد مین تشریف لے گیے تھے اور شیر
خدا حضرت مرتضیٰ بھی آپ کے ساتھ رونق افروز ہوئے تھے اس درمیان مین نور مشرقین
حضرت امام حسین تنہا گھر سے نکلکر کسی باغون مین خرمے کے جا پڑے بنظر تفریح ہر درخت
اور گل بوٹون کے پاس جاتے اور صنایع رنگارنگ الٰہی کے ملاحظہ فرماتے کہ اتنے مین ایک
شخص نیک انجام صالح نام اس باغ مین آیا شاہزادے امام حسین کو لڑکا حسین خوشرو
خوشخو پاکر گود مین اٹھا کر گھر لا کر چھپایا اور یہان حضرت سیدہ کا یہ حال تھا کہ جیون جیون دن
چڑھتا تھا امام حسین کے نہ آنے سے رنج و غم بڑھتا تھا راوی کہتا ہے کہ حضرت سیدہ

ستر بار در حجرے پر آکر پھر گئین کوئی نہ ملا کہ آسے امام حسین کی تلاش کو بھیجین جی بیتاب ہوا
نہایت مضطراب ہوا مجبور ہوکر زار زار رو کر امام حسن سے فرمایا بیٹا تمہین جاؤ حسین کو جہان ملین
ڈھونڈھ لاؤ حسین بن میرا دل ٹوٹا جاتا ہی جی ابلا آتا ہی امام حسن بھائی کی جستجو مین گھر سے چلے
جس گلی مین مدینے کی آئے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر فرماتے شعر دل ناتمام بردی تو
بےخود می نمائی ٭ بہ کجات جو بہ بیم ای جان ترک پرست کجائی ٭ اسیطرح با دیدۂ گریان و سینۂ
بریان نخلستان مین جا پہنچے بھائی کے فراق مین ایک عالم وجد طاری تھا اور زبان پر اسوقت یہ کلام جاری تھا نظم للمؤلفہ کجائی ای حسین من کجائی ٭ کجائی نور عین من کجائی
٭ سرور والدین من کجائی ٭ ببیکس این سوز عین من کجائی ٭ ز ہجرت سینہ ام افگار تا کے ٭
خلیدہ در دلم این خار تا کے ٭ ناگاہ ایک ہرنی نظر آئی امام حسین نے بیتابی مین اس سے یہ بات
فرمائی ای ہرنی میرے بھائی حسین کو پہچانتی ہی کچھ نشان بتا سکتی ہی ہرنی بزبان فصیح
بولی ای نور دیدۂ مصطفےٰ ای سرور سینۂ مرتضیٰ آپ زہرا کے باغ تجرکی نونہال کو صالح یہودی
لے گیا ہی اور اپنے گھر مین چھپایا ہی حضرت امام حسن نے صالح کے گھر آکر آواز دی صالح گھر سے نکل آیا آپ
نے فرمایا ای صالح میرے بھائی حسین کو جلد حاضر لا ورنہ اپنی ماں سے کہدونگا تا دعاے سحری سے انکی
روے زمین پر ایک یہودی نہ رہیگا کفار کا وجود نہ رہیگا اور اپنے بابا جان سے کہدونگا تا ذوالفقار حیدری
سے ایسے وار کرینگے کہ ہزارون کفار مرینگے اور اپنے نانا جان سے کہدونگا کہ زمین پھٹ جائیگی ساری
دُنیا اُلٹ جائیگی صالح آپکی باتون سے متحیر ہوا اور عرض کی صاحبزادے آپکی ماں کون ہے فرمایا
خاتون ہودج کبریا بانوے تتق عصمت و حیا در سادات مخزن کرامات فاطمۂ زہرا ہین صالح نے
کہا آپکے باپ کا کیا نام ہی فرمایا شیر خدا داماد مصطفےٰ اصد صفدر صفا علی مرتضیٰ ہین پوچھا نانا جان
آپکے کون ہین فرمایا انیس الغریبین رسول رب العالمین حبیب خدا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم ہین اس کلام معجز نظام نے آپکی صالح دلپر ایسا اثر کیا کہ دونون عالم سے
اوسے بیخبر کیا زنار کفر توڑ کر ہاتھ جوڑکر پیرون پر شاہزادے کے گرا اور زار زار
رونے لگا کف پا کو آب دیدہ سے بھگونے لگا عرض کی شاہزادے پہلے مجھے مسلمان کیجیے تب
اپنے بھائی حسین کو مجھ سے لیجیے شاہزادے نے صالح کو فوراً مسلمان کیا پھر اوسنے

گھر مین سے حضرت امام حسین کو لاکر امام حسن کی گود مین دیا اور اپنی مسلمان ہوجانے پر بہت
شکر پروردگار ادا کیا اور ایک طبق دینار و درم کا شاہزادی کے سر پر نثار کیا پھر دونون شاہ
وہان سے گھر تشریف لائے دوسرے دن صالح سترہ دیون کو مسلمان کرکے در حجرہ سیدالنسا
پر آیا زر و جواہر بے حساب ہدیہ لایا داڑھی سفید کو چوکھٹ پر ملتا تھا اور سر کو پتھرون سے
کچلتا تھا اور کہتا تھا یا سیدالنسا یا دختر مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے بڑی خطا ہوئی کہ آپ
کے لعل علی مرتضی کے نونہال کو ہے اپنے مکان مین چھپایا آپ کا دل نازنین دکھایا اوس
حرکت سے پشیمان ہوا کفر چھوڑا مسلمان ہوا آپ میرا قصور معاف کیجیے آئینہ دلکو غبار ملال سے
صاف کیجیے حضرت سیدہ نے فرمایا کہ مین نے اپنے حصے بھر تیری خطا معاف کی مگر یہ دونون
فرزند ارجمند شیر خدا کے ہین انکے پاس جاکر معذرت کر اپنی خطا کی طلب مغفرت کر جب شیر خدا
لڑائی سے آئے صالح آپ کی پاس آیا اور سارا حال کہ سنایا آپ نے فرمایا مین نے اپنے حصے بھر تیری
خطا سے درگذر کیا لیکن مجھے چھوڑ دیا مگر یہ دونون شاہزادے پیغمبر صاحب کے ریحان ہین
دل و جان ہین حضرت کے پاس جا اور اپنی خطا بخشوا صالح روتا ہوا آنسوؤن سے منہ دھوتا
ہوا حضور نبوی مین آیا اور مفصل حال کہ سنایا اور حرف معذرت زبان پر لایا حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ای صالح مین نے اپنا حصہ بخشدیا تیرا گناہ معاف کیا مگر یہ دونو
خدا کے برگزیدہ ہین پیارے ہین چرخ امامت کے ستارے ہین اب تو بارگاہ احدیت مین التجا کر
قبول معذرت کی دعا کر صالح کو یہ کلام سنکر کیفیت عجب طاری ہوئی نہایت بیقراری
ہوئی مدینے سے صحرا مین آیا سیلاب خون دیدہ سے میدان کو گلزار بنایا کہتا تھا الٰہی
مین نے بڑا گناہ کیا نامۂ اعمال کو اوس حرف بے ادبانہ سے سیاہ کیا اب میرے جریدۂ
اعمال کو آب مغفرت سے دھودے بحر غفران مین مجھے ڈبو دے **رباعی** یارب بدرتو
عذر خواہ آمدہ ام ✤ بگریختہ بودہ ام براہ آمدہ ام ✤ اکنون ز پئے عذر گناہ آمدہ ام ✤ بپذیر
کہ با حال تباہ آمدہ ام ✤ اسیطرح سترہ دن روتا رہا جی جان کھوتا رہا اٹھارویں دن جبرئیل
آگے رسول رب العالمین کے آئے اور پیغام باری لائے کہ اے حبیب من اب صالح کو صحرا
سے بلا لیجیے اور اوسکو دلاسا دیجیے مین نے اوسکو بخشدیا گناہ اوسکا معاف کیا **رباعی**

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ ٭ گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ ٭ این درگہ ما درگہ نومیدی نیست ٭
صد بار اگر توبہ شکستی باز آ ٭ محبان حسین غور کرنے کا مقام ہے کہ وہان ایک کافر حضرت
امام حسین کو نادانستگی سے گود مین اٹھا کر گھر لے گیا اور چھپا رکھا نہ تو منھ پر طمانچہ مارا نہ کوئی
بات سخت کہی پھر اُس فعل سے پشیمان ہوا کفر چھوڑا مسلمان ہوا پھر اسقدر پریشان ہو
کر صحرا مین حیران ہوا تب اسکی توبہ قبول ہوئی اور یہان ستمگاران کلمہ گو نے دیدہ و دانستہ حضرت
کے پیارے امام حسین کو زہر ہلاہل پلایا اور انکی جگر کو ہفتاد و دو پارہ کر کے خاک مین ملایا اور
فاطمہ زہرا کے دُلارے امام حسین کو مع ہفتاد و دو تن بوٹہ کربلا مین بے آب و دانہ کٹایا
اور اُس سلطان تخت کبریائی کو خاک و خون مین سلایا اُن اشقیا کا کیا حال ہوگا ٭ نظم ٭
ای کمر بستہ بخونریزی اولاد رسول ٭ ہیچ آخر ز خداوند جہان شرم نبود ٭ ہیچ اندیشہ نکردی
کہ رسول الثقلین ٭ از پی حرمت ایشان چہ وصیت فرمود ٭ آہ ازان دم کہ کند فاطمہ از جور
تو داد ٭ مصطفیٰ بر تو غضبناک و علی خشم آلود ٭ شعر ٭ رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و
سلام ٭ علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام ٭ — **روایت ۳۳** — ہے کہ ایک دن
جناب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت فاطمہ زہرا کے گھر تشریف لائے ناگاہ نور عینین حضرت
امام حسین کے رونے کی آواز گوش مبارک مین آئی آپکا دل بیتاب ہوا طبیعت گھبرائی
بے قرار ہو کر فرمایا اے فاطمہ کیا تم نہین جانتی ہو کہ جب حسین روتے ہین تو ہمارا دل دکھتا
ہے بیتاب ہوتے ہین یارو غور کرنیکا مقام ہے کہ ذرا سے رونے پر انکے تو حضرت کا دل
بیتاب ہوتا تھا آپکو اسقدر اضطراب ہوتا تھا جسوقت اشقیانے گلوے تشنہ پر انکے جگر
گاہ حضرت تھا خنجر چلایا ہوگا دل نازنین پر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کیا کچھ صدمہ
نہ آیا ہوگا ٭ غزل ٭ آدم درین عزا بغم و غصہ مبتلاست ٭ کشتی نوح غرقہ طوفان ابتلاست
ہان ای خلیل آتش نمرود دیدہ ٭ این شعلہ بین کہ در جگر شاہ کربلاست ٭ رنگین چراست
پیرہن موسی زنیل ٭ وز دست غصہ جبہ عیسی چرا قباست ٭ گویا برای
ماتم سلطان دین حسین ٭ چندین خروش و ولولہ در خیل انبیاست ٭ اینہا غم از
برای دل مصطفیٰ خورند ٭ آن خود چہ حسرتست کہ در جان مصطفیٰ است ٭ گر مرتضیٰ جگر بدید

ازین غصہ درخورست ✤ در فاطمہ بنالد ازین سال بہار واست ✤ روایت ۱۳۔ ہے
کہ حضرت معاویہ نے اپنے مرتے وقت یزید پلید راندۂ درگاہ کو بلاکر دربارۂ تعظیم و توقیر و
حسن سلوک اہلبیت کرام خصوصاً دونون امام عالیمقام کے بہت تاکید کی بہت سمجھایا
نہایت تہدید کی اور بہت سے فضائل حضرات حسنین کے بیان کیئے منجملہ انکے یہ بھی
کہاکہ ای بیٹا ایک دن جناب حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم حضرت فاطمہ زہرا کے گھر
تشریف لائے حضرت سیدہ کو غمگین دیکھکر پوچھا جان پدر کیون روتی ہو سیدہ کیون غمناک
ہوتی ہو فرمایا باباجان نورعینین حسن و حسین کہین گئے ہین ایام گرمی کے ہین تمام دن
مین مین نے تلاش کر ڈالی پتا نہین ملا حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم مجھے ہمراہ لیکر میدان
کیجانب چلے **نظم** اشک آنکھون سے روان تھے پیہم ✤ آہ کے ساتھ اٹھاتے تھے قدم ✤ دمبدم
کرتے تھے افسوس و بکا ✤ اسطرح مانگتے جاتے تھے دعا ✤ یاالٰہی مرے دلبر کی خیر ✤ خیر ہو اس
مہ انور کی خیر ✤ فاطمہ کی مین امانت پاؤن ✤ گھر اُسے لیکے سلامت جاؤن ✤ ناگاہ
ایک چرواہا نظر آیا آپ نے اس چرواہے سے نشان شاہزادونکا پوچھا اُسنے عرض کی
یارسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم دو لڑکے ماہ پارے چرخ حسن و جمال کے تارے
روشن جبین بڑے حسین اسطرف کو گئے ہین آپ نے اسطرف جاکر جو دیکھا تو دونون
شاہزادے درخت اراک کے تلے سوتے تھے اور جبرئیل علیہ السلام انکے واسطے پنکھا جھل رہے
تھے پیار کے ہاتھ سے انکے قدمون کو مل رہے تھے آپ نے دونون صاحبزادون کو اپنی گود مین
اٹھا لیا گلے سے لگا کر بوسے دیے پیار کیا تھوڑی دیر کے بعد جاگے اور گود مین حضرت صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم کی بیٹھکر رونے لگے بھوک پیاس سے بیقرار ہونے لگے آپ نے فرمایا یہان کھانا نہین ہے
گھر جائینگے تو جو مانگوگے کھلائینگے دونون بھائی بھوک سے رونے لگے وہان حضرت اشکون سے
بھگونے لگے فوراً جبرئیل علیہ السلام ایک خوانچہ طعام بہشت سے لائے دونون بھائیون نے
خوب سیر ہوکر کھائے پانی مانگا اراک کے درخت سے آب سرد اور صاف نکلا دونون
بھائیون نے خوب آسودہ ہوکر پیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دونون صاحبزادون
کو اپنے کاندھے پر رکھکر فرمایا واہ یہ دونون کیا اچھے سوار ہین اور اسی طرح گھر لاکر

حضرت سیدہ کے حوالے کیا **شعر** رسولؐ پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام * علیؑ و فاطمہ حسنؑ و حسینؑ پہ بھی مدام *

لیے آغوش میں شبیر کو کیوں رو دیے ہیں وہ | خبر اُنکی شہادت کی مگر جبریل لاتا ہے

اب یہاں سے وہ حدیثیں درد و غم آمیز اور روایتیں رقت انگیز لکھی جاتی ہیں جو نور عینین شہنشاہ کونین حضرت امام حسینؑ کی شہادت خبر سناتی ہیں کیا کیجیے شہادت کا نام لیتے ہوئے جگر شق ہوا جاتا ہے رنگ چہرے کا فق ہوا جاتا ہے **ناصر** کو تحریر سے سکتا ہے قلم کا غذ کا منہ تکتا ہے **قطعہ** ہمی ترسم کہ اندر وقت تحریر * زبان از آتش ہجرت بسوزد * وگر تحریر خواہم آن زمان ہم * قلم لنگا فد و کاغذ بسوزد * سیاہی غم سے سیہ پوش ہے قرطاس الم سے مدہوش ہے نہ تو قاری کو یارائے خبر شہادت کی گویائی ہے اور نہ سامع کو قوت شنوائی ہے **بیت** فریاد کہ یارائے سخن نیست زبان را * بربست غم و غصہ رہ نطق و بیان را * کلیجا تھام کر اگر حرف شہادت لکھا جاتا ہے تو فوراً سیلاب اشک سے دُھلا جاتا ہے اور کیوں نہو ماجرائے خبر شہادت ایک حادثہ قیامت خیز اور یہ حال سراپا ملال یک حیرت انگیز ہے **قطعہ** ز دست گریہ کتابت نمیتوانم کرد * کہ می نویسم و مغسول میشود فی الحال * ز آہ و نالہ حکایت نمیتوانم کرد * کہ صد گرہ بزبان می فتد بوقت مقال * **روایت** ہے حضرت شیر خدا داماد مصطفےٰؐ علیؑ مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ اگرچہ میں عمر بھر بڑے بڑے رنج و غم آئے ہیں مگر در حقیقت میں نے تین صدمے بہت بڑے اٹھائے ہیں جنکی بار سے میری پیٹھ ٹوٹ گئی آنکھ روتے روتے پھوٹ گئی ایک تو جد حسنینؑ شفیع کونین سلطان انس و جان نبی آخر الزمان کا میرے روبرو انتقال فرمانا دوسرے مادر حسنینؑ سیدۂ دارین جان مصطفےٰؐ فاطمہ زہرا کا میرے سامنے دُنیا سے اٹھ جانا تیسرے قرۃ العین نور مشرقین امام حسینؑ کی شہادت کی خبر اپنی زندگی میں پانا ان تینوں صدموں سے میرا دل پارہ پارہ ہے مگر کیا کیجیے مشیت ایزدی سے کیا چارہ ہے یارو حضرت شیر خدا تو اپنے صدمات کا حال یوں بیان فرماتے ہیں شہید کربلا کے دلبر عالم تنہائی اور بیکسی بے بسی میں کہ دس صدمے متواتر اٹھائے کیسا کچھ صدمہ گذرا ہوگا پہلے جد امجد

رسولؐ پروردگار کا سایۂ رحمت سے اٹھ جانا دوسرے والدہ غمگسار کا وبرو قضا کر جانا تیسرے صدیقؓ یار غار کا وفات پانا چوتھے عمرؓ فاروق دلدار کا انتقال فرمانا پانچوین عثمانؓ غنی شریک درد و آزار کا مارا جانا چھٹے پدر بزرگوار غمخوار کا سامنے شہید ہوجانا ساتوین برادر قوت بازو سے ناتوان اور وفادار کا دم بھر مین زہر سے لوٹ پوٹ ہوجانا آٹھوین حال اپنی شہادت کا متواتر حدیثون مین پانا نوین سارے اقربا اور جگر گوشگان دو شیر خوار کا سامنے تڑپ تڑپ کے گلا کٹوانا دسوین محرم کو علاوہ ان سب صدمات کے سراپا اپنے جسم نازنین کا سارے زخمون کے سوراخ سوراخ ہوجانا آہ آہ اللہ اللہ

نظم دریاے فتنہ موج زد و دشمنان چو سیل ✤ خود را بران امام وفادار ریختند ✤ پرہاے بلبلان سخنگوے سوختند ✤ خونہاے طوطیان شکر خوار ریختند ✤ ہر میوہ کہ بود ز بستان مرتضیٰؑ ✤ ہمچون شگوفہ بر سر ہر خار ریختند ✤ آن سرو بوستان امامت ز پا فتاد ✤ حوران سرشک بر گل رخسار ریختند ✤ مرغان کربلا ز پئے ماتم حسینؑ ✤ خون بر لب فرات ز منقار ریختند ✤

حدیث ۲ - ام الفضل بنت حارث حضور مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آئین اور کہنے لگین یا رسول اللہؐ مین نے آج کی رات ایک برا خواب دیکھا ہے آپ نے فرمایا کہو کیا ہے ام الفضل نے کہا حضور وہ بہت برا خواب ہے مین کہہ نہین سکتی آپ نے فرمایا کیا ہے کہو کہا کہ دیکھا مین نے کہ گویا ایک ٹکڑا آپ کے بدن مبارک سے کاٹا گیا ہے اور میری گود مین رکھا گیا ہے پس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے تو بہت ہی اچھا خواب دیکھا ہے خدا نے چاہا تو فاطمہ کے ایک بیٹا ہوگا اور اس بیٹے کو تیری گود مین بسبب قرابت کے پرورش کے لیئے رکھین گے پس حضرت امام حسینؑ پیدا ہوئے اور حسب فرمانے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میری گود مین رکھے گئے پس ایک دن مین حضور نبوی مین آئی اور امام حسینؑ کو آپ کی گود مین رکھدیا اور حضرت کیطرف سے مین نے اور طرف ذری سی آنکھ پھیری پھر جو میری نظر آپ پر پڑی تو کیا دیکھتی ہون کہ دونون آنکھون سے حضرتؐ کی برابر آنسو بہ رہے ہین مین نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ ماں باپ میرے حضور پر قربان ہون آپ کیون رو رہے ہین اسقدر بیتاب ہو رہے ہین فرمایا میرے پاس جبرئیلؑ آئے اور مجھے خبر دی کہ عنقریب میری

امت اس میرے بیٹے کو شہید کریگی پس میں نے متعجب ہوکر عرض کی حضور اس شہزادے کو فرمایا ہان اور دی ہے مجھے جبرئیلؑ نے سرخ مٹی اسکے مقتل کی اور ایک روایت مین ہے کہ یہ واقعہ حضرت امام حسینؑ کے چار مہینے کے سن مین ہوا تھا ام الفضل کہتی ہین کہ اسوقت شاہزادے کے منھ سے رال بھی ٹپکی اور ایک قطرہ اسکا حضرت کی جامہ پر پڑا اور آپ تھے اپنا صاحبزادے کے حلق پر ملتے تھے اور متواتر بوسے دیتے تھے تھوڑی دیر کے بعد مین نے جھونکے سے حضرت کی آغوش ناز سے انکو اٹھالیا صاحبزادے نے رو دیا آپ نے فرمایا اے ام الفضل آہستہ اور ہولے ہاتھ سے اسکو لیا کر اور اسے تکلیف نہ دیا کر اسواسطے کہ یہ رنج جو میرے جگر گوشے کو پہونچا کس چیز سے دفع ہوگا اور یہ صدمہ جو انکے قلب کو پہونچا کون شے سے رفع ہوگا اتنے مین حضرت جبرئیلؑ امین آئے اور پیغام باری لائے کہ اے حبیب من ذری سے رونے سے حسینؑ کے آپکو اسقدر درد ہوتا ہے ملال ہوتا ہے دل نازنین آپکا بیحال ہوتا ہے جس دم حلق تشنہ پر انکے خنجر آبدار چلائینگے اور تن گلگون کو انکے انھین کے خون مین نہلائینگے اور انکے سر کو تن سے دور کرینگے جسم نازک کو انکے گھوڑون کی ٹاپ سے چکنا چور کرینگے اسدم آپکا کیا حال ہوگا کسقدر ملال ہوگا آپ یہ حال سنکر نہایت غمگین اور از بس اندوہگین ہوئے **قطعہ** سوراخ میشود دل ماچون گل حسینؑ ٭ آنجا کہ ذکر واقعہ کربلا رود ٭ آخر زدا یو دکہ ز سنگین دلان شام ٭ بر اہلبیت این ہمہ جور و جفا رود ٭ **حدیث ۳** - انس کہتے ہین کہ فرشتہ جو مینھ پر موکل ہے حق تعالےٰ سے اجازت لیکر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کو آیا اور اوسوقت حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ام سلمہؓ کے گھر مین تھے پس آپنے فرمایا اے ام سلمہؓ دروازے سے خبردار ہو کوئی آنے نہ پاوے پھر اسی اثنا مین کہ وہ دروازے پر نگاہبان تھین کہ یکایک حضرت امام حسینؑ آکر بزور اندر چلے گئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاکر انکی گود مین کودنے لگے اور آپ کے مونڈھے پر چڑھ چڑھ جانے لگے پھر آپ انکو اون گود مین لے کر بڑے پیار سے چومنے لگے تب اوس فرشتے نے آپ سے عرض کی یا رسول اللہ کیا آپ حسینؑ کو پیار کرتے ہین فرمایا ہان فرشتے نے کہا آپ کی امت تھوڑے دن مین انکو شہید کردیگی اور اگر آپ چاہین تو مین آپ کو وہ جگہ جہان یہ شہید ہونگے دکھادون

پس آپؐ نے اپنا ہاتھ مارا اور حضرت کو مٹی سرخ دکھائی پھر اُس مٹی کو حضرت ام سلمہؓ نے لیکر اپنے کپڑے مین پوٹلی باندھ رکھی **راوی** کہتا ہے کہ ہم سنا کرتے تھے کہ امام حسینؑ کربلا مین شہید ہونگے **رباعی** بر قتل حسینؑ ارض و سما می گرنید ✤ از عرش عُلیٰ تا بہ ثری می گرنید ✤ ماہی در آب مرغ در روی ہوا ✤ در ماتم شاہ کربلا می گرنید ✤ **حدیث ۴** ۔ حضرت ام المومنین عائشہؓ صدیقہ فرماتی ہین کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ خبر دی مجھے جبرئیلؑ نے کہ میرا بیٹا حسینؑ میری بعد زمین کربلا مین شہید کیا جائیگا اور لائی جبرئیلؑ میرے پاس یہ مٹی اور مجھ سے کہا کہ ہان وہ شہید ہونگے اور اُنکی مرقد ہوگی وہین کی یہ مٹی ہے **قطعہ** چون چراغ دیدۂ زہرا کشتندش نہ بہر ✤ زہرہ را دل بر چراغ دیدۂ زہرا بسوخت ✤ چون روان کردند خون از قرۃ العین رسول ✤ چشم عیسیٰؑ خون ببارید و دل زہرا بسوخت ✤ **حدیث ۵** ۔ حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہین کہ ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کروٹ کے بل سوتے تھے پس ناگہان جاگ پڑے اور آپ اُسوقت بہت غمگین تھے اور آپ کے ہاتھ مین سرخ مٹی تھی اُسکو آپ الٹتے پلٹتے تھے مین نے عرض کی یا رسول اللہ یہ کیسی مٹی ہے فرمایا جبرئیلؑ نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ نور چشم یعنی حسینؑ عراق کی زمین پر شہید ہوگا اور یہ مٹی وہین کی ہے **نظم** خاک را کز خون آن شہزادہ رنگین کردہ اند ✤ جملہ حوران سرمۂ چشم جہان بین کردہ اند ✤ کو وخار اسنگہا بر سر زند گر بشنود ✤ آنچہ آن سنگین دلان با آل یسین کردہ اند ✤ وہ چرا بر خاک میدان غرق خون افتادہ اند ✤ شہسوارانے کہ فتح قلعۂ دین کردہ اند ✤ **حدیث ۶** ۔ حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہین کہ امام حسنؑ اور حسینؑ میرے گھر مین کھیلتے تھے کہ اتنے مین جبرئیلؑ آئے پس کہنے لگے یا رسول اللہ آپکی اُمت اس بیٹے حسینؑ کو آپکے بعد آپ کے شہید کریگی اور دی جبرئیلؑ نے آپ کو تھوڑی مٹی حضرت نے اُسکو سونگھا پھر فرمایا کہ اسمین رنج و بلا کی بو آتی ہے آپ نے مجھے سنایا کہ اے ام سلمہ جب یہ مٹی خون ہو جاوے تو جانیو کہ میرا بیٹا شہید ہوا حضرت ام سلمہ کہتی ہین کہ پھر مین نے اس مٹی کو شیشے مین بند کر رکھا جب نور عینین امام حسینؑ سفر عراق کو گئے ہین ہر روز اُس شیشے کو کھولکر دیکھا کرتی تھی اور زار زار رویا کرتی تھی دسوین تاریخ محرم کی دوپہر تک وہ مٹی برقرار تھی دوپہر ڈھلے جو پھر دیکھا

موافق فرمانے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ مٹی خون ہوگئی تھی شیشے مین جو ان زیادہ
بھر اتھا مین بیتاب ہو کر زار زار رونے لگی جی جان کھونے لگی مگر اپنے کو سنبھالا تا دشمنان دین
شماتت نہ کرین ہنسین نہین پھر جب خبر شہادت کی آئی تو اسی کے موافق پایا دسوین محرم
عاشورے کا دن جمعے کے روز سن ۶۱ ہجری مین دوپہر ڈھلے **غزل** اندرین ماتم ملائک دمبدم
بگریستہ ٭ جن و انس و حاوی و سفلی زغم بگریستہ ٭ کرسی از پا رفتہ و سدرہ در افتادہ ز پای ٭ عرش
تا الان گشتہ و لوح و قلم بگریستہ ٭ مہر عالمتاب با سوز جگر نالید و زار ٭ چیر گردون بہر زمان باپشت
خم بگریستہ ٭ زین عزا بہر رضای خواجہ رکن و مقام ٭ نالہ کردہ زمزم و بیت الحرم بگریستہ ٭ حور عین
بہر رضای فاطمہؑ در باغ خلد ٭ بر شہید کربلا با صد الم بگریستہ ٭ **حدیث ۷** - انس بن حارث
کہتے ہین کہ مین نے سنا رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ بیٹا میرا حسینؑ مارا جائیگا
اُس زمین مین جسکا نام کربلا ہے سو جو شخص کہ تملوگون مین سے وہان پر موجود ہو پس چاہیے اُسے
کہ میرے حسینؑ کی مدد کرے پس انس بن حارث کربلا گئے اور امام حسینؑ کے ساتھ شہید ہوئے **رباعی**
جسوقت کہ ہو اذا السماء انشقت ٭ جسوقت کہ ہو اذا السماء انفطرت ٭ زہرا یہ کہین پکڑ کے دامان رسولؐ
ہو لا دمری بای ذنب قتلت ٭ **شعر** رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود سلام ٭ علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و
حسینؑ پر بھی مدام ٭ **حدیث ۸** - ایک دن حضرت امام حسینؑ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے پاس حضرت عائشہ صدیقہؓ کے بالاخانے پر تشریف لائے اور وہان جبرئیلؑ بیٹھے تھے پس جبرئیلؑ نے
حضرتؐ سے فرمایا کہ عنقریب اُمت آپکی اس شاہزادے کو شہید کریگی اور اگر آپ چاہین تو مین
بتاؤن آپ کو وہ زمین جسمین یہ شہید ہونگے پس ہاتھ سے اشارہ کیا جبرئیلؑ نے طرف چٹیل میدان
عراق یعنی کربلا کے پھر وہان کی مٹی سرخ لیکر آپ کو دکھلائی **نظم** زین مصیبت بے غم
دل در جہان یکجا کجاست ٭ در ہمہ روے زمین یک دیدہ بے طوفان کجاست ٭ عالمے
ہمچون سکندر در سیاہی ماندہ اند ٭ اے خضرؑ نما ہے رہ کان چشمۂ حیوان کجاست ٭ **حدیث**
۹ - کہا یحییٰ نے کہ مین نے سفر کیا حضرت مرتضیٰ کے ساتھ صفین کیطرف پھر جب آپ برابر نینوی کے
مقام پر پہونچے تو پکار کر فرمایا بیٹا حسینؑ فرات کے کنارے صبر کیجیو مین نے عرض کی یہ کیا
آپ نے فرمایا حضرت علیؑ نے فرمایا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ جبرئیلؑ نے

مجھ سے کہا ہی کہ حسینؑ شہید ہونگے فرات کے کنارے اور دکھلائی مجھ مٹی وہان کی مٹھی بھر **نظم**
بروز واقعہ ای ظالم خدا نا ترس ✤ بیا ببین کہ چہا کردہ بجای حسینؑ ✤ خدمت حاکم و پیغمبر ست
دعوی اگیر ✤ چگونہ میدہی انصاف ماجرای حسینؑ ✤ روا بود کہ بخاک و بخون کنی غرقہ ✤ رخ
منور و گیسوی مشکسای حسینؑ ✤ **حدیث ۱۰** - روایت کی ابو نعیم نے صبح سے کہا کہ ہم آئے
تھے کربلا مین حضرت علی مرتضیٰؑ کے ساتھ قبرگاہ پر حضرت امام حسینؑ کے پاس فرمایا علی مرتضیٰؑ
نے کہ یہ شہیدون کے اونٹ بندھنے کا مقام ہے اور یہ کجاوی رکھنے کی جگہ ہے اور یہ انکے
خون بہنے کا مقام ہے کتنے جوان اہلبیت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس میدان مین شہید ہونگے
جنپر آسمان اور زمین تا قیام قیامت روئینگے **غزل** ای بجای تو من وفا کردہ ✤ تو مکافات
آن جزا کردہ ✤ من ترا چون بحشر تشنہ شوی ✤ وعدۂ شربت صفا کردہ ✤ در مکافات این
حسینؑ مرا ✤ نعم آب مبتلا کردہ ✤ آن حسینے کہ جبرئیل ورا ✤ ہر کجا دیدہ مرحبا کردہ ✤ فاطمہ از برای
تربیتش ✤ صد سحرگاہ ربنا کردہ ✤ **روایت ۱۱** - ہے کہ ایک دن جناب حضرت سیدۃ النسا
نے دونون شاہزادون کے لئے دو کرتے سیکر پہنائے اور سنوار سنگار کر حضور نبویؐ مین بھیجا حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونون شاہزادون کو گلے سے لگایا اور پیار کیا پھر آپ نے نظر کی
کہ گریبان پیراہن حسینؑ کا تنگ ہے بہت ہی کسا ہے فوراً آپ نے تکمہ کھولدیا اگر وا کر حلق مبارک
امام حسینؑ کے گریبان تنگ ہونے سے نشان پڑ گیا تھا تکمہ گلے مین گڑ گیا تھا یہ حال دیکھ
دل آپکا دکھا آنکھون مین آنسو بھر آیا فی الحال جبرئیلؑ آئے اور کہا یا رسولؐ اللہ ایک نشان
گریبان کا گردن حسینؑ پر آپ نے دیکھا سو اسقدر آپ کا دل دکھا آیا آپکو رنج ہوا جسدن اشقیا
امت انکے گلے پر خنجر ستم مارینگے اور سر مبارک انکا ان کے تن نازک سے اتارینگے اسدن
آپکو کتنا قلق ہوگا آپ یہ کلام سنکر رونے لگے بیتاب ہونے لگے **غزل** در جہان زین
صعب زہر کربلائے کس ندید ✤ دل شکن تر زین غزا ہرگز عزائے کس ندید ✤ ابتلای انبیا و
اولیا بسیار بود ✤ لیک در عالم از ینسان ابتلائے کس ندید ✤ چشم گردون چون نگرید
چونکہ در دوران او ✤ چون بلای کربلا کرب و بلائے کس ندید ✤ در سرائے دہر تا شد رسم ماتم آشکار ✤
ہمچو دشت کربلا ماتم سرائے کس ندید ✤ **روایت ۱۲** - ہے کہ ایک شخص تھے

خوشخو و خوبرو دوستون سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی تھا اُنکا وحیہ کلبی تھا جب وہ حضرتؐ کی پاس آتی تو آپ اُنکی بڑی خاطر و توقیر فرماتے اور آتی تو کبھی خالی ہاتھ نہ آتی حضرت امام حسنؑ اور حسینؑ کے واسطے کچھ شئے ساتھ لاتی اور دونون شاہزادی بھی اُنسے بہت مانوس تھے جب وہ آتی جھٹ پٹ بے تکلف اُنکی گود مین جا بیٹھتے اور گریبان اور آستین کو اون کے ٹٹولنے لگتے اور جبرئیلؑ بھی کبھی کبھی بصورت دحیہ کلبی کے حضور نبوی مین حاضر ہوا کرتے تھے غرض ایک دن جبرئیلؑ بصورت دحیہ کلبی کے تشریف لائی اور اُسوقت دونون شاہزادے حضرتؐ کی گود مین بیٹھے تھے جبرئیلؑ کو دیکھکر حضرتؐ کی گود سے اُٹھکر گستاخانہ جبرئیلؑ کی گود مین جا بیٹھے اور اُنکی آستین و گریبان مین ہاتھ دینے لگے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو برافروختہ ہوئی چاہا کہ شاہزادون کو جبرئیلؑ کی گود سے ہٹا دین جبرئیلؑ نے فرمایا رسول اللہ آپ خاموش رہین بچون کو کچھ نہ کہین آپ نے فرمایا ای جبرئیلؑ کیونکر کچھ نہ کہون کسطرح چپ رہون یہ تمھاری حرمت و قدر جانتے نہین تمکو پہچانتے نہین تمکو دحیہ کلبی سمجھکر گستاخی کے ساتھ پیش آتی ہین کبھی آستین کبھی تمھاری داڑھی پر ہاتھ لاتی ہین جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا یا رسول اللہ آپ کو اُنکی گستاخی پر اسقدر ملال ہوتا ہے آپ کا یہ حال ہوتا ہی حضرت اکثر اتفاق ہوا ہے کہ اُنکی والدہ ماجدہ خاتون کبری فاطمہ زہرا نماز تہجد پڑھ کے سوگئی ہین شاہزادون سے غافل ہوگئی ہین اور اگر اِن دونون پیارون کو گہوارے مین اُسوقت بیداری ہوئی ہے رونے کی طیاری ہوئی تو اُسوقت مجھے فرمان باری ہوا ہے کہ ہان جبرئیلؑ دیکھو جلد جاؤ اور حسینؑ کا گہوارہ ہلاؤ اگر یہ روئینگے تو فاطمہؑ کی نیند کے مخل ہوئینگے یا رسولؐ اللہ مین نے اکثر اُنکو گہوارے اُنکے جھولائے ہین اور اِس شعر کی آواز کے ساتھ اُنکو بہلائے ہین

اشعار اِنَّ فِی الْجَنَّۃِ نَہَرًا مِنْ لَبَنٍ ۔ لِعَلِیٍّ وَحُسَیْنٍ وَحَسَنٍ ۔ نہر ایک جنت مین ہے دودھ کی ۔ علیؑ و حسینؑ و حسنؑ کے لیئے ۔ گناہون کو ناصر کے بخش ای خدا ۔ کرم کر کرم پنجتن کے لیئے ۔ حضرت جب ہمنے اُنکے گہوارے اکثر ہلائی ہین اگر یہ میری گود مین بیٹھے اور ہاتھ جیب و گریبان مین ڈالے تو اس سے کیا ہوا اگر مین اسمین حیران ہون سرگریبان ہون کہ میری آستین و گریبان مین یہ کیا تلاش کرتے ہین آپ نے

فرمایا اے جبرئیل تم اسوقت بصورت دحیہ کلبی کی آئے ہو اور جب دحیہ کلبی یہان آتے تھے تو لڑکون کے
واسطے کچھ میوہ کوئی سوغات لاتے تھے یہ تمھاری کیرے مین وہی سوغات ڈھونڈھ رہے ہین جبرئیلؑ نے
عرض کی اچھا مین بہشت مین جاتا ہون اور پروردگار عالم سے عرض کرکے ابھی بہشتی میوے لاتا
ہون غرض جبرئیلؑ نے ایک خوشہ انگور کا اور انار بہشت سے لاکر حسنینؑ کے آگے رکھدیا صاحبزادون
نے اٹھالیا اور حضرت کے ہاتھ مین دیا اتنے مین ایک سائل آیا حرف سوال زبان پر لایا کہ اے اہلبیت
نبوت مجھپر کرم کیجیے لِلّٰہ مجھے کچھ دیجیے خصوصاً انگور کہ مدت سے مجھے اسکا شوق ہے جمین از بس ذوق ہے
حضرتؐ نے چاہا کہ اس سائل کو خوشہ انگور مین سے کچھ دین آپ سپر انتظار کرین جبرئیلؑ نے روکا کہ نہین یہ
شیطان بد انجام ہے میوہ بہشتی اسپر حرام ہے غرض حضرت وہ انگور اور دانے انار کے توڑ توڑکر شاہزادون
کے منھ مین دیتے تھے اور بڑے پیار و محبت سے انکے رخسارون کے بوسے لیتے تھے جبرئیلؑ نے کہا یا رسول اللہ
آپ حسینؑ کو بہت پیار کرتے ہین فرمایا کیون نہین اَوْلَادُنَا اَکْبَادُنَا میری اولاد میرا جگر ہے
پھر جبرئیلؑ نے کہا یا رسول اللہ ایک دن اشقیائے امت یہ دونون میوہ باغ اور یہ دونون چشم و چراغ
کو انکی شربت شہادت پلائینگے اس صورت زیبا کو انکی خاک و خون مین ملائینگے ایک کو زہر ہلاہل
پلاکرکے دوسرے کو خاک کربلا پر ہلاک کرکے اور مصیبت انکی سب زیادہ شفاعت کی ہوگی آپکی لیے
بیت بروز حشر یہ بنی بدست پیغمبرؐ کلید گنج شفاعت بجز نہادہ حسینؑ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ
وسلم نے یہ بات جبرئیلؑ سے سنی بہت اندوہگین ہوئے آنکھین ڈبڈبا آئین نہایت غمگین ہوئے اور ایک
روایت مین ہے کہ جبرئیلؑ نے اسوقت ایک انار اور ایک سیب اور ایک بہی بہشت سے لیکر شاہزادون
کو دیے صاحبزادے خوش و خرم ہوئے آپ نے فرمایا گھر لیجاؤ وہان باپکے ساتھ ملکر کھاؤ مگر سب نہ کھالینا
تھوڑا تھوڑا تینون مین سے رہنے دینا صاحبزادے گھر لگئے معمول تھا کہ ہر روز انمین سے گھر کے سب لوگ
کھاتے تھے مگر تینون میوے دوسرے دن مسلم اور درست ہوجاتے تھے جب حضرت سیدہؑ نے قضا کی انار گم
ہوگیا پھر جب شیر خدا نے وفات پائی بہی کا پتا نہ ملا مگر سیب حضرت امام حسینؑ کے پاس ہمیشہ رہتا تھا کربلا مین
وقت غلبہ پیاس کے جب نوبت انکی سونگھنے کی آتی تشنگی فرو ہوجاتی جسدن آپنے شہادت
پائی وہ سیب بھی غائب ہوگیا مگر اب تک بھی عاشقان اور محبان حسینؑ جو روضۂ انور پر
انکی زیارت سراپا فیض و برکت کو جاتے ہین وہی مہک سیب بہشتی کی پاتے ہین

شعر رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام ٭ علی و فاطمہ حسن و حسین پہ بھی مدام ٭ —
روایت ۱۳ — ہی کہ جب سن حضرت امام حسین کا چار برس کا ہوا ایک دن آغوش ناز
مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹھے تھی کہ ناگہان جبرئیل آئی حضرت بار بار آنکی منھ اور آنکھون
اور حلق کی بوسے لیتی تھے اور سر کو انکی اپنے گلے اور سینہ فیض گنجینہ سے لگاتی تھے جبرئیل نی کہا یا رسول اللہ
اس لخت جگر نور بصر کو آپ تنا پیار کرتی ہین اسقدر دولار کرتی ہین فرمایا البتہ کی لادنا کہا
اسوقت امام حسین کی گلے مین ایک تعویذ تاگی سے بندھا تھا اور اثر اس تاگے کا گردن نازنین
مین انکی بطور خط کے پڑ گیا تھا بسبب لطافت جسم کے وہ تاگا گڑ گیا تھا جبرئیل بار بار اس خط کی
طرف نظر فرماتی تھے اور سر ہلاتی تھے حضرت نی پوچھا بھائی بار بار کیون اس خط کیجانب نظر اٹھاتے
ہو اور سر ہلاتے ہو جبرئیل نی روکر عرض کی یا رسول اللہ کیا عرض کرون ایک دن کربلا مین
اسی خط کی جگہ انکی گردن پہ خنجر بران چلیگا جس سے دل سارے ملاء اعلی کا جلیگا رباعی فلک را
جان ازین آتش بسوزد ٭ فلک را ہم جگر زین غم بسوزد ٭ بہ انسان آن تشنے گردد فروزان ٭
کہ ایک شعلہ اش عالم بسوزد ٭ روایت ۱۴ — ہی کہ جب سن شریف پانچ برس کا ہوا ایک
دن عید کے روز علی الصباح حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب سیدہ خاتون جنت کی گھر تشریف
لائے دیکھا کہ آپ غمگین بیٹھی رو رہی ہین بے قرار ہو رہی ہین حضرت نے فرمایا اے
جگر گوشہ آج عید کا دن خوشی کا روز ہے کہو تمکو کیا غم ہے کیا سوز ہے فرمایا بابا جان فاطمہ کی
جان آپ پر قربان آج عید کا دن ہے اور ان دونون پیارے حسن اور حسین کی لڑکپن کا
سن ہے کپڑے انکے پرانے ہوگئے ہین نئے مانگتے ہین ہر چند سمجھاتی ہون مانتے نہین میری
تنگدستی کا حال جانتے نہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سنکر متامل ہوئی اتنے مین جبرئیل
آمین آئی اور دو جوڑے بہشتی کپڑے انکے قد و قامت کے موافق سیے ہوئے ساتھ لائے اور
عرض کی یا رسول اللہ آپ ملال نکیجیے صاحبزادون کو حلے بہشتی پہننے کو دیجیے آپ نے
حضرت سیدہ سے فرمایا ای جگر گوشہ اپنے حجرے مین جاؤ اور جو چیز حجرے مین رکھی ہو اٹھا
لاؤ حضرت سیدہ نے فرمایا ابھی مین حجرے سے آتی ہون حجرے مین کچھ چیز نہین ہے
آپ نی فرمایا جگر گوشہ من ابھی جبرئیل خبر لائے ہین کہ حسین نور عینین کے لیے بہشتی خلعت

ہم حجرے مین رکھ آئے ہین وہ صاحبزادون کو پہننے کو دیجئے حضرت سیدہ حجرے کے اندر تشریف لائین کیا دیکھتی ہین کہ وہان ایک طشت چاندی کا رکھا ہے اوسپر دو جوڑے انمول بڑے تکلف سے بجے سجائے رکھے ہوئے ہین اور آسین جا بجا دو گل بوٹے حسنؓ و حسینؓ کے بنے ہوئے ہین آپ نے اوس طشت کو لاکر حضرت کے حوالے کیا حضرت نے ایک جوڑا امام حسنؓ کو اور ایک جوڑا امام حسینؓ کو دیا کہ خدا کے پاس سے تمہاری عیدی آئی ہے دیکھو تم پر کیا فضل کبریائی ہے۔ **بیت** خلعتِ قدر کہ خیاطِ کرمت آراست ٭ بر قدِ و قیامتِ اقبال شما آمد راست ٭ مگر شاہزادون نے دونون جوڑے سفید دیکھکر انکے پہننے سے منھ موڑے اور حضرت کے آگے اگر ہاتھ جوڑے کہ نانا جان عرب کے لڑکون کے کپڑے زنگار رنگ ہین کہ ہملوگ انکو دیکھ دیکھ کر دنگ ہین ہمین بھی لللہ دونون جوڑے رنگوا دیجئے یہ ہماری منت مان لیجئے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کلام کو صاحبزادون کے سنکر متفکر ہوئے جبرئیل آئے اور عرض کی حضور اندیشے کی کیا بات ہے یہ رنگ دینا تو اپنے ہاتھ ہے ایک طشت منگوائیے اور ایک آفتابہ لائیے طشت اور آفتابہ آیا جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا رسول اللہ آپ ان کپڑون کو اپنے دست حق پرست سے لین اور ہم اوس پر آفتابے سے پانی دین دونون صاحبزادے جو رنگ چاہین گے وہی رنگ رنگا جائیگا سرمو فرق نہ آئیگا غرض آپ نے ایک جوڑا طشت مین رکھکر امام حسنؓ سے پوچھا بیٹا کون رنگ چاہتے ہو فرمایا نانا جان سبز رنگ آپ نے اوس کپڑے کو غوطہ دیا وہ جوڑا مثل زمرد کے سبز رنگ ہو گیا اسے امام حسنؓ کو دیا دوسرا جوڑا طشت مین رکھکے امام حسینؓ سے پوچھا کہ تم کون رنگ طلب کرتے ہو فرمایا نانا جان سرخ رنگ آپ نے اسے طشت مین غوطہ دیا وہ حلہ رنگ یاقوت کے گلناری ہو گیا اوسے حضرت امام حسینؓ کو دیا غرض دونون لعل دونون پھول وہ دونون جوڑے بہشتی سبز و سرخ پہین کرکے خوشی سے پھول گئے سارا رنج و غم بھول گئے صحن خانہ مین اچھلنے لگے باہر چلنے لگے حضرت نے اچھلکر اونکے رخ انور کے کئی بوسے لیئے گلے سے لگا کر بہت محبت اور پیار کیئے پھر حضرت سیدہ نے گود مین لیکر بلائین لین دعائین دین اور فرمایا **نظم**

زنانِ مصر بہنگام جلوۂ یوسف ٭ ز ردی بیخودی از دست خویش بے خبر ندند ٭ معذر ست

کہ دل پارہ پارہ می گردند ؂ اگر جمال تو اے نور دیدہ می دیدند ؂ پھر جبرئیل ؑ ونکے جمال باکمال اور حسن بے زوال اور وہ عمامے کی سجاوٹ وہ باتون کی بناوٹ وہ سرخی کی آو بہار وہ سبزی کی بہار وہ آنچل کو دلرنگین کا رنگ دھوم دھام عید کا دن دیکھکر بے قرار ہونے لگے گرد پھر پھر کرتے کہ کے نثار ہونے لگے **بیت لمؤلفہ** صبح عید من ستا روے حسین ؂ شام من زلف مشکبوے حسین ؂ اور گاہے مارے خوشی کے صحن خانہ مین گھومتے تھے اور حالت وجد مین یہ کہتے اور جھومتے تھے **نظم** مرحبا سید کی مدنی العربی ؂ دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی ؂ من بیدل بجمال تو عجب حیرانم ؂ اللہ اللہ چہ جمالست مین بوالعجبی ؂ پھر ناگاہ دل بھر آیا دونون شاہزادون سے ہم آغوش ہوکر رونے لگے پیراہن آنسو سے بھگونے لگے روتے تھے اور شاہزادون کا منہ تکتے تھے مگر منہ سے بول نہ سکتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پوچھا جبرئیل ؑ تمکو خوشی مین کیا ملال ہوا کہو کس بات کا خیال ہوا جبرئیل نے عرض کی یا رسول اللہ مجھکو ان دونون شاہزادون کا آخری رنگ یاد آگیا وہی یہ اثر نشتر سا لگ گیا جی ابلا آتا ہے طبیعت شاد نہین حضور کو سبز حلہ حسن ؑ کا اور سرخ حسین ؑ کا بہشت مین مین نے جو دکھایا تھا شاید یاد نہین یا رسول اللہ آخر وقت تاثیر زہر سے رنگ امام حسن ؑ کا سبز زمردین ہو جائیگا اور رنگ سرخ لعل یعنی حسین ؑ کا انھین کے خون سے کربلا مین سرخ رنگین ہو جائیگا۔ **بیت** سبز در رو بر خاک بالد از غم زہر حسن ؑ ؂ لالہ گون گردد شفق از خجلت خون حسین ؂ آپ نے جب یہ خبر جبرئیل ؑ سے سنی رو کر پوچھا جبرئیل ؑ وہ قاتل کون ہونگے کہا آپکی امتون مین سے پھر پوچھا اسوقت ابوبکر عمر عثمان علی ؑ زندہ رہینگے عرض کی نہین پھر پوچھا مین اسوقت زندہ رہونگا کہا نہین فرمایا تب تعزیت غریبون اور یتیمون کی کون کریگا کہا جانوران جنگل اور مرغان ہوا کے اور سب جوش و طیور اور جانداران دریا کے اور اسدن آسمان و زمین روئینگے ستارے اور فرشتے ماتم کرینگے اور اسدن آہوان دشتی اپنے بچون کو دودھ نہ پلائینگے اور خود بھی آب و دانہ نہ کھائینگے **شعر** رسول ؐ پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام ؂ علی ؑ و فاطمہ حسن ؑ و حسین ؑ پر بھی مدام

روایت ۱۵ ۔ راحت القلوب مین ہے کہ حضرت نظام الدین نے لکھا ہے کہ ایک وقت

حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مجمع یاران میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے مین حضرت معاویہ
یزید لعین کو اپنے کاندھے پر سوار کیے لیئے جاتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
نے دیکھا اور تبسم کر کر فرمایا سبحان اللہ دوزخی بہشتی کے کاندھے پر چڑھا جاتا ہے امیر المومنین
حضرت اسد اللہ الغالب علی رضی اللہ عنہ نے سنا اور پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم حضرت معاویہ کے بیٹے کو آپ نے دوزخی کہا ان سے فرمایا آپ نے
فرمایا اے علیؑ یہ یزید بدبخت ہے کہ حسنؑ اور حسینؑ میرے نور عینین کو مار یگا اور
ساری اولاد کو ہماری شربت شہادت پلائیگا جب امیر المومنین علیؑ نے یہ حال
سنا غصے سے سر کو دھنا چاہا کہ باپ بیٹے دونون کو مار ڈالین حضرت صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم نے روکا علیؑ غصہ نہ کرو تقدیر الٰہی اسطرح پر جاری ہوئی ہے تمکو مخالفت
تقدیر کی نہ چاہیے کرنی حضرت علیؑ رونے لگے اور فرمایا یا رسول اللہ آپ اسدن
رہینگے فرمایا نہین پھر پوچھا فاطمہ زہرا رہینگی فرمایا نہین پھر پوچھا مین رہونگا ارشاد ہوا
نہین پوچھا یا رسول اللہ تعزیت ان بیکسونکی کون کریگا حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دونون
شاہزادون کو گود مین لیکر کے نعرہ مارا اور فرمایا کہ ای غریبان مین نہین جانتا کہ حال تمھارا
اسدن میدان کربلا مین کیسا ہوگا اور پھر آپ نے ایک نعرہ مارا اور جبرئیل علیہ السلام سے
پوچھا کہ جب ہم لوگون مین سے کوئی نہ رہیگا تب تعزیت ان غریبون کی ہمارے کون
کریگا جبرئیلؑ نے کہا یا رسول اللہ تعزیت شاہزادون کی آہوان دشتی اور مچھیان اور
فرزندان اور متابعان آپکے کرینگے اسدن آہوان بچون کو دودھ نہ پلائینگے اور
ہر سال مثل ماتم کے ہوگا کہ صفت اسکی بیان مین نہ آوے - **رباعی** تا دہر بہت و تعمیر
زین صعب تر ندید * ہر کس خبر شنید کسش با خبر ندید * چشم زمانہ بر ورق چرخ قصہ ہا پر سوز تر
ز حال شبیر و شبر ندید * **روایت ۱۶** مصابیح القلوب مین ہے کہ کعب لاحبار ایک روز
اہل مدینہ کو احوال کشت و خون اور لڑائیون کے جو کتابون مین پڑھے تھے سنا رہے
تھے اثنا سخن مین کہا کہ ان سب وقعات سے بزرگترین واقعہ اور سخت ترین حادثہ شہید
ہونا حضرت امام حسینؑ کا ہوگا اور ہمنے کتابون مین پڑھا ہے کہ بروز شہادت

امام حسینؑ کے ساتھ آسمان خون روینگے لوگون نے کہا کہ ہمنے تو ابھی تک نہین سُنا کہ آسمان
کسیکے واسطے خون روئے کہا واسطے ہر شہادت ہونا امام حسینؑ کا ایک امر عظیم ہے وہ فرزند
ارجمند اور ریحان حبیب رب العالمین اور سبط اور جگر گوشہ سید المرسلین ہین اور پسر سید اولیا
اور پنجم آل عبا اور نور دیدہ فاطمہ زہرا اور قوت بازوے حسنؑ مجتبیٰ قسم ہے پروردگار کی کہ
جان کعبہ کی ہاتھ مین اوسکے ہے کہ مین نے ایسا پڑھا ہے کہ آنکی شہادت کے دن جوق
جوق فرشتے رحمت کے سر روضہ پر اونکے کھڑے ہوکر قیامت تک ہر دم اور ہر لحظہ روتے
رہینگے اپنی جان کھوتے رہینگے اور ہر جمعے کی رات ستر ہزار فرشتے آسمان سے اترینگے اور
اونکی قبر پر زاری کرینگے اور صبح ہوتے اپنے اپنے عبادت خانہ مین چلے جاینگے اہل آسمان
انکو ابو عبداللہ مقتول کہتے ہین اور فرشتگان زمین کے ابو عبداللہ مذبوح اور فرشتے دریا کے
حسینؑ مظلوم اور ملائکہ ہوا کے حسینؑ شہید کہتے ہین قطعہ ہر کہ امروز از برائے آن شہیدان غم خورد
باشد از اندازہ بیرون شادی فردا ای عزیزان یکزمان از حال حسنؑ یاد آورید گشتہ تلخ از
زہر دشمن لعل شکر خای او بعد ازان شیدا ز قتل حسینؑ ابن علیؑ وز غم اولاد پاک عترت
والای او تشنہ لب خستہ جگر مجروح تن پر غصہ دل درمیان خاک و خون پنہان رخ
زیبای او شعر رسولؐ پاک پر بھیج ای خدا درود و سلام علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام

سبب یہ حضرت حسینؑ کو ہمشکل پیغمبر | بنا کر حق انہین شربت شہادت کا پلاتا ہے

اثر کلیجا ناصبر کا پھٹنے لگا گھبراہٹ سے دم اٹکنے لگا آسمان روتا ہے عرش الٰہی تھرّاتا ہے
بیتاب ہوتا ہے فلک پر غم و غصے سے شفق پھولی ہے طبیعت ہر جن و بشر کی مارے
درد و الم کے مسرت دارین بھولی عالم ناسوت اور جبروت کا جگر شق ہے ملکوت اور
لاہوت مین اندوہ بے تلق ہے دل سے نعرۂ جانکاہ ہے لب پر فغان ہے آہ وحش و
طیور کا مارے غم کے دم لوٹتا ہے ہر شجر اور حجر و سنگ الم سے اپنا سر کوٹتا ہے طفلان
شیرخوارہ کی طبیعت اداس ہے نہ خواہش دودھ ہے نہ رغبت پیاس ہے حور و قصور کا سینہ
چاک ہے ملائک کے سرون پر خاک ہے نبی کا لال علیؑ فاطمہؑ کا نونہال قطرہ آب کو

ترستا ہے آسمان سے خون برستا ہے فرش سے عرش تک ایک سناٹے کا عالم ہے سب کا رونا
خدائی کا درہم برہم ہے شہر مدینہ سنسان ہے ہر گلی کوچہ ہو کا مکان ہے عرش الٰہی کو جنبش ہے
روضہ انور کو لرزش ہے انبیا غم سے سر جھکائے ہیں تعزیت کو مزار حسنؑ انور پر آئے ہیں قریب ہے
کہ مزار شریف پھٹ جائے ساری دنیا الٹ جائے اور کیونکر نہ ہو یہاں ہے ہنگامہ قیامت نما یعنی تمہید
شہادت ریحانین مصطفےٰ جگر گوشگان مرتضیٰ لخت جگران فاطمہ زہرا کا ذکر آتا ہے سیلاب خون چشمان کا
نذر ہے بہا جاتا ہے **مثنوی** عالمی را جان درین ماتم پریشان گشتہ است * خانہ دلہا ازین اندوہ ویران
گشتہ است * چشمہا چون مردمش در خون دل گشتست غرق * حال ما مانند گیسویش پریشان
گشتہ است * محدثان باخبر و ثقات کتب احادیث و سیر لکھتے ہیں کہ ازل الآزال میں حق تعالےٰ
نے جو تجلی اپنی آپ پر کی تو بصورت ایک ذات بحت اور نور محض اور وجود مطلق کے تھا جامع
جمیع صفات باکمال اور نعوت جلال و جمال کا **شعر** جمال مطلق از قید مظاہر * ز نور خویش
ہم بر خویش ظاہر * پھر جب چاہا کہ پردہ غیب سے عالم شہود میں آئے اور جمال جہان آرا اپنا
عالم کو دکھائے تو کئی ہزار برس پہلے پیدا کرنے سے لوح و قلم عرش و کرسی آسمان و زمین و مافیہا
کے اپنے نور کامل السرور سے نور محمدیؐ پیدا کیا اور اپنے کو آپ پر شیدا کیا پھر اس حقیقت محمدیہ کو
خلعت لولاک لما خلقت الافلاک کا پہنا کر اپنا خلیفہ مطلق بنا کر معدن جمیع صفات کمال
اور مخزن سارے فضائل جلال و جمال کا اور تمامی اقسام کے کمالات میں حاوی اور افضل
من کل افضل علی الاطلاق بنایا اور اسی نور محمدیؐ سے ساری اولیا انبیا صدیقین شہدا صلحا
غرض سوا اپنے ساری مخلوقات کو وجود میں لایا پس ظاہر ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بمنزلہ
عنصر اور اصل تمام موجودات اور تخم وجود جمیع مخلوقات اور اصل الاصول سب کلیات اور
نہایت الغایات تمام جزئیات کے اور روح اعظم اور آدم اکبر اور نائب خدا اور خلیفہ اکبر اللہ
کے ہوئے سارے انبیا اور رسل وغیرہ اجزا اور فرع اور نواب اور خلیفہ محمد رسول اللہ
کے ٹھہرے **شعر** تو اصل وجود آمدی از نخست * دگر ہر چہ موجود شد فرع تست * اور
ازل سے ابد تک جو نعمت اور برکت کہ وجود میں آئی یا آئیگی وہ آپ ہی کے سبب سے ہوئی
اور سب انبیا نے اپنی اپنی امت کے تھے یہ نیابت آپ کے اور آپ نبی ساری مخلوق

اور تمامی انبیا کو تھے بالاصالۃ بجز حضرت آدم سے لیکر حضرت عیسےٰ تک جتنے انبیا اور علما آئے وہ اپنے
اپنے رتبے اور مقام اور بالادہ قابلہ کے موافق جس قسم کی نعمت اور خیر و برکت ہو ظاہری یا باطنی
دینی یا دنیاوی تھوڑی بھی یا بہت آپ ہی کے دست حق پرست سے پائی رباعی یا صاحب الجمال
ویا سید البشر من وجہک المنیر لقد نور القمر + لا یمکن الثناء کما کان حقہ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر + پس حق تعالیٰ نے ایک ستارہ نبوت کو حضرت کا نائب
اور خلیفہ بناکر آسمان ہدایت پر چمکایا بعد اسکے خود اس آفتاب عالمتاب نے مطلع کرامت سے
طلوع اجلال فرمایا اسواسطے کہ اگر قبل تمامی انبیا کے آپ دنیا مین تشریف لاتے تو اور ساری انبیا
نبوت اور رسالت سے محروم رہجاتے پس جاننا چاہیے کہ جو جو کمالات اور خوبیان کہ آپکے
ہاتھ سے جدا جدا اور پیغمبرونکو ملی تھین سو وہ سب مجموعہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو بدرجۂ اتم روز میثاق ہی مین عنایت ہو چکی تھین خلافت آدمؑ معرفت شیثؑ نعمت
اور بس شکر نوحؑ قوت ہودؑ فصاحت صالحؑ خلت ابراہیمؑ لسان اسمعیلؑ رضائے اسحقؑ بشارت
یعقوبؑ حسن یوسفؑ صبر ایوبؑ کلام موسیؑ طاعت ہارونؑ وقار الیاسؑ صوت داؤدؑ ملک سلیمانؑ
حکمت لقمانؑ عبادت یونسؑ تحمل زکریاؑ زہد یحییؑ کرم عیسےؑ اور سوا ان سب اوصاف کے
اور بھی بہت سے ہر طرح کے کمالات جو روز ازل سے مختص بذات جامع الصفات تھے اور
کسی نبی مرسل کو نہ ملے تھے حضرت کو ملے جیسے ولایت جامع محبوبیت مطلقہ صفاء مطلق قرب
حق عرفان اتم جوامع کلم شفاعت عظمیٰ خلافت کبریٰ منصب تقدم رتبہ اعلیٰ خلق عظیم فیض عمیم
عقل کامل علم شامل ہجرت وجہاد و اصحاب معراج و رویت رب الارباب وغیرہ رباعی
لب لعل و خط سبز و رخ زیبا داری + حسن یوسف دم عیسےٰ ید بیضا داری + خوبی وشکل
و شمائل حرکات و سکنات + آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری + فقط ایک رتبہ شہادت
ظاہری و باطنی کا آپ نے بنفس نفیس نہ پایا تھا یہی ایک کمال آپ کے عنصر شریف مین نہ سمایا تھا
اور اسکا بھید یہ تھا کہ اگر آپ شہادت جلی کا رتبہ پاتے یعنے لڑائی مین کفار کے ساتھ شہید ہو جاتے
تو شوکت اسلام ٹوٹ جاتی دین مین بڑا خلل پڑ جاتا عوام کے ایمان مین بڑا شبہہ گذر جاتا یعنے لوگ
شبہہ لاتے کہ اگر یہ نبی برحق ہوتے تو کفار کے ہاتھ سے کیون مارے جاتے اور اگر آپ شہادت

خفی کا مرتبہ پاتے جیسے کہ بعض خلفای راشدین انہی کے شہید ہو جاتے تو یہ شہادت مشہور اور جہری کامل ہوتی
اور بھی مدارج اعلی پر شہادت کے شامل ہوتی اسواسطے کہ پوری شہادت یہی ہے کہ آدمی غربت اور مسافرت
مین ہر طرح سے بیکس اور بے وطن ہیے مقام پر ہو جہان اسکا کوئی یار ہو نہ غمخوار ہو نہ مونس ہو نہ مددگار
کوئی ساتھی ہو نہ ہمدم نہ ہمدرد ہو نہ محرم پھر وہ درمیان اعدا گرفتار ہو مثل ایک انار میان صد
بیمار ہو اور ساری خدام اور غلامان اعزہ و اقران اسکے گرداگرد و برو اسکے ماری جاوین
سب شہادت پاوین اور سارا مال و کمائی اسکی لٹ جاوی کوئی اسپر رحم نکرے سبکے دلون سے محبت
اسکی چھٹ جاوی آخر وہ تن تنہا رہ جاوی اور سب مصیبتین شدہ و بد دیکھ مٹ جاوی پھر چارون
طرف سی اسپر مینہ تیر کا اور تیر و تفنگ برسی اور اگر اپنی لہو کے دریا مین مثل ماہی بے آب کے تڑپے مگر قطرہ آب کو ترسے
اور ماری زخمونکی سارا بدن اسکا چھلنا چور ہووی اور زخم جسکے اسکو لذت ملی سرور ہووی با این ہمہ مقام رضا
اور تسلیم مین کھڑا رہے امر حق پر اڑا رہے آخر ہر جانب سی میغ تیغ بیدریغ کی اسپر بوچھار آوی اور وہ قطرہ آب
کو ترس ترس کر شہادت پاوی پھر اعدا ہجوم لاوین اور کوچین اسکے گھوڑے کی کاٹی جاوین اور خیمہ جفا
اسکا [illegible] بعد اکر لیوین اور لاش اسکی سر میدان خاک و خون مین پڑی رہنے دین اور اسکی عورتین اور
یتیم ننھے ننھے بن باپ کے قید مین گرفتار ہون بات کرنے سے مر دھپر ڈرسے ناچار ہون غایت یہ ہے کہ پھر اسکی
لاش کو گھوڑونپر چڑھ کر ماریں پاون کر چلنا چور کر دیوین حتی کہ مغز کو استخوان سے دور کر دیوین پھر سر اسکا
نیزی پر چڑھا کر در بدر شہر بشہر پھراوین اور آگی آگے اسکے اپنی خوشی اور فتح کے ڈنکے بجاتے جاوین پس اگر اسطرح
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنفس نفیس شہادت پاتی تو دین اسلام مین بڑا خلل پڑ جاتا آئینہ ایمان
عوام کو بال پڑ جاتا اور منظور الہی یہ تھا کہ یہ دونون کمال شہادت خفی اور جلی کا بھی آپکی ذات جامع الصفات
مین ہے کہ کوئی [illegible] کا آپکی ذات سی باقی نرہ جاوی پس ان [illegible] کا ظہور کر دو [illegible] ازل ہی مین اہلبیت
اطہار مین سے ایسی دو شخص جو اقرب الاقارب اور احب الاحباب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے یعنی
حضرات حسنینؑ جنکا جمال بجنسہ حضرت کا جمال اور جنکا کمال بعینہ حضرت کا کمال ہے اور صورتاً اور سیرتاً حکم
وحدت بلکہ عینیت کا رکھتی ہین تجویز فرما گئی اور یہ دونون رخسارے جمال محمدی اور دو آئینے پر تو کمال احمدی
کے ہو بہو حضرت کے قالب مین صورتاً اور سیرتاً بمنزلہ یک جان دو قالب کے ڈھال کر دو آئینہ رسول نما
بنائی گئی اسیواسطے حضرت امام حسنؑ مو می سر سے سینے تک اور حضرت امام حسینؑ سینے سے

لیکن ناخن پا تک بجنسہ ہو بہو ڈیل ڈول قد و قامت صورت اور سیرت مین ہمشکل حضرت کی مخلوق
فرمائے گئے اور دونون شیر دلیر میدان امتحان مین لائے گئے تا کمال دونون طرحکی شہادت کا دونون آئینون
رسول نما مین دیکھا جاوے اور درجہ دونون شہادت کا ہر طرح سے آپکی ذات مین بواسطہ حضرات حسنینؑ کے
ادا ہو اور جو صدمات اور واقعات کہ ان جگر گوشگان پر طاری ہون وہ سب موجب تکمیل مدارج شہادت
حبیب باری ہون پس خلعت شہادت خفی کا حضرت امام حسنؑ کے قامت رعنا پر بہت ہی زیبا
اور ٹھیک آیا اور رنگ شہادت جلی کا حضرت امام حسینؑ کے جامۂ وجود پر خوب سمایا اور چونکہ بنا حضرت
امام حسینؑ کی شہادت کی کتمان پر تھی اسواسطے نہ کبھی ذکر اسکا جبرئیلؑ کی زبان پر آیا اور نہ گاہے رسول مقبول
نے زبان مبارک سے ارشاد فرمایا حتی کہ خود حضرت امام حسنؑ نے باوجود علم کے اپنے قاتل کا نام چھپایا اور ہر چند
حضرت امام حسین پوچھتے رہے مگر نہ بتایا اور مدار شہادت کا حضرت امام حسین کے اعلان پر تھا
اسی واسطے ازل ہی مین پہلے تو یہ بات لوح محفوظ مین مسطور ہوئی پھر عالم ارواح ہی مین ساری فرشتون کے
درمیان مشہور ہوئی یہانتک کہ بروز ولادت حضرت امام حسینؑ کے جبرئیلؑ امین مبارکبادی کو آئے اور
تہنیت کے ساتھ ہی معاً ذکر تعزیت شہادت امام حسینؑ درمیان لائے پھر تو بارہا جب جبرئیلؑ
حضور نبوی مین آتے خبر شہادت امام حسینؑ سناتے حتی کہ زمانہ شہادت یعنی انتہا ۶۰ سنہ ہجری اور اسکے
مکان یعنی کربلا کا پتا بتایا اور سرخ مٹی وہاں کی لاکر حضرت کو دکھائی اور خود جناب شیر خدا نے اکثر صحابہ کے
ساتھ خاک کربلا بچشم خود نظر فرمائی اور پکار کر فرمایا حسینؑ یہان کنارے فرات کے صبر کرنا دلیر چہر کرنا
غایت یہ ہے کہ یزید پلید اپنے باپ کے کاندھے پر حضرت کی آگے آیا آپ نے اسے دیکھکر مسکرا کر فرمایا کہ یہ میرے
دونون نور العینین حسنینؑ کو شربت شہادت پلائیگا اور میرے سارے خاندان اور اہلبیت کو خاک مین ملائیگا
حضرت امیر نے چاہا کہ اسے قتل کرین آپ نے منع فرمایا کہ نہین اسے چھوڑ دو یہی خدا کی رضا ہے
اسی طرح پر قضا ہے غرض یہ امر قبل شہادت ہی کے خوب مشہور ہوا نزدیک ہی نہین دور دور ہوا
اور چونکہ عین حیات حضرت کے یا ایام خلافت مین خلفاء اربعہ کے اسطرح پر شاہزادونکا شہید ہونا
مناسب شان نبوت اور خلافت کے نہ تھا اسواسطے بعد وفات آپکے اور بعد گذرنے تیس برس ایام
خلافت کے بڑے شاہزادیکو شہادت باطنی کی ساتھ مختص کرکے انکے حرم خاص کے ہاتھ سے کہ کسیطرح کا
گمان عداوت کا نہین ہوسکتا تھا زہر ہلاہل یعنی شربت شہادت پلایا اور چھوٹے صاحبزادے کو شہادت

ظاہری کے ساتھ مخصوص کرکے بڑی دھوم دھام اور نہایت شہرت اور اژدحام کے ساتھ شہید کرایا اور جو جو مصیبتیں اور بلائیں کہ ازل سے ابد تک کسی انبیا اور مقربان درگاہ کو نصیب نہیں ہوئی تھیں شہنشاہ کونین حضرت امام حسینؑ تسلیم میں ثابت قدم رہکر اُن سب تکالیف کو سر اور آنکھوں پہ اُٹھایا فقط اللہ نے پیدا کیا جو رنج و بلا کو تقسیم ہوا سب وہ محبان خدا کو پر سب سے سوا حصہ ملا آل عبا کو + تحریر کا فرمان ہوا کاتب قضا کو + آغاز مصیبت تو لکھا نام نبی پہ + اور خاتمہ بالخیر حسین ابن علی پہ + پھر سر کو اُس سردار دارین جان کونین کے جو زیب آغوش پیغمبر تھا نیزے پر چڑھا کر شہر شہر گلی گلی پھروانا اور لاش مبارک کو اُنکی گھوڑوں کے سموں سے چکنا چور کروانا اور بروز شہادت آسمان سے خون برسنا اور تین دن تک ساری دنیا میں اندھیرا ہوجانا اور مٹی کا خون ہونا اور پتھر کے تلے سے خون باہر آنا اور آواز غیبی سے مرثیوں کا مسموع ہونا اور جنوں کا نوحہ کرنا رونا پیٹنا اور تا زمان قیامت تمام عالم میں جن ہوں یا اُنس مسلمان ہوں یا کافر مرد ہوں یا عورت لڑکے ہوں یا بوڑھے ہمیشہ ان مصائب دردناک اور واقعات ہولناک کا مذکور ہونا اور سب دلوں کا کثرت بکا اور غم اور حزن اور الم بے اس رنج کے چور ہونا اور عرش سے فرش تک اور عالم غیب سے شہادت تک وحوش سے طیور تک جمادات سے نباتات تک ہمیشہ اُسکا بڑا شہرہ ہونا اور تمام عالم کا مصیبت میں امام عالیمقام کے رونا ثمرہ اُسی شہادت جلی کا ہے **رباعی** عالم زبلاہاے تو محنت کدۂ ایست + وین محنت و غم نصیب ہر دل شدۂ ایست ہر جا کہ نگاہ میکنم در رہ تو + دل خون شدۂ غمزدۂ سوختۂ ایست + **شعر** رسول پاک پہ بھیجے اُسے خدا درود و سلام + علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام +

یزید ناخلف کو جو عداوت شاہ دین سے تھی | بنا معنوی کا اُسکے بیان پر ذکر آتا ہے

راویان اخبار غم و حاکیان حکایات الم نے یوں رقم کیا ہے کہ عداوت یزید پلید کی ساتھ جناب حضرات حسنینؑ کے دو سبب سے تھی ایک **معنوی** دوسرے **صوری** عداوت معنوی اسطرح پر تھی کہ ارواحیں انبیا اور ابرار اور شہدا کی مظاہر لطف و رحمت الٰہی ہوتی ہیں اپنے درجات کے موافق اسی واسطے وہ روز میثاق ہی میں بہت ہی لطیف پیدا کی گئیں اور ارواح کفار اور فساق

کی مظاہر قہر اور غضب ایزدی کی ہوتی ہین اپنے اپنے درکات کے مطابق اسلیے وہ نہایت پلید اور کثیف پیدا ہوئین پس بمصداق **بیت** کند ہمجنس باہمجنس پرواز ✽ کبوتر با کبوتر باز با باز ✽ دونون قسم کی روحون کو جتنا عالم ارواح ہی مین اپنے اپنے ہمجنس سے اُلفت اور محبت اور اپنے جنس مخالف سے بغض اور عداوت تھی دنیا مین اُسی قدر بسبب اُسی مناسبت اور مخالفت روحانی کے اپنے اپنے ہمجنس سے محبت اور غیر جنس سے عداوت ہوتی ہے **نظم** دوستی و دشمنی در ہر نہاد ✽ ز اختلاف روز میثاق اوفتاد ✽ مرو میان مر رومیان را طالب اند ✽ زنگیان در زنگیان ہم راغب اند ✽ وانکہ ہمجنس نبود اندر نخست ✽ این زمان در دشمنی ہستند چست ✽ پس چونکہ یزید پلید خبیث کی روح نہایت نجس اور کثیف تھی اور روح حضرات حسنینؑ کی نہایت اطیب اور الطف اور اعطر تھی اسلیے بباعث اُسی مخالفت روحانی اپنی کے اُس پلید نے دنیا مین دونون شاہزادون سے عداوت رکھی اور جو کچھ اُس سے ہو سکا کیا **شعر** رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام ✽ علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پہ بھی مدام ✽

یزید پلید اور حضرت شبیر کے باہم | عداوت ظاہری جسکا اب ذکر آتا ہے

قسم دوسری عداوت صوری اُس پلید کی ساتھ حضرات حسنینؑ کے جو فرع اسی عداوت معنوی کی تھی دو طرح پر ہے **اصلی** اور **فرعی** عداوت صوری اصلی اسطرح پر تھی کہ گھر مین عبد مناف کے دو لڑکے جڑوین پیدا ہوئے ایک کا نام ہاشم دوسرے کا اُمیہ رکھا گیا پیشانی دونون لڑکون کی باہم ملی تھی ہر چند کوشش کی جدا نہ ہوئی آخر ناچار ہو کر دونون کی زندگی سے ہاتھ دھو کر چھری سے پیشانی دونون کی تراش دی یہ بات ایک عاقل عرب ذی سنی کہا مناسب تھا کہ تلوار کے سوا اور کسی چیز سے دونون کی پیشانی جدا کر دیتے یہ بلا ہوائی سر پر نہ لیتے اب ہمیشہ ان دونون کی اولاد مین تلوار چلیگی تیغ عداوت اُنکے درمیان نیام مین دم بھر آرام نہ لیگی چنانچہ ہاشم اور اُمیہ سے تلوار چلی ہاشم نے اُمیہ کو زیر و زبر کیا مکے سے نکالدیا پھر ہاشم کے گھر بیٹا پیدا ہوا نام اُنکا عبد المطلب رکھا اور اُمیہ کے بیٹا پیدا ہوا نام اُنکا حرب پڑا ان دونون کے درمیان بھی کیسی کیسی لڑائیاں ہوئین پھر عبد المطلب کے لڑکا پیدا ہوا نام اُنکا ابو طالب پڑا اور حرب کے بھی بیٹا ہوا نام اُسکا ابو سفیان پڑا اُنکے درمیان بھی بسبب قطع زمین کی عداوت تھی نوبت جنگ و تیغ کی پہونچی جسمـ

ابو طالب کے شاہزادہ پیدا ہوا نام پاک انکا علی مرتضیٰ رکھا اور ابو سفیان کے بیٹا ہوا نام انکا
معاویہ رکھا ان صاحبون کے درمیان مین بھی کیسی کچھ جنگ عظیم ہوئی لاکھون آدمیون کی
مفت جان گئی پھر حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کے شاہزادے پیدا ہوئے نام پاک انکے حضرت
امام حسن اور امام حسین رکھے اور معاویہ کے بیٹا ناخلف شقی پیدا ہوا نام اسکا یزید پلید پڑا
یزید مردود نے بھی بہ باعث اسی عداوت معنوی اصلی کے حضرات حسین کے ساتھ جو کرنا تھا
سو کیا خون ناحق سر پر لیا اور عداوت فرعی کے بھی اس پلید کی جو شاخ اسی عداوت اصلی
کی تھی دو سبب تھے ایک یہ کہ شاہ کونین جناب حضرت امام حسین نے نہ تو یزید کے
باپ کی اتباع اور اطاعت کی اور نہ بعد انتقال انکے یزید پلید روسیاہ کی بیعت کی دوسرے یہ کہ ایکدن
معاویہ چشم پر آب ہوئے اراکین دولت نے عرض کی حضور ہر طرح سے فضل رب ہے رونے کا کیا سبب ہے
کہا ہمارے یہی یزید ایک لڑکا ہے سو بھی نکاح نہین کرتا ہے اگر نکاح کرتا تو شاید اسکے اولاد ہوتی تو ہماری نسل
ہوتی میری طبیعت شاد ہوتی لوگون نے یہ بات یزید سے جاکر کہی اسنے کہا مین نکاح کرونگا مگر جو ایسی
عورت ملے کہ حسن و جمال مین طاق ہو فضل و کمال مین شہرۂ آفاق ہو مصاحبون نے بالاتفاق کہا کہ
عبد اللہ بن زبیر کی بی بی زینب نام حسن و صورت اور جمال سیرت مین عرب کی اندر مشہور ہے نزدیک
ہی ہین وہ ورد وہ ہے یہ بات سنکر یزید پلید نے عبد اللہ بن زبیر کو اپنے باپ سے فریب و مکر سے خط بھیجکر
بلوایا جب عبد اللہ بن زبیر مع بارہ ہزار سوار اپنے کے دمشق کے قریب آ پہونچے یزید پلید
بھی مع بارہ ہزار سوارون کے انکے استقبال کو گیا اور بڑی تعظیم و توقیر سے انکو اپنے گھر لایا
دوسرے دن اپنے باپ سے ملاقات کرائی معاویہ اور عبد اللہ بن زبیر سے دیر تک ملاقات رہی
ادھر ادھر کی بات رہی تیسرے دن یزید نے تخلیہ مین عبد اللہ بن زبیر سے کہا کہ میرے والد
نے اپنی بیٹی سے تمہارا نکاح کر دینے کو بلایا ہے اور ہمکو طیاری اسباب جہیز کے لیے حکم فرمایا ہے
عبد اللہ بن زبیر نے کہا آپ یہ کیا فرماتے ہین ایسی بات زبان پر کیون لاتے ہین بھلا مین اس
قابل ہون کہ خلیفہ کی بیٹی سے نکاح کرون یزید نے کہا والد نے اپنی قوم مین پہلے تمکو سب سے
بہتر ہی چن لیا ہے تب یہ حکم دیا ہے سلطنت مفت تمہارے ہاتھ آئی خدا نے اپنی قدرت دکھائی
عبد اللہ بن زبیر نے کہا بھائی میرے پاس نہ اتنے روپے ہین کہ شادی کا سامان کرون اور

نہ کوئی اسباب ہی کہ آسے گرو دھر و ن یزید نے دس ہزار دینار گن دیے کہ یہ لیجیے شادی کا
سامان کیجیے پھر تاریخ نکاح کی مقرر کی آخر نکاح کی رات لوگ مجلس نکاح مین مجتمع ہوکے یزید خود
وکیل بنا ایجاب وقبول کے وقت محل کے اندر جاکر پھر آیا کہ میری بہن کہتی ہی کہ آج شاہی کہ
عبد اللہ بن زبیر کے نکاح مین تو ایک بی بی بھی ہے مین اُسکی سوت ہونگی اگر عبد اللہ اُسکو
طلاق دے تو البتہ اسے قبول کرونگی عبد اللہ نے کہا مین اُسے چھوڑ نہین سکتا رشتہ محبت قدیمی
توڑ نہین سکتا گناہ سر پر لے نہین سکتا حضار مجلس نے کہا عبد اللہ تمھارا کیا حال ہی کدھر خیال ہی
اُس بی بی کو ابھی طلاق دو چھوڑ دو سلطنت مفت ہاتھ آتی ہی مُنھ نہ موڑو عبد اللہ کو دنیا کی
طمع نے گھیرا بی بی کو طلاق دیا ناحق اُس سے مُنھ پھیرا یزید نے دیکھا کہ عبد اللہ میرے مکر کے
جال مین پھنسا بہت خوش ہوا جی مین ہنسا پھر کچھ بات بنا کر اندر محل کے جاکر بر محل پھر آیا اور
کہا اے عبد اللہ میری بہن تیرے طلاق دینے کی خبر سنکر زار زار روتی ہے جی جان کھوتی
ہے کہتی ہی کہ جب عبد اللہ نے ایسی عورت وفادار شیرین گفتار کو لطمع زر کے طلاق دیا اُس سے
کنارہ کیا تو جب یہ مال نہ رہیگا تو مجھے بھی چھوڑ دیگا اگر پھر عبد اللہ سے اپنے نکاح کا نام سنونگی زہر
کھاکے جان دونگی عبد اللہ نے کہا امر یزید سے سُنا چھاتی پیٹی سر دھنا حضار مجلس نے کہا عبد اللہ
کیا کرتے ہو چندے صبر کرو دل پر جبر کرو پھر یزید پلید نے ابو موسیٰ اشعری کو اپنی طرف سے
وکیل کیا مال کثیر دیا کہ جلدی قطع راہ کرے مدینہ جاکر زینب سے میرا نکاح کرے ابو موسیٰ وہانسے
چلے راہ مین عبد اللہ بن عمرؓ ملے پوچھا ابو موسیٰ کہان سے آتے ہو کہان جاتے ہو کہا دمشق سے
آتا ہون زینب کے پاس پیغام نکاح کا یزید کے لیے جاتا ہون عبد اللہ بن عمرؓ نے کہا کہ اگر زینب
یزید سے راضی نہو تو میرا پیغام بھی پہونچانا اسکے بعد جناب حضرت امام حسینؑ ملے پوچھا اے ابو موسیٰ
کہان چلے ہو انھون نے سب حال کہہ سنایا آپ نے فرمایا اگر زینب ان دونون سے راضی نہو تو میری
طرف سے بھی پیغام پہونچانا غرض ابو موسیٰ زینب کے پاس آئے اور پیغام تینون آدمیونکے علی الترتیب
سنائے زینب نے کہا مین تجھے سے مشورہ لیتی ہون تجھی کو اس بات مین اختیار دیتی ہون اب تو
جس سے کہے اُسی سے نکاح کرون ابو موسیٰ نے کہا اگر فقط دنیا کی طالب ہی یزید پلید کو پسند
کر اور اگر حسن وجمال کیطرف راغب ہی تو ابن عمرؓ سے جی کو خرسند کر اور اگر حسن صورت اور

جمال بصیرت اور نجات آخرت اور حضرت فاطمہ زہرا کی خوشنودی چاہتی ہی تو غلامی حضرت امام حسینؑ
کی پسند کر زینب نے کہا زر و مال کا اعتبار نہیں جمال ظاہری پائدار نہیں ایکدن دنیا کو وبال
ہے اور جمال کو پیری سی زوال ہی خوشا نصیب زہے قسمت ہماری کہ حضرت امام حسینؑ نے
اس لونڈی ناچیز کو یاد فرمایا خاطر غمگین کو شاد فرمایا وہ کون دن ہوگا کہ زینب رسول خدا
کی بہو کہلائیگی فاطمہ زہرا کے ساتھ جگہ پائیگی غرض ابو موسیٰ نے وکالتاً ایجاب و قبول کیا
زینب کو حضرت امام حسینؑ کی حبالہ نکاح میں دیا پھر یزید شقی نے جب یہ حال سنا غصے سی سر کو دھنا
آتش غیرت و غضب سی جل بھنکر کباب ہو ابحر حیا میں ڈوبکر مضطر مثل ماہی بے آب ہوا کہا اسی حیلے
سے تینے زینب کو طلاق دلوایا اسقدر مکر درمیان لایا مگر امام حسین نے اس سے نکاح کر لیا
جھٹ پٹ بیاہ کر لیا میری حرمت کا پاس نہ کیا مجھ سے ہراس نہ کیا یزید پلید کو عداوت
موروثی اور اصلی خاندانی تو تھی ہی یہ عداوت فرعی اس عداوت اصلی کے ساتھ ملکر عداوت
دوبالا ہوگئی کہا اب بلا قتل حسینؑ مجھے چین نہیں دنیا میں یا تو یزید نہیں یا حسن و حسینؑ
نہیں شعر رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام علی و فاطمہ و حسنؑ و حسینؑ پہ بھی مدام

جناب فاطمہ سے دوڑ کر ناصر خبر کر دو	تمہارا لاڈلا پیارا حسن اب زہر پایا ہے

سبب شہادت کا ریحان رسول دل و جان بتول شہنشاہ زمن سیدنا حضرت امام حسنؑ کی
یہ ہوا کہ یزید پلید نے بوساطت مروان شیطان کے بدرمیانگی اسوینہ نام لونڈی کے
آپ کی زوجہ جعدہ بنت اشعث کو پیغام بھیجا کہ اگر تو جگر گوشہ رسول نور چشم بتول شاہ زمن
حضرت امام حسنؑ کو زہر قاتل پلا دی اس جوانی اور حسن خداداد کو حسن کے خاک میں ملا دے
لیئے اگر تو کسی حیلے سے انکو زہر پلا کر شہید کرے تو میں تجھے اسقدر زر و جواہر دوں کہ تو
عمر بھر خوشی کرے عید کرے جعدہ نے اس طمع پر راکب دوش نبی لخت جگر فاطمہ اور علی کو شہد میں ملا کر
زہر دیا اور محبت اور صحبت دیرینہ پر کچھ خیال نہ کیا اسیوقت سی آپ کے شکم میں درد ہوا
رات بھر بارہی درد شکم اور قے اور تڑپ کی بیتاب رہے شدت کرب اور قلق سے مثال
ماہی بے آب رہے شکم میں بار بار ایسا درد ہوتا کہ چہرہ نورانی ابن زہرا کے لعل علی کے

نونہال کا گاہے زرد ہوتا ایسا معلوم ہوتا کہ دلکو کوئی زور سے ملتا ہے کلیجے کو چٹکیون سے مسلتا ہے
جب بارتے آتی تھی صبح ہوتے روضہ انور پر اپنے جد امجد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاضر ہو کر
روئے اور دعا فرمائی فوراً اشفائے کلی پائی مگر اسمن سے لیکر برابر چالیس دن روز انتقال تک آپ
بیمار رہے عوارض چند مین گرفتار رہے دوسرے بار جعدہ نے بلحاظ اسکے کہ آپکو پنڈ کھجورون سے
بہت شوق تھا نہایت ذوق تھا بہت شیرین شاداب پنڈ کھجورین منگوائین اور بعض کھجورون کو
زہر مین لپٹا اور بعض کو اسی طرح رکھا اور زہر آلودہ پنڈ کھجور کی پہچان اپنے جاننے کو کچھ ٹھہرائی
تھی جب آپ باہر سے تشریف لائے جعدہ نے بہت میٹھی زبان سے کہا سید حوالی مدینہ سے
کچھ پنڈ کھجورین آئی ہین اگر کھانے کو جی چاہے تو لاؤن آپ نے فرمایا اچھا لاؤ جعدہ نے طبق
خرمائے تر کا لاکر آپ کے سامنے رکھا آپ نے فرمایا تم بھی کھاؤ تو کھاؤن کہا بہت خوب پس جعدہ
پنڈ کھجورین بلا زہر کی پہچان پہچان کر کھاتی تھی اور آپ بے تکلف دونون قسم کی کھجورین کھاتے تھے
جب آپ نے سات کھجورین زہر آلودہ کھائین مزاج بگڑا بہت گھبرائے وہان سے اٹھکر اپنے بھائی
حضرت امام حسین کے گھر تشریف لائے اور رات بھر بیقراری اور کرب سے تڑپا کیے علی الصبح
پھر روضۂ اقدس پر جو دار الشفا دردمندون کا ہے اپنے کو پہونچایا اور زار زار رو کر فرمایا شعر
بادشاہا درگہت دار الشفا رحمت ست ٭ دردمندانیم اینجا بہر درمان آمدیم ٭ اس بار
بھی فوراً بفضل الٰہی و برکت حضرت رسالت پناہی بالکل ازالہ سم ہوا دافع ہر درد و غم ہوا
لیکن بسبب ان حرکات ناشائستہ جعدہ کے مزاج شریف آپ کا اکثر ناساز رہتا تھا ہمیشہ
رنج و غم و مساز رہتا تھا مگر اللہ رے تیرا حلم اللہ رے تیری بردباری جعدہ کے ہاتھ سے یہ سب
صدمات سہتے تھے مگر بھائی یا اور کسی سے نہ کہتے تھے آخر آپ نے دیکھا کہ گھر کا یہی حال ہے کہ ہر دم
رنج و ملال ہے تو تفریحاً چندروز کیواسطے شہر موصل کی جانب سفر کیا ابن عباس اور چند خدام
خاص کو ساتھ لیا اور زبان حال سے فرمایا۔ رباعی بس ناخوش و تیرہ روزگارے دارم ٭
بس درہم و بستہ کاروبارے دارم ٭ غرقہ شدہ ام میان گرداب بلا ٭ باآنکہ من از جہان کنارے
دارم ٭ جب آپ موصل مین تشریف لائے وہان کے لوگ بڑی تعظیم اور توقیر کے ساتھ پیش
آئے شہر دمشق مین ایک آئمہ کور باطن دشمن اہلبیت رہتا تھا جب اسنے حال آپ کے

وصل مین آنے کا سنا پیچ و تاب کھایا حسد سے سر کو دھنا آخر سنان عصا پر اُسنے چند بار زہر ملایا اور بجرم قتل آپ کی دمشق سے موصل مین آیا اور جب مسجد مین آپ نماز پڑھنے آتے رہا کرتا تھا اور اپنا خلوص اپنی عقیدت آپ سے کہا کرتا تھا حدیثین آپ سے سن سنکر روتا آنسوؤن سے منہ دھوتا مگر ہر دم اسی گھات مین رہتا کہ کون ایسا وقت پائین کہ یہ تو آپ کی کسی بدنین چبھوئین ایکدن آپ دوکان مسجد پر لوگون سے کچھ باتین کر رہے تھے کہ پاس آپکے وہ اندھا شیطان آیا اور سر عصا پشت پای اقدس پر آپ کی رکھکر کے زور سے دبایا آپ نے ایک آہ سرد کھینچی اور یہ فرماتے ہوئے بیہوش گرے **بیت** بجرم عشق تو مارا اگر کشند چہ باک ✿ ہزار شکر کہ باری شہید عشق تو ایم ✿ فوراً پانون ورم کر گیا اور ایسا زخم کاری ہوا کہ فوارہ خون کا سر زخم سے جاری ہوا لوگون نے اُس اندھے کو پکڑا کہ سزا دین مگر اللہ غنی آپ نے بکمال حلم اپنے کے فرمایا کہ ہان ہان اسے چھوڑ دو **بیت** پیکان آبدار کہ آید ز دست دوست ✿ بر عاشقان سوختہ باران رحمت است ✿ جیسا یہ چشم ظاہر سے اندھا ہے ویسا ہی دیدۂ باطن سے کور ہے اور قیامت کے دن بھی اندھا ہی محشور ہوگا آخر اُسے لوگون نے چھوڑ دیا وہ شیطان جلدی جلدی نظر سے غائب ہوا پھر آپ نے فرمایا کہ مین نے چاہا تھا کہ دشمنونکے شر سے کنارہ کش ہو کر یہان چندروز آرام کرونگا ازالۂ غم و دفع آلام کرونگا مگر کیا کیجیے یہان بھی سوا ے غم کے کوئی یار نہین بجز رنج کے مونس نہین غمگسار نہین پھر آپ اُسی طرح بیمار زار و نزار مدینے مین تشریف لائے پہلے روضۂ انور سے ہو کر گھر آئے جعدہ چونکہ آپ کی دشمن جانی تھی آپ کو بھی اُس سے بدگمانی تھی چند بار آپ اُس سے دھوکا کھا چکے تھے زک اُٹھا چکے تھے اِسواسطے بار ہا بھائی کے گھر آرام فرماتے اور اُسکے یہان کم آتے جاتے **شعر** رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام ✿ علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام ✿ **روایت** ہے کہ جعدہ نے بڑے بڑے مکر و فریب سے پانچ بار آپ کو زہر ہلاہل دیا مگر آپ کی کرامات سے اثر نہ کیا چھٹے بار یزید پلید نے عقد جواہرات بے بہا اور ہیرے کی کنی پیسی ہوئی جعدہ کے پاس بھیجی کہ اب اپنا کام کر زہرا کے نعل علی کے لونہال کا قصہ تمام کر کسی سے نڈر ہو نہ بات کسی کی سُنے جس حیلے سے ہوسکے شہد یا مصری کے شربت مین ملا کر پلا دے قوام حیات کا اُنکی بگاڑ کر تلخی موت کی چکھا دے غرض چھٹی بار یہ اتفاق ہوا کہ امام حسینؑ کے گھر شب جمعہ ستائیسوین صفر کو آپ نیند سے سوے ہوے تھے اور آس پاس آپ کی صاحبزادیان اور بہنین اور مائین بھی آپ کو

گھیرے بیچ مین کیے خواب غفلت مین سوئی تھین اور سرھانے آپ کے کوزہ پانی سے لبالب اُسکے اوپر
ایک باریک کپڑا بندھا ہوا اُس کپڑے پر مُہر آپ کی چپان کی ہوئی رکھا تھا جعدہ خفتہ بخت سنگدل
بارادۂ قتل لعل فاطمہ زہرا کے ریزہاے الماس سودہ کو اپنے پاس لیے ہوئے اپنی خوابگاہ سے آہستہ
آہستہ اُٹھی اور آپ کے سرہانے مثل بلاے ناگہانی کے جا پڑی سب کو غافل پایا کوزہ سرہانے سے
اُٹھایا دیکھا کہ سر اُسکا ہین کپڑے سے بندھا ہے اور اُسکے اوپر آپ کی مُہر لگی چپان ہے فوراً اُسنے وہ
زہر اُس کپڑے پر ڈالکے اُنگلی سے ملدیا وہ سارا زہر کوزے کے اندر پانی مین ملگیا پھر وہان سے
اُلٹے پاؤن چپکے اپنی خوابگاہ پر چلی آئی تھوڑی دیر کے بعد آپ خوابگاہ سے چونک پڑے اور حضرت
زینبؓ اپنی بہن کو آواز دی یا اُختاہ بہن اُٹھو اسوقت مین نے ناناجان اور اپنے بابا اور مان کو خواب
مین دیکھا ہی تھوڑا پانی لاؤ کہ وضو کرون اُدھر حضرت زینبؓ پانی کو چلین ادھر آپ نے سرہانے سے
کوزہ اوٹھایا اور اُسی طرح مہر چپان اور کپڑا بندھا پایا ایک گھونٹ پانی پیا اور کوزہ وہین رکھدیا
پیتے ہی فرمایا آہ آہ اللہ یہ کیسا پانی تھا کہ پیتے ہی ایسی جلن پیدا ہوئی کہ حلق سے ناف تک
پھٹ گیا دل پارہ پارہ ہوگیا کلیجا کٹ گیا پھر آپ مثل مرغ بسمل کے اُچھلنے لگے کلیجا تھام تھام ملنے لگے
بیت جان غم فرسودہ دارم چون ننالم آہ آہ ÷ آہ درد آلودہ دارم چون نگریم زار زار ÷ سمجھے
کہ جعدہ نے چھٹی بار دھوکا دیکر زہر قاتل پلایا مگر صدقے ایسے حلم کے لب تک نہ ہلایا حضرت
قاسم اپنے صاحبزادے کو بھیجکر حضرت امام حسینؑ کو بُلوایا جب حضرت امام حسینؑ تشریف لائے
آپ نے حالت بیقراری مین گلے لگانے کو دونون ہاتھ بڑھائے پھر تو دونون بھائی گلے سے
گلے ملکر اس قدر روئے کہ اُنکے رونے سے جن و بشر کیا در و دیوار رو دیے ایسے آہ کے نعرے
فلک تک پہونچائے کہ عرش و کرسی جنبش مین آگئے پھر آپ نے فرمایا **بیت** کانچہ ما دیدیم از جور
فلک کس ندیدہ ÷ وانچہ ما خوردیم از زہر بلا کس نخوردہ ÷ اے بھائی جان الاجل [illegible] اب
مین رخصت ہوتا ہون اب پھر قیامت مین ملاقات ہوگی جو ہونی ہے سو ہوئی بات ہوگی اُسوقت
مین نے اپنے ناناجان اور والدین علی مرتضیٰ اور فاطمہ زہرا کو خواب مین دیکھا ہے کہ میرا ہاتھ پکڑے
ہوئے مجھے باغ جنت مین ٹہلاتے ہین حور و قصور دکھاتے ہین میرا جی بہلاتے ہین اور ناناجان
مجھسے فرماتے ہین کہ بیٹا حسنؑ خوش ہو کہ دشمنون کے ہاتھ سے تمنے نجات پائی شاد فرق کٹی

صبح وصال آئی اب قریب ہے کہ تم میرے پاس آؤگے اور ہر طرح سے خلد برین میں میرے ساتھ
آرام پاؤگے اسکے بعد میں نیند سے چونک پڑا اور اِس کوزے سے پانی پیا اسکے پیتے ہی جگر ٹکڑے ہوا
حضرت امام حسینؑ نے کوزہ اُٹھا کر فرمایا کہ میں بھی چکھوں تو دیکھوں کیسا پانی ہے حضرت امام حسنؑ
نے فوراً بھائی کے ہاتھ سے کوزہ چھین لیا اور زمین پر پھینک دیا جہاں پانی گرا وہ زمین فوراً ابل آئی اور
پارہ پارہ ہوگئی سب لوگوں نے یقین جانا کہ جب زہر کا یہ حال ہے تو اِکی بار حضرت کا کیا حال
ہے سراسر اشکال ہے پھر حضرت امام حسینؑ نے رو کر فرمایا **بیت** چون بتو خواست بود
مرا غم کا شکے + ہرگز نبودمے وزما در نہ زادمے + **شعر** رسول پاک پہ بھیجے خدا
درود و سلام + علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام + **روایت ہے** کہ اسکے بعد شاہزادے
کے شکم میں درد اٹھا مارے درد کے زمین پر لوٹتے لوٹتے اِدھر سے اُدھر جا اُدھر سے اِدھر پھر بعد طلوع آفتاب
کے کیفیت دوسری طاری ہوئی اسہال کبدی شروع ہوا قے جاری ہوئی جگر اور انتڑیان
ٹکڑے ٹکڑے ہو کر دستوں میں نکلتی تھیں جگر کے پارے آگ کے انگارے تھے چھونے سے
انگلیاں جلتی تھیں طشت آگے رکھا گیا قے کے ساتھ پارہ پارہ جگر اور انتڑیاں اُس ماہ پارے علیؑ
کے پیارے زہرا کے دُلارے کی کٹ کٹ کر طشت میں گرتی تھیں اور مثل ماہی بے آب کے
لہو میں طشت کے اندر تڑپھڑاتی پھرتی تھیں یہانتک کہ ستر یا ایک سو ستر ٹکڑے جگر کے طشت
میں گرے حضرت امام حسینؑ اپنے بھائی کا یہ حال پُرملال دیکھکر اپنی بیکسی اور تنہائی پر روتے
تھے اور دمبدم مضمون اِس کلام کے ساتھ ہمکلام ہوتے تھے **غزل** گر بقدر سوزش من چشم
من بگریستے + مرغ و ماہی و رغم من تن بہ تن بگریستے + زہرہ کو تا زجام دشمن آوردی بیاد + ونہ
سر حسرت چو زہرا بر حسنؑ بگریستے + خال یاقوت لبش گر نہ زہر شد زنگار رقارم + گرید انستے
عقیق اندر یمن بگریستے + لعل اگر آن خوردہ الماس دیدے بر لبش + خون شدے وز
سوز آن فخر زمن بگریستے + زان جگر گو پارہ گشت اگر آگہ شدے + مرغ زاری کردے دربا
سوسن بان بگریستے + **روایت ہے** کہ جب کچھ دن چڑھا رنگ رخسارۂ گلگون اُس ریحان
رسول کا سبز ہونے لگا یہ حال آپ کا دیکھکر گھر میں جو کوئی تھا رونے لگا جگر سب کے شق
ہوئے رنگ چہروں کے فق ہوئے تب آپ نے گھر والوں سے پوچھا کہ اب تو حالت

میری بہت ہی تنگ ہے کہو میرے چہرے کا کیا رنگ ہے اہلبیت نے رو کر عرض کیا کہ رنگ گلابی نہایت سبز زمردین ہوگیا تب آپ نے حضرت امام حسینؑ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا بھائی حدیث معراج کا ظہور ہوا اب میرا سب رنج و الم دور ہوا رنگ سبز میری رخصت کا سامان ہے موت سر پر کھڑی ہے حسن دو ایک گھڑی کا مہمان ہے یہ کہکر دونون بھائی گلے سے گلے ملکر اور منھ پر منھ رکھکر اتنا روئے کہ بیہوش ہوگئے جب کچھ افاقہ ہوا لوگون نے عرض کیا حضرت وہ حدیث معراج کیا ہے فرمایا کہ میرے نانا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا تھا کہ معراج کی رات جب جبرئیلؑ مجھے بہشت کی سیر کراتے تھے واسطے ملاحظۂ درجات امتون کے ہر جانب پھراتے تھے وہان دو محل عجیب و غریب ایک ہی طور کے اور ایک دوسرے کے قریب ملاحظے مین آئے ایک زمرد سبز کا دوسرا یاقوت سرخ کا مین نے رضوان سے پوچھا کہ یہ دونون قصر کسکے واسطے طیار ہوئے ہین رضوان نے کہا ایک حضرت امام حسنؑ اور ایک حضرت امام حسینؑ کے واسطے تب مین نے کہا دونون محل ایک رنگ کے کیون نہین بنے رضوان نے شرم سے سر جھکا لیا اور کچھ جواب نہ دیا جبرئیل نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رضوان کا جی کہتے ہوئے شرماتا ہے اسکا جگر شق ہوا جاتا ہے سبز محل آپ کے ریحان حسنؑ کا ہے کہ آپ کے بعد کوئی سنگدل انکو زہر پلائیگا کہ اوسکی تاثیر سے آخر وقت رنگ انکے چہرے کا سبز ہو جائے گا اور سرخ محل آپ کے لعل امام حسینؑ کا ہے کہ آپ کے بعد لوگ انکو شہید کر کے رخسارۂ گلگون کو انکے خون سے لال کرینگے اور گھوڑون کی ٹاپون سے انکی نعش کو پامال کرینگے اتنا کہکر حضرت امام حسنؑ بھائی سے لپٹ کر زار زار روئے حتی کہ دونون بھائیون کے نعرہ جانکاہ سے جن و بشیر در و دیوار روئے

غزل

که ریخت ریزۂ الماس سودہ در قدحش ✤ که زہر گشت ازان آب خوشگوار حسنؑ ✤ در اندرون صدفہا دو پارہ شد جگرش ✤ ہمہ ز راہ گلو ریخت در کنار حسنؑ ✤ برنگ گونۂ الماس شد زمرد فام ✤ مفرح لب یاقوت آبدار حسنؑ ✤ جگر بسوخت شفق را چو لالہ ز آتش دل ✤ ز حسرت جگر خستۂ فگار حسنؑ ✤ لبش کہ مایۂ تریاک بود شد پر زہر ✤ فغان ز تلخی شہد شکر نثار حسنؑ ✤ ستارہ خون بچکاند ز چشم گردید ✤ جراحت جگر و چشم اشکبار حسنؑ ✤ بہ باغ عترت پیغمبر از خزان ستم ✤ بریخت

لالہ و نسرین ز نوبہار حسن ﴿ شعر رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام ﴿ علی و فاطمہ حسن و حسین
پر بھی مدام ﴿ **روایت ہے** کہ انتقال کے وقت حضرت امام حسین نے آپ سے پوچھا کہ بھائی
جان حسین کی جان آپ پر قربان ذرا آنکھ کھولیے کچھ منھ سے بولیے کس شقی بے رحم نے آپ
کو زہر دیا کس سنگدل نے ایسا قہر کیا آپ اپنے قاتل کو پہچانتے ہین کچھ نام و نشان اسکا جانتے
ہین فرمایا ہان خوب جانتا ہون اچھی طرح پہچانتا ہون مگر سچ تو کہو کیا اس سے میرے خون کا
بدلا چاہتے ہو حضرت امام حسین نے فرمایا جی ہان اگر خدا نخواستہ آپ انتقال کر جاینگے تو اسکو ہم قتل
کروا دینگے آپ نے فرمایا بھائی حسن کا سینہ قاتل کے کینہ سے صاف ہے اور بدگوئی اور چغلی کھانا
سو میرے خاندان نبوت کے خلاف ہے میرا تو یہ حال ہے ہر دم یہی خیال ہے کہ قیامت
کے دن اگر حقتعالی مجھے بہشت مین جانے کا حکم کریگا تو حسن جبتک اپنے قاتل کو نہ بخشوا لیگا بہشت
مین قدم نہ دھریگا ﴿ **نظم** باکسے ہرگز نگویم راز او ﴿ در قیامت ہم نخوہم ساز او ﴿ شفقتم نگذاشت تا
بگذارمش ﴿ رحمتم خواہد بجنت آرمش ﴿ بھائی چھ بار مجھے قاتل نے زہر پلایا لیکن ہمنے
جان دیدی لب نہ ہلایا جگر ٹکڑے ٹکڑے ہوا کیسے کیسے صدمات سہے مگر زبان نہ ہلائی جی ہی جی میں
مسوس مسوس کر رہے ﴿ **قطعہ** مرگ مارا زندگی دیگر ست ﴿ زہر مرگ از شہد شیرین خوشتر ست ﴿
مرگ سازد مغز را صافی ز پوست ﴿ تا رساند دوست را نزدیک دوست ﴿ بھائی اگر درحقیقت
میرا قاتل وہی ہے جسپر میرا گمان ہے خیال ہے تو بڑا سخت بدلا لینے والا خداوند ذوالجلال ہے
اور اگر میرا قاتل وہ نہین ہے جسپر میرا گمان ہے تو تم یہ خیال جانے دو مین نہین چاہتا کہ ایک
بیگناہ کو تم میرے واسطے قتل کرو ﴿ واہ کیا حلم ہے اپنا تو جگر ٹکڑے ہوا ﴿ پر بھی ایذا
ستمگر کے روادار نہین ﴿ **روایت ہے** کہ آخر وقت آپ نے جعدہ کو خلوت مین بلوا کر
فرمایا اے بانوے ناسازگار اے دشمن خونخوار تو نے مجھے چھ بار زہر ہلاہل پلایا اپنے دین و دنیا
دونون کو خاک مین ملایا محبت دیرینہ کچھ خیال مین نہ لائی خدا و رسول سے ذرا نہ شرمائی منت
تو نے گھلا گھلا کے ہلاک کیا گریبان حیات کو میرے چاک کیا **قطعہ** اے یار کسے بے سببے یار کشد
﴿ وانگہ چہ یاری یار وفادار کشد ﴿ تو دوست مگو دشمن خود گیر مرا ﴿ کس دشمن خویش را چنین زار
کشد ﴿ دیکھ یہ میرے جگر کے پارے ہین تیرے ہی زہر کے مارے ہین کچھ تیرے دل پر بھی اثر ہے اور

کچھ تجھے میری خبر ہے زہر پلاتے وقت کچھ تجھے میرا قلق تھا تجھپر میرا بھی حق تھا **شعر** پالنے کے جو نمک کا
تجھے ہم ∴ اس سزا کے نہ سزاوار تھے ہم ∴ تیرے جور و اذیت کو ہم سہہ گئے بھائی اور فرزندوں
سے نہیں کہا زہر گھونٹ کر پیگئے **شعر** زہر ستم دم جور تو در سینہ نہفتیم ∴ با ہیچ کسے حال دل
خویش نگفتیم ∴ ارے بدبخت بیبیان شوہر غمگسار پر مرتی ہیں ارے تو نے کہیں سُنا ایسا بھی کرتی
ہیں مگر تو نے مجھے بیفائدہ زہر دیا ناحق میرا خون سر پر لیا دین تو کھو چکی دنیا بھی کھوئیگی میرے لیے عمر
بھر روئیگی **شعر** بیان تو پورا ہوا آج حوصلہ تیرا ∴ خدا سے حشر میں ہوگا یہ فیصلہ میرا
∴ خیر اب جا جسواسطے تو نے زہر دیا ہرگز تیری وہ دعا نہ بر آئیگی میری وفاداری یاد کرکے
بیٹھے گی پچھتائیگی **شعر** کون اوٹھائے گا ترا جور و جفا میرے بعد ∴ یاد آئیگی تجھے میری وفا
میرے بعد ∴ **روایت** عمیر بن اسحاق کہتے ہیں کہ میں اسوقت حضرت امام حسنؑ کی خدمت
میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا عمیر جو کچھ مجھ سے پوچھنا ہو پوچھ لو **شعر** نالے پیہم دل سے
اب آنے لگے ∴ حضرت دل شاید اب جانے لگے ∴ میں نے عرض کی حضرت اسوقت آپکو بہت
تکلیف ہے میں کچھ پوچھ نہیں سکتا کچھ افاقہ ہوگا تو پوچھونگا پھر آپ گھر میں تشریف لیگئے اور پھر آکر فرمایا عمیر
کچھ پوچھنا ہو تو پوچھ لو ورنہ نہیں تو پھر سوال کی تجھے فرصت کہاں اور جواب کی مجھے طاقت کہاں
پھر فرمایا کہ جب ہم پاخانے جاتے ہیں تو کلیجے کے ٹکڑے کٹ کٹ کر دستوں میں آتے ہیں اور
مجھے کئی بار زہر دیا مگر ایسا تیز جگر سوز خون ریز کبھی نہ پایا میں دوسری بار آپ کی خدمت میں گیا
آپ کا دم ٹوٹتا تھا اور حضرت امام حسینؑ سرہانے آپکے بیٹھے تھے اور پوچھتے تھے بھائی کس
نے آپکو زہر دیا آپ نے فرمایا **شعر** بجلی لگی ہوئی ہے وقت دم شماری ∴ کیا حال پوچھتے ہو
بھائی بھلا ہمارا ∴ پھر آپ نے فرمایا اگر وہ ہی ہے جسپر میرا گمان ہے تو بڑا منتقم حقیقی وہی
خالق انس و جان ہے اور نہیں تو میں نہیں چاہتا کہ میرے لیے کوئی بے گناہ مارا جاوے
ناحق کوئی بے جرم سزا پاوے واللہ ہرگز نہ کہونگا کہ کس نے زہر دیا **اشعار** ایام التیام
بیماری کے گزر چکے ∴ ناسور اب ہوگیا داغ جگر نہیں **شعر** رسولؐ پاک پہ بھیج اے خدا درود و
سلام ∴ علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام **روایت** ہے کہ وفات سے کچھ پہلے
آپ نے جناب امام حسینؑ کو ساتھ صلاح اور تقوی اور اطاعت اور پاسداری اور رعایت بلند

نبوت کے وصیت فرمائی کہ شفقت والفت مری جتنی ہے اہلبیت پر ✤ بعد میرے رکھیو تم بھی
بلکہ اس سے بیشتر ✤ گرد غم آنے نہ دیجیو گرد انکے تم کبھی ✤ تا دم موعود ہر اک ساتھ ہی رہیو سبھی ✤ شفقت
و اخلاق جد کی دیجیو اب داد تم ✤ خاندان فاطمہ کو کیجیو آباد تم ✤ اور میرے یتیمان نازک مزاج کو
کوئی ستاوے نہیں دل انکا کوئی دکھاوے نہیں جعدہ بانو کو کوئی ایذا نہ دے اسپر کوئی ستم نکرے اور
اب اے بھائی تمھارا کوئی مونس نہیں غمخوار نہیں بجز رنج و غم یار نہیں دن رات روضۂ انور پر جد
امجد کے رہنا اعدا جو کچھ کہیں ایذا دیں صبر کرنا سبکو سہنا **نظم** ہیں جو کچھ آئے تم صبر و تحمل کیجیو ✤
ہاتھ سے اس صبر موروثی کو مت تم دیجیو ✤ روضۂ جد سے تسلی اپنے دل کی کیجیو ✤ درد کی اپنے
دوا تم مصطفے سے کیجیو ✤ واللہ میں نہیں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالے ہم لوگوں میں نبوت اور خلافت
جمع کرے سو عنقریب تمھارا سفہاے کوفہ کے تمھیں ابھارین اور خروج کروائیں اور دشمنوں
میں پھنسائیں نہیں تو پھر بھائی پچتاؤگے اور بچاؤ کا وقت نہ پاؤگے حضرت امام حسینؑ سے
ضبط گریہ ہو سکا رو رو کر فرمانے لگے بھائی جان آپ نے مجھے بیکس او تنہا چھوڑا بازو
توڑ کر مجھ سے منھ موڑا اب دریاے غم میں میں بہا جاتا ہوں کسی کا مجھے آسرا نہیں تنکے
کا سہارا نہیں اس بحر میں تھاہ نہیں اسکا کنارہ نہیں حضرت امام حسنؑ نے فرمایا **بیت**
آسرا سب سے بہتر آسرا اللہ کا ✤ اور سہارا سب سے بہتر ہے رسول اللہ کا ✤ پھر حضرت
امام حسینؑ نے فرمایا بھائی صاحب اب حسینؑ کا سلام میرے نانا جان کو پہونچانا اور بابا جان اور
نانی اور ماں کو حال میری بیکسی کا سنانا اور کہنا کہ اب زیادہ حال دل کا کہا نہیں جاتا اور تنہائی کا
سہا نہیں جاتا آپ سب لوگ دعا فرمائیں کہ ہم بھی وہاں پر آئیں وہاں آئینگے تو سارا غم کہہ
سنائینگے **شعر** وصل میں کہہ کہہ کے اپنا حال دل ✤ روئینگے اور سب کو رلوائینگے
ہم ✤ **روایت ہے** کہ اسوقت آپ نے فرمایا کہ میں نے حضرت عایشہ صدیقہ سے زمین
زمین مانگی تھی کہ جب میں مروں تو اپنے گھر میں مجھے تھوڑی جگہ دینا تاکہ میں زیر قدم اپنے
نانا جان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دفن ہوں انھوں نے قبول کیا تھا سو تم لوگ
میری وفات کے بعد میرا جنازہ روضۂ انور کے پاس لیجانا اور میرا سلام پہونچانا اور پھر
حضرت عائشہ صدیقہ سے حکم لیجیو اگر پھر حکم دیں تو وہاں مجھے دفن کیجیو اور میں گمان کرتا ہوں کہ

بنی اُمیہ کے لوگ رُوک دینگے پھر اگر روکین تو اُنسے رد و بدل نہ کرنا اور اپنی بات پر اڑنا نہین مجھے جنت البقیع
مین دفن کر دینا کسی سے لڑنا نہین **شعر** رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام ✤ علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ
و حسینؑ پر بھی مدام ✤ **روایت ہے** کہ جمعے کا دن گذرا اور بست و ہشتم صفر کی شب
کالی بلا آئی فلک امامت پر ہر طرف سے گھٹا غم کی چھائی دو پہر رات گذری آپ کا دم چڑھنے لگا
کرب بڑھنے لگا اہلبیت نے مثل ہالے کے اُس ماہ پارے چرخ حسنؑ کے تارے زہرا کے دُلارے
کو گھیر لیا آپ سہو محو جمال پروردگار ہوئے اور سب سے مُنھ پھیر لیا مرتے دم لب پر شکر باری اور زبان
سے کلمہ جاری تھا آخر کلمہ پڑھتے پڑھتے انتقال کر گئے اہلبیت کے دلون پر کوہ غم دھر گئے ✤
نظم واحسرتا کہ سرو روان از چمن برفت ✤ یعنے کہ نور دیدۂ زہرا حسن برفت ✤ از شوق گیسوش
جگر نافہ گشت خون ✤ وز ہجر رویش آب رخ نسترن برفت ✤ یعقوبؑ وار دیدۂ نرگس سفید شد ✤
کز مصر ناز یوسف گلپیرہن برفت ✤ **روایت ہے** کہ چند روز قبل وفات کے جناب امام عالیمقام
نے خواب دیکھا تھا کہ گویا آپ کے دونون آنکھون کے بیچ مین سورۂ قل ہو اللہ مسطور ہے اہلبیت نے
خوش ہو کر یہ خواب سعید بن مسیب سے کہا اُنھون نے کہا آہ آہ یہ خواب نہین نشان حادثہ عجیب ہے عمر
آپ کی آخر ہوئی اجل آپ کی قریب ہے اور ویسا ہی ہوا کہ کئی دن کے بعد آپ نے انتقال فرمایا اور
پندرھوین تاریخ رمضان شریف کی سن تین ہجری مین آپ پیدا ہوئے تھے اور بقول مشہور اٹھائیسوین صفر
شب شنبہ و بقول مختار غرّہ یا پانچوین تاریخ ماہ ربیع الاول سن اونچاس ہجری آپنے قضا کی اور
سن آپ کا اُسوقت ساڑھے سینتالیس برس کا تھا کچھ دن کم انمین سے سات برس آپ نے اپنے
جد امجد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آغوش ناز و نعمت مین پرورش پائی اور تیس برس تک
ظل حمایت و شفقت مین اپنے پدر بزرگوار شیر خدا کے رہے اور آٹھ برس کئی مہینے فقط حفظ حمایت
مین اپنے خداوند تعالےٰ کے زندگی بسر کی **شعر** رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام ✤
علیؑ و فاطمہ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ✤ **روایت ہے** کہ بعد وفات کے حضرت امام حسینؑ اور محمدؑ
بن حنفیہ اور عباسؑ بن علیؑ نے آپ کو غسل دیا اور سعید بن العاصؑ حاکم مدینے نے باجازت حضرت
امام حسینؑ کے آپ کی نماز پڑھائی اُسکے بعد موافق وصیت کے امام حسینؑ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے
جا کر مقبرۂ نبوی مین دفن کرنیکے لیے جگہ مانگی اُنھون نے فرمایا نعم حبًّا و کرامۃً مروان

اچھا یہ تھوڑی جگہ روضۂ نبوی میں میں نے اپنے لیے رکھی تھی مگر کیا کیے قسمت میں یون لکھا تھا کہ
ابکے میں آئینگے کہ حسن ماہ پارے حضرت کی آنکھوں کے تارے علیؑ و فاطمہؓ کے پیارے اس برج خاکی
میں آرام فرمائینگے پھر یہ خبر مروان شیطان کو پہونچی اُسنے کہا لوگ ہر چند زور پہونچائینگے مگر امام حسنؑ
وہان ہرگز دفن ہونے نپائینگے حضرت عثمان کو وہان دفن ہونے دیا حسن بن علیؑ کو دفن کیا چاہتے ہین
یہ خبر جناب امام حسینؑ نے سُنی پھر مع ہمراہیون کے مسلح ہوئے اور مروان نے بھی ہتھیار سنبھالے
حضرت ابو ہریرہؓ نے یہ حال سُنا مارے غم کے سر کو دُھنا اور کہا اعدا مانع ہوتے ہین اسکا کیا سبب ہے
اللہ اللہ کیا ظلم ہے کیسا غضب ہے امام حسنؑ تو بیٹے رسول اللہ کے ہین سو بیٹا باپ کے پاس
دفن ہونے نپاوے پھر وہ حضرت امام حسینؑ کے پاس آئے اور کہا کہ امام حسنؑ کو آپ جہان مدفون
کرینگے وہین نزول رحمت آلہی ہوگا قرب حضرت رسالت پناہی ہوگا مصرعہ قرب جائے جو بود
بعد مکانے سہل ست ✤ اور بھائی آپ کے یہ بھی تو وصیت فرما گئے ہین کہ اگر لڑائی جھگڑا کا کھٹکا
ہو تو مجھے جنۃ البقیع مین دفن کر دینا لڑائی جھگڑا سر پر نہ لینا پھر حضرت امام حسینؑ نے جنازے
کو روضۂ انور سے اُٹھایا خوب روئے اور لوگون کو رُلایا اور جنۃ البقیع کے اندر لا کر حضرت عباسؓ
عم نبی کے قبے مین قبر فاطمہ بنت اسدؓ کی دادی کے پہلو مین اُس آفتاب امامت کو برج
خاکی مین سُلایا پھر اسقدر روئے کہ حضار و ملأ اعلی کو رُلایا قطعہ اے آفتاب حسن کہ شدی غائب
از نظر ✤ آیا شب فراق ترا کے بود سحر ✤ اے نور چشم عالم و چشم و چراغ دل ✤ بکشائے چشم رحمت و
بر حال من نگر ✤ نالم چو نے ز غصۂ و بادم بود بدست ✤ سوزم چو شمع در غم و دود م رود و لبسر ✤
روایت ہے کہ جب حضرت امام حسنؑ کا جنازہ نکلا مروان شیطان جنازے کو دیکھکر رونے
لگا امام حسینؑ نے فرمایا اب تو اتنا رو تا ہے آبدیدہ ہوتا ہے اور زندگی مین کیا کیا کڑوے گھونٹ
نہین پلاتا تھا تو سب کچھ کہتا تھا مگر میرا بھائی لب تک نہ ہلاتا تھا تب مروان شیطان نے پہاڑ
کی جانب اشارہ کر کے کہا کہ مین وہ باتین ایسے شخص کے ساتھ کرتا تھا جو اس پہاڑ سے بھی
زیادہ باوقار و حلیم تھا تمامی خلق اللہ پر باپ سے بھی زیادہ رحیم تھا ✤ **شعر**

رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام ✤ علیؑ و فاطمہؓ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام

سُنو احوال جعدہ کا کہ بعد از رحلت حضرت	**فلک کیا کیا مزہ اُس زہر کا اُسکو چکھاتا ہے**

روایت ہے کہ بعد وفات آپ کے جعدہ نے یزید کو کہلا بھیجا کہ موافق مرضی تمہاری میں نے امام حسنؑ کو
بیچ بڑے حیلے سے زہر پلایا تمہارے حکم کے موافق اپنا دین خاک میں ملایا اتنا نہ سمجھی کہ امام کے کچھ پاس
نہ کیا خدا اور رسول سے ذرا ہراس نہ کیا تیرے کہنے سے میں نے ایسا ستم کیا اُنکی زلف مشکبار کو
درہم کیا اب امام نے وفات پائی تمہارے جی کو ٹھنڈک آئی لیجیے اب ایفای وعدہ کیجیے زر وجواہر جو کہا
ہے سو دیجیے یزید نے لکھ بھیجا کہ تو میرے مکر کی باتوں پر بھول گئی محبت امام کو مطلقاً بھول گئی ارے
ملعونہ زبان دغا باز اپنے ایسے شوہر کان عالم سے کہ گوہر بے بہا علم کے تھے ہر کی باندی محبت میں تو جی
جان بلکہ ہر دو جہان ہارتی ہیں ارے کمین تو نے سنا ہے کہ عورتیں اپنے شوہروں کو زہر دیتی ہیں
وحق ہارتی ہیں میں تجھے آگ میں جلا دیتا اُس خون ناحق کا قصاص لیتا مگر خیر اتنا بس ہے کہ
میرا کام ہوا اور دونوں جہان میں تیرا نام ہوا دشمنوں کے دل شاد ہوئے اور تیری دین و دنیا دونوں
برباد ہوئے **بیت** ہر کہ دین را بہر دنیای دنی برباد داد ÷ بیشکے محروم ماند از دولت دنیا و دین
شعر دنیا کے لیے جو دین کو کھووے ÷ سو دونوں جہان کو ڈبووے **بیت** رسول پاک پہ
بھیج اے خدا درود و سلام ÷ علیؑ و فاطمہؓ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ÷

یزید بد خلق شریر سے بیعت کا طالب ہے | یہ کیا الٹا زمانہ ہے کہ اب سننے میں آتا ہے

روایت ہے کہ سن ساٹھ ہجری میں آٹھ دن رجب کے باقی تھے کہ شہر دمشق میں معاویہؓ بن ابی سفیان
نے قضا کی یزید سیاہ رو شیطان خو اپنے باپ کی جگہ تخت سلطنت پر جا بیٹھا اور تمام ممالک اسلام
پر مسلط ہوا خیر خواہوں نے اُس پلید سے یہ بات کہی کہ اگر بقائے سلطنت منظور ہے تو فی الفور سب خاص و عام
خصوصاً امام حسینؑ اور عبد الرحمنؓ بن ابی بکر اور عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن زبیر سے بیعت لینی
لینی ضرور ہے یزید شقی نے کہا کہ یہ تو مدت سے میں چاہتا ہی تھا پھر اُس شقی نے تمام ملک محروسہ میں
بنام عمال اور حکام ہر شہروں کے نامے لکھے کہ معاویہؓ نے قضا کی اور بادشاہت مجھے ملی سو
تمامی رعایا ملک کی ہماری بیعت کریں اُس میں ہرگز نہ حیلہ کریں نہ حجت کریں اور ولید بن عقبہ
حاکم مدینے کو فرمان لکھا کہ معاویہ نے وفات پائی اور سلطنت میرے ہاتھ آئی سو تمکو تاکید
شدید لکھا جاتا ہے کہ اس فرمان کے دیکھتے ہی سب خاص و عام اور عمائد مدینے سے میری

بیعت لو ایکدم کی تاخیر نہ کرو اور ایک دوسرا نامہ ولید بن عقبہ کو لکھا کہ امام حسینؑ اور عبداللہ بن عمر
و عبدالرحمن بن ابی بکر اور عبداللہ بن زبیر سے بہت ہی جلد میری بیعت لے جسطرح ہو سکے اسمین
کوشش کرے جب یہ نامہ ولید کے پاس آیا جناب حضرت امام حسینؑ کو اُسنے دار الحکومت مین بلایا
آپ نے تیس جوان جان باز ہتھیار بند اپنے غلامان اور احباب سے اپنے ہمراہ لیے اور عصای نبوی
زیب دست حق پرست کیے اور ولید کے پاس چلے اور جوانون کو دار الحکومت کی پھاٹک پر کھڑا کیا
اور تاکید فرمائی کہ مستعد کھڑے رہو یہان سے ٹلو نہین اڑے رہو جب میری آواز کچھ بلند پاؤ تو فوراً
بیدھڑک کچہری مین گھس آؤ اور جبتک کوئی میرے مارنے کا ارادہ نکرے کچھ بولنا نہین پہلے تم
ہتھیار کھولنا نہین پھر آپ تنہا ولید کے پاس تشریف لائے ولید نے بڑی تعظیم و تکریم سے آپ کو
بٹھایا اور حال وفات معاویہ بن سفیان اور بیعت طلب کرنے کا یزید کی سنایا آپ نے فرمایا ہم
تو خود غم مادر و پدر اور برادر میں بے موت کے مر رہے ہین کسی طرح زندگی کے دن بھر رہے ہین گویا کہ
جیتے ہین اگر خون جگر پیتے ہین دل مردہ ہے تپ غم سے طبیعت نہایت افسردہ ہے شعر آپکی ہی سرگذشت
غنا کشتی عمر در بحر نفس باد مخالف کا ہے جھونکا سکو ٭ مرا استاد مناسب نہین غمزدون کا دل دکھانا
مناسب نہین بہرحال ہم اکیلے چپ چاپ بیعت نہین کر سکتے یزید بد عتی شارب خمر کے زیر حکم
گردن نہین دھر سکتے کل سب اہل اسلام مین خبر وفات معاویہ کی مشتہر کیجا وے اور ساری
اہل مدینہ کو طلب بیعت یزید کی خبر دیجاوے جو سب مسلمانون کی رائے ہوگی اس سے مجھے گریز
نہین کسی طرح سے نہین ولید نے کہا آپ کا فرمانا بہت بجا ہے یہی مناسب ہے یہی زیبا ہے اچھا
آج آپ دولتخانہ کو تشریف لیجائین اور کل اسی طرح یہانتک قدم رنجہ فرمائین مروان شیطان
افسر معاندان نے ولید سے کہا کہ اگر اسوقت امام حسینؑ یہان سے پھر جائینگے تو پھر کبھی تمھارے ہاتھ نہ آینگے
جبتک بیعت نکرین انکو قید رکھو چھوڑو نہین میری بات سے منھ موڑو نہین اور اگر بیعت نکرین تو
سر انکا اُتار لو ابھی انکو مار لو آپ نے مروان کیجانب بچشم غضب دیکھکر فرمایا یہ کسکا کلیجا ہے کہ ایسا
ارادہ دل مین لائے میری جانب نظر اُٹھائے جو میرے قتل کا عزم کریگا قبل میرے وہ خود مریگا
اسی کے خون سے زمین کو لال کر دونگا گلستان حیات کو اسکی صرصر ممات سے پائمال کر دونگا او مروان
کیا تیری قوت کیا تیری مجال ہے مدینے مین میرا قتل ہونا محال ہے تو کیا کوئی متنفس یہان پر میرا

کچھ نہیں کر سکتا سوائی کربلا کے میں اور جگہ شہید ہو نہیں سکتا مر نہیں سکتا جب کچھ آواز آپکی بلند ہوئی
جوانان مسلح نے چاہا کہ اندر گھس پڑیں اعدا سے بھی کھو لکر لڑیں آپ وہاں سے اٹھے اور غلامان مسلح کو
لیکے گھر تشریف لائے پھر ولید نے مروان سے کہا ویحک یا مروان وائے بر تو تھو ک تجھپر تو مجھے قتل کو
امام حسن کے فرماتا تھا کچھ خدا سے نہیں شرماتا تھا واللہ ثم باللہ اگر ساری دنیا مجھے دیویں تب بھی
خون ناحق امام حسین ہم اپنے سر پر نہ لیویں مجھے ایکدن خدا کے پاس جانا ہے پیغمبر خدا کو منھ دکھانا ہے
نظم روز جزا کشندۂ فرزند مصطفےٰ ❊ بے شبہہ لائق درکات جہنم ست ❊ بس کور دل کسیکہ کند
قصد سروری ❊ کو نور چشم سید اولاد آدم ست ❊ ولید نے یہ حال یزید کے پاس لکھا فوراً ولید کے
نام تاکید تمام جواب آیا کہ اگر امام حسین بیعت نہ کریں تو انکا سر کاٹ کے جلد یہاں روانہ کرے
کچھ ڈرے نہیں یہ کار مردانہ کرے اسکی عوض تیرے درجے بلند کرونگا جو ہیں اس سے دوچند کرونگا ولید نے
یہ نامہ پڑھکے کہا لاحول ولا قوۃ اگر یزید مجھے ساری دنیا دیوے یا میرا سارا خانمان لوٹ لیوے
تب بھی قتل میں فرزند رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میں ہرگز سعی نہ کرونگا اس راہ جہنم میں
قدم نہیں دھرونگا مجھے یزید کا ڈر خاک نہیں وہ کچھ مجھپر ستم کرے مجھے باک نہیں **شعر** رسول
پاک پہ بھیج اے خدا درود وسلام ❊ علی وفاطمہ حسن وحسین پر بھی مدام ❊ **روایت** ہے کہ جب چند نامے
متواتر اس مضمون کے ولید کے پاس آ گئے یہ سب نامے ولید نے چپکے چپکے حضرت امام حسین
کے پاس بھجوائے کہ اے شاہزادے اب اسی مضمون کے نامے متواتر آپ کے قتل کیواسطے چلے آتے
ہیں مگر میرے کچھ بھی خیال میں نہیں لاتے ہیں اعدا کو ہر طرح کا زور ہے انھیں کا ہر طرف سے
شور ہے میرے خیال میں کوئی بات آتی نہیں حیران ہوں کوئی مصلحت جی میں سماتی نہیں آپ
اس نامے کو دیکھکر شب کے وقت روضہ انور پر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آئے اور سلام
بجا لائے اور قبر مبارک سے لپٹکر اسقدر روئے کہ دیوار و در رو دئے رو رو کے فرماتے تھے نانا جان حسین آپکا
قربان یہ وہی حسین آپ کا نواسا ہے یزید بے رحم اسکے خون کا پیاسا ہے یہ وہی حسین آپکی دوش کا
راکب ہے کہ اب بیکس ہے ناکس اسکے خون کا طالب ہے دشمنوں کو کچھ آپ کی اہلبیت کا پاس نہیں
خدا سے کچھ خوف نہیں ہراس نہیں غم سے جگر پی پی کر کہتا تنگ ہوں جور اعدا کتنا سہوں آپ نے
مجھے تنہا چھوڑا میری غمخواری سے منھ موڑا ماں مہربان نہیں کہ اس سے درد دل کہیں بابا جان بھی

جھکے زیر سایہ عاطفت ہیں **نظم** یہ سوزہ آپنے کیسی لگا دی آگ اے نانا ❊ جلا جاتا ہی دل ہی تجھ بن جلا
جاتا ہی تن اپنا ❊ نہ کوئی یار بے غمخوار دل سوز ❊ نہ ہمدم ہی جسے سناؤں کسکو میں درد و غم و رنج و محن اپنا ❊
بھائی غمخوار تھی بھی آپنے بلا لیا اپنی آغوش نازنین میں سلا لیا اب میری بیکسی پر کون کڑھے میری بیکسی
کسکا دل دکھے کوئی مونس نہیں محرم راز نہیں بجز درد و غم کے ہمدم نہیں دمساز نہیں آہ درد دل
کس سے کہیں زخم جگر کس تک کہیں نانا کیا آپنے اسی واسطے پرورش فرمایا تھا ماں نے اسی دن کے
لیے دودھ پلایا تھا **نظم للمؤلفہ** اسی دن کے لیے پالا تھا مجھکو آپنے نانا ❊ اسی کیواسطے ماں نے تھا مجھکو
دودھ پلوایا ❊ اسی کیواسطے جبریل گہوارہ جھلاتے تھے ❊ یہ پہلے سے ہی جنت کو لالا کر کھلاتے تھے ❊
غرض اسی طرح رات بھر روتے رہے جی جان کھوتے رہے صبح ہوتے گھر چلے آئے دوسری رات
پھر مزار شریف پر جاکر الوداع الفراق کہتے کہتے بیخود ہو گئے روتے روتے مرقد اقدس پر سر رکھ کے
سو گئے کیا دیکھتے ہیں کہ خود حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنفس نفیس مع فوج ملائکہ وہاں تشریف
لائے اور سر کو حضرت امام حسینؑ کے اپنے سینۂ بے کینہ سے لپٹا کر خوب گلے ملایا اور انکی پیشانی پر
بوسہ دیا اور فرمایا نور العینین بیٹا حسینؑ اب قریب ہی کہ میری امت کے لوگ کربلا میں تمھیں قطرہ
آب سے ترسا کے مینہ تیر دل کا برسا کے شربت شہادت پلا دینگے اس اٹھتی جوانی کو تمھاری خاک
و خون میں ملا دینگے پھر بھی باوجود ایسی حرکت کے وہ میری شفاعت کی امید رکھینگے حالانکہ یہ قیامت
میں میری شفاعت سے محروم رہینگے اے نور چشم حسینؑ تمھاری ماں باپ اور بھائی بھی میری پاس بہت
محزون و خستہ دل آئے ہیں بیان اگر سب داستان غم سنائی ہیں تم بھی انھیں کی طرح اعدا سے طرح طرح
کے رنج اٹھاؤ گے پھر اسی طرح میری پاس مجروح تن خستہ جگر قتیل ہو کر بہت جلد آؤ گے سو بیٹا صبر کرنا دل
پر جبر کرنا **شعر** اہلبیت مصطفےٰ کا کام صبر و شکر ہی ❊ جانشین مرتضیٰ کا کام صبر و شکر ہی ❊ تمھاری واسطے
بہشت میں ایسے بڑے بڑے درجے ہیں کہ جبتک سر میدان سر نہ کٹا دوگے وہ مدارج علیا نہ پاؤ گے ماں
باپ تمھارے تمھارے دیکھنے کو بیقرار ہیں اور تمھارے بھائی تمھاری فراق سے بحالہ جگر در کنار ہیں
جب امام حسینؑ نے خواب ہی میں فرمایا یا جانے اے نانا جان حسینؑ کو اب دنیا میں جانے کی حاجت نہیں درد
فراق سہنے کی طاقت نہیں اسی وقت مجھے اپنی قبر میں لے لیجیے درد دلکی دوا کیجیے **اشعار للمؤلفہ** نہیں
جی چاہتا ہی یہاں سے جانیکو ابھی نانا ❊ مرا اب صدمۂ فرقت سے سینہ پھٹا جاتا ❊ نہ جیتے ہیں نہ مرتے ہیں

عجب حالت ہماری ہے ✤ فلق پیدا کرد۔ دیدہ افسوس ہے حسرت بڑی لائی ✤ مراسب عالم بالاتے عالم ہی نرالا ہی ✤ خبر لو میری اے نانا کہ مجھ پر بیست بھاری ہے ✤ آپ نے فرمایا ای پیارے آنکھوں کے تارے خوشی کا دن صبر کرو دل پر کو صبر صبر رو جاو گلا راہ حق مین کٹا دیہی رضای باری ہی مدینے سے سامان سفر کرو نا چاہئے ہے شعر سر کٹانا راہ حق مین عاشقون کا کام ہے ✤ درحقیقت عشق صادق بس اسی کا نام ہی امام عالی مقام نے فرمایا شعر سر تک بھی اگر کاٹ کے پھینکین گے ہمارا ✤ ہم آپ کے قدمون کی قسم آفت نکرینگے ✤ پھر شکر خوابی سے بیدار ہوئے سجدہ شکر بجالائے محو دیدار ہوئے بخیال جمال جد بزرگوار اور مژدہ شہادت او حصول درجات عالیہ مارے خوشی کے بھول گئے سارا رنج وغم بھول گئے اور گھر آکر اپنے اہلبیت سے یہ خواب کہہ سنایا اور مدینے سے واسطے زیارت بیت اللہ کے عزم مکے کا فرمایا پھر دوسری شب کو بھائی سے رخصت ہونے کو جنۃ البقیع مین گئے اور دوڑ کر قبر سے ہم آغوش ہوئے اور یہ کہتے ہوئے روتے روتے بیہوش ہوئے شعر کیا تکلف ہی کہ بے آب و خورش جیتے ہین ✤ لخت دل کھاتے ہین اور خون جگر پیتے ہین ✤ بھائی صاحب جب سے آپ نے مجھ سے منھ پھیرا ہر طرف سے رنج و مصیبت نے مجھے گھیر اس اسباب سنگ غم سے چور ہی خوشی کوسون دور ہے آپ کے بعد اتنے دن کسی طرح جیتا تھا غم دوری سے خون دل پیتا تھا کیا کہین اب آپ کا جوڑا چھوٹتا ہے آپ کی رحمت یاد کر کر دل ٹوٹتا ہے اب رخصت ہوتا ہون پھر اب حشر ہی مین ملاقات ہوگی وہین اچھی طرح سے بات ہوگی پھر وہان سے مزار فیض انوار پر مادر مہربان کے تشریف لائے اشک خونین آنکھون سے بہائے اور کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اُمَّاہُ نظم اے مری مان لیجیے میرا سلام ✤ روضہ پہ حاضر ہے تمہارا غلام ✤ تم تو سدھارین سوے باغ جنان ✤ چھوڑ کے مجھکو تن تنہا یہان ✤ اپنی یتیمی کی ہوئین چارہ گر ✤ میری یتیمی پہ نہ کی کچھ نظر ✤ پھر عرض کی اے مادر مہربان حسین بیکس و بیجان کو رخصت کیجیے آخری سلام لیجیے یہ کہا اور قبر شریف پر لپٹ گئے اسقدر روئے کہ جگر حاملان عرش کے پھٹ گئے روضے سے آواز آئی وعلیک السلام اے شہید مادر نظم للمؤلف آج مان بے نصیب لٹتی ہی ✤ ایسے رشک قمر سے چھٹتی ہے ✤ آج گھر میرا بے چراغ ہوا ✤ دل زہرا پہ کیسا داغ ہوا ✤ اب مدینہ اجاڑ ہوتا ہے ✤ ہر بشر زار زار روتا ہی پھر آدھی رات کو وہان سے روضۂ مبارک پر اپنے جد بزرگوار حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

رخصت ہونے کو حاضر ہوئے سلام اور طواف کرکے نماز مین مشغول ہوئے وہین آنکھ لگ
گئی پھر دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہان قدم رنجہ کیا اور سر آپکا اٹھا کر اپنی گود مین
لیا شاہزادہ نے رو کر عرض کی **نظم** مرگ سے بدتر ہے مری زندگی ٭ جینے سے اب مجکو ہے شرمندگی ٭
لطف نہین پاتا ہون جینے مین اب ٭ مین نہین رہنے کا مدینے مین اب ٭ نانا جان
اب آپ کی امت مجھے بہت ستاتی ہے فضائل جو میرے آپ نے بیان کیے تھے کچھ خیال
مین نہین لاتی ہے مدینے مین کیونکر رہون ستم اعدا کتنا سہون کہ جگر مین خنجر فراق سے آپ کے
زخم کاری ہے سر کیا کرون بعزم کربلا زیارت کلے کی طیاری ہے دیکھیے میرے سر بریدہ کو بھی
تقدیر یہان پھیر لاتی ہے یا اسی طرف کہین خاک مین ملاتی ہے **شعر** آچکی ہے سر گرداب فنا
کشتی عمر ٭ ہر نفس باد مخالف کا ہے جھونکا ہمکو ٭ آپ نے فرمایا بیٹا تم بھی اپنی مان کی طرح
مغموم اور اپنے باپ کے مثل مہموم اور بھائی کی طرح مظلوم اب چندے جی کر شربت شہادت
پی کر میرے پاس آؤ گے جنت مین ہمارے پاس رہو گے درجے عالی پاؤ گے نور عین حسین
عین فرات کے کنارے تم ہو کے پیاسے ہو گے پھر خاک کربلا ہو گی اور تمھارا لاشا ہو گا
تمھارا تن نازنین زخمون سے چور اور سر بدن سے دور اور اشقیا کو ایک تماشا ہو گا اے
حسین منتظر وقت رہو اب چندے مصائب دنیا اور صدمۂ فراق سہو عاشقون مین
شہرہ ہو راہ مولیٰ مین دلیر ہو بیٹا سر کٹ جائے ساری دنیا الٹ جائے پر آہ نہ کیجیو دامن صبر و شکر
ہاتھ سے نہ چھوڑیو دیکھنا حرف ناشکری کہین زبان سے نکل نہ پڑے آئینۂ رضا اور تسلیم
مین بل نہ پڑے **شعر** سو طرح کی تم پہ آئیگی بلا اے نور عین ٭ پر دامن صبر کو مت چھوڑنا ہرگز
حسین ٭ شاہزادے فرماتے ہین کہ اسی درمیان مین چہرۂ گلنار حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کا زرد ہو گیا اور ہر موے عنبرین پر گرد ہو گیا مین ڈرا اور عرض کی نانا جان حسین آپ
پر قربان آپ کی یہ کیا حالت ہے خیر تو ہے کیا وجہ ملامت ہے آپ نے فرمایا اے نور دیدہ یہ
خاک کربلا کی تاثیر ہے کیا کہون کہ نہین مٹ سکتا نوشتہ تقدیر ہے اسکے بعد **شعر** شاہ دین نے سنکے ان
باتون کو پھر اک آہ کی ٭ اور کہا حاضر ہون جو مرضی مرے اللہ کی ٭ پھر نیند سے چونکے سلام
رخصت بجا لائے اور بعزم مدینہ آگئی مکہ معظمہ سے دم گھر چلے آئے **شعر** سول پہنچ اے خدا

درود و سلام پر علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام

غضب ہے پھری افسوس چرخ اشقیا اب | مدینے سے شہید کربلا مکے کو جاتا ہے

اگرچہ سلطان دارین حضرت امام حسینؑ موافق احادیث صحیحہ اور مطابق اخبار صریحہ کے پہلے ہی سے بالیقین جانتے تھے کہ میدان کربلا میں میری شہادت ہوگی آسمان سے خون برسے گا زمین روئیگی مگر کیا معلوم تھا کہ یہ واقعہ عنقریب ہوگا ابھی تھوڑے زمانے میں یہ نوبت مجھے نصیب ہوگا جب اس خواب سے معلوم ہوا کہ اب آئین کچھ ناچیز نہیں بغیر چھوڑے مدینے کے اسکی کوئی راہ نہیں کچھ تدبیر نہیں ہر دم مزہ اور لطف خواب شب کا یاد آتا تھا دل تڑپتا تھا جی گھبراتا تھا پھر تو عشق مدینہ پیغمبر کا کلیجا پھڑکا دل دھڑکا سب سے دیس کی محبت چھوٹی ذوق شوق ترشتہ تھا اور میں سب سے الفت ٹوٹی کہاں کی بھوک کہاں کی پیاس بیاد شربت وصال جی بیچین چہرہ اداس پھر آخر جمعے کی رات چوتھی شعبان سن ساٹھ ہجری میں مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کو کوچ کیا اور سب اہل و عیال اور خدم و موالی کو اپنے ہمراہ لیا احباب محرمان راز و دوستان دمساز رخصت کرنیکو آئے سلام آخری بجالائے پھر جناب امام علیہ السلام **شعر** اقربا سے وداع ہونے لگے ✤ گلے مل مل کے خوب رونے لگے ✤ پھر سواری چلی راہ میں جو لوگ ملتے پوچھتے یا ابن رسولؐ یہ کیا بیقراری ہے روضہ انور کو کہ رشک خلد برین ہے چھوڑ کر کہاں کی طیاری ہے آپ زار زار روتے آنسوؤں سے رومال بھگوتے اور فرماتے **شعر** رشتہ در گردنم افگندہ دوست ✤ مے برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست ✤ **روایت** ہے کہ اثنائے راہ میں عبداللہ مطیع مکے سے آتے تھے حضرت کو ملے بعد سلام شوق کے عرض کی **شعر** کردہ عزم سفر حفظ خدا یار تو باد ✤ فضل حق از ہمہ آفات نگہدار تو باد ✤ شاہزادے مدینے سے آپ کو کیوں سفر ہے خیر تو ہے کیا خیال آیا ہے آپ نے فرمایا **نظم** اے سیح از حال درد سر آگہی ✤ وز سر شک و رنگ زردم آگہی ✤ از لب خشکی و چشم تر بپرس ✤ چون رسوز و آہ سردم آگہی ✤ میروم ہر جا کہ عشقش می برد ✤ رہ نوردی کوچہ گردم آگہی ✤ پھر سب حال پر ملال اپنا عبداللہ کو کہ سنایا اور خود روئے اور انکو بھی رلایا پھر فرمایا اے عبداللہ **نظم** بکام عاشق بیدل ز کوے یار نرفت ✤ کسے ز روضہ جنت باختیار نرفت ✤ مرا

غنیمت کہ پیدا ہمی تو انم کرد ✤ حکایت دل شیدا ہمی توانم کرد ✤ پھر عبداللہ نے کہا کہ اگر غلام کو بھی کی اجازت دیجیے اور جو کہوں سو قبول کیجیے تو کچھ عرض کروں فرمایا ہاں کہو عبداللہ نے کہا آپ آج سرور عالم اور سید و بہتر اولاد آدم ہیں حرم کے میں جا کر چپ چاپ بیٹھ رہیں اہل مکہ آپ کی تابعدار ہونگے جی جان سے آپ پر نثار ہونگے مگر ہرگز وہاں سے کوفے کو نجانا کوفیوں کی چاپلوسی پر زنہار فریب نہ کھانا کوفیوں نے آپ کے پدر بزرگوار کے ساتھ کیسے کیسے ستم کیے اور آپ کے برادر غمخوار کو انھوں نے سم دیے اور میں جانتا ہوں کہ کوفیوں بیوفا آپ کو بلاینگے پھر اگر آپ وہاں جائینگے تو آخر کو بہت پچتائینگے شاہزادے نے انکو دعا دی اور رخصت کی پھر جس منزل میں آپ نزول اجلال فرماتے تھے جوق جوق فوج کی فوج لوگ حالت شوق میں یہ کہتے ہوئے قدمبوسی کو آتے تھے **نظم** آمدی و آمدنت بس خوشی ست ✤ دیدن روے تو عجب دلکشی ست ✤ خاک درت بر سر تاج باد ✤ ہر شب عمرت شب معراج باد ✤ اہل مکہ شاہزادے کی آمد آمد کی خبر سنکر ہزاروں گروہ کے گروہ استقبال کو آئے بہت خوش ہو کر گویا جان نثار کو لائے خوشی میں سب لوگ پھولے نہ سمائے تھے حالت ذوق شوق میں یہ اشعار پڑھتے جاتے تھے **نظم** دولت وصل تو دائم ز خدا می جستیم ✤ کعبۂ کوی تو از راہ صفا می جستیم ✤ ہر سحرگاہ باخلاص تمام از سر صدق ✤ دست برداشتہ بودیم و ترا می جستیم ✤ طاق ابروے تو کان قبلۂ مشتاقان ست ✤ گاہ و بیگاہ بمحراب دعا می جستیم ✤ جب قریب مکے کے آپ پہونچے سارے اہل مکہ چھوٹے بڑے جوان بوڑھے خوشی کے دم میں یہ کہتے ہوئے استقبال کو دوڑے **نظم** جنسے روشن ہے مدینہ وہ قمر آتے ہیں ✤ جنکا مسکن ہی نجف میں وہ گہر آتے ہیں ✤ حضرت سرور عالم کے پسر آتے ہیں ✤ سیدہ فاطمہ کے لخت جگر آتے ہیں ✤ نخل بستان نبوت کے ثمر آتے ہیں ✤ جنکا گھر عرش پہ ہے وہ مرے گھر آتے ہیں ✤ واہ قسمت کہ چراغ حرمین آتے ہیں ✤ اے مسلمانوں مبارک ہو حسین آتے ہیں ✤ پھر جب شہر مکہ میں اس جان عالم کی سواری آئی اہل مکہ نے جان تازہ پائی اللہ غنی وہ ہر طرف سے دھوم دھام ہر کہ و مہ کا ازدحام پھر گھر گھر شادی تھی سب کی زبان پر مبارکبادی تھی **نظم للمؤلفہ** مرحبا اے اہل مکہ مرحبا ✤ مرحبا صد مرحبا صد مرحبا ✤ آج نور مصطفی کی دید ہے ✤ آج ہے اہل حرم کی عید ہے ✤ آمد شبیر کی کیا دھوم ہے ✤

دھوم ہے کیا دھوم ہے کیا دھوم ہے ✤ آمد آمد ہے مرے سردار کی ✤ آمد آمد ہے شہ ابرار کی ✤ آمد آمد ساقی کوثر کی ہے ✤ آمد آمد نور پیغمبر کی ہے ✤ آمد آمد ہے حسین پاک کی ✤ آمد آمد ہے شہ افلاک کی ✤

پھر آپ مکہ معظمہ پہونچکر بقیہ شعبان اور تمام رمضان اور شوال اور ذیقعدہ امن و امان سے رہے بصورت اطمینان سے رہے اور اہل مکہ مارے خوشی کے پھولے نہ سماتے تھے پانچوں وقت کو جملی فوج لوگ آپ کے پیچھے نماز کو آتے تھے سعید بن عاص کہ والی مکہ تھا یزید کیطرف سے لوگون کا یہ اژدحام اور ہر اطراف وجوانب سے اسقدر دھوم دھام دیکھکر گھبرایا اور مکے سے بھاگا مدینہ منورہ آیا پھر مدینے سے یزید پلید کو خط لکھا کہ حضرت امام حسینؑ اور عبداللہ بن زبیر وغیرہ نے تمھاری بیعت نہ کی اور مدینہ طیبہ سے فلان تاریخ کو مکہ معظمہ آئے سب اہل مکہ اور ہر اطراف وجوانب کے لوگ اُنکے ساتھ رجوع لائے خدائی کی خدائی چلی آتی ہے ساری خلق جان ومال اپنی اُنپر قربان کرنے کو لاتی ہے جب یہ حال یزید شقی نے سنا مارے غم وغصہ کے سرکو دھنا اور اس نظر سے کہ ولید بن عقبہ نے پکڑنے میں امام کے تقصیر کی امارت مدینہ منورہ کی اُسنے چھین لی اور ابن الاشدق کو دی شعر رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود وسلام ✤ علی وفاطمہ حسنؑ وحسینؑ پر بھی مدام روایت ہے کہ کوفی لا یوفی معاویہ ہی کے زمانہ سے ہمیشہ حضرت کو طلب خلافت اور خروج کی تحریص کرتے اور آپ کو کوفی بلاتے تھے مگر آپ اُنکے قول وفعل پر یقین نہ لاتے تھے جب کوفیوں نے مدینے سے آپکی مکے میں تشریف آوری کی خبر پائی آپ کو کوفے میں بلانے کی ٹھہرائی ستر آدمیوں نے اشراف کوفے کے بالاتفاق ایک رائے ہوکے حضرت کو بڑی ذوق وشوق اور تپاک سے اس مضمون کی عرضی لکھ بھیجی کہ یزید پلید تخت حکومت پر بلا مشورے اہل اسلام کے بیٹھکر چاہتا ہے کہ حکمرانی کرے آپ ایسے لوگون سے بیعت لے اور مسلمانوں پر ایذا رسانی کرے اور ہم لوگ آپ کے اور آپ کے والد بزرگوار کے شیعہ اور فرمانبردار ہین جہان آپکا پسینہ گرے اپنا خون دینے کو طیار ہین ہم لوگ بھی یزید کی خلافت سے نالان ہین بیزار ہین دن رات آپ کی تشریف آوری کے انتظار ہین بدل وجان چاہتے ہین کہ آپ کے ہاتھ پر بیعت کرکے ہر طرف سے جمعیت کرکے دشمنوں سے مقابلہ کرین اپنی جان ومال فرزند وعیال آپ پر قربان کرکے

شہر میں جان جانی تو جانیوے مگر آئینہ عقیدت میں بل نہ آئی ہم لوگ بالاتفاق خدا و رسول کو درمیان دیکے قرآن مجید ہاتھ میں لیکے وعدۂ واثق اور اقرار صادق کرتے ہیں کہ جی جان سے بلکہ ہر دو جہان سے آپ کی تابعداری کریں اگر سرمو بھی اسمین فرق پڑے تو بری موت مریں آپ نبی زادے ہیں شاہزادے ہیں ایک عالم کے مطاع ہیں بہر صورت واجب الاتباع ہیں آپ فوراً تشریف لائیں للہ آپ کوفے بہت جلد قدم رنجہ فرمائیں **مثنوی المؤلفہ** اے مدنی برقع و مکی نقاب ✤ ہست غلامت عجم و ہم عرب ✤ ای بدرت ملک و ملک ملتجی ✤ رحم بحالم بنگر شقی ✤ ماہمہ مشتاق وصال تو ایم ✤ محو تماشای جمال تو ایم ✤ منتظران را بلب آمد نفس ✤ ای زتو فریاد بفریاد رس ✤ بر سر و چشم نہ از لطف پا ✤ ایکہ نیست داروے استقامہا ✤ دامن پاکت نگذارم مگر ✤ چون برہانیم ازین شور و شر ✤ آہ ازین جور یزید پلید ✤ از ستمش جان بلبانم رسید ✤ شاہی و ما جملہ گداے تو ایم ✤ والہ و شیداے لقاے تو ایم ✤ ناصر کونین و ملجاے ما ✤ رونق دین من و دنیاے ما ✤ حضرت کو اس اثنا میں کبھی مزہ اس خواب کا بھولتا نہ تھا غنچہ خاطر ان ہواداران ظاہر کی باتوں سے کاہے کھولتا نہ تھا ہر وقت اسی سوچ میں رہتے کہ یا نصیب وہ دن کب آئینگے کہ حضرت حق کربلا میں مجھے بلائینگے بارے قسمت وہ کونسی ساعت کونسی گھڑی ہوگی کہ لوگ کربلا میں ہمکو شہید کرینگے اسی جامۂ رنگین اور تن خونین اور لب خشک اور چشم تر اور جسم بے سر کے ساتھ نانا کے پاس جاکر خوشی سے عید ہم کرینگے پھر جب کوفے سے ڈیڑھ سو سے زیادہ بمضمون واحد خطوط معرفت چند خواص و شرفا وہاں کے آئے اور کوفیوں نے اس امر میں استدعا و اصرار نہایت درجے کو پہونچائے تب آپ نے عزم کوفے کا مصمم فرمایا اور بہت خوش ہو کر دلسے کہا الحمد للہ کہ اب زمانہ شہادت کا قریب آیا عبد اللہ بن عباسؓ اور جو بڑے بڑے صحابہ مکۂ معظمہ میں تھے سب نے آپکو سمجھایا کہ کوفی لایوفی کے قول و فعل کا ہرگز اعتماد نہیں کوفیوں نے آپ کی باپ بھائی کے ساتھ جو جو جور کیے آپ بھول گئے یا نہیں کوفیوں کی بیوفائی تمام عالم میں مشہور ہے آپ وہاں کا ہرگز قصد نفرمائیں دیکھیے خدا کو کیا منظور ہے اور اگر کوفیوں کا اتنا اصرار ہے تو پہلے اپنے کسی عزیز کو کوفے روانہ کیجیے کوفیوں کا امتحان لیجیے آخر یہ صلاح قرار پائی کہ **شعر** چچازاد اپنے بھائی یعنے مسلم کو روان کیجیے ✤ روانہ کرکے انکو فیوں کا امتحان لیجیے ✤ یعنی حضرت مسلم پہلے کوفے

تشریف لیجائیں اگر اہل کوفہ اپنے عہد و بیعت پر قائم ہوں تو بہتر ورنہ واپس آئیں شعر رسول
پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام ٭ علیؑ و فاطمہ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ٭

چلے مکے سے کوفے کو جناب حضرت مسلم ‖ فلک اب مارنے کو انکی کیا کیا داؤں تاکے ہے

روایت ہے کہ بعد اصرار کوفیوں کے استصلاح و مشورے احباب کے پہلے آپ نے حضرت مسلم بن عقیل
اپنے چچازاد بھائی کو بہ نیابت اپنی مع چند لوگوں کے کوفے کو روانہ کیا اور ایک خط کوفیوں کے نام
لکھکر انکو دیا اس مضمون کا کہ ڈیڑھ سو سے زیادہ عرضیاں تمہاری بطلب ہمارے اور اشتیاق
اور انتظار تمہارے شرفائے کوفہ کی معرفت آئیں ولیکن خرمی اور سرور بے اندازہ لائیں بالفعل
مسلم بن عقیل اپنے چچازاد بھائی کو اپنا نائب کرکے تمہارے پاس اتحاکا روانہ کرتا ہوں اگر تم لوگوں ذی عزم
قول کے ثبات قدم رہیے انکے ہاتھ پر بیعت کی اور انھوں نے تمہاری خیرخواہی اور جانثاری کی
مجھے اطلاع دی تو میں ضرور عزم کوفہ کرونگا وہاں جاکر اشقیا سے لڑونگا سو دیکھنا خبردار تعظیم و توقیر اور
ہر بات میں انکو میرے برابر جاننا عالم عادل متقی ہیں جو کچھ کہیں سو ماننا روایت ہے کہ حضرت
مسلم مکے سے ایک منزل نہ گئے تھے کہ ایک صیاد ہرن کا پیچھا کرتا ہوا دست راست سے آگے
نمود ہوا آخر کار ہرن کو پکڑ کرکے ذبح کیا حضرت مسلم یہ حال دیکھکر حضرت امام حسینؑ کے پاس
واپس آئے اور عرض کی بھائی بالفعل ہمارا کوفے کو جانا مصلحت نہیں ہے اسواسطے کہ اول ہی
منزل میں ایسا ایسا فال بد ہمنے دیکھا حضرت امام حسینؑ نے فرمایا کہ اگر آپ کوفے جانے سے
ڈرتے ہیں عذر کرتے ہیں تو میں اور کسی کو بھیجوں حضرت مسلم نے فرمایا شعر تا ہم سر ز فرمانت
اگر تیغم زنی ہر دم ٭ مرا عید آن زمان باشد کہ قربان رہت گردم ٭ مجھے اتباع سے آپ کی سر
انکار نہیں کچھ کہنے میں مجھے اصرار نہیں یہ تو ایک بدفالی راہ میں دیکھی تھی چاہا کہ آپ سے عرض
کردوں اور ایکبار آپ کو دیکھ لوں اسواسطے کہ مجھے یقین ہے کہ کوفے سے میں پھر نہ آؤنگا وہیں
شہادت پاؤنگا پھر آپ سے رخصت ہونے لگے الوداع الفراق کہتے کہتے بیقرار ہونے لگے نظم
وداعت مے کنم جانان وداع آخرین از دل ٭ ز کویت می روم بر غصہ دارم قصہ مشکل ہمہ دارم
طاقت دوری ندارم تاب مہجوری ٭ عجب دردیست بے درمان عجب کاریست بے حاصل ٭

لوگون نے کہا کہ آپ موت سے ڈرتے ہین کہ اسقدر آہ سرد بھرتے ہین فرمایا نہین مفارقت سے
حضرت امام حسین کی روتا ہون بیتاب ہوتا ہون غرض آپ نے حضرت امام کو رخصت کی اور راہ کوفے
کی لی **روایت** ہے کہ حضرت مسلم نے مدینہ منورہ کی راہ لی اور حرم نبوی مین پہونچکر مسجد نبوی
مین دوگانہ نماز پڑھی اور دونون لڑکون کو اپنے کہ بہت صغیر سن تھے اور باپ بن رہ نہین سکتے
تھے درد ہجران سہ نہین سکتے تھے اپنے ہمراہ لیا پھر وہان سے دو شخص راہ کے بتانے والے لیے
اور شارع عام چھوڑکر بیڑراہ ہوکر زندگی سے ہاتھ دھوکر شباشب آگے بڑھے وہ اندھیری رات
سناٹی کا عالم بجز ذات خدا نہ کوئی یار نہ کوئی ہمدم دونون راہبر اندھیری رات مین راہ بھول گئے
دوادوی چلتے چلتے پائون انکے پھول گئے اور دونون کو تپش آفتاب اور نایابی آب سے کمال
تکلیف اٹھائی بڑی اذیت پائی جوتیان پرزے پرزے ہوگئین سیکڑون کانٹے گڑ گئے تلوون
مین آبلے پڑ گئے آخر مجبور ہوکر ان راہبرون نے آپکو ایک راہ بتائی کہ ادھر سے آپ چلے
جائین کچھ خوف وخطرہ دلمین نہ لائین اور وہ دونون راہبر کہ جان بلب رسیدہ تھے وہین
ہلاک ہوئے آفات دنیاوی سے پاک ہوئے حضرت مسلم نے وہ سب تکلیفین جناب امام عالی
مقام کے حضور مین لکھ بھیجین کہ شعر بھپھولے دل کے تازہ تازہ اسیر اشک افشانی + رہ کوفے
مین ہے میراہی دانہ ہی پانی + اور لکھا کہ آثار اور قرائن سے یہ سفر نامبارک نظر آتا ہے دیکھیے
خدائے تعالی کیا پیش لاتا ہے اگر ارشاد ہو کوفے کو نجاؤن یہین سے پلٹ آؤن اور کسی کو آپ
اس کام پر مامور فرمائین اور اس مہجور کو اپنے حضور مین ملنے بلائین شاہزادے نے جواب مین
لکھ بھیجا کہ یہ سب تمھارے وہم ہین خیالات ہین پست ہمتی اور بزدلی کے علامات ہین **نظم**
ہر بلای را عطاے در پے است + ہر کدورت را صفاے در پے ست + زیر ہر رنجے ست
گنجے معتبر + خار دیدی چشم بکشا گل نگر + ہر بلا کز دوست آید راحت ست + وان بلا را
بر دلم صد منت ست + بھائی ہمت بلند کیجیے میرا جی خرسند کیجیے جس راہ مین قدم رکھا ہی
اسکو تمام کرو بخیر وخوبی اسکا انجام کرو حضرت مسلم موافق احکام کے وہان سے مع دونون
صاحبزادون اپنے کے بہزار محنت وجانفشانی کوفے کو جا پہونچے اور مختار بن عبیدہ کے
گھر مین اترے مشتاقان کوفہ آپکی تشریف آوری کی خبر سنکر سر کے بل خدمت مین

فوج کی فوج حاضر آئے کو ہر جان نثار کو لائی آپ نے حضرت امام حسینؑ کا نامہ پڑھکر کوفیون کو سنایا
اُس جماعت کوفی لا یوفی نے نامے کا حال سُنکر بآواز بلند نعرہ و استوقاہ عرش تک پہونچائی اور ہر
طرف سے بعقیدت تمام و اطاعت تمام جان و مال سے حضرت مسلم کی خدمت مین حاضر آئے بعد حضرت
مسلم کے پیچھے نمازیون کا اسقدر اژدحام ہوا کہ سینے سے سینہ چھلتا تھا نوبت اذان پنجگانہ کی اسقدر
بلند ہوئی کہ عرش برین ہلتا تھا ہر روز فوج کی فوج کوفی لا یوفی اُنکے ہاتھ پر حضرت امام حسینؑ کی بیعت
کرتے تھے اپنا جان و مال آپ پر قربان کرنیکو مرتے تھے جب چالیس ہزار آدمی جنگی کوفی نے حضرت
مسلم کے ہاتھ پر بیعت کی اور ہر طرف سے جمعیت اور صرف جمعیت کی تو حضرت مسلم نے حضرت امام حسینؑ کو
ایک نامہ لکھے اس مضمون کا لکھا کہ یا ابن رسول اللہ اہل کوفہ اپنی عہد و پیمان کی موافق جان و
مال سے حاضر آتی ہین اور ہر روز میری ہاتھ پر آپ کی بیعت کیے جاتے ہین چنانچہ آج تک چالیس ہزار
مرد جنگی بیعت کر چکے زیر تیغ حکم آپ کی اپنی گردن دھرے ہیں یہان دین اسلام کی رونق تمام
ہے مرجع خاص و عام ہے آپ اس خط کے دیکھتے کوفے کا قصد فرمائین خیال اور کسی طرح کا
خاطر مبارک مین نہ لائین شعر ای خوش ان روز کہ از الطاف رب العالمین ✤ وصل تو
روزی شود اللہ خیر الرازقین ✤ پھر جب نعمان بن بشیر صحابی سنے کہ یزید کی طرف سے کوفے
کے حاکم تھے خبر بیعت کوفیون کی دست حضرت مسلم پر پائی چونکہ وہ دوستدار اہلبیت نبوت
کے تھے اسلیے فقط ظاہر مین اہل کوفہ کو مسجد مین جمع کرکے دھمکایا اور تہدید بلیغ فرمائی
مگر فقط دھمکی پر ٹالا اور کچھ کسی سے تعرض نہ کیا دار الامارت مین چلے آئی اور حضرت مسلم کے
ساتھ کوفیون کو اسی طرح چھوڑ دیا بلکہ در پردہ معاون و مددگار حضرت مسلم کے رہتے
اور کلمات ترغیب بیعت اور اطاعت امام عالی مقام کے اہل کوفہ سے کہتے اُسکے بعد خفیہ
نویس اور جاسوسون نے یزید پلید کے کہ کوفے مین رہتے تھے یہ سب حال یعنی حضرت
مسلم کا کوفے مین آنا اور اہل کوفے کا اُنکی طرف دل و جان سے رجوع لانا اور بیعت
کرنی کوفیون کی دست مسلم پر حضرت شبیرؑ کی اور ضعف اور سستی نعمان بن بشیر کی
اور خبر آمد آمد کی حضرت امام حسینؑ کی کوفے مین ایک خط کے اندر لکھکر شہر شام مین یزید
پلید کو بھیجا اور لکھا کہ اگر آپ کو بقای سلطنت اور استحفاظ کوفہ منظور ہے تو ایک شخص با ہیبت

وسیاست بجائے نعمان بن بشیر کے کوفے کا حاکم کر کے علی الفور یہان بھیجنا ضرور ہی تاکہ وہ دشمنون کو باس شہرت و دفع کرے فتنۂ تازہ کو رفع کرے یزید پلید نے اُس خط کا حال سُنکر آتش غضب سے جل بھنکر سرخون رومی اپنے وزیر کو بلایا اور اس امر کا شوری درمیان لایا کہ اگر امام حسین کوفے مین آئے تو ملک عراق ہماری ہاتھ سے بلکہ ساری سلطنت مین خلل پڑ جائیگا اور شہرون مین نشان چھینی گر جائیگا آخر اُس مردود نے یہ صلاح بتائی کہ نعمان بن بشیر کو حکومت کوفے سے معزول کر کے ایسے کو حاکم کیا چاہیے کہ جماعت مسلم کو بحر فنا مین ڈبو دے اور جڑ فتنہ و فساد کی کھو دے آخر بصلاح اُسکے نعمان بن بشیر کو معزول کر کے عبداللہ بن زیاد کو کہ یزید کی جانب سے بصرے کا حاکم تھا کوفے پر معمور کیا اور عبداللہ بن زیاد کی نام بتاکید تمام فرمان لکھا کہ حضرت مسلم کوفے مین آئے ہین اور امام حسین کی بیعت سارے اہل کوفہ سے لیتے ہین اور سارے اہل کوفہ انکی اتباع مین جان دیتے ہین مناسب ہی کہ اس فرمان کے دیکھتے ہی تم بصرے مین اپنی جگہ پر اور کسی کو حاکم مقرر کر کے جلد تر کوفے چلے جاؤ اور وہان پہونچکر فی الفور مسلم اور ساتھیان اور ساتھیان کا اُنکے سر کاٹکر میرے پاس جلد بھیجو اور اُنکی لاشون کو خاک مین ملاؤ اور اگر جناب امام حسین کوفے آگئے ہون تو اُنسے میری بیعت لو اگر قبول کرین فبہا ورنہ بلا تحاشا اُنکو بھی شربت شہادت پلاؤ ابن زیاد بد نہاد یہ فرمان پڑھکر خوشی کے دم مین پھول گیا غم دارین بھول گیا اور بصرے مین اپنے بھائی کو اپنا قائم مقام کر کے بہ سبیل استعجال کوفے کی راہ لی شعر رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود وسلام + علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام + روایت ہی کہ ان دنون جناب امام حسین کی آمد کی خبر کوفے مین مشتہر تھی ہر کوچہ و بازار مین اسکی خبر تھی اسلیے ابن زیاد شیطان نے فریب کی راہ سے قریب کوفے کے مقام قادسیہ مین پہونچکر اپنی ساری سپاہ رد سپاہ کو وہین چھوڑا حجازیون کا راستہ تھا اور راہ بصرے سے منہ موڑا پھر جب دو تین گھڑی رات گذری تو اپنا بھیس بدلا اور لباس حجازیون کا پہنا یعنی سیاہ عمامہ سر پر باندھا اور گلے سے ایک تلوار حمائل کر لی اور تیر و کمان بازو مین لگا لیا اور ایک عصا ہاتھ مین لیکر چادر سے اپنا سر اور منہ لپیٹ کر اونٹ پر سوار ہو کر چند آدمیون کے ساتھ بصری کی راہ سی کترا کر جس راہ سے قافلہ حجاز کا آتا تھا اُسی کو فیما بین نماز مغرب اور عشا کی کوفے مین داخل ہوا

اور دھوکا دیکر اپنے تئین جناب امام حسینؑ ظاہر کیا اہل کوفہ کہ پہلے ہی سے مشتاق ہمہ تن چشم انتظار قدوم میمنت لزوم جناب عالی مقام کے تھے اور اُن دنون حضرت امام کی آمد آمد کی خبر بھی مشہور ہو رہی تھی یہ دھوم دھام اور شوکت و ازدحام خاص و عام دیکھکر دھوکے مین آکر سمجھے کہ امام صاحب تشریف لائے پس ہر کہ و مہ استقبال کو آئے شرائط تعظیم و توقیر غایت درجہ کی بجالائے پھر تو اہل کوفہ فوج کی فوج استقبال کو آتی تھی اور بسبب تاریکی رات کے امام صاحب کے دھوکے سے رسم تحیت و سلام بجالاتی تھی اور کہتی تھی مَرْحَبًا بِكَ يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللهِ **نظم** آمدی و آمدنت بس خوشی ست * دیدن روی تو عجب دلکشی ست * خاک رہت بہ تاج باد * ہر شب عمرت شب معراج باد * ابن زیاد کیا وہ سب کا سلام لیتا تھا مگر منہہ سے کچھ بات نہ کہتا آہستہ سب کے سلام کا جواب دیتا تھا لیکن یہ ازدحام اور میلان کوفیون کا ساتھ امام عالی مقام کے دیکھکر مارے غصے کے مثل سانپ کے جی مین پیچ و تاب کھاتا تھا اور رونت پروات پیتا تھا اور آتش غضب ہی جلا جاتا تھا غرض ساری اہل کوفہ آسکے پس و پیش مرحبا مرحبا اور طرقوا طرقوا گویان اور ابن زیاد بدنہاد اُسی طرح سر گریبان حالم نشین مکان کے پھاٹک پر آگیا اور اُسکی غرض یہ تھی کہ لوگ اُسکو نہ پہچانین اور ایکبار بلوا کرکے کسی طرح کا فتنہ اور فساد ظہور مین لائین **روایت** ہی کہ جب ابن زیاد بدنہاد پھاٹک پر دار الامارۃ کے اس دھوم دھام اور مرجع خاص و عام سے پہونچا نعمان بن بشیر نے پھاٹک بند کرلیا اور کوٹھے پر چڑھکے اس کو کہ اور دھوم دھام اور کوفیون کے ازدحام کو دیکھا سمجھا کہ جناب امام حسینؑ ہین پکار کر کہا یا ابن رسول اللہ آپ یہان سے مناسب ہے پھر جائین فتنہ اور فساد نہ اٹھائین یزید ہرگز یہ شہر آپ کو نہ دیگا بغیر استیصال آپ کے دم نہ لیگا آج کی رات آپ کوفے سے تشریف لیجائین اور کسی مقام مین نزول اجلال فرمائین اور اہل کوفہ نعمان کو گالیان دیتے تھے کہ جلد دروازہ کھلواؤ کہ اس گھڑی پھاٹک پر ابن رسول اللہ کھڑے ہین آخر مسلم ابن عمرو باہلی نے نعرہ مارا کہ ای کوفیو یہ امیر عبید اللہ ابن زیاد ہی حضرت امام حسین نہین اور ابن زیاد نے بھی چادر سر سے اُٹھائی اور بات بولا پھر اہل کوفہ نے اُسے پہچان کر چپکے چپکے دار الامارۃ سے اپنے اپنے گھر کی راہ لی اور نعمان نے پھاٹک کھلوا دیا اور ابن زیاد بدنہاد کو کوٹھے پر بُلا لیا **شعر** رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام

علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ✤ **روایت** ہے کہ پھر جب صبح ہوئی تو ابن زیاد بد نہاد نے
اکابر کوفہ کو بلوایا اور رو برو انکے اپنی حکومت کا فرمان سنایا اور سب کوفیون کو بہت دھمکایا اور
یزید کی مخالفت سے ڈرایا مگر ایذا رسانی اور قتل سے کوفیون کے ہاتھہ موڑ لو فقط دھمکی اور حیلہ اور
تقریر زبانی اور تہدید لسانی سے حضرت مسلمؑ کی جماعت کو توڑا حضرت مسلمؑ مضطر ہوئے اور بہت
گھبرائے اور ہانی کے گھر آئے اور فرمایا اے ہانی مین اس شہر مین مسافر ہون غریب ہون مبتلا بانواع
مصائب عجیب ہون اور تم اہل کوفہ کو پہچانتے ہو بیوفائی اور جو فروشی گندم نمائی انکی خوب
جانتے ہو غرض اپنے حالات اور مصائب کہانتک تم سے کہین تھوڑی جگہ دو تو شب بھر یہان پڑ
رہین ہانی نے ہاتھہ جوڑ کر عرض کی **بیت** رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ✤ کرم نما و فرود
آکہ خانہ خانۂ تست ✤ شیعہ حضرت مسلمؑ کے پتا لگا کر ہانی کے گھر خفیۃً آتے تھے اور انکے ہاتھہ پر بیعت
حضرت امام حسینؑ کی کیے جاتے تھے اور مغلظ قسمین کھاتے کہ بیعت کے ساتھہ تا زیست وفا کرینگے
کا ہے سر مو عذر نہ کرینگے نہ دغا کرینگے ابن زیاد بد نہاد نے ہر چند حضرت مسلمؑ کو گلی گلی تلاش کروایا
مگر کہین پتا نہ پایا **روایت** ہے کہ جب ابن زیاد کو باوجود سعی تمام اور تلاش مالا کلام کے
حضرت مسلمؑ کا سراغ نہ ملا تو بہت گھبرایا آخر حیلۂ عجیب درمیان لایا یعنے اس ملعون کا ایک
غلام بد انجام تھا معقل نام اسکو اسنے تین ہزار درم دیئے اور کہا کہ شیعان علیؑ کے ساتھہ جاکر
اختلاط پیدا کر امام حسینؑ اور اہل نبوت کے ساتھہ اپنا حسن اعتقاد ہویدا کر اور ظاہر کر کہ
مین سیکے از دوستداران حضرت مسلمؑ و امام حسینؑ ہون انکی زیارت اور قدمبوسی کے لیے حمص سے
مسافت بعیدہ طے کرکے آیا ہون یہ تین ہزار درم واسطے نذر حضرت مسلمؑ کے لایا ہون بخدا مجھے
انکی خدمت سراپا برکت مین لے چلو کہ انکے ہاتھہ پر مین بیعت کرون اور یہ درم اپنے ہاتھہ سے انکی
نذر کرون خدمت کرون تاکہ وے اس سے گھوڑے اور ہتھیار خریدین اور دشمنان اہلبیت سے
لڑین پھر جب تجھے مسلمؑ کا پتا ملے تو تقیہ کی راہ سے انکے ہاتھہ پہ بیعت کرکے یہ درم انکی خدمت
کرکے مجھے خبر دے غرض معقل نے ہمراہی ایک شخص شیعہ مسلمؑ کے حضرت مسلمؑ کے پاس جاکر بڑی
تپاک و تعظیم سے انکے ہاتھہ پاؤن کے بوسے لیے اور تینون ہزار درم انکے آگے رکھہ دیئے اور
قسمین کھائین کہ ہرگز ہرگز افشای راز اور حیلہ سازی نہ کرینگے اور گاہے بجا آوری حکم مین آپکے

ہمراہ اور دغا بازی نہ کرینگے پھر اُنسے دوست حضرت مسلم پر بیعت کی اور رات بھر وہین ہانی کے گھر
رہکر حقیقت احوال پر حضرت مسلم اور شیعون اُنکے کے آگاہ ہوکر صبح کو ابن زیاد بدنہاد کے پاس آیا
اور سارا حال ابتدا سے انتہا تک کہہ سنایا شعر رسول پاک پر بھیج ای خدا درود و سلام + علی و فاطمہ
حسن و حسین پر بھی مدام — روایت ہے کہ اسکے بعد بحکم ابن زیاد بدنہاد محمد بن اشعث تھوڑی سی
فوج کے ساتھ ہانی کے گھر آیا اور ہانی کو ابن زیاد کے پاس پکڑ لایا ابن زیاد نے ہانی سے کہا کہ
مسلم کو فوراً حاضر کر نہین تو تجھے ابھی تہ تیغ کر دونگا نہ تو تیری صحابیت کا لحاظ کرونگا نہ تیری جان
دریغ کرونگا انھون نے کہا کہ حضرت مسلم کو مین تیرے پاس قتل کے لیے حاضر کرون یہ
بات مجھ سے ہرگز ممکن نہین تو مجھکو مار ڈال اپنے کو کیا دھمکاتا ہے مجھے زندگی کی ہوس نہین میری
جوانی کا سن نہین غرض ہانی کو ہر چند ابن زیاد وغیرہ نے سمجھایا مگر انھون نے نہ مانا انکی دھمکی
اور باتون کو باد ہوائی جانا پھر اُس بدنہاد نے ہانی اور سارے رؤسائے کوفہ کو ایک محل مین قید کیا
اور ہانی کو انواع تکالیف مین مبتلا کرکے بڑا رنج دیا دوسرے دن ابن زیاد نے ہانی کو طلب کرکے
کہا کہ ای ہانی تو اپنی جان عزیز رکھتا ہے یا جان مسلم کی ہانی نے کہا مین ہزار جان اپنی حضرت مسلم
پر قربان کرتا ہون جان کیا بلکہ فدا انپر دین و ایمان اور دونون جہان کرتا ہون ای ابن زیاد
میرا دم نکل جائیگا مگر انشاء اللہ تعالی انکا اعتقاد مین ہرگز نہ بل آئیگا اور یہ ہانی کا سن اسوقت
نوّے برس کا تھا اور مدتہا انھون نے شرف صحبت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پایا تھا اور
زمانہ دراز تک صحبت سے حضرت علی شیر خدا کے فیض اُٹھایا تھا ابن زیاد نے نہ ہانی کی صحابیت
کا کچھ پاس کیا نہ خدا اور رسول کا ہراس کیا آخر ہانی کو ننگا کروایا اور شکنجے مین اُنکو خوب کس
کرکے کوڑے منگوایا پھر کہا مسلم کو حاضر کر ورنہ تجھے ہزارون کوڑے مارونگا گردن سر سے اوتارونگا
ہانی نے کہا کہ اگر حضرت مسلم میری بغل مین ہون اور تو مجھے جو عذاب چاہے کرے مگر مین ہرگز اپنا
ہاتھ نہ اُٹھاؤن تجھے اُنکا نشان نہ بتاؤن تب بحکم ابن زیاد جلاد نے ہانی کو پانسو کوڑے مارے ہانی ایک
تو شکنجے مین کسے ہوئے تھے ہی دوسرے مار کوڑون کے بیہوش ہوگئے روایت ہے کہ جبکہ
خبر ہانی اور رؤسائے کوفہ کے قید ہونے کی حضرت مسلم نے پائی عرق حمیت اور ہاشمیت اُنکی
جوش مین آئی اپنے دونون صاحبزادگان محمد اور ابراہیم کو قاضی شریح کے گھر بھیجا اور محبان صادق

اہلبیت اور اپنے سارے مریدون کو پکارا بات کی بات مین چالیس ہزار جوان ہتھیار بند جانبازی
کو طیار ہو گئے دل و جان سے مستعد کارزار ہو گئے اور اکبارگی سب جوانون نے بہمرکابی حضرت
مسلم کے محل ابن زیاد کے گھیر لیے خوف یزید اور ابن زیاد سے یک قلم منھ پھیر لیے ابن زیاد نے
دیکھا کہ شیر دلیر نے مع فوج کرار مجھے گھیرا اب کام ہاتھ سے جاتا ہے اللہ اپنی قدرت دکھاتا ہے
پس رئیسان کوفہ کو جو اس ملعون کے محل مین قید تھے ذلت کے ساتھ حکم دیا کہ کوٹھے پر جا کر اپنے
اپنے خویش و اقارب کو سمجھاؤ کہ ہمراہی سے مسلم کے منھ پھیرین اور بے محل اپنے اپنے گھر کی راہ
لین میرا محل نہ گھیرین تاکہ مین ان سب کے درجے بڑھاؤنگا اور ہر ایک کو مدارج علیا پر
چڑھاؤنگا ورنہ تو تم سب کو ابھی پھانسی دونگا اور گھر کی مٹی تک اکھاڑ پھینکونگا پس اون سب
رئیسون نے بطمع عزت اور بخوف جان کے سب جوانان مسلح کو سمجھا کر تتر بتر کر دیا ہر ایک
کوفی لا یوفی نے اپنا اپنا راستہ لیا نہ کسی نے اپنے عہد و پیمان کا پاس کیا نہ خدا اور رسول سے ہراس کیا
شام تک حضرت مسلم کے ساتھ ان چالیس ہزار جوانان مسلح مین سے فقط پانسو آدمی رہ گئے جب
حضرت مسلم نے کوفے کی مسجد مین فرض مغرب کی نیت باندھی تو آپ کے پیچھے پانسو آدمی مسلح
تھے جب سلام پھیرا تو ایک کوفی بھی نہ تھا سب کے سب چل چنپت ہو گئے اپنا اپنا دین و ایمان
اور وہ قسمین مغلظات وہ سب عہد و پیمان بحر بیوفائی مین ڈبو گئے روایت ہے کہ جب اہل کوفہ
نے رفاقت سے حضرت مسلم کی منھ موڑا اور حضرت کو تن تنہا مسجد کوفہ مین چھوڑا آپ
کوفیون کی بیوفائی اور بیغیرتی کُنہ زمانے کا حال پر ملال دیکھکر حیران ہوئے بہت گھبرائے
نہایت پریشان ہوئے پس ناچار ہو کر زندگی سے ہاتھ دھوکر آپ بھی وہان سے روانہ ہوئے چاہا
کہ کوفے سے کسی طرح نکل جائین کوفیان بیوفا کی بلا سے نجات پائین ناگاہ سعید کوفی ملے
پوچھا اے حضرت آپ کہان جاتے ہین فرمایا چاہتا ہون کہ کوفے سے نکل جاؤن کہا ہرگز ہرگز آپ
ایسا خیال دل مین نہ لائین یہان سے ایک قدم نہ بڑھائین کہ راہداران سر راہون پر بیٹھے ہوئے
آپ کو تلاش کر رہے ہین اور سب دروازون پر شہر کے ناکے بندیان کین ہین پس سعید نے
آپ کو وہان سے محمد کثیر کے گھر پہونچایا محمد کثیر نے آپ کے قدمون کا بوسہ لیکے بڑی تعظیم سے
زمین کے نیچے تہ خانے مین آپ کو چھپایا اور خوش ہو کر کہا رباعی گہ رفتار و سیر وقت گشتگان

ہمت * ہزار جان گرامی فدا ے سر قدمت * فگند سرو قدرت بمن از کرم سایہ * مباد از سر من
وو سایہ کرمت * چاہیون سے خبر ابن زیاد کو پہونچائی اُس شیطان نے محمد کثیر کے
گھر فوج کثیر اپنے بیٹے کے ساتھ کر کے بھجوائی کہ محمد کثیر اور اوسکے بیٹے کو اور مسلم کو یہان
پکڑ لاؤ عسکریان ابن زیاد نے محمد کثیر کے گھر مین حضرت مسلم کو ہر چند ڈھونڈھا مگر کچھ اونکا
پتا نہ پایا پس محمد کثیر اور اوسکے بیٹے کو پکڑ کر ابن زیاد کے پاس پہونچایا آخر ابن زیاد نے اُن دونون
کو قتل کروایا حضرت مسلم نے خبر شہادت محمد کثیر کی سُنکر رات کو شمشیر بُران حمائل کی اور نیزہ ہاتھ
مین لیا اور اسپ صبا رفتار پر سوار ہو کر جینے سے ہاتھ دھو کر چلے کہ شہر کوفے سے نکل جائین جس
گلی اور دروازے کی طرف جاتے تھے سوار اور سپاہیون کو ابن زیاد کے نگاہبان پاتے تھے اور ابن
زیاد نے گلی گلی منادی کرادی تھی کہ جو کوئی خبر مسلم کی یا سر مسلم کا میرے پاس لائیگا وہ حکومت شہر
کوفے کی اور زر بیحساب مجھسے پائیگا پھر آپ نے گھوڑے کو وہین چھوڑا ایک گلی کی راہ کی سڑک
سے منھ موڑا آگے ایک مسجد ویران ملی اُسمین جا بیٹھے اور درد مفارقت سے حضرت امام حسین
کے زار زار روتے تھے اور فرماتے تھے شعر وہ صورتین الٰہی کس ملک بستیان ہین * اب
جنکے دیکھنے کو آنکھین ترستیان ہین * آہ کوئی محرم نہین حال دل کس سے کہین درد مفارقت
سہا نہین جاتا کیونکر سہین افسوس کوئی رفیق نہین کہ کے جا کے اوحال میری تنہائی اور
کوفیون کی بیوفائی کا حضرت امام حسین کو پہونچائے شعر محرم راز دل شیدا ئے خود * کس
نمی یابم زخاص و عام را * خداوندا مسلم تو اب کوفیون کے ہاتھ سے شہید ہو چکا اپنی زندگی
سے ہاتھ دھو چکا اب ایسا ہو کہ حضرت امام حسین میرے اُس خط کو دیکھکر کوفے کو نہ آوین
اور اگر بقصد کوفہ کوچ کر چلے ہون تو راہ سے پلٹ جائین قطعہ قاصد کہ پیامے نہ نزد
یار برد * نہ مجرے کہ سلامے چہ ان دیار برد * تا دادہ ایم بشہر غریب و یارے نیست *
کہ قصہ غریبی بشہر یار برد *

خبر دو حضرت شبیر کو کوفے نہین آوین | کہ مسلم آکے کوفے مین دغا سے مارا جاتا ہی

روایت ہی کہ جب رات ہوئی تو آپ اُس مسجد سے ایک طرف چلے مگر جانتے نہ تھے کہ

کسطرف جاتے ہین فرماتے تھے آہ کوئی مقام اپنا جانا نہین دم بھر کہین سانس لینے کا ٹھکانا نہین جو
مرید تھا وہ مستعد خونریزی ہے ہر کوئی آمادہ فتنہ انگیزی ہے اب ہر طرح سے موت کا سامان ہے
موت سر پہ کھڑی ہے ہر شقی دشمن جان ہے پھر اثنای راہ مین قاضی شریح کے پاس سے دو لڑکون کو لیا
مگر بیچارے چلتے مارے بھوک و پیاس کے قدم آگے بڑھا نہین سکتے تھے حالت تحیر مین ان دونون
بچون کا منھ تکتے تھے جب دونون لڑکے بلک بلک کر آب و دانہ مانگتے آپ اپنا کلیجا تھام لیتے
کچھ باتین تشفی کی اشارے سے انکو کہدیتے غرض اسی طرح ایک عورت نیک انجام طوعہ نام کے
گھر تشریف لائے چہرہ زرد لب خشک اسکو دکھائے او فرمایا ای مادر مہربان ہم سب بڑے
پیاسے مین ایک چلو پانی ہمکو پلا سکتی ہے اور کئی وقت سے ان بچون نے کھانا نہین کھایا ہے
کچھ کھلا سکتی ہے طوعہ نے کہا ہان حضرت پانی بھی پلاؤنگی اور جو کچھ حاضر ہے بیشک کھلاؤنگی وہ
عورت پانی لائی آپ نے پیا اور در مین بیٹھ گئے ذرا دم لیا اور درد دل سے کہا آہ ہر کس خواہان
جان ہے کدھر جاؤن پاؤن چلتا نہین کیونکر قدم اٹھاؤن جب آپ بیٹھ گئے تو طوعہ نے
کہا میان شہر مین آج کل ہوا ای عام ہو رہا ہے حضرت مسلم کی طلب مین کوفیون کا ازدحام ہو رہا ہے
مناسب ہے کہ جلد تم یہان سے قدم بڑھاؤ جہان جاتے ہو چلے جاؤ کہ یہی صورت نجات ہے
کسی مسافر سے بولنے کا حکم نہین حکم حاکم مرگ مفاجات ہے آپ نے فرمایا ای مادر مہربان
میری جان تجھپر قربان ہم پردیسی ہین راہ بھٹک گئے ہین کیا کہین اب چلا نہین جاتا چلتے چلتے
تھک گئے ہین دیکھو تلوون مین چھالے پڑ گئے ہین ان ننھے بچون کے قدمون مین کانٹے گڑ گئے
ہین زخم غم سے جگر ٹپک رہا ہے آتش ستم سے دل پک رہا ہے شعر ٹپک رہا ہے کئی دن سے آبلہ دل کا
خدا برون سے نہ ڈالے معاملہ دل کا تھوڑی سی جگہ دے تو شب بھر یہان پڑ رہینگے ساری مصیبتین
تجھے کھینگے بعوض اسکے تیرے سب گناہ بخشواینگے بہشت مین اپنے جد امجد رسول آخر الزمان کے
ساتھ تجھے جگہ دلواینگے آہ غم ہجران برادر حسین سہا نہین جاتا بے نام لیے رہا نہین جاتا
طوعہ نے کہا آپ کا کیا نام ہے اس شہر مین کیون آئے یہان کیا کام ہے آپ نے فرمایا شعر
نام نہ پوچھو میرا گمنام ہون کام مجھے کچھ نہین ناکام ہون ای طوعہ تم ز دون کا حال تو کیا
جانیگی ستم کشیدہ محنت رسیدون کو بھلا کیا پہچانیگی شعر نام سے کیا کام ہے جو مین کہون

تھوڑی جگہ دی تو یہان پڑ رہون * طوعہ نے بہت اصرار کیا استفسار نام مین عرض کو طول
دیا آپ نے طوعہ کو بمجبوری اپنا نام و نشان بتایا اور سارا حال اپنا اور کوفیون کی بیوفائی کا
کہہ سنایا طوعہ آپ کا نام پاک سنتے ہی قدمون پر گر پڑی بلائین لینے لگی بیتاب ہو کر دعائین
دینے لگی اور کہنے لگی **شعر** ہے یہان شوق سے آرام سے * خبر دیجیے مجکو ہر کام سے * پھر طوعہ
نے حضرت مسلم اور دونون صاحبزادون کو جلدی سے گھر مین لیجا کر فرش مکلف بچھا کر چھپایا
اور بڑی خوشی اور نہایت تعظیم و ادب سے ماحضر درپیش لا کھلایا ہر دم آپ کی بیکسی اور غربت
پر روتی تھی کوفیون کی بیوفائی پر اشکبار ہوتی تھی بار بار آپ کا منہ تکتی تھی دل سے آہ کرتی مگر
لب نہ ہلا سکتی تھی پھر آپ نے نماز قضا ادا کی کہانی کے لیئے شکر و ثنا کبریا کی رات کو بیٹا تو
کا جو چیلہ محمد بن اشعث شقی کا تھا گھر مین آیا اور مان کو ایک مہمان عظیم الشان کی خدمت مین
مصروف پایا دیکھا کہ بار بار بیقرار ہو کر کبھی گھر سے صحن مین آتی ہو اور گاہی صحن سے گھر مین بیتاب
ہو کر جاتی ہے کبھی ہنستی ہے کبھی روتی ہے دل ہی مین گھٹ گھٹ کے رہتی ہے بیتاب ہو تی
کہا ای مان مجھے آج تیرا حال دیکھ کر بڑا عجب ہے خیر تو ہے بار بار اس گھر مین آتی جاتی ہے
اسکا کیا سبب ہے طوعہ نے کہا جا کر سو رہ خیریت ہے ہر طرح سے جمعیت ہے بیٹے نے نہ مانا طوعہ
کی بات کو حیلہ حوالہ جانا کہا ای مان آپ مجھے بھی اپنے حال سے آگاہ کیجیے راز مخفی سے خبر دیجیے
طوعہ نے مجبور ہو کر بیٹے کی بلائین لیکر قسمین دیکر کہا کہ ای بیٹا حضرت مسلم کا قدم مبارک گھر مین
آیا ہی سعادت جانکر با امید ثواب ہمنے انکو چھپایا ہے بیٹا اسکا سنکر چپ ہو رہا گھر مین جا کر
سو رہا رات کیوقت حضرت مسلم جناب حضرت امام حسین اور انکے اہل و عیال کو خواب مین دیکھ
اٹھ بیٹھے اور رونے لگے اشک دیدہ سے دامن بھگونے لگے **اشعار** بیا ای اشک تا بر روزگار
خویشتن گریم * چو شمع از محنت شبہا سے تار خویشتن گریم * ندارم مہربانے تا کند بر حال من گریہ
ہمان بہتر کہ خود بر حال زار خویشتن گریم * رسول پاک پر بھیج ای خدا درود و سلام * علی
و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام * **روایت** ہی کہ ابن زیاد بدنہاد نے علی الصباح گلی گلی
منادی کرادی کہ جو کوئی خبر مسلم کی میرے پاس لائیگا فی الفور دس ہزار درم پائیگا
اور علاوہ اسکے اور سب حاجتین اسکی برلاؤنگا اور درجے عالی پر اسے پہونچاؤنگا اور جو کوئی

مسلم کو اپنے گھر میں چھپائیگا فوراً اُسے سولی دونگا گھر اسکا لوٹ لیا جائیگا قوم کا مبتلا یہ وعدہ وعید
سنکر اشعث خوف سے جل بھنکر بن اشعث اپنے آقا کے پاس آیا اور سارا احوال حضرت مسلم کا کہہ سنایا
یہ شیطان سنکر خوشی سے سر دھن کر چپ رہا اور جھٹ پٹ جا کر ابن زیاد سے یہ سب حال کہا
ابن زیاد نے کوتوال شہر اور محمد بن اشعث کو مع تین سو سپاہ روسیاہ کے طوعہ کے گھر بھیجا انہوں
نے اُس گھر کو گھیر لیا ازدحام سے تنگ گھیر لیا روایت ہے کہ جب حضرت مسلم نے آواز نقارہ اور ٹاپین
گھوڑوں فوج اشقیا کی پائی رگ ہاشمیت آپکی نہایت جوش میں آئی تب دونوں لڑکوں کو بیٹھ قاضی
شریح کے گھر بھیجا اور خود زندگی سے ہاتھ دھو کر ہر طرح مسلح ہو کر شمشیر بُران حیدری ہاتھ میں
لیکر باہر آئے اور مثل شیر دلیر تن تنہا درمیان فوج اُن اشقیا روباہ صفت کے گھسکر جوہر شجاعت
اور شوکت ہاشمیت دکھائی جسوقت آپ تلوار کھینچکر مثل زبان خاطف کے سر میدان آئے اشقیا
مارے خوف کے کانپنے لگے دم بخود ہو کر ہٹنے لگے جس مردود پر وار کی ذوالفقار حیدری
اُسکے سر سے ناف تک پار کی ہر حملے کے ساتھ زمین ہلتی تھی انکو گمان تھا کہ ملک الموت اشقیا کے
دم نکالنے سے مہلت دم مارنے کی نہ ملتی تھی اسقدر اشقیا کشتہ ہوئے کہ کشتون کے پشتے ہو گئے
روایت ہے کہ اُسوقت آپ تلوار لیکر جسطرف حملہ کرتے تھے دس پانچ شقی برابر مرتے تھے جدھر
قدم دھرتے خوف سے دھرتی ہلتی تھی کسی شقی کو آپ پر وار کرنے کی مہلت نہ ملتی تھی کفار دور
بام اور دور ہی سے تیر چلاتے تھے مگر غضب کے سامنے نہ آتے تھے آخر ایک سنگدل نے ایک پتھر سے
پیشانی انور پر ایسا زخم کاری ہوا کہ پیشانی اور رخسارہ عالی خون کا دھارا جاری ہوا اُسوقت
کلمو متواتر غش آنے لگے بت آپ ایک دیوار سے پیٹھ لگا کر مکہ معظمہ کی جانب ہاتھ اٹھا کر کمال
افسوس سے فرمانے لگے کہ اے بھائی حسین کچھ آپ کو مسلم خستہ جگر کی بھی خبر ہے کہ اُسپر کیا کیا گذرا
افسوس میرا تو کوفیوں نے یہ حال کیا کہ سنگ جفا سے سارا جسم چکناچور اور خون سر سے لال کیا
اگر مجھ خستہ حال کو ہر دم آپ ہی کا خیال ہے فقط مجھے اسی کا ملال ہے کہ خدانخواستہ کہیں آپ
بھی کوفیوں کے خطوط پر فریب نہ کھائیں اسطرف کہیں چلے نہ آئیں اب نہ قاصد ہے جو
آپ کو یہاں آنے سے روکے اور میرا حال سُنادے افسوس خبر میری شہادت کی آپ تک
کون پہونچاوے شعر نہ قاصد ہے نہ صبا ہے نہ مرغ نامہ بر ہے گئے بیکسی مانگی پر جو خبر دے

اگرچہ غش پر غش چلے آتے تھے مگر کبھی اہتمام کرباد صبا سے یہ فرماتے تھے شعر صبا بہ گلشن احباب
من گر بگذری ٭ اِذَا لَقِیْتَ حَسِیْبِیْ فَقُلْ لَہٗ خَبَرِیْ ٭ ناگاہ ایک ملعون زہیر نوفلی نے
تلوار ماری کہ لب مبارک اوپر کا کٹ گیا اور نیچے کا لب دوپارہ ہو کر لٹک گیا پھر آپ نے اس
ملعون کو ایک وار میں واصل جہنم کر کے فرمایا قطعہ باکشتہ عشقیم محبت کشن ماست ٭ پروردہ
درد و غم غربت وطن ماست ٭ ما را چہ غم از تشنگی روز قیامت ٭ چون نام محمد ہمہ دم در دہن
ماست ٭ روایت ہے کہ اسوقت پیاس سے آپ نے بیتاب ہو کر فرمایا افسوس اہل کوفہ ہر طرف
سے ہمارے اوپر تیغ و تیر مثل مینہ کے برستے ہیں ٭ ساقی کوثر کے جگر گوشہ ہو کر کے قطرہ آب
کو ترستے ہیں شعر شکر ہے اے کوفیو اللہ کی درگاہ میں ٭ ہم گلا اپنا کٹاتے ہیں خدا کی راہ میں
ہمارے منہ تم سب کے لیا تکتے ہو بھلا ایک چلو پانی خدا کی راہ پر مجھے پلا سکتے ہو عوض اسکے
آپ حوض کوثر تمھیں پلائینگے خدا سے گناہ تمھارے بخشوائینگے یہ سنکر کسی نے جواب
نہ دیا ایک بڑھیا نے ترس کھایا دوڑکر ایک کوزہ پانی آپکے سامنے لائی آپ نے کوزہ ہاتھ میں
لیکر چاہا کہ نوش فرمائیں کہ وہ فوراً کوزہ خون رخسارہ انور سے پر خون ہو گیا پینے کے قابل نہ رہا
گلگون ہو گیا بڑھیا دوڑکر دوسرا کوزہ لائی وہ کوزہ بھی لب لگاتے ہی خون رخسارے سے لبالب ہو گیا
پھر دوڑکر تیسرا کوزہ لائی جونہیں آپ نے چاہا کہ پئیں کہ خون کے ساتھ چند گوہر دندان مبارک
کوزے میں ٹوٹ کر گرے آپ نے فرمایا اب وہ ساعت ہے کہ شربت شہادت ہی پیکر حلق تشنہ کو
سیراب کرینگے شعر رسول پاک ہیں منتظر خدا کے روبرو ہیں مصطفیٰ و علی و فاطمہ حسن و حسین بھی ہیں ہم
روایت ہے کہ آپ نے اسوقت زندگی سے ہاتھ دھو کر روبہ کعبہ ہو کر رو رو کر فرمایا نظم اے
باد صبا زرہ یاری ٭ سوئے حرم خدا گذر کن ٭ شہزادہ حسین را چو بینی ٭ بنشین و حدیث
مختصر کن ٭ سر بیکسی ما و خیانت بدی ٭ فرزند رسول را خبر کن ٭ برگو کہ مسلم مفلس ٭ شد
کشتہ تو چارہ دگر کن ٭ معذور شو بقبول کوفی ٭ وز فتنہ شان حذر کن پھر فرمایا اَلسَّلَامُ
عَلَیْکَ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ شعر اِشْتَدَّ یَا حُسَیْنُ بِحَجْرِکَ مَلَالِیْ ٭ یَا
مَعْدِنَ التَّقْوٰی اِرْحَمْ بِحَالِیْ ٭ بھائی حسین جی بھر میں آپ کو دیکھنے نہ پایا افسوس
آپ کی صحبت سے فیض اٹھایا نہیں تمنا تھی کہ ایکبار اور آخر وقت ہم آپکو دیکھ لیتے مگر عمر نے وفا نہ کی

نظم ہو نصیب بھلا کہنے سے اب ہوتی ہے کیا بات ✤ لکھا تقدیر کا ملتا نہیں ہیہات ✤ رہا ارمان دل کا
رہ میں کشتہ ہے شاہا آہ آہ ✤ اب قیامت ہی مین ملاقات ہوگی کوفیون کی بیوفائی کی وہ
بات ہوگی ✤ شعر جان دادم لقاے ہواے تو و دلم ✤ رفتم بخاک تخم وفای تو در گلم روایت
ہے کہ اسوقت آپ نے کوفیون سے فرمایا کہ اگر تم لوگون مین کوئی قبیلہ قریش سے ہو تو میرے
پاس آئے اور وصیت میری سنے اور میرے بعد اسے عمل مین لائے ناگاہ دیکھا کہ وہ
شقیا مین عمرو بن سعد کھڑا ہے راہ شقاوت پر اڑا ہے آپ نے فرمایا ای پسر سعد مین تو تجھ
سے کہتا ہون مگر بباعث قرب قرابت کے تم سے کچھ وصیت کرتا ہون اول یہ کہ فلانے کوفی
کا میرے ذمے اتنا قرض ہے ادا اسکی میرے ذمے فرض ہے سو میرے ان سب ہتھیارونکو
جو میرے ساتھ ہین اور ہمارے گھوڑے کو جو فلان کوفے کے گھر ہے بیچکر وہ قرض ادا کردینا
دوسری یہ کہ مین یقین جانتا ہون کہ یہ شقی مجھے شہید کرکے میرا سر کاٹ کے شام کو
یزید کے پاس بھیجینگے سوم میری لاش کو جہان مناسب جانو دفن کردینا چہارم
یہ کہ میرے شہید ہونے کے بعد کے مین بھائی امام حسین کے پاس تم میری شہادت اور
کوفیونکی بیوفائی کا حال لکھ بھیجنا اور لکھنا کہ مسلم آپکے بھائی نے کہا ہے کہ آپ ہرگز ہرگز
کوفے نہ آئیں راہ مین جہان ہون پلٹ جائین کوفیان بیوفا کے خطوط پر فریب نہ کھائین لیکے
بعد پھر آپ نے بہادری شروع کی روایت ہے کہ جب محمد بن اشعث نے دیکھا کہ بنی ہاشم
سے مقابلہ دشوار ہے مجبور ہوکر بحکم ابن زیاد حضرت مسلم کو امان دیکر ابن زیاد کے پاس
بھیجا وہی شیعہ وہی مریدان حضرت مسلم کے انکو مثل ایک انار ن ہمیار گھیرے جاتی تھی
مگر مارے خوف کے آپ کے پاس نہ آتے تھے اور آپ ہر ہر قدم پر شکر باری کے ساتھ قدم
اٹھاتے تھے اور کوفیان مریدان کیطرف خطاب کرکے فرماتے تھے نظم ای کوفیان چہ سر زتن من
جدا کنید ✤ باری تن مرا بسوے خاکدان برید ✤ ہر کاروان کہ جانب مکہ روان شود ✤
پیراہن مرا بسوی آن کاروان برید ✤ گوئید کز براے خدا ہر یادگار ✤ نزد حسین جامہ
پر خون نشان برید ✤ رحمے برآب چشم یتیمان من کنید ✤ آن دم کہ یاد کشتن من بر زبان
برید ✤ چون طفلکان من خبر من طلب کنند ✤ از من تحیتی سوے آن طفلکان برید

بزم

غرض آپ اسی طرح کہتے ہوئے ابن زیاد ملعون کے پاس پھاٹک کے قریب آئے روایت
ہے کہ ابن زیاد مردود نے ملاقات سے پہلے سپاہیوں کو حکم دیا تھا کہ ننگی تلواریں کھینچے کھڑے
رہو جب حضرت مسلمؑ دروازے میں داخل ہوں تو فوراً انکا سر کاٹ لیجیو تاخیر نہ کیجیو غرض
دروازے کے دونوں طرف لوگ پرے باندھے تلواریں کھینچے کھڑے ہوئے تھے کہ
جناب حضرت مسلمؑ آیت رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ
خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ پڑھتے ہوئے دروازے میں گئے ناگاہ اشقیا نے اس ماہ فلک
خوبی کو مثل ہالے کے گھیر لیا اور حق سے منہ پھیر لیا پھر تو قتل کے چاند پر ہر طرف سے گھٹا شمشیر
آبدار کی گھر آئی تو اس ظالم نے مصیبت تازہ دکھائی گلوی تشنہ پر انکے ہر طرف سے مینہ
تیغ آبدار کا برستا تھا ساقی کوثر کا نواسا قطرۂ آب کو ترستا تھا آخر کسی شقی کے دل میں
آپ پر رحمت نہ آئی تیسری دفعہ تیغ کین کے وار سے شمشیر ہی میں وہیں پر اشقیا نے شہید
کر ڈالا آپکی جان پاک جنت میں ملائی اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ غزل

فغان از عالم بالا بر آمد ✽ خروش از حرم عنبر بر آمد ✽ ازان زاری کہ جان مرتضیٰ کرد ✽
غریو از مرقد زہرا بر آمد ✽ ز بہر ماتم آل محمد ✽ ز روح انبیا غوغا بر آمد ✽

روایت ہے کہ اسکے بعد ابن زیاد نے ہانی کو قتل کر کے لاش کو انکی اور لاش کو حضرت مسلمؑ کی سر بازار
سولی پر لٹکایا اور انکے سروں کو نیزوں پر رکھکر کوچہ بکوچہ اور دربدر کوفے میں پھروایا
اسکے بعد ان سروں کو مع ایک فتحنامہ کے یزید پلید کے پاس دمشق میں روانہ کر دیا جب یزید
پلید کے پاس قاصد وہ نامہ لایا وہ شیطان نہایت مسرور ہوا پھر گلی گلی اس سر پاک کو
نیزے پر پھرایا بعد اسکے سر بازار پھاٹک پر لٹکایا شعر رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام
علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ✽

شہادت حضرت مسلمؑ کے فرزندوں کی ہے سنکر ✽ جگر ٹکڑے ہوا جاتا ہے اور دل پھٹا جاتا ہے

روایت ہے کہ جب سیدنا حضرت مسلمؑ نے شہادت پائی ابن زیاد بد نہاد نے کوفے میں گلی گلی
منادی کرائی کہ اب فرزندان مسلمؑ کا سر کاٹ کے جو کوئی میرے پاس لائیگا انعام بیحساب پائیگا

اور جو کوئی اُن لڑکون کو اپنے گھر مین چھپائیگا گھر اسکا لوٹ لیا جائیگا وہ سولی پر چڑھایا جائیگا
پھر تو وہی شیعہ اور مریدان حضرت مسلم نے تلاش مین اُنکے فرزندون کے گلی گلی خاک چھاننی
شروع کی قاضی شریح جنکے گھر مین دونون لڑکے جو سات آٹھ برس کے تھے چھپے تھے خبر
شہادت حضرت مسلم کی سنکر آتش غم سے جل بھنکر زار زار رونے لگے بیقرار ہونے لگے لڑکون کے مُنھ
تکتے تھے مگر یہ خبر وحشت اثر اُنسے کہہ نہ سکتے تھے دونون لڑکے قاضی شریح کا یہ حال دیکھکر بہت گھبرائے
آخر باصرار تمام اُنسے خبر وفات پدر سنکر دست بغل ہوکر آہ کے نعرے سوزجگر کے شراری عرش تک
پہونچائے قاضی نے روکر دونون کو گلے سے لگایا اور کہا اب بھتیجین دونون اپنے باپ کی نشانی ہو
ثمرہ باغ زندگانی ہو خدا انکو دشمنون سے بچائے خیر و خوبی سے مدینے پہونچائے پھر آدھی رات کے
بعد قاضی نے دونون معصومون کی کمر مین پچاس پچاس اشرفیان باندھدین اور کچھ کھانا پکوایا
اور دونون کو اپنے بیٹے اسد کے حوالے کیا کہ جلد انکو اپنے ہمراہ لیکے شہر کوفے کے پھاٹک سے باہر
نکلجاؤ اور انکو کسی مدینے جانے والے کے حوالے کرکے پھر آؤ قاضی کے بیٹے نے دونون معصومون
کو شہر کوفے سے باہر پہونچایا اور ایک قافلہ تھوڑی دور سے نظر آیا کہ مدینے کو جاتا ہے قاضی کے
بیٹے نے کہا کہ جلد دوڑے جاؤ قافلے سے جا ملو یہ تو راہ بتا کر ادھر آیا اودھر قضا نے یہ ماجرا
دکھایا یعنے دونون نے مدینے کی طرف قافلے کے پیچھے قدم بڑھائے قضای الٰہی سے راہ
بھٹک گئے کوتوال بدخصال کے ہاتھ آئے پھر وہ ملعون اُنکو پکڑکے فورًا ابن زیاد کے پاس
لایا ابن زیاد نے اُنکو قید کردیا اور یزید کو لکھا کہ فرزندان مسلم کو بھی لوگ گرفتار کرلائے نسبت
اُنکے جو حکم عالی صدور پائے وہ عمل مین آئے داروغہ مجلس نیک انجام مشکور نام نے رحم کھا کر
کھانا کھلاکر دن بھر انکو اپنے پاس سُلایا رات کیوقت اُنھین قید خانے سے نکالکر شہر کے باہر قادسیہ
کی راہ پر پہونچایا اپنے ہاتھ کی انگوٹھی نشانی دی کہ قادسیہ مین پہونچکر یہ انگوٹھی میرے فلان بھائی
کو دکھانا وہ بڑی تعظیم سے پیش آئیگا بحفاظت تمام تمکو مدینے پہونچائیگا غرض دونون
ستم رسیدہ رات بھر چلتے چلتے تھک گئے تقدیر بگڑی راہ بھٹک گئے جب دن ہوا تگاہ کی کہ
رات بھر چلتے چلتے ننھے ننھے پاؤن مین آبلے پڑگئے نازنین تلوؤن مین سیکڑون کانٹے گڑگئے
مگر پھر لوگ ابھی کوفے کے دروازے ہی پر ابھی جگہ ہین کہ جہان مشکور نے پہونچایا تھا پھر تو شفقت

باور اور سرگذشت پدر یاد کر کے گلے مل مل کے خوب رونے لگے زمین پر تڑپ تڑپ کے جی جان کھونے لگے
بڑے نے کہا بھائی ابھی ہم شہر کے دروازے پر ہین خدانخواستہ اگر کوئی شقی ہم سے نظر دوچار کریگا
تو فوراً گرفتار کریگا چھوٹے نے کہا چھوٹے سن مین گرمی کے دن مین کہانتک یہ سب صدمے سہین چلو
اس خرمے کے باغ مین آج دن بھر جا کر چھپ رہین اندھیری رات ہوگی تو مدینے کی راہ لینگے
پھر اس باغ مین چشمے کے کنارے ایک درخت بہت ہی پرانا کھوکھل لیئے اندر سے خالی نظر آیا
دونون بھائی رو کر دست بغل ہو کر جینے سے ہاتھ دھو کر اس درخت کی کول مین جا چھپے شعر
رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام ٭ علی و فاطمہ و حسن و حسین پر بھی مدام ٭ روایت
ہے کہ اسکے بعد اتفاقاً کچھ دن چڑھے ایک لونڈی اس چشمہ پر آئی عکس صورت ان دونو ماہ طلعت
کا چشمے مین دیکھکر گھبرائی بیت دل صورت زیبا کو در آب روان دید بخود شد و
فریاد بر آورد کہ ہاے ٭ پھر لونڈی نے نظر اوٹھائی تو دیکھا کہ دو بچے ننھے ننھے درخت کے
درمیان مین با حسرت و یاس پریشان خاطر اور نہایت اداس بیٹھے ایک دوسرے کا منھ تکتے
ہین چھپے چاپ رو رہے ہین مگر کسی کے ڈر سے آہ سرد سینہ پر درد سے کھینچ نہین سکتے ہین
مثنوی دو گل از گلشن دولت رمیدہ ٭ دو سرو از باغ خوبی قد کشیدہ ٭ دو ماہ از برج
آلی رخ نمودہ ٭ ز دیدہ چشمہ باران گشودہ ٭ لب آن گشتہ خشک از آتش غم ٭ رخ این
ماندہ تر از اشک ماتم ٭ لونڈی نے رو کر کہا اے بچو تم کس کے باغ اقبال کے نونہال
ہو کسکے لخت دل کسکے لال ہو کہو اتنا کیون خستہ حال ہو اسقدر کیون پر ملال ہو اس پرانے
درخت کے کول مین کیون چھپے ہو صاف صاف مجھ سے کہتے کیون نہین کس کے غم مین خون
جگر پی رہے ہو کیون تمھین رغبت بھوک کی نہین خواہش پیاس کی نہین لڑکون نے جو ایک
دوستدار کی آواز سنی اور زیادہ زار زار رونے لگے بیتاب ہونے لگے تب لونڈی نے کہا کہ معلوم
ہوتا ہے کہ تم دونون حضرت مسلم شہید کے جگر گوشہ ہو اتنے سفر آخرت کے توشہ ہو صاحبزادون
نے جسدم حضرت مسلم کا نام سنا غم و غصے سے سر کو دھنا بے اختیار رونے لگے سر پٹک پٹک
کے جی جان کھونے لگے پھر تو لونڈی لڑکون کے ساتھ کمال شفقت سے پیش آئی اور گود مین
چھپا کر اپنی بی بی کے پاس جو محب اہلبیت تھی لائی اس نیک بخت بی بی نے شعر اٹھ کے

سینہ سے لگایا انکو اپنی آنکھوں میں بٹھایا انکو دیکھکر کمال خوشی سے روئی اور دونوں کی بلائین لیکر
دعائین دیکر جو بابا تھا پیار کیا اور اپنے ہاتھ سے کھانا کھلایا پھر کنارہ ایک خلوت کے مکان مین
فرش مکلف بچھا کر انکو سلایا اور مثل مادر مہربان کے بیٹھکے پنکھا ہلانے لگی کہ ای غریبان مادر ای
یتیمان بدر ای بیکسان مظلوم ای بیچارگان محروم سوؤ سوؤ فراق پدر مین اتنا مت روؤ بیتابیت
سوؤ نظم ای مرے عرش کے تارے سوؤ ٭ میری اللہ کے پیارے سوؤ ٭ ای مرے دلبر جانی
سوؤ ٭ میرے مسلم کی نشانی سوؤ ٭ روایت ہی کہ جب ابن زیاد نے سنا کہ مشکور داروغہ مجلس نے
فرزندان مسلم کو چھوڑ دیا پس علی الفور اسنے مشکور کو بلایا اور پوچھا کہ تو نے یہ حرکت کیون کی
مجھسے کچھ خوف نلایا داروغہ نے کہا کہ ای مردک تجھکو کچھ خدا اور رسول سے ہراس نہین اہلبیت نبوت
کا پاس نہین حضرت مسلم نے تیری کیا خطا کی تھی کون سی جفا کی تھی بامید شفاعت سرور عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کے مین نے فرزندان مسلم کو رہائی دی ہی جان بوجھ کے تیری تعذیب سر پر لی ہی
ابن زیاد نے طیش مین آکر حکم دیا کہ مشکور کو ابھی شکنجے مین خوب کس کرکے پانسو کوڑے مارو بعد اسکے
اسکا سر گردن سے اتارو جب جلاد نے بحکم ابن زیاد مشکور کو شکنجے مین کسکر کے پہلا کوڑا مارا مشکور
نے کہا بسم اللہ الرحمن الرحیم جب دوسرا کوڑا مارا کہا خداوندا مجھے صبر دی جب تیسرا کوڑا مارا کہا
کریما کارسازا ہمین بخشدی جب چوتھا کوڑا لگایا کہا الہی مجھے فقط واسطے محبت فرزندان تیرے
رسول مقبول کے قتل کرتے ہین جب پانچوان کوڑا مارا کہا یا معبود مجھے حضور مین نبی مختار اور
اہلبیت اطہار کے اب جلد پہونچا اسکے بعد جب سو رہے جلاد سنگدل نے زور سے کوڑے
مارنے شروع کیے مگر مشکور نے آہ نہ کی آنکھ بند کرلی کسی کی طرف نگاہ نہ کی جب پانسو کوڑے
مار چکے آنکھ کھولکر کہا وزرا مجھے پانی پلاؤ للہ اتنا نہ ترساؤ ایسہ ستم کا ہمپر اسقدر نہ سہار دو ابن زیاد نے کہا
خبردار اسے پانی نہ پلاؤ گردن اسکی اتارکر نعش اسکی خاک و خون مین ملاؤ دم بھر کے بعد مشکور
نے آنکھ کھول کر کہا ابھی مین نے آب حوض کوثر بیا ساقی کوثر نے اپنے ہاتھ سے لا کر دیا یہ کہکر
جان بحق تسلیم ہو گئے مقیم بہشت ذات نعیم ہو گئے شعر جانش مقیم روضہ دار السرور باد ٭
گلشن سرای مرقد او پر ز نور باد ٭ روایت ہی کہ بعد اسکے رات کیوقت اس بی بی کا شوہر
بد گوہر تنگا بھوکا ماندا گھر مین آیا اور ابن زیاد کی منادی کا حال بی بی سے کہہ سنایا کہ جو کوئی

فرزندان مسلم کیدرلا ئینگا انعام حسباب پاؤنگا مین نے آج تمام دن انکی تلاش مین گلی گلی کی خاک
چھانی ولیکن پتا نہ پایا نہین اری دوڑ دھوپ مین میرا گھوڑا ابھی مرگیا اور دل جگر مین نے
کچھ آب و دانہ کھایا نہین بی بی مؤمنین کہا یہ شیطان تلاش مین ان بچون کے مدحواس
ہوا جاتا ہے دشمن رسول ہے دیکھیے حق تعالی کیا مصیبت لاتا ہے پھر شوہر کہا ہے کہ تجھی خدا کے کچھ
ڈر اس نہین اہل بیت نبوت کا بے کچھ پاس نہین اری تو بہ کر محب اہل بیت ہو رہ تھکا ہے کچھ کھا
پیکر سو رہ غرض اس بی بی نے اس خنثہ بخت کو لڑکون کا پتا نہ پایا اور جھٹ پٹ کھانا کھلا کر
سلا یا روایت ہے کہ بعد آدھی رات کے بڑے بھائی نے جنکا نام محمد تھا خواب بتوحش دیکھکر
نیند سے چونک پڑے اور چھوٹے بھائی ابراہیم کو جگایا کہ بھائی اٹھو اٹھو اب ہماری تمھاری
شہادت کا بھی وقت آیا یہ وقت سونے کا نہین ہے بیداری کا ہے غفلت کا نہین ہوشیاری
کا ہے ابھی مین نے باباجان کو خواب مین دیکھا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا
شیر خدا اور سیدنا فاطمہ زہرا اور سیدنا حسن مجتبی کے ساتھ باغ جنت مین ادھر ادھر
کر رہے ہین باقی ماندگان کے حق مین دعا کر رہے ہین اور ہم تم دونون بھائی بھی ہین
حضرت کے سامنے دور کھڑے ہین مقام تعظیم و ادب پر اڑے ہین حضرت رسالت مآب نے
باباجان سے فرمایا کہ اے مسلم تم خود میرے پاس چلے آئے اور ان دونون مظلوم بچون کو
ظالمون کے پاس چھوڑا اپنے ساتھ نہ لائے مسلم تمھارے دلکو یہ بات کیونکر بھائی انکی
یتیمی بیکسی پر تمہین کچھ بھی ترس نہ کھائی باباجان نے عرض کی یارسول اللہ یہ دونون بھی
عنقریب شہادت پاتے ہین کل تک انشاء اللہ حضور کی قدمبوسی کو آتے ہین چھوٹے بھائی
یہ بات سنکر کہا کہ واللہ مین نے بھی یہی خواب دیکھا ہے سو بھائی صاحب زندگی و دروزہ کا
یہی لکھا ہے دلکو ہمارے اس خواب سے بہت سرور ہوا چلو سارا قصہ سارا غم دور ہوا خنجر فراق
پدر سے دل تو پرزہ پرزہ ہو چکا اب تن کی باری ہے بھائی ہمین تو اس جینے سے ہزار
درجے موت پیاری ہے اسی وقت مجھے یقین کامل ہوا کہ اب اشقیا ہماری تمھاری
بھی گردن مارینگے اب ہم دونون بھائی بھی دو چار پہر جی کر یا اسیطرح تن تنہا تشنہ
لب شربت شہادت پیکر جنت کو سدھارینگے یہ کہکر دونون بھائی ایک دوسرے کے

اس کلام سے ہمکلام ہولی تھی مثنوی بیداد کن بر بن میان ٭ لطفے بما وچون کریان
٭ ما ایمبا بفراق بتلا شید ٭ در شہر غریب وبے نوانید ٭ گلند رزمر جاے ایشان ٭ پرہیز کن
از وجاے ایشان ٭ نفرین پتیم محنت آلود ٭ آتش بجہان در فگند زود ٭ کہتی اجی ان
معصومون کی کیا خطا ہے عقل کھو للہ انھین چھوڑ دو قتل وایذا سے ان کے منھ موڑو نہ
انکی یہان ماں ہین نہ انکے سر پر باپ کا سایہ ہے مسافر غریب الوطن ہین فلک ظالم کھینچکر انکو
یہان لایا ہے خدا کے واسطے انکو چھوڑ دو ابن زیاد کی باتون اور دولت دو روزہ پر نہ
بھولو یہ لڑکے اہلبیت نبوت کے ہین خدا اور رسول کو نہ بھولو حارث نے کہا چل دور
ہو کیا بکتی ہے اب تو انکو نہین پا سکتی ہے روایت ہے کہ صبح ہوتے ہی حارث
ملعون دونون لڑکون کو پکڑ کے بال گھسیٹتا ہوا باہر لایا اور دونون کو گھوڑے پر بٹھا کر گھوڑے
کو دوڑایا انکی بی بی ننگے پانون زار زار روتی ہوئی پیچھے سے دوڑی اور بیٹا اور غلام
حارث کا بھی جسکو اسنے متبنی کیا تھا اور اس غلام نے اوس بی بی کا دودھ پیا تھا آکر
اس بی بی کی تائید پر پیچھے سے لڑکون کے چھڑانے کو دوڑے آخر اسی طرح سب کے
سب دوڑتے ہوئے فرات کے کنارے پر جا پہونچے حارث نے غلام کو تلوار دی کہ
ان دونون کو فرات کے کنارے لیجا اور لاش انکی پانی مین بہا اور سر انکا کاٹ کر جلد میرے
پاس لے آ غلام نے کہا مین نہ مارونگا مجھکو خدا کے پاس جانا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم کو منھ دکھانا ہے للہ انکو چھوڑ دو مت مار اور نہین تو ابن زیاد کے پاس انکو زندہ لیچل
یہان گردن انکی مت اتار اسنے کہا کہ اگر شہر لوگ و بچہ پاینگے تو ان دونون کو ہم سے
چھین لیجائینگے آخر حارث نے غصہ ہو کر غلام نیک انجام کو وہین پر ہلاک کیا عمر دارین سے
اسے پاک کیا پھر بیٹے کو تلوار دی کہ فرات کے کنارے جا کر سر انکے کاٹ کے مجھے لادے
اور لاش انکی پانی مین بہا دے بیٹے نے کہا نہ تو مین خون اپنے سر پر لونگا اور نہ تجھے قتل
کرنے دونگا روایت ہے کہ اسکے بعد خود اس ملعون نے تلوار ہاتھ مین لیکر چاہا کہ
سر انکے جدا کرے شاہزادگان ہاتھ جوڑ کر رونے لگے اپنی یتیمی اور غریبی اور بیکسی پر بیقرار
ہو کر اس بیت کے ساتھ ہمکلام ہونے لگے بیت سنگ را دل خون شود از نالہاے

زار ہا ۔ این دل فولاد تو یک ذرہ سوبان گر نیست ۔ پھر تو وہ عورت نیک اختر شوہر بدگوہر کی
کمر سے لپٹ گئی کہ آخر ناخدا ترس تجھے اہلبیت کا کچھ پاس نہیں خدا اور رسول سے کچھ ہراس
نہیں حارث نے غصہ ہو کر اُس عورت پر ایک تلوار چلائی وہ بی بی زخمی ہو کر غش کھا کر زمین پر
آ رہی تب بیٹے نے چاہا کہ لپک کر دونوں لڑکوں کو حارث کے ہاتھ سے چھین لے حارث
نے اچھلکر بیٹے پر تلوار ماری ایک ہی ضرب میں گردن اُسکی تن سے اوتاری اُس بی بی کو
اپنے زخم اور بیٹے کے مرنے کا کچھ ملال نہ تھا سوائے غم شاہزادگان کے اور کا خیال
نہ تھا زمین پر پڑی اُنکی بیکسی پر مرغ بسمل سی تڑپتی تھی مگر اُٹھ نہ سکتی تھی پیکر بیزبان کلام
سے ہمکلام ہوتی اور لڑکوں کا منہ تکتی تھی ۔ نظم ۔ آج ماں بے نصیب لٹتی ہے ۔ اپنے شہ کا
گھر سے چھٹتی ہے ۔ کچھ نہ دنیا سے شاد چلے ۔ اسے دنیا سے نامراد چلے ۔ یہ برادران جعد اللہ کو
دکھائے ۔ اُنکی آئی ہوئی مجھے لگ جائے ۔ روایت ہے کہ اسکے بعد اس ملعون
نے ارادہ قتل کا شاہزادوں کے کیا وہ رو کر دست بستہ ہو کر کہنے لگے کہ ہمارے دست
ناحق گردن تن نازک سے نہ اتار ہمیں ابن زیاد کے پاس لے چل وہ جو چاہیگا سو کریگا یا کرونا
پر خنجر ستم دھریگا کہا شہر کے لوگ بلوا سے نام کر کے تمکو چھڑا لیجائینگے اور وہ انعام نہ دیگا
ابن زیاد نے وعدہ کیا ہے ہم سنائینگے کہنے لگے اگر تجھے مال کی ہوس ہے تو ہمکو بیچ ڈال
زرکثیر لے جو حوصلے دل کے نکال کہا یہ بات میں نہیں مانتا اور میں بیع وشرا نہیں جانتا
کہنے لگے ہماری کمسنی نازک بدنی ہماری بیکسی ہماری یتیمی ہماری غریب الوطنی پر کچھ رحم کر
للہ چھوڑ دے ناحق مت ستم کر کہا میرے دل میں کچھ رحم نہیں ذرہ بھی مجھے تمہارا غم نہیں
کہنے لگے خیر اب ذرا ہمیں وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کرنے دے سجدۂ شکر بجا کرنے دے
کہا نہیں کہنے لگے اچھا بلا وضو کے سجدۂ شکر کرنے دے اُسنے نہ مانا اور تلوار نکالی کہ جس
بھائی کے قتل کا پہلے ارادہ کرتا وہ کہتا پہلے مجھی کو قتل کر لے کہ میں اپنے بھائی کو کشتہ
دیکھکر رہ نہیں سکتا اپنے روبرو یہ صدمہ سہ نہیں سکتا آخر حارث ملعون نے بڑے
بھائی حضرت محمدؑ کے تن نازک پر خنجر ستم چلایا سر کاٹ لیا اور لاش کو فرات میں بہایا
چھوٹے بھائی حضرت ابراہیم اچھلکر بھائی کے سر کو گود میں لیکر منہ کو منہ پر ملنے لگے سر کو

چہرون پر کہلانے لگے اور کہنے لگے کہ بھائی جان اب ہم بھی شہادت پاتے ہین پیچھے آپ کے چلے آتے ہین کہ ناگاہ حارث نے چھوٹے بھائی حضرت ابراہیم نام کے گلبرگ کو خون سر سے نہلا دیا سرکات کے لاش کو فرات مین بہا دیا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن **قطعہ** دریغا کہ خورشید روز جوانی ❊ چو صبح دوم بود کم زندگانی ❊ دریغا کہ ناگہ گل نو شگفتہ ❊ فرو ریخت از تند باد خزانی ❊

روایت ہے کہ اسکے بعد اُس ملعون نے دونون سر نگون نونہالان باغ خوبی کے توبرہ مین رکھ لیا اور گھوڑی پر سوار ہو کر ابن زیاد کے پاس لا کر وہ توبرہ رکھ دیا ابن زیاد نے کہا اسمین کیا ہے حارث نے کہا سر پسران مسلم کے تمھارے پاس تحفہ لایا ہون بامید زر و مال کے دوڑا ہوا آپ کے حضور مین آیا ہون ابن زیاد نے حکم دیا کہ ایک طشت منگاؤ اور دونون سرونکو دھو دھا کر طشت مین رکھکر لاؤ حسب الحکم ابن زیاد نے وہ چاند سی صورت قدرت کی مورت وہ رخسارۂ پر انوار وہ زلفان مشکبار کو دیکھا کہا یہ دونون کسکے معدن اقبال کے لال ہین کسکے گلشن حیات کے نونہال ہین غنچہ عنادل انکا کھلنے نہ پایا اول نونہار جوانی مین خزان موت کی اثر آگئی باغ حیات کی فضا نہ دیکھنے پائی کونسی نظر انکو کھا گئی پھر ابن زیاد اور سارے حضار بے اختیار رونے لگے دونون کو دیکھ بیقرار ہونے لگے پھر ابن زیاد نے پوچھا انکو تو نے کہان پایا حارث نے سارا حال کہہ سنایا ابن زیاد نے کہا اے لعین ان معصومون کو تو نے یہ طمع زر ناحق مارا سر نازنین انکا تن سے کیون اُتارا تجھے خدا سے کچھ خوف آیا نہین اور رسول اللہ سے کچھ شرمایا نہین اری انکی بھولی بھولی باتون پر تو نے کچھ رحم نہ کھایا اری تجھے اُنکے رخسارہای نازنین اور گیسوہای عنبرین پر کچھ بھی خیال نہ آیا اری تو انکو میرے پاس زندہ لاتا یا انکو گھر مین بند کر کے یہ خبر مجھے سُناتا اری کمبخت ہم نے یزید کو نامہ لکھا ہے کہ فرزندان مسلم بھی گرفتار آئے ہین ہم نے تا صدور حکم ثانی محبس مین بھجوائے ہین اے حرامزادے اگر فرمان یزید میرے پاس آئے کہ انکو میرے پاس روانہ کرو تو جواب مین کیا کرونگا آخر ابن زیاد نے ایک شخص دوست اہلبیت مقاتل نام کو حکم دیا کہ یہی تلوار جس سے اس ملعون نے ان لڑکون کی گردن ماری ہے اُٹھا اور اسکو فرات کے کنارے جہان اس نے ان دونون کو مارا ہے لیجاؤ اور پہلے جہان تک تجھ سے ہو سکے خوب اسے ذلت کی مار مار کر

اسی تلوار سے گردن اسکی اُتار اور ان دونون سرون کو جہان پڑی لاش بہادی پانی مین ڈال دیا
شعر رسول پاک پہ بھیج اے محمدؐ درود و سلام علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پہ بھی مدام **روایت** ہے
کہ مقاتل نے بہت خوش ہو کر حارث ملعون کی مشکین باندھین پھر اسکو برہنہ سر کر کے اُن دونون
سرون کو اُسی کے سر پر دھر کے بازار کوفہ مین لوگون کو دکھاتا روتا آنسوؤن سے مُنھ دھوتا لیچلا سارے
اہل کوفہ یہ حال پُرملال دیکھکر نعرہ واویلاہ و واسلماہ مچاتے تھے اور حارث پر لعنت کرتے اور سر
اور منھ پر اپنے خاک دھول اڑاتے تھے **روایت** ہے کہ مقاتل اسی خرابی سے ساتھ حارث
ملعون کو فرات کے کنارے بجائے مقتل شاہزادگان کے لایا دیکھا ہے کہ وہ دونون جوان جنکا
سارا زخمون سے چور اور سر بدن سے دور ہے خاک و خون مین پڑے ہین مقام رضا و تسلیم پر آرہے
ہین اور وہین ایک عورت بھی جو بارے زخمون کے پڑے ہے حس و حرکت سے مجبور ہو زمین پر
تڑپتی مرغ بسمل سی تڑپ رہی ہے مارے جانے سے اُن دونون شاہزادگان اور اُن دونون
جوانان کے آہ کے نعرے عرش تک ہو بجا رہی ہے چلو سے لہو اُٹھا کر سر اور مُنھ پر ملتی ہے
اور اُن سب کے فراق مین چٹکیون سے کلیجے کو مسلتی ہے مقاتل نے عورت سے پوچھا تو
کون ہے اور ان نوجوانون کو کس بے رحم نے مارا ہے سرون کو انکے تن نازک سے کسنے اتارا ہے
عورت نے کہا مین اسی کمبخت کی بی بی ہون ان دونون مسلم کے پیارون فلک حزین کے ستارون کے
قتل مین اسے منع کرتی تھی مگر اُسنے میری بات نہ مانی بطمع لا و بالی جان آخر پہلے اس بے رحم نے
میرے اس غلام اور بیٹے نوجوانون کو مارا اسکے بعد مجھے زخمی کیا پھر سر اُن ماہ پارون مسلم کے
دولارون کا اُتارا پھر عورت نے شوہر سے کہا اے لعین تو نے میری بات نہ مانی شاہزادون کی قدر
نہ پہچانی آخر بدعا شاہزادون کی تیری سر پر آئی اب موت تجھے بھی یہان پر گھیر لائی دنیا
کے لیے جو دین کھوتا ہے وہ اسی طرح رسوا ذلیل ہوتا ہے **بیت** دنیا کے لیے جو دین کھو دیگا
وہ دونون جہان کو ڈبو دیگا * **روایت** ہے کہ اسکے بعد حارث ملعون نے مقاتل سے کہا کہ
مین تجھے دس ہزار اشرفیان دیتا ہون مجھے چھوڑ دے میرے قتل سے مُنھ موڑ لے مقاتل نے کہا
اگر تو مجھے ساری دنیا دے تب بھی مین اُسپر نظر نہ اٹھاؤن تیرے قتل سے ہرگز باز نہ آؤن مین ابھی
تجھے اسی تیغ سے جہنم کو پہنچاؤنگا عوض اسکے حقتعالی سے ثواب عظیم اور دار النعیم پاؤنگا

پھر مقاتل جہان پر فرزندان مسلم کے خون کا دھارا بہ رہا تھا آئے خون کو دیکھکر بے اختیار آہ کے
ساتھ فریاد واویلا برلائے زار زار رونے لگے مرغ بسمل سے تڑپ تڑپ کر اُس خاک و خون
مین غلطان ہونے لگے چلو چلو خون اُٹھا کر سر اور منھ پر ملتی تھی اور چٹکیون سی جگر اور سینے کو مسلتے تھے
آخر اُن دونون سرون کو بھی آب فرات مین جہان پر اُنکی لاش ڈالی تھی ڈالدیا راوی
کہتا ہے کہ قدرت الٰہی سے وہ دونون تن بے سر پانی سے باہر نکل آئے اور ہر ہر سر نے اپنے
دھڑ سے جھپٹ کر دست بگردن باہمدگر لپٹ کر کے پانی مین جاتی ہے اور ایک روایت مین ہے کہ
مقاتل نے وہین فرات کے کنارے قبر کھدوائی اور ہر ایک لاش مبارک مع دونون سرون کے
اُسمین دفن کروائی روایت ہے کہ اسکے بعد مقاتل نے دونون ہاتھ حارث ملعون کے اُسی تلوار سے
کٹوائے پھر دونون پانون اُسکے کاٹ کر کمر سے جدا کروائے پھر دونون کانون کو اُسکے کاٹکر
بہت ایذائین دین اسکے بعد دونون آنکھین نکال لین پھر شکم ناپاک اُسکا چاک کر کے
اعضای بریدہ کو اُسکے اُسمین بھر کے ایک لکڑی مین باندھکر دریا مین ڈالدیا تھوڑی دیر کے بعد
دریا موج زن ہوا اور اُسکی لاش ناپاک کو کنارے پھینکدیا تین بار لاش اُسکی دریا مین بہائی
مگر ہر بار یہی نوبت آئی آخر مجبور ہو کر ایک غارہ تیرہ و تار کھود کر اُسمین اُسے ڈالا زمین نے بھی
قبول نہ کیا فوراً باہر نکالا تین بار اسی طرح وہ لاش اُس غار مین بھی چھپائی مگر ہر بار وہ لاش
باہر نکل آئی آخر مجبور ہو کر وہین پر خس و خاشاک سے وہ لاش جلادی اور راکھ اوسکی دریا
مین بہادی شعر رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام ؏ علیؑ و فاطمہؑ حسن و حسینؑ پر بھی مدام

رسول اللہ سی کہدو منا لیجائین آکر	حسینؑ ابن علیؑ روٹھا ہوا کوفے کو جاتا ہے

راویان اخبار جگر سوز اور حاکیان حکایات غم اندوز لکھتے ہین کہ جب حضرت مسلمؑ نے کوفے مین
آکر قریب چالیس ہزار مسلح کوفیون سے اپنے ہاتھ پر شہنشاہ کونین سلطان دارین جناب
حضرت امام حسینؑ کی بیعت لی اور روز بروز رجوعات خلق زیادہ ہونے لگی اور کوفیان بیحد اشتیاق
حضرت امام عالیمقام کی تشریف آوری کا پیدا کرنے لگے حسن اعتقاد و محبت ظاہری کو
ہویدا کرنے لگے تب حضرت مسلمؑ نے یہ حال مفصل جناب امام عالی مقام کی خدمت مین کوفے سے

لکھ بھیجا کہ بس خط کے دیکھتے ہی آپ مکے سے کوفے کا عزم فرمائیں خیال اور کسی امر کا دلمین نہ لائین یہان ہر شخص کو آپ کے قدم میمنت لزوم کا اشتیاق ہے اب دم بھر کی بھی مفارقت آپ کی اہل کوفہ پر شاق ہے اور قبل اسکے ڈیڑھ سو کے قریب خطوط کوفیون کے بہ طلب حضرت امام کے آچکے تھے جب خط حضرت مسلم کا کوفے سے صدور پایا تو کوفیون کے حسن اعتقاد کا خاطر عالی مین یقین کامل آیا پس یکبارگی مزہ اُس خواب کا جو مدینہ طیبہ مین روضۂ انور پر دیکھا تھا یاد پڑ گیا عشق دوبالا ہوگیا اور خنجر غم دلمین گڑ گیا اور اپنے کو ہمہ تن طالب شہادت پایا پس یک قلم دو جہان سے دل اٹھایا پھر ساری عزیزون اور رفیقون کو سامان سفر کی تیاری کے لیے فراخور حال نقد و جنس عطا فرمایا پھر مخدرات عصمت کو یہ سب حال سنائی اور زنان و اطفال کیواسطے محمل بنوائے جب سارا سامان سفر کوفے کا درست اور ہر شخص ہمراہی جانبازی کو چست ہوگیا تو چلنے کی تیاری ہوئی پھر یہ خبر وحشت اثر مکے مین مشتہر ہوئی ہر کہ ومہ کو اسکی خبر ہوئی پس ساری اہل مکہ یہ خبر سنکر ہر طرف سے ہجوم لائے اور عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن عمر اور ابوسعید خدری اور اصحابِ کبار بھی یہ حال سنکر حضور مین دوڑے آئے اور کوفیون کے مکر و فریب اور بدعہدیان اور آپ کے والد ماجد شیر خدا کو شہید کرنا اور جناب امام حسنؑ سے دغا کرنا یہ سب حال مفصل یاد دلائے اور چونکہ حضرت امام حسینؑ کی شہادت کی خبر قدیم سے سنتے تھے اور کوفیون کی بیوفائی اور حضرت امام کی بے سر و سامانی جانتے تھے اور یہ سب صحابی خود بھی کچھ سامان مقابلے کا نرکھتے تھے اسواسطے سب لوگ دست بستہ ہوکر پیش آئے کہ للہ آپ یہان سے کوفے نجائین مگر یہ خیال خاطر اقدس مین نہ لائین فرمایا ڈیڑھ سو کے قریب کوفیون کے خطوط میرے پاس آئے اور علاوہ اسکے میرے بھائی مسلم بن عقیل نے بھی بتاکید مجھے کوفے بلایا ہے اور اہل کوفہ میری ہدایت کے طالب ہین پس کیونکر ہم نہ جائین اور اگر انکے ہزار خط آتے مگر ہم ہرگز کوفے نجاتے لیکن مینے اپنے جد امجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا ہے نانا نے مجھے ایک حکم فرمایا ہے مین آپ کا حکم ضرور بجا لاؤنگا کسی کی بات نمانونگا کوفے خواہ مخواہ جاؤنگا مین راضی برضا ہون شاکر بقضا ہون **بیت**

رشتۂ در گردنم افگندہ دوست ✤ می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست ✤ جان جائے تو جائے مگر

خلاف امر خدا اور رسول ہونے بنائے مقدار حیات اہلبیت ہم جانتے ہین مقتل اور مدفن کو
اُنکے اچھی طرح پہچانتے مین پھر عبد اللہ بن زبیر نے منع کیا آپ نے فرمایا کہ مین نے اپنے جد امجد سے
سُنا ہے فرماتے تھے کہ ایک شخص کو لوگ مکے مین مارینگے گردن اُسکی سر سے اُتارینگے اور اُسکے
سبب سے مکے مین بہت خونریزی ہوگی اور کعبے کی بیحرمتی ہوگی سو ایسا نہو کہ وہ شخص مین ہون
اور مکے مین مارا جاؤن اور میرے سبب سے کعبے کی بیحرمتی ہووے محمد بن حنفیہ آپ کے علاتی بھائی
یہ حال سُنکر آتش غم سے جل بھنکر اتنا روئے کہ طشت مُنھ دھونے کا بھر گیا اور تمام اہل مکہ کو بڑا
رنج و غم ہوا ہر کس مبتلائے الم ہوا روایت ہے کہ تب عبد اللہ بن عباس نے رو کر بیتاب ہو کر
عرض کی کہ جب آپ بات کسی کی نہین مانتے ہین اور مکے سے سفر ضروری جانتے ہین تو
للہ کوفے کی جانب نہ جائیے یمن کی طرف کہ ملک وسیع ہے اور وہان کے لوگ آپ کے والد ماجد
کے مُرید اور شیعی ہین قدم رنجہ فرمائیے جب اُس اطراف مین آپ کے ساتھ مجمع خاص و عام جابجا
مسلمانون کا آپ کے ساتھ جم غفیر اور اژدحام ہو جائیگا پھر اُسکے بعد جہان آپ کا نشان پہنچ جائیگا
کوئی دشمن سر نہ اُٹھائیگا آپ نے فرمایا یہ سب باتین راست ہین صحیح بے کم و کاست ہین مگر اس
سفر مین ہمارے ایک بھید ہے کہ نانا جان نے مجھ سے فرمایا ہے مین اُسکو ابھی کسی سے کہہ نہین سکتا
بغیر کوفے جانے رہ نہین سکتا تھوڑے دن مین اس بھید کا عقدہ کھل جائیگا عنقریب سر مخفی عدم سے
ظہور مین آئیگا اس سفر مین مجبور ہون ناچار ہون خدا اور رسول کا اختیار ہے مین محض بے
اختیار ہون اگرچہ کوئی میرے پاس نہین اور کسی کو میرا پاس نہین اور گو سامان سفر و اسباب
جنگ میرے ساتھ نہین مگر رضائے مولیٰ برہمہ اولیٰ کوئی کام میرے ہاتھ نہین **شعر** مثل کٹھپتلی
کے اپنا کچھ نہین ہے اختیار ✽ باگ اُسکے ہاتھ ہے جو کچھ کرے مختار ہے ✽ **قطعہ** بارہا گفتہ ام و
بار دگر می گویم ✽ کہ من دل شدہ این رہ نہ بخود می پویم ✽ من اگر خارم و گر گل چمن آرائے
ہست ✽ کہ ازان دست کہ می پرورم می رویم ✽ پھر ابن عباس نے کہا کہ یا حضرت جب
آپ کسی کی بات مانتے نہین کوفیون کی دغابازیان جانتے نہین تو خیر متوکلاً علی اللہ مردان
اہلبیت وغیرہ کے ساتھ عزم کوفہ فرمائیے اور بیبیان اور لڑکون کو یہین چھوڑ جائیے
فرمایا رضائے الٰہی یون ہی ہے ہم یہان انکو چھوڑ نہین سکتے طریق اطاعت سے باگ موڑ

نہیں سکتے جب آپ نے ابن عباس کی بات نہ مانی ابن عباس ہائے ہائے کرکے رونے لگے وا حسینا
کہہ کہہ کے جان کھونے لگے روایت ہے کہ آپ نے کسیکی بات نہ مانی آخر تیسری ذی الحجہ سن ساٹھ
ہجری میں منگل کے دن جس دن کوفے میں حضرت مسلم شہید ہوئے تھے مع بیاسی آدمی اہل و
عیال اور عزیزوں اور رفیقوں اور غلاموں اپنے کے ان میں ستر سوار اور باقی پیادہ پا تھے کعبہ مکہ
معظمہ سے دل اٹھایا اور کوفے کو کوچ فرمایا اصحاب کبار نے رو کر فرمایا شعر سفر بخیر
مبارک باد ۔ بسلامت روی و باز آئی ۔ اور چونکہ اہل مکہ اور ابن عباس اور اور صحابہ
کبار کو بالیقین معلوم نہ تھا کہ اسی سفر میں آپ شہادت پائینگے اسی واسطے ہمرکاب ہوئے
ورنہ ایسے ایسے صحابی جلیل القدر ہمراہی ہر کب باز آتے بلکہ جان و مال اور عیال و اطفال
سے آپ پر نثار ہو جاتے غرض جب سواری چلی سارے مکے میں ماتم پڑ گیا دلوں میں خار
غم گڑ گیا آنکھوں میں خیرگی دلوں میں تیرگی چھائی اسوقت ایسا معلوم ہوا گویا قیامت
آئی مثنوی کسقدر ازدحام تھا اسوقت ۔ مجمع خاص و عام تھا اسوقت ۔ ملنے آتے تھے
اقربا سارے ۔ جمع تھے یار و آشنا سارے ۔ سارے ارباب شہر محو الم ۔ گفتگو ہر کسی کی یہ باہم ۔ آج
ویران یہ شہر ہوتا ہے ۔ قہر ہوتا ہے قہر ہوتا ہے ۔ رخصت رونق دیار ہے آج ۔ فرقت جان شہریار
ہے آج ۔ لڑکیاں زار زار روتی ہیں ۔ ہجر میں شہ کے جان کھوتی ہیں ۔ سارے کوٹھوں پہ
عورتوں کا ہجوم ۔ رو کے کہنا یہ یا دل مغموم ۔ آج زہرا کا گھر اوجاڑ ہوا ۔ لوٹنا انکا اب پہاڑ
ہوا ۔ روایت ہے کہ جسوقت آپ نے کوچ فرمایا عمرو بن سعد نے کہ مکے کا حاکم تھا سپاہی
بھیجے کہ آپکو سمجھا کر پھیر لادیں آپ نے پھر آنے سے انکار فرمایا قریب تھا کہ فساد برپا ہو آخر حاکم نے
فتنے سے ڈر کر سپاہیوں کو بلوا لیا آپ نے کوچ کیا اور منزل بمنزل طے کرتے ہوئے چلے
جب موضع رملہ میں پہونچے ایک نامہ اپنی روانگی کا اہل کوفہ کے نام لکھکر اپنے دودھ شریکی
بھائی کے ہاتھ کوفے روانہ کیا اور اس عرصے میں ابن زیاد نے آپکی آمد آمد کی خبر سنکر حصین
بن نمیر کو مع فوج کثیر کے کوفے سے روانہ کیا تھا اسنے شہر قادسیہ کے گرد پیش کی راہیں
روک رکھی تھیں اور امام صاحب کو اسکی خبر نہ تھی آخر وہ دودھ شریکی بھائی آپ کے پکڑے گئے
پھر ابن زیاد بدنہاد نے انکو شہید کر دیا شعر رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام ۔

علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی سلام ۔ روایت ہے کہ جب آپ مقام زرود میں آگئے تو زہیر بن قین
سے ملاقات ہوئی جو حج سے پھرے آتے تھے اور کوفے جاتے تھے آپ نے فرمایا اے زہیر تم اپنی جان نثار
کر سکتے ہو گردن اپنی شمشیر آبدار کے تلے دھر سکتے ہو یعنی اپنے اہل و عیال کو چھوڑ خویش و اقارب سے
رشتہ تعلق توڑ میرے ساتھ چل سکتے ہو پروانے کی طرح سوز محبت سے ہماری شمع شہادت پر جل سکتے
ہو زہیر نے ہاتھ جوڑ کے عرض کی قطعہ سرکہ بیش تو بر آستان خدمت نیست ۔ سریست آنکہ سزاوار
تاج عزت نیست ۔ پیش اہل نظر کم بود ز پروانہ ۔ دلیکہ سوختہ آتش محبت نیست ۔ پھر
زہیر نے اپنے اہل و عیال سے کہا کہ جو کوئی تم لوگوں سے پیاسا شربت شہادت کا ہو تو
میرے ساتھ غلامی میں حضرت امام حسین کی آئے اور جسکا جی نہ چاہے وہ کوفے اپنے وطن کو
پھر جائے زہیر کی بی بی نے کہا کہ اگر تم خدمت امام عالیمقام کی کروگے تو میں بھی کفش برداری
انکی شاہزادیوں کی کرونگی میں بھی حضرت کے ساتھ چلونگی انکے ساتھ مرونگی زہیر اپنے لڑکوں کو
چھوڑ کر مع اپنی بی بی کے ہمراہ امام صاحب کے ہوگئے روایت ہے کہ جب آپ وہاں سے
منزل ثعلبیہ میں پہنچے بکر اسدی کوفے سے آیا تھا اسنے عبد اللہ بن زیاد کا کوفے میں آنا اور
کوفیان بیوفا کا اس سے پھر جانا اور حضرت مسلم اور انکے لڑکوں اور ہانی کا شہادت پانا مفصلاً
آپ کو سنایا آپ یہ خبر وحشت اثر سنکر دل مسوس کر رہ گئے کسی کو آگاہ نہ فرمایا حضرت مسلم
کی ایک شہزادی بھی ساتھ تھیں اسوقت آپ کے پاس آئیں آپ خلاف معمول کے بار بار انکو
اٹھا دیکھنے لگے اور سر پر انکے دست مبارک پھیرنے لگے وہ شاہزادی ان قراین سے تاڑ گئیں کہنے
لگیں کہ یا ابن رسول اللہ آج آپ خلاف عادت کے میرے سر پر ہاتھ پھیرتے ہیں جس طرح یتیموں کے
سر پر ہاتھ پھیرتے ہیں آپ کو قسم پاک پروردگار کی سچ فرمائیے بابا جان شہید تو نہیں ہوئے آپ
ضبط گریہ نہ کر سکے بے اختیار رونے لگے اشک سے دامان بھگونے لگے اور فرمایا بیٹی چپ ہو مت
رو تم میں تمہارا باپ ہوں اور زینب میری بہن تمہاری ماں ہیں وہ بے اختیار رونے لگیں اس کلام
سے ہمکلام ہونے لگیں نظم ای کاشکے بخت زما و زنزا دمے ۔ ندا این زمان زدست حیدر را
ندادمی ۔ ای کاشکے شناختمے خوابگاہ او ۔ تا سر چو خاک در قدمہ او نہادمے ۔ ای کاشکے بگریہ
شدی راست کار من ۔ تا چہ بیار چشمہ چشم کشادمے ۔ آواز رونے کی انکی سنکر بیسران

حضرت مسلمؑ جمع آئی اس حال پر ملال پر صاحب عالمؑ نے گریہ کو نعرہ عرش تک پہونچایا قطعہ دل دردے
عجب دارم میدانم کہ چون گریم ٭ دلا خون شو کہ نا برحال خود یک قطرہ خون گریم ٭ تمیز جسم
کاری سینہ ام پر داغ بے یارے ٭ گہے از زخم بیرون گاہ از داغ درون گریم ٭ اسکے بعد
لوگون نے حضرت امام عالی مقام کو قسمین دین چختیں کہیں کہ للہ آپ اپنے اور اہلبیت کے اوپر رحم
فرمائیں یہین سے پلٹ چلیں کوفے کو نجائیں غرض جب لوگون نے وہان باصرار تمام مراجعت
کی صلاح ٹھہرائی تب آپ نے حسب صلاح چاہا کہ پلٹ چلیں یہ خبر اقران حضرت مسلم کو سنائی حضرت
مسلم کے بھائیون اور بیٹون اور لڑکون نے کہا کہ اب ہم لوگ جیکر کیا کرینگے بجز صبر کا سینے پر جبتک
وصبر نگے سو واللہ ہم جبتک اسکا بدلہ نہ لینگے یا خود ہی مارے جائینگے ہرگز یہانسے نہ پلٹین گے
امام عالیمقام نے فرمایا کہ جو تمھارا حال ہے وہی ہمارا بھی حال ہے تمھارے بعد زندگی بے لطف ہے جینا
وبال ہے بیت زندگی بہر دیدن یارست ٭ مارا چون نیست زندگی عارست ٭ یہ فرمایا اور سیدھے
عراق کی جانب روانہ ہوئے پھر جو لوگ طمع دنیا سے ہمراہ ہوئے تھے متفرق ہوگئے فقط رفیق اور
عزیز باقی رہ گئے روایت ہے کہ جب آپ آگے بڑھے تو راہ مین فرزدق شاعر ملا اُسنے آپکے
دست مبارک کو بوسہ دیا آپ نے اُس سے کوفیون کا حال استفسار کیا اُسنے عرض کی کہ
لوگون کے دل آپ کے ساتھ ہین اور انکی تلوارین بنی امیہ کے ہاتھ ہین اور اللہ جو چاہتا ہے سو
کرے اُسکی تقدیر سے چارہ نہین قضا و قدر مین اُسکے کسی کا اجارہ نہین آپ نے فرمایا سچ ہے
بیت چاک کو تقدیر کے ممکن نہین کرنا رفو ٭ سوزن تدبیر ساری عمر گو سیتی رہے ٭ پھر آپ نے
چشم تر آب ہو کر فرمایا کہ اگر دنیا نفیس ہے تو ثواب آخرت اعلی ہے اور بہتر سب سے رضای مولی ہے
اور اگر آدمی مرنے کو پیدا ہوتا ہے تو تلوار ہی سے گلا کٹانا اولی ہے پھر آگے بڑھے مقام زبالہ مین
پہونچکر اپنے دودھ شریک بھائی کی خبر شہادت سنکر بہت روئے جب وہان سے آگے بڑھے
دیکھا کہ میدان مین ایک خیمہ کھڑا ہے اور اُسمین ایک ننگی تلوار لٹکی ہوئی ہے اور ایک اسپ
صبا رفتار اسی جگہ کھڑا ہے آپ نے دریافت کروایا معلوم ہوا کہ عبید اللہ کوفی رئیس کوفہ ہے
آپ نے اُس سے فرمایا کہ کہاں سے آتے ہو کدھر جاتے ہو کہا کوفے سے اس خوف سے نکل آیا ہون
کہ خدانخواستہ ایسا ہو اگر امام حسینؑ کوفے مین شہادت پائین تو کہین ہم بھی قاتلون مین شریک

سنوں باتیں پھر آپ نے اُس سے فرمایا کہ تم میرے ساتھ ہو لو اگر اعدا سے لڑو گے تو ثواب عظیم
پاؤ گے اور اگر شہید ہو گے تو جنت میں جاؤ گے کہا کہ اہل کوفہ ابن زیاد سے ملکر مال دنیا پر
بھول گئے ہیں خدا و رسول کو بھول گئے ہیں اور میں نہ تو آپ کے ساتھ جا سکتا ہوں اور نہ
اُنسے لڑنے کو حربہ اُٹھا سکتا ہوں گو آپ کی ہمراہی میں ثواب ہے مگر آپکے ساتھ بھی معدود
چند ہیں اور ہم سے اکیلے کیا ہوگا اور لشکر یزید کا بھیجا ہوا ہے سو مجھے آپ معاف رکھیں اور یہ گھوڑا
میرا کہ ہوا سے بات کرتا ہے تیز رفتاری میں فرد ہے وہ ادا کرامات کرتا ہے آپ اسپر سوار ہولیں
کہ کوئی آپ کو پکڑ نہ سکیگا ہرگز کوئی سوار پیچھا کر نہ سکیگا اور یہ تلوار ہماری بھی ایک تحفہ
مختصر ہے لے آپ قبول فرمائیں انشاء اللہ تعالیٰ اس سے آپ جسپر وار کرینگے ایک
ضرب میں سوار گھوڑے دونوں کو زمین پر ہموار کر دینگے آپ نے فرمایا کہ جب تم ہی میرے
ساتھ نہیں آتے تو ہم بھی یہ اسپ و تیغ تمہاری قبول نہیں فرماتے **شعر** رسول پاک پہ بھیج اے
خدا درود و سلام ۔ علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام ۔ **روایت** ہے کہ ثعلبہ کے مقام
میں آپ گود میں حضرت زینب اپنی بہن کے سوتے تھے ناگاہ آپ چونک پڑے اور آنسو
آنکھوں سے جاری تھے حضرت ام کلثوم نے فرمایا روحی فداک بھائی جان آپ کیوں روتے ہیں
فرمایا اسوقت میں نے نانا جان کو خواب میں دیکھا روتے تھے اور فرماتے تھے حسین اب جام
شہادت پاؤ گے عنقریب میرے پاس آؤ گے اور ایک سوار میرے آگے کھڑا کہہ رہا ہے کہ تم دوڑے
جاتے ہو اور موت تمہارے پیچھے دوڑی چلی آتی ہے بس میں چونک پڑا اور نانا جان کے رونے
سے مجھے رونا آتا ہے اہلبیت میں یہ خبر سنکر ماتم پڑ گیا دلوں میں خنجر گڑ گیا حضرت علی اکبر نے
کھڑے ہو کر فرمایا بابا جان ہم لوگ برحق ہیں یا نہیں فرمایا بیٹا ہم لوگ برحق ہیں اور حق
ہمارے ساتھ ہے کہا اگر حق ہمارے ساتھ ہے تو موت سے کچھ باک نہیں **اشعار** سے مل
دل ہمارا ہرگز خوفناک نہیں لباس حیات مستعار ہے اساس عمر مختصر ناپائدار ہے ملا گئی
شاہوں کے سے بہتر گر بنائے تو کیا ۔ قارون سے گنج ہاتھ آئے تو کیا ۔ جب
دل سے یقین ہوا کہ آخر مرنا ہے ۔ گو خضر سے عمر لاکھ پائے تو کیا ۔ **شعر** رسول پاک پہ
بھیج اے خدا درود و سلام ۔ علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام ۔

چلے حُر کی حراست مین سوئے کربلا سرور
لکھون کیونکر اسی ناصر کہ دل ٹوٹا ہی جاتا ہی

روایت ہے کہ ابن زیاد نے حضرت کے آمد آمد کی خبر سنکر ایک سانڈنی سوار مکے مین جاسوسی کو
بھیجا تھا کہ جب امام حسینؑ مکے سے کوفے چلین تو فوراً مجھے اطلاع کرے اُس جاسوس
نے ابن زیاد سے آکر کہا کہ سولہ روز ہوئے کہ امام عالی مقام مکے سے چلے آتے ہین اور آج
فلان مقام مین تھے ابن زیاد نے حُر بن یزید ریاحی کو ہزار سوار کے ساتھ روانہ کیا کہ آگے
جائے اور جہان حسینؑ ملین انکو گرفتار کر لائے اور کسی جانب جانے نہ دے مکے کی جانب قدم
بڑھانے نہ دے غرض جب آپ سرات کے مقام مین جو کوفے سے دو منزل ہے پہونچے حُر ہزار سوار
ہتھیار بند کی جمعیت سے آپہونچا اور عرض کی کہ ابن زیاد کا مجھے حکم ہے کہ جہان امام عالیمقام
ملین فوراً انکو گرفتار کر لینا اور خبردار اور کسی طرف انکو جانے نہ دینا سو مین ضرور آپ کو ابن
زیاد کے پاس لیجاؤنگا اور واللہ مین اس امر مین محض مجبور ہون میرا جی نہین راضی ہے کہ آپ
کو ابن زیاد کے پاس پہونچاؤن اور یہ بھی مجھ سے نہین ہو سکتا کہ آپ کو چھوڑ دون اور خود
[illegible] پھر آپ نے فرمایا اے حُر وقت ظہر ہو گیا تم اپنی قوم کے ساتھ نماز
پڑھو ہم اپنی قوم کے ساتھ نماز پڑھین حُر نے کہا آپ پیشوائے زمان اور امام دوجہان ہین آپ
امامت کرین دونون لشکر اقتدا کرینگے [illegible] اقتدا کیا تو ہر نماز کے ہمین ست
[illegible] امام نے جواب ... امام ... خدا اطاعت مین ... بعد نماز کے
امام نے فرمایا کہ کوفیون نے ڈیڑھ سو کے قریب خطوط متواتر بطلب ہماری ہمارے پاس بھجوائے
اور اشراف کوفہ بھی برابر پیغام لاتے تب ہم نے باصرار انکے کوفے کا قصد کیا اور تم لوگ بھی
کوفے کے رہنے والے ہو سو اگر تم اپنی بیعت اور اقرار پر قائم ہو تو ہمین تمھارے شہر چلون اور نہین
تو کہو پھر جاؤن حُر نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی واللہ یا ابن رسول اللہ ان سب خطوط کا
حال مین جانتا نہین خط بھیجنے والون کو پہچانتا نہین آپ نے فرمایا دیکھو یہ سب خطوط میرے
پاس موجود ہین اور یہ خطوط اکثر انھین لوگون کے دست خاص کے لکھے ہوئے ہین جو
تمھارے لشکر مین ہو کر میری گرفتاری کو آئے ہین جب خطوط پڑھے گئے تو جن جن

لوگون کے دست خاص کے لکھے ہوئے تھے اور مُہرانکی جسپان تھین اُنھون نے سُنکر شرم سے سر جھکا لیے یہی باتین ہو رہی تھین کہ ناگاہ ایک سانڈنی سوار آیا اور فرمان ابن زیاد کا حر کو دیا اُسمین لکھا تھا کہ جس مقام پر یہ خط تمکو ملے امام حسینؑ کو وہین ٹھہراؤ اور ایسے سمت پر میدان مین جہان گھاس اور پانی ہو انکا خیمہ گرد واو حر نے پڑھکر کے خط حضرت امام کو دیا کہ دیکھیے ابن زیاد کو آپ کی گرفتاری مین کسقدر اصرار ہے سواب مین آپ کو چھوڑ نہین سکتا حکم ابن زیاد سے مُنھ موڑ نہین سکتا کیونکہ ابن زیاد کی طرف سے آپ کے اسیر کرنے کو تاکید شدید ہے مین حیران ہون کچھ کہ نہین سکتا اور امر ملاقات کا بھی مخفی رہ نہین سکتا اسواسطے کہ انھی کے ہزارون سوارون کے سامنے آپ سے ملاقات ہوئی دیر تک گفتگو رہی ہر طرح کی بات ہوئی مین حیران ہون اگر آپ کو چھوڑ کر پھر جاؤن ابن زیاد سے بڑی سزا پاؤنگا اور اگر آپ کو نہ چھوڑدون خدا ورسول کو کیا مُنھ دکھاؤنگا شعر رسُول پاک پہ بھیج اے خدا درود وسلام علی و فاطمہ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ہ روایت ہے کہ اسکے بعد حر نے اپنی سپاہ سے الگ ہو کر امام عالی مقام سے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ اگر حر آپ پر تلوار اُٹھائے تو ہاتھ اسکا کٹ جائے اور اگر بُری نظر سے تاکے تو آنکھ اوسکی ابھی پھوٹ جائے یا ابن رسول اللہ مین اس بار کوفے سے جس راہ ہو کر آتا تھا ہر شجر و حجر و در و دیوار سے صاف صاف اپنے کان مین یہ آواز پاتا تھا رباعی للمولفہ لو مبارک ہو قدمبوسی حضرت لے حر ہ کسکو ہوتی ہے نصیب ایسی سعادت لے حر ہ سر کے بل جاؤن حسین ابن علی کے آگے ہ دیتا ہے حق تجھین جنت کی بشارت لے حر ہ مین دل سے کہتا تھا اے حر دا ے بر تو تو واسطے گرفتاری ابن رسول اللہ کے جاتا ہے یہ کیسی بشارت ہے دیکھیے خدا کیا پیش لاتا ہے سو یا حضرت مین مجبور ہون کوفیان بیوفا اور لشکریان پُر دغا ساتھ ہین اسلیے مجبوری سے مین گستاخانہ آپ سے پیش آتا ہون جبراً قہراً آپ کو کوفے لیے جاتا ہون سو صلاح یہ ہے کہ ہم آپ مع لشکر کے تھوڑی دور آگے جا کر اُتر پڑین اور آپ اس بہانے سے کہ حرم محترم ساتھ ہین میرے لشکر سے دور اُتر پڑین آخر رات کو جب میرے لشکری سوجائین اور آپ سے غافل ہو جائین پس آپ چپ چاپ وہان سے اپنا ڈیرہ اُٹھائین شباشب

دوسرے کی راہ سے حضرت جاہین چلے جائین صبح کو جب ہم لوگ آپ کو نہ پاوینگے تو کوس دو کوس تلاش کر کے لوٹ پھر جاوینگے حر کو آپ نے دعا دی اور بحکم قضا و قدر مع ہمراہیون کے حر کے ساتھ چلے تھوڑی دور جا کر آپ نے چاہا کہ کسی گانون کے قریب پانی کے متصل اترین حر نے مانا ناچار راہ سے ہٹ کر دوسری تاریخ محرم پنجشنبہ سن اکسٹھ ہجری مین میدان بے آب و گیاہ مین اترے رات کو حر نے پھر بطریق خیرخواہی کے عرض کی کہ ابن زیاد کی فوجین برابر پہونچتی جاتی ہین سو آپ بلند ہمت یہ کرم فرمائین آج کوچ کر کے شبا شب اور کہین چلے جائین چنانچہ آنحضرت نے کوچ کر کے تمام شب قطع مسافت کی وہ اندھیری رات تھی اور میدان لق و دق ہو کا مکان نہ راہ کا پتا نہ شہر کا نشان دوا دوی چلتے چلتے پانون مین لوگون کے چھالے پڑ گئے ہزارون کانٹے گڑ گئے دوڑتے دوڑتے پانون پھول گئے قضا نے ٹھیرا راہ بھول گئے جب صبح ہوئی تو دیکھا کہ یہ تو وہی جگہ ہے جہان سے شب کو چلے تھے اور بعضی روایتون مین ہے کہ اسی طرح سات رات برابر اتفاق چلنے کا ہوا آخر یہ نوبت پہونچی کہ اسپان سواری اور اونٹون کو مارتے مارتے عاجز آگئے مگر اونٹون نے اسجگہ سے آگے قدم نہ بڑھائے اور جہان جس درخت سے لکڑی توڑتے تھے اور جہان کھونٹا گاڑا جاتا تھا تازہ تازہ خون وہان سے ابلا آتا تھا تب آپ نے وہان کے لوگون سے پوچھا کہ اس زمین کا کیا نام ہے کہا اسے ماریہ کہتے ہین فرمایا اور بھی اسکا کچھ نام ہے کہا اسے کربلا بھی کہنے ہین فرمایا اللہ اکبر یہ زمین کرب و بلا کی ہے یہی زمین مشہد اور مقتل سارے آل عبا کی ہے

غزل

گر نام این زمین بیقین کربلا بود ✤ اینجا نصیب ما ہمہ کرب و بلا بود ✤ اینجا بود کہ تیغ بر آل نبی کشند ✤ اینجا بود کہ ماتم آل عبا بود ✤ کار مخدرات من اینجا تبہ شود ✤ پشت مبارزان من اینجا دوتا بود ✤ ریزند در مصیبت من آب چشم خویش ✤ ہم مرغ و ماہی کہ در آب و ہوا بود ✤

اسی جگہ اشقیا میری ننھے ننھے بچون کو مارینگے اور میرے جسم کو خنجر تیغ سے پرزے پرزے کر کے سر میرا نیزے پر اتارینگے ہر طرف سے ہم پر باران تیرون کا برساوینگے اور قطرۂ آب کے لیے ابن ساقی کوثر کو ترساوینگے انھین نالون مین ہمارے خون کے دھارے بہینگے اور تنہا بے سر اہلبیت کے اسی جگہ پڑے رہینگے حضرت علی اکبرؑ نے یہ حال سنکر غم و غصے سے سر دھنکر عرض کی کہ بابا جان کیسی فال بد آپ فرماتے ہین

آتش غم کو سینے کی کیون بھڑکاتے ہین فرمایا اے بیٹا ہم لوگ بابا جانؑ کے ساتھ صفین جاتے تھے اسی مقام کربلا مین اترے تھے بابا جان بھائی حسینؑ صاحب کی گود مین سر رکھکر سو گئے اور مین سرہانے بیٹھا تھا ناگاہ بابا جان نیند سے روتے ہوئے چونک پڑے بھائی صاحب نے کہا بابا جان جان ہماری آپ پر قربان خیر تو ہے آپ کیون روتے ہین فرمایئے تو سہی کیا خواب دیکھا کہ اسقدر بیتاب ہوتے ہین بابا جان نے فرمایا کہ اس میدان مین ایک دریائے لق و دق خون کا بہا جاتا ہے جسکا کنارہ نہین اور یہ میرا ماہ پارہ آنکھون کا تارہ حسینؑ اُس دریائے خون مین ادھر ادھر ہاتھ پانون مار رہا ہے تنکے کا سہارا نہین فریاد و آہ کر رہا ہے کوئی اسکی فریاد کو آتا نہین اور کوئی سنگدل اُسپر ترس کھاتا نہین عین دریا مین قطرۂ آب کو ترس رہا ہے ہر طرف سے تیر کا مینھ اُسپر برس رہا ہے پھر بابا جان نے میری طرف مخاطب ہوکر زار زار روکر فرمایا کہ اے نورعین بیٹا حسینؑ یہ واقعہ اسی میدان مین تمھارے ساتھ پیش آئیگا اُسوقت تم کیا کروگے مین نے کہا صبر کرونگا دل پر جبر کرونگا **شعر** خدایا رہا صابران ست و بارا ٭ تنگ بحیزے کہ فرمود صبرست ٭ **روایت** ہے کہ اسکے بعد حضرت امام حسینؑ نے فرمایا کہ ہان اسی جگہ اب خیمہ گاڑو یہین پر سب اسباب اتارو آب و دانہ دن یہان تشنہ لب جی کر شربت شہادت پی کر نانا جان کے پاس جائینگے کوفیان بیوفا کا حال مفصلاً کہہ سنائینگے **نظم** بار یکشاید کا ینجا خون ما خواہند ریخت ٭ آبروے ما بخاک کربلا خواہند ریخت ٭ کودکان جعفر طیار را خواہند کشت ٭ گرد بر رخسار آل مصطفا خواہند ریخت ٭ آن سگان از حیلہ و روباہ سازی دمبدم ٭ خون نور دیدۂ شیر خدا خواہند ریخت ٭ **روایت** ہے کہ آپ نے کربلا مین خواب دیکھا کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرشتون کے ساتھ تشریف لائے ہین اور مجھے گود مین لیکر فرماتے ہین کہ اے نورعین بیٹا حسینؑ مجھے معلوم ہے کہ دشمن تمھارے مارنے کے درپے ہین سو یہ لوگ قیامت کے دن میری شفاعت سے محروم ہین اور قریب ہے کہ حق تعالی تمکو درجۂ شہادت پہ پہنچائیگا اور بہشت تمھارے واسطے آراستہ و پیراستہ ہے اور مان باپ تمھارے تمھارے منتظر بیٹھے ہین یہ کہکے آپ نے ایک ہاتھ امام حسینؑ کے

سینے پر مارا اور فرمایا خداوندا حسینؑ کو صبر اور اجر دونون عطا فرما امام حسینؑ نے یہ حال جو اپکا اہلبیت
کو سنایا خود بھی روئے اور لوگون کو بھی رولایا روایت ہے کہ جب حضرت امام کربلا مین پہونچے
تو سبزی وہان کی زرد ہو گئی اور وہان کی گرد و غبار سے گیسوے عنبرین پر گرد ہو گئے حضرت اُم کلثوم
نے وہان کی گرد و غبار اور بھائی کی پریشانی اور بے سروسامانی کو دیکھکر فرمایا کہ اے بھائی یہان میرا
جی بہت گھبراتا ہے چارون طرف سے آگ سی لون آتی ہے ہر جانب سے بوے خون آتی ہے میرا
دل بیتاب ہوا جاتا ہے اور آپ کے گیسوے معنبر کو غبار آلودہ دیکھکر اور زیادہ تر پریشان ہوتی ہون
ان چشمان نرگس شہلا کو شبنم اشک سے نم پاکر کے آئینہ کی طرح حیران ہوتی ہون **بیت**
وا دریغا کہ جگر تشنہ درونا یابست ٭ رنگینش از خون دل تشنہ لبان سیراب است ٭ آپ نے
حضرت ام کلثوم کو تسلی دی اور شہربانو کو بلا کر وصیت کی کہ جب تم میرا سارا بدن زخمون سے چور اور سر
تن سے دور دیکھو تو جزو ادمن موسر کو ننگا کرنا دل پر سنگ صبر دھرنا یہ حال سنکر سب اہلبیت
رونے لگے اشک سے دامان بھگونے لگے **روایت** ہے کہ جب ابن زیاد نے سنا کہ حضرت
امام حسین کربلا مین تشریف لائے ایک خط حضرت کے پاس لکھ بھیجا کہ یزید نے ہمکو تاکید لکھا ہے
کہ امام حسینؑ سے میری بیعت لو اگر نمانین تو فوراً اُنکی گردن اتار لو سارے اعزا اور اقران کو
اُنکے و مین پر مار لو سو مین آپ کو نصیحت کرتا ہون کہ یا تو یزید سے بیعت فرمایئے یا آمادۂ جنگ
و جدال ہو جایئے آپ نے اُس خط کو پڑھکر کے زمین پر ڈالدیا ایلچی نے کہا اسکا جواب ہو بجیے
تا خیر نہ کیجیے فرمایا میرے پاس اسکا کچھ جواب نہین ہے ایلچی ابن زیاد کے پاس آیا اور یہ سب
حال کہہ سنایا ابن زیاد بدنہاد نے یہ حال سنکر غصے نے سر کو دھنکر غضبناک ہو کر آتش غضب
سے جل بھنکر خاک ہو گیا پھر فوجین طیار کین اور حضار مجلس سے کہا کہ کوئی ہے جو کربلا جاوے
اور سر امام حسینؑ اور اُنکے ہمراہیون کا کاٹ لاوے چند بار اسکی تکرار کی کسی نے جواب نہ دیا پھر
اُسنے عمرو بن سعد کو جو ملک رے کا حاکم تھا بلا کر کہا کہ حکومت طبرستان کی بھی تیری نام لکھے
دیتا ہون اور تجھے سپہ سالار لشکر کا بناتا ہون سو یہ خلعت شریف پہنکر کے لباس فاخرہ زیب تن
کرکے پچاس ہزار درم لے اور کربلا جا کر امام حسینؑ کو شربت شہادت پلا اور لاشون کو اُنکی خاک
و خون مین ملا عمرو بن سعد نے کہا کہ مین امام حسینؑ کے ساتھ لڑائی کرنے کو جا نہین سکتا ہون

رسول اللہ پر تیغ جنگ اٹھا نہین سکتا ابن زیاد نے کہا یا تو تو امام حسینؑ کے ساتھ لڑنے کو جا یا حکومت ملک رے کی چھوڑ دے اور گھر مین جا کر بیٹھ رہ ابن سعد بدنہاد حکومت رے پر بھول گیا خدا اور رسولؐ کو بھول گیا اور کہا بہت یہان تو آرام سے گذرتی ہے عاقبت کی خبر خدا جانے پس اُسنے حکومت رے اختیار کی اور فوج لیکر امام حسینؑ سے لڑنے کو چلا اُسکے چھوٹے بیٹے نے کہا بہہات ارے تو کہان جاتا ہے ارے تو حسینؑ بن علیؑ جگر گوشۂ نبیؐ نور دیدۂ مرتضیؑ سرو سینۂ فاطمہ زہراؑ پر شمشیر جنگ اُٹھاتا ہے ارے جان بوجھ کے دوزخ میں کیون جاتا ہے ارے باپ تیرا سعد وقاص صحابی کبار تھا جی جان سے لگے خدا محمد پر نثار تھا ارے تو نے انکو خدا نبھیجکر ارا ہے آپ لگے ہاں سے نکو جاتا ہے کچھ خدا سے ڈرتا نہیں ارے خدا و رسول سے تجھے کچھ خوف آتا نہیں عمر سعد نے نہ مانا اور کہا فقط سر سے قاتل او دوزخ بہت وسیدا ہم کہ انکی تحسین عمل آیہ خدا سے ز بہ غضب ہو وے جو سے گرم ور رے حکومت آن ہمیا رو و زد و ظلم خوف نار نوات لب ہو روایت ہے کہ عمرو سعد نے مع پانچہزار سوار اور پیادہ کے ساتوین محرم الحرام کو منگل کے دن کربلا مین پہونچکر فرات کے کنارے ڈیرہ کیا اور امام حسینؑ کے لوگون کو پانی لینے سے منع کیا اور پانسو سوار مسلح کا پہرا فرات کے کنارے پر کھڑا کر دیا کہ خبردار ایک قطرہ بھی پانی خیمے مین امام حسینؑ کے نہ جانے پہریان امام حسینؑ سے فرات کے کنارے ہرگز کوئی آنے نہ پائے ڈیرے خیمے امام کے اُس میدان لق و دق مین ریت پر کھڑے تھے باوجود اسکے اشقیا نے پانی بند کر دیا راہ شقاوت پر اڑے تھے اُس میدان مین جہانتک نظر جاتی تھی کسی درخت یا حیوان کی صورت نظر آتی تھی جدہر دیکھئے سنسان سناٹے کا عالم ہو کا مکان ہاے وہ ریت کی گرمی دوپہر کی دھوپ رات بھر کی اوس ہائے ری بیکسی وہ بے بسی ہای افسوس ہائے وہ بے سر و سامانی ہای وہ پیاس ہای وہ تشنہ دہانی ہاے وہ حیرہ اوداس ہای وہ گرمی کے دن وہ ننھے ننھے بچے پیاسے کم سن حضرت کے خیمے مین العطش العطش کا غل مچا ریت کی ہوا سے گرما گرم تیری لگنے لگی آتش آہ دہن سلگنے لگی شکم مارے پیاس کے تنور ہوا ہر ہر استخوان لکڑی کیطرح جلنے لگا فغان وآہ اور نعرہ جانکاہ کے ساتھ منھ سے دھوان نکلنے لگا اہل خیمہ کو مارے پیاس کے غش آنے لگے نالہاے اہلبیت

مزاج کو ستانے لگے دودھ خشک اور آنکھوں سے آنسو کا چلنا موقوف ہو گیا اور حلق سے زبان تک
کانٹے پڑ گئے ساتوین محرم سے اہلبیت نے ایک قطرہ پانی نہ پایا اطفال شیرخوار ماؤں کی گودیون
مین ماہی بے آب کیطرح تڑپنے لگے تھے از ضعف کے پانی کا نام زبان پر نہ لا سکتے تھے بعضے بسبب تشنگی
کے بیہوش اور بعضے بیدم ہو کے عالم حیرت مین مدہوش ان سب مین حضرت علی اصغر شیرخوار تھے اور حضرت
زین العابدین مجسم بیکسی جنمین حرکت نہ باقی رہی تھی شعر در زمین کربلا از بسکہ قحط آب بود آب
چشم یتیمان گوہر نایاب بود شدت تشنگی سے زبان امام تشنہ کام ساقی کوثر مالک حوض کی
سوکھکر کانٹا ہو گئی تھی اور اشارہ سے گفتگو فرماتے تھے شعر پژمردہ غنچہ لب میگویم العطش
ہا وز خون شان آب خود وحش و طیور کربلا اور سارے اہلبیت تیمم سے نماز ادا کرتے شکر کبریا کرتے
تھے آہ ساقی کوثر کے نواسے قطرۂ آب کو ترستے تھے اور اشقیا کے مت صراحیون مین پانی لیے
اہل خیمہ کو دکھاتے اور ہنستے تھے اسوقت دوپہر کے تڑاقے کی گرمی اور ریت کی تپش کے جوش کے
سبب اہلبیت پر پیاس کا زور ہوا خیمے مین العطش العطش کا شور ہوا آپ یہ آواز سنکر خیمے مین آئے
اور بچون کو گلے سے لگایا اور زار زار رو کر فرمایا شعر میری قسمت مین گر غم اتنا تھا دل بھی یارب
کئی دیے ہوتے صاحبزادون نے اشارہ سے کہا بابا جان ذرا کہین سے پانی لائیے اور
دو ایک قطرے ہمارے حلق تشنہ مین ٹپکائیے آپ نے کلیجے کو تھام کر فرمایا آہ کیا کرین شیطانون
کے پھندے مین گرفتار ہین موت بھی نہین آتی جینے سے بیزار ہین ای افسوس اشقیا سامنے کھڑے
کھڑے گھڑی گھڑی پانی پیتے ہین اور ہم ساقی کوثر کے نواسے ہو کر قطرۂ آب کو ترستے ہین اور
آہ سرد کے ساتھ ہوائے گرم پیکر جیتے ہین نظم صدمۂ آہ سے چھوٹون مجھے راحت ہوجائے دم نکلجائے
کہین جلد فراغت ہوجائے جو میسر رہ کوے مین شہادت ہوجائے فخر کونین ہو عاشق کی
سعادت ہوجائے روایت ہے کہ جب امام عالی مقام نے دیکھا کہ اعدا اب ضرور لڑینگے
اور اب لڑائی سے چارہ نہین تب آپ نے خیمہ گاہ کے گردا گرد کھائی کھدوائی اور اسکا صرف
ایک دروازہ رکھا کہ اُس سے نکل کر لڑین اور اس کھائی مین آگ جلادی تاکوئی شقی وہان
تک جا نسکے خیمے کی جانب نظر اٹھا نسکے رباعی زین بار خامہ را ہوس گفتگو نماند
دل چاک چاک گشت کہ جائے رفو نماند لب تشنہ رفت ساقی کوثر ازین جہان ای آب

خاک شو کہ تر آبرو نماند ✤ روایت ہے کہ جب لشکر عمرو سعد نے امام حسینؑ کے خیمے مین پانی نجانے
دیا تو امام حسینؑ نے ابن سعد بدنہاد کو لکھ بھیجا کہ تین کامون مین ایک کام کر یا مجھے چھوڑ دے کہ وطن کو چلا
جاؤن یا کسی اور شہر مین چلا جاؤن یا یزید کے پاس مجھے بھیجدے وہ جو چاہیگا کریگا یا تو چھوڑ دیگا
یا گردن پر خنجر دھریگا ابن سعد بدنہاد نے یہ حال ابن زیاد کو لکھ بھیجا اُس بدذات نے عمرو سعد کو
دھمکا کر لکھا کہ اگر امام حسین بیعت یزید کی کرین تو خیر نہین تو بیدرنگ اُنکو مار کے گردن سے سر
اُتار لے کہ مین نے تجھے لڑنے کو بھیجا ہے نہ صلح کرنے کو اور جو تو نے ہمین سستی کی تو اپنی جگہ دوسرے
کو پہونچا ہی جان عمرو سعد نے اُس نامے کو دیکھتے ہی اپنے لشکر کو مہیا کیا اور امام حسینؑ کو کہلا بھیجا
کہ مین نے ہر چند چاہا کہ آپ بیعت یزید کی کرین اور مین آپ کے خون مین مبتلا ہون پر آپ
نے نمانا اب بھی یا تو یزید کے مرید ہو جایئے یا سامان جنگ درست فرمایئے آپ نے اُس روز
ٹالا اور دوسرے روز پر حوالہ فرمایا اور یہ سب باتین ظاہر مین آپ اتمام حجت کے لیے فرماتے تھے
مگر باطن مین شوق شہادت دامنگیر حال تھا نہ جان جانے کی پروا نہ سر کٹنے کا خیال تھا جون جون
روز عاشورہ قریب آتا تھا نشۂ شہادت چڑھا جاتا تھا شوق و ذوق شربت شہادت کا بڑھا
جاتا تھا شعر رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام ✤ علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ✤
روایت ہے کہ امام تشنہ کام کا خیمہ دھوپ مین ریت پر ایستادہ اور اعدا ہر طرف سے قتل کرنے
پر آمادہ نہ کوئی مونس نہ غمخوار نہ یار نہ مددگار دھوپ مین ریت پر بیٹھے ہوئے آپ تلاوت
قرآن مجید فرماتے تھے اور چشم مبارک سے بے اختیار آنسو بہے جاتے تھے ایک مسافر نے
آپ کو دیکھکر حال پوچھا آپ نے فرمایا مین مسافر غریب الوطن مبتلائے رنج و محن ہون رو رو کے
دن بسر کرتا ہون آہ کے ساتھ رات کو تارے گن گن کے سحر کرتا ہون کوفیون نے خط لکھ کر
باصرار تمام مجھے بلایا یہان بلا کر ہر طرح کا ستم پہونچایا ہر طرف سے باران ظلم و ستم برسایا گیا
ایک قطرۂ آب کو ترسایا حیران ہون کیا کرون موت آتی نہین کیونکر مرون نظم کشتی شکست
خوردہ طوفان کربلا ✤ در خاک و خون فتادہ میدان کربلا ✤ از آب ہم مضائقہ کردند کوفیان ✤
خوش داشتند حرمت مہمان کربلا ✤ بودند دیو و دد ہمہ سیراب و می مکید ✤ خاتم ز قحط آب
سلیمان کربلا روایت ہے کہ ساتوین تاریخ محرم سے کوفیون نے آپ کا پانی بند کیا جب پیاس سے

کسی کو تاب نہیں اور اہلبیت بات کرنے سے معذور ہوئے تو امام حسینؑ نے حضرت عباس
علمدار کو کئی آدمیوں کے ساتھ پانی لانے کو بھیجا لشکر عمر و سعد نے پانی نہ لینے دیا اور حضرت
عباس علمدار کو زخمی اور ساتھ والوں کو شہید کیا حضرت عباس علمدار لہولہان حضور میں آئے
اور فرمایا ہم سب تشنہ کاموں کو سوائے آب شمشیر آبدار کے پانی میسر نہو گا پھر تو مارے
پیاس کے نوبت جان کی آئی اہل خیمہ نے صدائے العطش العطش عرش تک پہونچائی تب
آپ نے رو کر ایک جگہ کنواں کھدوایا آپ کی کرامت سے تھوڑی دور پر چشمہ اُبل آیا سب اہل خیمہ
نے مع شتران سواری کے پانی آسودہ ہو کر پیا اور مشکوں میں بھر لیا پھر ڈھونڈھا اس چشمے کو کھودے
جاتے تھے کچھ نشان اوس پانی کا نہ پاتے تھے یہاں تک کہ شتر ہا کے تک کھدوایا مگر پتا پانی
کا نہ پایا **شعر** رسولِ پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام ** علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر بھی
مدام ** **روایت ہے** کہ جب مارے پیاس کے اطفال صغار اور سارے اہلبیت اطہار
اور جانوران سواری سب کے بیتاب ہونے لگے وہ دوپہر کی دھوپ وہ ہوائے گرم کی لپٹ
سے سینے کباب ہونے لگے آہ اوپر کی دھوپ نیچے سے ریت کی گرمی ننھے ننھے لڑکے
مثل ماہی بے آب کے بالو پر تڑپنے لگے مارے پیاس کے گھگھی بندھ گئی عالم بدحواسی
میں سر کو دھننے لگے تب بریر ہمدانی نے خدمت میں امام مظلوم کے عرض کی کہ حکم ہو تو عمر
سعد کے پاس جاؤں اور کچھ پانی مانگ لاؤں فرمایا تمکو اختیار ہے بریر ہمدانی عمر سعد کے پاس
جا کر بیٹھ گئے اور اُسے سلام نکیا اور کچھ کلام نکیا عمر و سعد بد نہاد نے خفے ہو کر کہا اے برادر ہمدانی
تُو نے مجھے سلام کیوں نکیا کیا میں مسلمان نہیں ہوں صاحب ایمان نہیں ہوں خدا اور
رسول کو نہیں پہچانتا ہوں شریعت اسلام نہیں جانتا ہوں ہمدانی نے کہا افسوس تمہاری
مسلمانی پر دعوی مسلمانی کرتے ہو اور فکر قتل میں ابن رسولؐ اولاد بتولؑ کے در پے ہو
مسلمان وہ ہے جسکے ہاتھ اور زبان سے مسلمان لوگ نجات پائیں کسی طرح کی اذیت نہ
اٹھائیں نہیں رکھتا دوش بی جگر گوشہ علی کے ساتھ لڑنے کو چڑھ آئے ہو لشکر کثیر ساتھ لائے ہو
پانی اہلبیت پر بند کیا ہے خدا اور رسول کو ناراض اور یزید کو خورسند کیا ہے ساقی کوثر کے نواسے
پیاسا پیاسا باران ستم کیوں برساتے ہو خدا اور رسول کی راہ میں تھوڑا پانی دو سعد کیوں ہمکو

ترسا نے ہوا ہے چرند پرند سور گئے دریاے فرات سے آب سرد پیتے ہین اور حسین بن علی
اور اُنکی عورتین اور بچے پیاس ایسی ہین کہ رات بھر اوس مین دن بھر دھوپ مین بالو پر پڑے ہواے گرم
پی پی کر جیتے ہین یہ سب ستم روا کرتا ہے پھر بھی دعوے مسلمانی کرتا ہے عمر وسعد نے کچھ
جواب نہ دیا اور شرم سے سر جھکا لیا پھر سر اوٹھا کر کہا اے ہمدانی سب باتین تیری راست
ہین صحیح ہے کم و کاست ہین بیشک امام حسین ع سے جو آدمی لڑیگا غضب الٰہی اوسپر پڑیگا اور وہ
دوزخ مین جائیگا دونون جہان مین عذاب الیم پائیگا پر کیا کرون ملک رے کو ترک کر نہین سکتا
تیغ جنگ اُٹھا چکا اب دھر نہین سکتا ہمدانی نے غصہ ہو کر جینے سے ہاتھ دھو کر کہا قطعہ گیرم کہ
روزگار ترا میر رے کند ٭ آخر نہ مرگ نامۂ عمر تو طے کند ٭ گیرم کہ بگذری تو ز قارون بہ گنج و
مال ٭ باد ہے وفا کہ جہان با تو کے کند ٭ ہرگز یزید دشمن آل مصطفےٰ ٭ اے عمر کسب سعادت خود
پار نے کند ٭ پھر ہمدانی عمر وسعد کے پاس سے چلے آئے اور امام عالی مقام کو یہ سب حال
آکر سنائے روایت ہے کہ اسکے بعد خود امام نے واسطے اتمام حجت کے عمر وسعد سے کہلا
بھیجا کہ مین تجھ سے ملاقات کیا چاہتا ہون کچھ بات کیا چاہتا ہون عمر وسعد یہ بات سنکر مع چند
خواص کے اپنے خیمے سے باہر آیا آپ نے بھی مع اپنے برادر عباس ع علمدار اور بڑے بیٹے حضرت
علی اکبر کے خیمے سے قدم بڑھایا اور عمر وسعد اور لشکریان یزید سے خطاب کر کے فرمایا کہ لوگو
دیکھو ہم کون ہین نام میرا جانتے ہو حسب و نسب میرا پہچانتے ہو اپنے اپنے دلون مین سوچ
کر کے کہو کہ تمکو میرا گلا کاٹنا روا ہے ہتک حرمت اہلبیت نبوت کی درست ہے بجا ہے کیا
ہم پسر زہرا ے بتول نہین کیا ہم سبط رسول مقبول نہین کیا ہم فرزند علی نہین ہین کیا ہم برا
دوش نبی نہین ہین کیا حسن میرے بھائی نہین کیون جی میری شان مین کوئی آیت کوئی
حدیث آئی نہین کیون جی حمزہ سید الشہدا میرے عم بزرگوار نہین کیا بھائی میرے عباس
علمدار نہین ارے لوگو کیا نانا نے میرے اور میرے بھائی کے حق مین اَلحَسَنُ وَالحُسَینُ
سَیِّدَا شَبَابِ اَهلِ الجَنَّةِ فرمایا نہین ہے کیا نانا جان نے اپنے کاندھے پر مجھے چڑھایا
نہین ہے خدا اور رسول کے پاس جاؤگے تو پھر کیا منھ دکھاؤگے ہوش سنبھالو پنبہ غفلت
گوش سے نکالو دنیاے چند روزہ پر کیا بھولتے ہو توبہ کرو آخرت کو کیون بھولتے اور ستم

عمر وسعد اور لشکریون نے یہ باتین سنکر سر جھکا لیے اور امام عالی مقام کو کچھ جواب نہ دیے آپ
اتمام حجت کرکے اپنے خیمے کی طرف متوجہ ہوئے اور عمر وسعد سے فرمایا کہ انشاء اللہ میرے بعد
عنقریب تو تیری قتل کا مزہ پائیگا تھوڑے ہی دن مین تو بھی مارا جائیگا چنانچہ بعد واقعہ کربلا
کے تھوڑے ہی دن مین مختار نے عمر وسعد کا سر اُتارا سارے لشکریون کو اُسکے مارا **شعر**
حسینؑ جان گرامی فدائے اُمت کرد ❊ رواست اُمت اگر جان کند فدائے حسینؑ ❊
روایت ہے کہ جب امام حسینؑ پر یہ سب سختیان گذرین تو آپ کو وہ نصیحت اپنے بھائی
امام حسنؑ کی یاد پڑگئی سینے اور دل مین تیر سی کڑگئی کہ وقت انتقال اُنھون نے فرمایا تھا کہ ای بھائی
حسینؑ ہرگز ہرگز کوفیون کا فریب نہ کھانا بلائین تو زنہار کوفے کو نجانا میری بات یاد کیجیو اُنکے اقوال
پر نہ اعتماد کیجیو اس نصیحت کو یاد کرکرکے روتے تھے بیقرار ہوتے تھے **رباعی** ای تشنہ کربلا
شہید اکبرؑ ❊ سیراب گلوے تو ز آب خنجر ❊ تو آب نیافتی ز دست اُمت ❊ اُمت ز تو آب خواہ روز
محشر ❊ **روایت ہے** کہ نوین تاریخ محرم کی پنجشنبہ کے دن ابن زیاد نے عمر وسعد کو تاکید
تمام لکھا کہ آج ہی لڑائی شروع ہوجاے جبزوار امام حسینؑ کے ساتھ رعایت نہونے پاوے
خط پڑھکر اگرچہ بے وقت ہوگیا تھا مگر عمر وسعد لڑائی کو تیار ہوگیا لشکر کو آراستہ کیا مستعد کارزار ہوگیا
جنگ کا نقارہ بجایا آپ نے حضرت عباسؑ علمدار کو بیس سوار کے ساتھ روانہ فرمایا کہ دریافت
کرو کہ لشکری گرد خیمے کے اسوقت کیون آئے ہین بیوقت نقارے حرب کے کیون بجائے ہین
آج اگر لڑوگے ہزار سر ٹپکوگے لاکھ ٹھوکرین کھاؤگے مگر ہرگز ہرگز میرا سر نپاؤگے کل
عاشورے کے دن میرے مردان اہلبیت کو مار لینا وہ پھر ڈھلے میرا سر بھی اوتار لینا
تین دن سے قطرۂ آب کو ترسا کے باران ستم برسا برسا کے مارا ہے کل سب کو شربت
شہادت پلا دینا لاشون کو خاک وخون مین ملا دینا آج میری شہادت کی رات ہے
طاعت اور عبادت خدا کی رات ہے اب جو ساعات پھر تو جینا ہے آج ہی بھر عبادت تو
کرلین آخر کل شربت شہادت تو پینا ہے عمر وسعد نے کہا اچھا آج موقوف رہے کل صبح
سے لڑائی ہوگی طرفین سے جزا زمانی ہوگی **شعر** رسول پاک پہ بھیج اے خدا
درود وسلام ❊ علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ وحسینؑ پر بھی مدام ❊ **روایت ہے** کہ اسکے بعد امام عالی مقام

خیمے میں آئے اور سارے اہلبیت مکرم اور حرم محترم کو صبر و شکر کی نصیحت فرمائی بیبیاں رونے
لگیں فرقت شہر مدینہ سے بیقرار ہوئیں آپ نے رونے سے منع فرمایا اور نظر آسمان کی جانب اٹھا کر
فرمایا خداوندا تو خوب جانتا ہے کہ کوفیوں نے بیعت کر کے کیسی بیوفائی کی یہاں بلا کر جو فرزند نبی
گندم نمائی کی خداوندا تو انصاف کیجیو میری مدد کیلئے بھیجیو پھر آپ نے سارے اعزہ و اقربا
اور مریدان اور غلامان کو بلا کر فرمایا کہ یارو تم لوگ حق خدمت گذاری اور تابعداری کا ہمارے
ساتھ اچھی طرح سے بجا لائے اور ہر طرح مجکو تم لوگوں سے آرام پہونچے ہیں میں تم سے بہر
صورت راضی ہوں اور خدا میرا تم سے راضی اور نانا جان میرے تم سے رضامند اور
بابا جان ہمارے تم سے خورسند ہیں میں ظالموں کے پنجے میں گرفتار ہوں کربلا میں میری شہادت
لکھی ہے میں یہاں سے ٹل نہیں سکتا ناچار ہوں اسلیے تم سب کو بخوشی خاطر رخصت
کرتا ہوں اور اجازت دیتا ہوں کہ للہ تم سب کے سب بے تکلف یہاں چلے جاؤ ناحق میرے
پیچھے اپنی اپنی جان نہ گنواؤ حضار نے یہ کلام سنکر آتش غم سے جل بھنکر زار زار رو کر جینے سے ہاتھ
دھو کر عرض کی کہ اگر ہم آپ کو دشمنوں کے ہاتھ میں تنہا بیکس چھوڑ جائینگے تو خدا اور رسول کو
کیا منھ دکھائینگے ہم لوگ بھی اپنے جی جان آپ پر قربان کرینگے جیتے جی آپ کے کفار سے
لڑینگے شعر گر دست دہد ہزار جانم ٭ در پای مبارکت فشانم ٭ پھر آپ نے فرزندان
حضرت مسلمؑ کو فرمایا کہ اب تم ہی لوگ بھائی مسلمؑ کی نشانی ہو خدا کرے زندگانی ہو سو اپنی ماں
اور بہنوں کو لیکر یہاں سے کہیں چلے جاؤ میرے ساتھ اپنا گلا نہ کٹاؤ انھوں نے کہا شعر
تا سر نگر گریبان اجل در نزنیم ٭ دست از دامان تو کوتہ نکنیم ٭ مرویست ہے کہ آپ نے خیمے
کے چاروں طرف ایک کھائی کھدوائی تھی فقط ایک راہ آنے جانے کو رکھی تھی اور اس
کھائی میں آگ بھروائی تھی تا اسطرف اشقیا نہ آئیں اور اطفال وغیرہ کو ایذا نہ پہونچائیں
مالک بن عروہ لشکر عمر سعد سے گھوڑا دوڑاتا ہوا آیا اور کہا یا امام حسینؑ دوزخ سے پہلے
دنیا ہی کے اندر آگ میں آپ جلنے لگے مسلم بن عوسجہ نے چاہا کہ اسکی گردن اتار لیں پھر
آپ نے منع کیا کہ تم لڑائی میں پیش دستی مت کرو پس آپ نے فرمایا کہ خداوندا دیکھ یہ
کیا کہتا ہے فوراً یا یوں اسکے گھوڑے ایک پل میں اتار رہا وہ لعین پشت زین سے جھکا اوسی

کھائی مین جا بار بار وہ دونون لشکر کے کھائی مین جل گیا کرامت امام حسینؑ کی ظاہر ہوئی
ارمان دل مین گیا روایت ہے کہ اسکے بعد آپ نے فرمایا کہ خداوندا یہ اشقیا ناحق آل
رسول کو ستاتے ہین باوجود ملاحظہ ان کرامتون کے ایذا رسانی سے باز نہین آتے ہین یہ سنکر
ابن اشعث ملعون نے کہا آپ کو پیغمبر خدا سے کیا قرابت ہے جو اتنا لاف مارتے ہین ہردم
خدا و رسول کو پکارتے ہین آپ نے فرمایا خداوندا دیکھ یہ کیا کہتا ہے ابھی اسکو گھوڑے سے
اوتار اور ذلت کی مار مار فوراً اس مردک کے شکم نے مارے درد کے پیچ و تاب کھایا گھوڑے
سے قضاے حاجت کے لیے اوتر آیا قضاے حاجت کے وقت ایک سیاہ بچھو نے اس
مردک کے پائخانہ کے مقام مین ایسا نیش لگایا کہ ملعون ناپاک اسی جگہ بول و براز مین اسی
طرح ننگا لوٹنے لگا اور آواز بلند چلایا آخر اسی جگہ کہ موت مین لوٹتے لوٹتے مر گیا واصل
جہنم ہوا دنیا سے سفر کر گیا روایت ہے کہ اسکے بعد جعبدہ مزنی ملعون نے آپ کے
پاس آکر کہا کہ اے امام حسینؑ دیکھو یہ آب فرات کہ مثل دریا کے موج مار رہا ہے واللہ کہ ہم
اسمین سے تمکو ایک قطرہ نہ پلائینگے جبتک ماری پیاس کے ہم تمکو خاک و خون مین نہ ملائینگے
آپ یہ کلام گستاخانہ و بے ادبانہ سنکر آنسو بھر لائے اور فرمایا خداوندا اسے پیاسا مار
فی الحال بلا سبب گھوڑا اسکا بھڑکا اور اس ملعون کو زمین پر گرایا وہ اٹھکر گھوڑے کے پیچھے
سے دوڑا پھر تو ایسی پیاس اسپر غالب ہوئی کہ العطش العطش کہتے کہتے طبیعت اسکی کوزہ
آب کی طالب ہوئی ہرچند لوگ اسے پانی پلاتے تھے مگر ایک قطرہ بھی پانی اسکے حلق سے
نیچے نجاتا تھا آخر العطش العطش کہتے کہتے مر گیا لشکریان یزید باوجود ملاحظہ ان سب
کرامتون کے ایذا رسانی سے باز نہ آتے تھے ہر دم و ہر لحظہ انواع و اقسام کے ستم پہونچاتے تھے

اب عاشورہ کی شب کا حال تا صبح سناتا ہے | مثال مرغ بسمل سب محبوبون کو لٹاتا ہے

جب روز تاسوعا یعنی پنجشنبہ کا گذرا اور شب عاشورا قتل کی رات کالی بلا آئی ماہ مدینے پر
ہر طرف سے گھنگھور گھٹا غم کی گھر آئی دونون جہان مین تاریکی چھائی آفتاب رواے ماتمی
پہنکر تعزیت خانہ مغرب مین سر بزانو بیٹھا رات نے لباس ماتمی پہنا ستارے خیال

سحر سے بید کی طرح لرزاں با اضطراب حلقۂ ماتم میں بپا ہر ایک اشک ریزاں سارے انبیا اضطراب باہمین
دست بدعا کہ آج کی رات آفتاب نہ نکلنے پائے سارے فرشتے تہ دل سے داعی کہ یا الٰہی سحر کی
نوبت نہ آوے دیدۂ رضوان دیدۂ یتیم غم دیدہ کی طرح نمناک حور و غلمان اندوہگین غمناک شفق گلگون
کفن پہنے ہوئے آسمان پر پھولی طبیعت حاملان عرش کی حالت تحیر میں یاد الٰہی کو بھولی
جانوران دریائی اور حیوانات صحرائی اس غم سے بے خور و خواب وحوش و طیور اپنے اپنے آشیانوں
میں بیتاب بچے آہوان وحشی کے نہایت پریشان خاطر اور ماں سے الگ کہ تقاضائے
دودھ نہ خواہش پیاس شمع کا سوز غم سے جھلملا کے جلنا نسیم سحری کا ٹھنڈی ٹھنڈی سانس بھر
بھر کے چلنا میدان کربلا میں سناٹے کا عالم ہر کا مکان حیرت میں تو تو دیدۂ حسرت سے خونبار کوہ و دریا
سب سنسان اس رات بھر آہ کے نعرے فرش سے عرش تک جاتے تھے سوز غم کے شرارے
عرش سے عرصۂ خاک پر گرتے تھے بیت اشک چشمم تا بماہی رفت و آہم تا بماہ شد ماہ و ماہی را
بر اشک و آہ می گریم گواہ حضرت رسول پروردگار مع اصحاب کبار و گروہ انبیا اخیار عیادت خواہ شہید
کربلا خیر ضدا مع صفوف اولیا نہایت مضطرب سے دست بدعا خاتون جنت مع حوران جنت
کے اشکبار ازواج طاہرات اپنی اپنی جان نثار کرنے پر طیار وہان کا تو یہ حال تھا اور یہان
کربلا میں سارے اہلبیت اطہار گرفتار رنج تو خیال خونخوار دشمن ار دو کے سو بھوکے پیاسے اس رات
شاہ دین سے سجادۂ عبادت پر مشغول یاد پروردگار رہے نشہ جام شہادت کا جو چڑھا تھا جان
دینے پر طیار ہے شوق آب وصال میں جان پانی بھی تشنگی شربت شہادت کی ایسی تھی کہ
وہ رات بہار نظر آتی تھی خصوصاً خاص آل عبا سید الشہدا کربلا نبیرے سلطان دارین
حضرت امام حسین یاد الٰہی میں محو تھے اپنی گردن کی ضرب خنجر قاتل کا خیال رات بھر بھوکے
پیاسے اور تشنگی میں زینت پر مصطفا گنجا ئے مشاہدۂ جمال ایزدی میں مغلوب الحال اسی عالم
استغراق میں کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع گروہ ملائکہ
میدان کربلا میں تشریف لائے اور امام مظلوم کو روکر اپنے سینے سے لگا کر فرمایا کہ اے
فرزند ارجمند دشمنان دین تیرے قتل پر طیار ہیں اور پھر بھی میری شفاعت کے امیدوار
ہیں سو یہ لوگ قیامت کے دن میری شفاعت سے محروم رہینگے دوزخ میں جائینگے ہمیشہ

مغموم رہنگے سواے فرزند صغیر کے بچو زمام صبر و شکر ہو رونی کو ہاتھ سے نہ دیجیو شمشیر امتحان گلے پر لیجیو
مگر خبردار اُف نہ کیجیو اب قریب ہے کہ تم درجہ شہادت کا پاؤ گے فقط دو تین پہر مین تین دن
کے بھوکے پیاسے میرے پاس آؤ گے جنت مین تمھارے لیے آراستگی ہو رہی ہے حور و قصور جنان
تمھاری کوطیا مین اور ماں باپ تمھاری انتظار مین کھڑے ہین دیکھیے کو بیقرار ہین یہ فرما کر امام تشنہ کام
کے سینے پر آپ نے ہاتھ پھیر کر فرمایا خداوندا حسین کو اسوقت صبر دیجیو اور شہادت کا اسکے اجر دیجیو
سرور عالم اور سارے ارواح طیبات کا تو یہ حال تھا اب اہلبیت اطہار گرفتاران پنجہ کفار کو کیا
لکھیے کہ کسقدر ملال تھا خصوصا بانوی مغموم اور حضرات زینب و کلثوم پر غم مین جو حالت طاری تھی
اگر حیز تحریر مین آئے تو واللہ جگر سامعین شق ہو جائے **شعر** پانی پیو تو یاد کرو پیاس امام کی +
پیاسو یہ ہے سبیل تشنہ کام کی ٭ **روایت ہے** حضرت ام سلمہ فرماتی ہین کہ شب شہادت
کو مین نے ایک آواز غیب سے سنی کہ کوئی کہتا تھا اشعار أَيُّهَا الْقَاتِلُونَ جَهْلًا حُسَيْنًا ٭
أَبْشِرُوا بِالْعَذَابِ وَالتَّنْكِيلِ ٭ قَدْ لُعِنْتُمْ عَلَى لِسَانِ ابْنِ دَاوُدَ ٭ وَمُوسَى وَحَامِلِ الْإِنْجِيلِ ٭
روایت ہے کہ جب وہ رات خدا خدا کر کے کسی طرح کٹی تڑکا صبح اجل کا نمود ہوا یعنی ظہور ہوا تو
ہر طرف سے الفراق الوداع کا شور ہوا تب اسوقت غیب سے آواز آئی یَا خَيْلَ اللّٰهِ ارْكَبُوا
ای لشکریان اللہ کے متصل چھوڑ دو ورد وظائف سے منھ موڑ بسم اللہ کر کے مستعد کار زار ہو جاؤ
راہ مولیٰ مین گلا کٹا ڈالو لڑائی کو طیار ہو جاؤ جنت کا نقارہ بجا ڈھرے بہشت مین لہو لہان
چلے آؤ حضرت ام کلثوم یہ آواز سنکر حالت جوش جنون مین امام تشنہ کام کے پاس آئین اور
فرمایا کہ بھائی آپ نے آواز غیبی سنی فرمایا ہان مین نے سنی اس سے بھی عجیب تر یہ ہے کہ استغراق اور
شکر خوابی مین مین نے دیکھا کہ کتون نے ہم پر حملہ کیا اور ایک کتا ہین جو سفید داغ رکھتا تھا یعنی برص
مبروص کے اس سے بکلا تھا وہ زیادہ تر ہم سے کھڑا بس معلوم ہوا کہ قاتل میرا سفید داغ رکھتا
ہوگا اسی درمیان مین ناناجان تشریف لائے اور فرمایا ای حسین ای نور عین ای شہید مظلوم
اسوقت ہم اور سارے انبیا واسطے استقبال تمھاری روح کے آئے اور ساتھ درجہ بلند کے خدا
کیطرف سے تمھارے پاس بشارت لائے ہین سنو اے بیٹا اب جلد بشکر طیار کرو تین دن رات
کے بھوکے پیاسے خدا کی راہ مین گلا کٹا کے آج کی رات میری ساتھ آکے افطار کرو اور ایک فرشتہ ناجانکے

ساتھ مین نے دیکھا آپ نے فرمایا کہ اے نور عین بیٹا حسین تم اسے پہچانتے ہو مین نے عرض کی
نہین فرمایا یہ فرشتہ آسمان سے ایک سبز شیشہ اپنے ساتھ لایا ہے تاکہ خون تمھارا اس شیشے مین اوٹھا کر
حق تعالی کے حضور مین لیجاوے حضرت ام کلثوم رونے لگین آپ نے فرمایا بہن مت روو سارے
اہلبیت کو بلاؤ کہ وقت الوداع کا آیا **غزل** الوداع اے دوستان اینک من سفر خواہم کرد ۔ مسکن اصلی
خود جاے دگر خواہیم کرد ۔ ہر کرا عزم تماشاے ریاض قدس ہست ۔ گو بیا شو کہ ما زینجا سفر
خواہیم کرد ۔ پھر سارے اہلبیت روتے ہوئے خدمت مین حاضر آئے آپ نے سبکو گلے
لگا کر بوسہ دیا رو رو کر بہت تسکین دی اور پیار کیا اور شہربانو سے فرمایا کہ ان سب یتیمونکی اچھی طرح
نازبرداری کیجیو جہانتک ہو سکے غمخواری کیجیو حضرت ام کلثوم نے فرمایا کہ جب نانا جان محمد مصطفے
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قضا فرمائی تو آغوش نازنین مادر مہربان کے ہم نے پرورش پائی جب میری
اماجان نے انتقال فرمایا باباجان نے آغوش نازمین اوٹھایا جب بابا بھی دنیا سے سدھارے بھائی حسن
مجتبی کمال شفقت سے پیش آئے جب انھون نے بھی کوچ فرمایا آپکا سایہ عنایت ہملوگونکے سرون پر
آیا ہملوگ آپکو دیکھ دیکھ کے صبر کرتے تھے جب آپ کا بھی سایہ شفقت ہمارے سر سے اوٹھ جائیگا تو
اب کون ہم سے الفت و محبت کے ساتھ پیش آئیگا اسی بات چیت مین تھے کہ ناگاہ صبح ہوا موذن
نے اذان دی اطراف عالم مین الوداع کا شور ہوا صبح آئی کہ قیامت آئی تیمم کر کے امام تشنہ کام نے
نماز آخری فجر کی جماعت کثیر سے ادا فرمائی ہنوز دعا سے فراغت نپائی تھی کہ لشکر اعدا مین طبل
جنگی بجنے لگے پھر جان نثاران امام حسین سلاح جنگ کے اپنے اپنے تن پر سجنے لگے ادھر کلمۂ لا الہ الا اللہ
لبہای خشک اور تشنہ پر جاری ادھر اشقیا الہوڈ ہتھیاری اور تلوارون پر دھاری ادھر شوق شہادت
سے بیقراری ادھر سر تن نازک سے جدا کرنے کی تیاری ادھر شوق شہادت مین بیچین ادھر فکر
قتل و تخت و تاراج حسین ادھر ہر آن حصول رتبہ شہادت کی آرزو ادھر ہر دم قتل امام حسین
کی گفتگو **نظم** تشنہ لب بیکس و مظلوم مسافر ہے یہ ۔ بوند پانی کی نپائی دم آخر ہے یہ ۔ تابع
مرضی حق صابر و شاکر ہے یہ ۔ روضۂ احمد مرسل کا مجاور ہے یہ ۔ چرخ ہلتا تھا زمین خوف
سے تھراتی تھی ۔ نعرۂ آہ حسینا کی صدا آتی تھی ۔ **روایت** ہے کہ جب دسوین تاریخ محرم
روز جمعہ سن ۶۱ ہجری کی صبح عاشورہ قیامت نما آئی پہلے عمر سعد بد نہاد نے مسلح ہو کر

شمشیر کینہ اٹھائی نقارہ جنگ کا بجنے لگا ہر شقی واسطے قتل نبی زادہ کے ہتھیار اپنے بدن پر سجنے لگا غرض
خیمے عمر وسعد کے میدان کارزار مین آکر جم گئے اور کفار نابکار و غا شعار حضرت کے مقابل مین آکر تھم گئے
دس پلٹنین میمنہ مین اور دس میسرہ مین عمر وسعد سیاہ رو آگے توپخانہ پشت پر سوا پہر تو
پلٹنون کے نشان گڑھ گئے کفار قتل سبط نبی جگر گوشۂ علی پر اڑ گئے اس وقت کیا کہیے عرش سے فرش
تک ہر جن و بشر اور حجر و شجر مین کھلبلی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مع تمامی فوج انبیا اور
ملائکہ کے نہایت بیکلی تھی ادھر آپ نے بھی اپنے لشکر کی طیاری فرمائی جان نثاران حسینؑ نے
بھی انا للہ کہکے تلوار اٹھائی بہادران امام حسینؑ جو تشنہ بادۂ شہادت سے چور اور متوالے
اور گلوے تشنہ مین شمشیر آبدار ڈالے شوق وصال مین تڑپ رہے تھے فوراً گلا کٹانے کو طیار ہو گئے
ہر طرح سے مسلح ہو کر مستعد کارزار ہو گئے جب دونون صفین مقابلے مین آکر جم گئین بفاصلہ ایک
تیر کے تھم گئین تب امام اکرم خیمے مین آئے اور عمامۂ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر پر
دھر کے جبۂ محمدی زیب تن مبارک کر کے پٹکا امام حسنؑ مجتبیٰ کمر سے باندھا اور ذو الفقار حیدری
گلے مین حمائل فرمائی پھر اہلبیت سے رخصت ہو کر آنسوؤن سے منھ دھو کر اس گھوڑی پر جو خاص
سواری کا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھا سوار ہوئے اور نشان حسینی حضرت عباسؑ علمدار
کے ہاتھ مین دیا اور خود راہ حق مین اعدا سے لڑنے کو تیار ہوئے شجاعان بنی ہاشم اور صحابہ
اور موالی آپ کے کمال شجاعت سے ہر کاب ہو کر جان نثاری کو مستعد کارزار ہوئے اور سر
گروہ اس گروہ پر شکوہ کے حضرت عباسؓ علمدار ہوئے روایت ہے کہ اسکے بعد امام عالیمقام اتمام
حجت کے واسطے اسی طرح گھوڑی پر سوار لشکر عمر وسعد کے قریب آئے اور فرمایا اے کوفیو مین تمھین
قسم دیتا ہون جانتے ہو کہ مین نواسہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہون اور جگر گوشہ
شیر خدا علیؑ مرتضیٰ کا اور لخت جگر حضرت سیدۃ النسا فاطمہ زہرا کا امام حسن مجتبیٰ میری بھائی تھے
اور جعفر طیار میرے چچا تھے اور حضرت حمزہ سید الشہدا میرے بابا جان کے چچا تھے دیکھو یہ
عمامہ میری سر پر اور یہ جبۂ میرے گلے مین رسول خدا کا ہے اور یہ پٹکہ میری کمر مین حسن مجتبیٰ کا ہے
اور یہ ذو الفقار حیدری خاص بابا جان کے ہاتھ کی ہے اور یہ گھوڑا خاص سواری کا نانا جان
کے ہے اے کوفیو امتان حضرت عیسیٰ کے اگر اب تک بھی نشان انکے گدھے کے سم کا پاتے ہین

تو کمال تعظیم سے وہان سر جھکاتے ہین اور یہودی اگر کہین نشان قدم حضرت موسی کا پتھر پر پاتے ہین
تو بڑے ادب و تعظیم سے پیش آتے ہین اور تم اپنی نبی کے نواسے کو قطرۂ آب کو ترساتے ہو حرفی
گھیرے ہو راہ حق سے منھ پھیرے تیر ستم برساتے ہو فرات کا پانی درند پرند یہود و نصاری پر حلال ہے اور
ساقی کوثر کا لخت جگر قطرۂ آب کو بدحال ہے حوض کوثر پر جو بھوکے پیاسے تم لوگ آؤگے تو ساقی
کوثر کو کیا منھ دکھاؤگے کہو ہم نے تمھاری لوگون سے کسی کی گردن ماری ہے جو اس کے
قصاص مین تمھاری طرف سے ہماری قتل کی طیاری ہے یا تمھارا کچھ مال ہمنے لیا ہے کہ اسکے مطالبہ
کو آئے ہو یا اور کچھ حق تمھارا ہمارے ذمے چاہیے کہ اسکے عوض یہ فساد اٹھاتے ہو مین کبھی جھوٹھ
زبان پر لایا ہین خلاف وعدگی کی نہین کسی مسلمان کو ستایا نہین کوئی فرض و سنت چھوڑا نہین
امر حق سے منھ موڑا نہین جو اسکی حد ہمپر جاری کرتے ہو اتنا ظلم و ستمگاری کرتے ہو تم خوب جانتے ہو
کہ آج روی زمین پر کوئی شخص میرے نسبت عالی کے برابر نہین شرافت و نجابت مین کوئی میرا
ہمسر نہین دنیا سے منھ پھیرے ہم مدینے مین روضۂ انور پر اپنے جد بزرگوار کے رہتے تھے وہان
تم نے رہنے نہ دیا ناچار وطن چھوڑ مکے مین جا کر قیام کیا وہان سے خطوط متواتر بھیجکر بلوایا یہان
بلاکر ہزار طرح کا رنج پہونچایا جہانتک ہو سکا خوب مہمانی کی نبی زادہ کی خوب قدردانی کی اگر
تمھاری ستم سے ایک آہ کرون تو جگر حاملان عرش پھٹ جاوے ابھی ساری دنیا الٹ جاوے
پھر آپ نے ایک ایک رؤسای کوفہ کو جو لشکر یزید مین تھے پکار کر فرمایا کہ اے عمر سعد اے
شمر ذی الجوشن اے شیث ربعی تم نے یہ سب خطوط بھیجکر مجھے بلوایا یہان بلا کر اچھی طرح دعوت
اور خوب بیعت کر کے تین دن بھوکا پیاسا رکھا اور ہر ایک میرا خون پینے کو آیا نظم بروز
واقعہ ای ظالم خدا نا ترس ⁂ بیا ببین کہ چہ کردہ بجای حسین ⁂ خدا است حاکم و دعوی گرست
پیغمبر ⁂ چگونہ سعدی انصاف ماجرای حسین ⁂ روا بود کہ بخاک و بخون کنی غرقہ ⁂ رخ منور
گیسوی مشکسای حسین ⁂ روایت ہے کہ اسکے بعد عمر سعد ملعون نے کہا کہ ای کوفیو
گواہ رہو کہ پہلے مین ہی لشکر امام حسین پر تیر چلاتا ہون پس اس نے امام حسین کی جانب تیر
چلایا آپ نے ریش مبارک کو ہاتھ مین لیکر فرمایا کہ تین وقت خدا کا غضب سب سے زیادہ بھڑکا پہلے جب یہود
نے کہا کہ عزیر خدا کے بیٹے ہین دوسرے جب نصاری نے کہا کہ عیسی علیہ السلام [illegible]

کہ ہر ایک کوئی بیوفا اُسکے نبی آل کے قتل کو آیا اور قطرہ آب کو ترسایا اُسکے بعد سبکے پہلے خود
سلطان دارین حضرت امام حسینؑ نے لشکر اعدا کی طرف گھوڑا چمکایا جانبازان امام نے دست بستہ
ہو کر عرض کی کہ جبتک ہم لوگ جیتے ہین ہرگز ہرگز اشقیا کے سامنے آپکو لڑنے کے لیے جانے نہ دینگے
شمشیر اٹھانی نہ دینگے جب ہم سب لوگ شہید ہو جاوینگے تو آپکو اختیار ہے خود کفار سے لڑینگے وا ویشجاعت
دینگے **شعر** رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام **روایت ہے**
کہ لشکر عمر و سعد مین بائیس ہزار سوار و پیادہ صف بصف پرے باندھی استادہ تھے اور ادھر
بہتر آدمی اُنمین بتیس سوار اور چالیس پیادہ تھے اور ہر چند شجاعان لشکر امام تشنہ کام کے
تین دن سے بھوکے پیاسے تھے مگر ہمت اور شجاعت مین میدان جنگ کے شیر تھے بشوق شربت
شہادت جنگ پر کوفیان روباہ صفت کے دلیر تھے جب لڑائی شروع ہوئی تو لشکر امام سے
ایک ایک جوان لشکر اعدا کے مقابل آتا تھا اودھر کے سو سو پچاس پچاس شقی کو واصل جہنم کرکے
آخر کو خود بھی شہید ہو جاتا تھا اِدھر کے ایک دلاور کو اودھر کے سو سو پچاس پچاس شقی ملکر شربت
شہادت پلاتی تھے پھر امام تن تنہا لشکر اعدا مین جاتی تھے اور شہید و نکی نعش کو خود اُٹھا کر لاتی تھے پھر تو
شبا شب تلوارین چلنے لگین شمشیرون سے چنگاریان نکلنے لگین ہر طرف سے لوہا برسنے لگا لڑتے
لڑتے ہر دلاور قطرہ آب کو ترسنے لگا اسقدر اشقیای بدین کٹتے ہوئے کہ خون کی ندیان بہنے لگین
اور کفار کی لاشون کے پٹتے ہوئے قبض روح کرتے کرتے حضرت ملک الموت کی جان تلی نوبت آئی
سوال کرتے کرتے منکر نکیر کی طبیعت گھبرائی اعلی علیئین اسفل سافلین دونون بھر آئے رضوان و
مالک دونون عاجز آ گئے اون مردودون نے جب دیکھا کہ رفقای حسینؑ جی جان سے انپر نثار ہین
بہر صورت سر کٹانے پر تیار ہین پس ایک ایک دلاور پر پچاس پچاس شقی تیرون کا مینھ
برسانے لگا گلوی تشنہ پر شمشیر آبدار چلانے لگا یہانتک کہ لشکر امام سے جو لڑنے کو جاتا تھا پھر
زندہ پھر کر نہ آتا تھا حتی کہ فقط پچاس دلاورون نے کئی ہزار کفار کو مارا اور آخر خود بھی یکے بعد
دیگرے شربت شہادت پیکر خلد برین کو سدھارے **روایت ہے** کہ جب اودھر کے پچاس
آدمیون سے زیادہ دلاورون نے شہادت پائی تب جناب سید معصوم امام مظلوم نے
باواز بلند ندا فرمائی کہ ہے کوئی فریاد کو پہنچنے والا کہ خدا کے واسطے ہماری فریاد رسی کو آوے

ہے کوئی بچانے والا کہ حرم رسول اللہ کو بچائے افسوس اے لوگو کلمہ نبی کا پڑھے جاتے ہو اور باوجود دعوائے مسلمانی کے واسطے قتل سبط نبی کے بڑھے آتے ہو اور یہ فریاد آپ کی کچھ ہراس اور بے صبری اور عدم استقلال سے نہ تھی بلکہ واسطے اتمام حجت کے تھی اور اسواسطے کہ تحسین اسلام کے دعوی کرنیوالوں میں سے اسوقت کون شریک ہوجاتا ہے اور بارگاہ خداوندی سے آج کون مدد پاتا ہے نظم ترسم کہ در شفاعت امت بہ روز حشر ✿ خاموش ازین گناہ لب انبیا شود ✿ فریاد ازان زمان کہ زبید آدکو فیان ✿ ہنگام دادخواہی خیر النسا شود ✿

وہی اب عشق میں شہ کی گلا اپنا کٹاتا ہے	وہی حر ہے کہ شہ کو کربلا میں گھیر لایا تھا

حر بن یزید ریاحی نے جو سردار لشکریان عمر وسعد کے تھے یہ فریاد امام حسینؑ کی سنکر بارے غم کے سرو دھنکر عمر وسعد سے کہا کہ تو کیا امام حسینؑ سے ضرور لڑیگا اُس ملعون نے کہا بیشک تب حر نے کہا کہ کل خدا کے سامنے کیونکر جائیگا رسول خدا کو کیا منھ دکھائیگا یہ کہا اور گھوڑا دوڑاتا ہوا امام تشنہ کام کے پاس آیا پھر پیادہ ہو کر رکاب عالی کو بوسہ دیا نعلین کو آنکھوں سے لگایا اور اپنی ناک میں پر گر کے جوتی شاہزادی کی ہاتھ سے پکڑ کے کہنے لگا کہ یا ابن رسول اللہ میں سمجھتا تھا کہ آپ سے اور ابن زیاد بدنہاد سے صلح ہوجائیگی نوبت لڑائی کی نہ آویگی واللہ میں جانتا تو آپ کو کربلا میں گھیرتا نہیں [illegible] منھ پھیرتا نہیں ای فرزند رسول مقبول مجھی نے پہلے آپ پر فوج کشی کی تھی کربلا سے پھر جانے نہ دیا سم کشی کی تھی اب میں حضور میں سبکے پہلے جان نثاری کو آیا ہوں جان قدم عالی پر فدا کرنے کو لایا ہوں کیا قصور معاف ہوسکتا ہے صحیفۂ اعمال حرف خطا سے صاف ہوسکتا ہے میری توبہ قبول ہوسکتی ہے اب میری معذرت مقبول ہوسکتی ہے آپ نے کمال شفقت سے حر کے سر اور منھ پہ ہاتھ پھیر کر فرمایا کہ اے حر جب بندہ خطا کرکے جناب باری میں توبہ و استغفار کے ساتھ میں آتا ہے تو حق تعالی تصدق اپنے حبیب کے سارے گناہ اسکے محو فرماتا ہے رباعی باز آباز آ ہر انچہ ہستی باز آ ✿ گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ ✿ این درگہ ما درگہ نومیدی نیست ✿ صد بار اگر توبہ شکستی باز آ ✿ اے حر توبہ تیری حق تعالے نے قبول فرمائی اور کل قیامت کے دن میرا خدا اور میرے نانا رسول خدا تجھ سے رضامند اور میری ماں فاطمہ زہرا تجھ سے خرسند اور میرے بابا شیر خدا تجھسے راضی ہونگے نانا جان تیری شفاعت

فرمائینگے اور ہم اپنے ساتھ تجھے بہشت مین لیجائینگے **روایت ہی** کہ پھر حر نے عرض کی کہ یا ابن
رسول اللہ آج کی رات مین نے اپنے باپ کو خواب مین دیکھا کہ انھون نے میرے پاس آکر کہا کہ
اے حر اندنون تو کہان گیا تھا مین نے کہا کہ حضرت امام حسینؑ کو گرفتار کرنے کو میرے باپ نے فریاد کھینچی
کہ وا ویلاہ اے حر تجھے ابن رسول اللہ کے ساتھ کیا سروکار اگر تاب دوزخ مین جلنے کی رکھتا ہے
تو جا انسے لڑ جھگڑے مین جا خنجر آبدار پکڑ اور اگر رضای مولی اور شفاعت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی چاہتا ہی تو اپنی جان انکے قدمون پر نثار کر انکے دشمنان بددین سے جا کر کارزار کر سو آپ للہ
مجھپر کرم کیجیے میدان حرب مین جانے کا مجھے حکم دیجیے آپ نے فرمایا تم میری مہمان ہو ٹھہرو دوسرا
کون جائیگا راہ مولی مین جا کر گلا کٹائیگا حر نے نانا اجازت لیکر میدان کی جانب گھوڑی کو کوڑا مارا
اور لشکر اعدا کے مقابلے مین آکر باواز بلند للکارا خنجر آبدار میدان قتال مین چمکایا موچھون پر تاؤ
دیکر کے اشقیا کو دھمکایا عرب مین اسکی دلاوری کی دھوم تھی اور لشکر عمر وسعد کو اسکی مردانگی
خوب معلوم تھی جب عمر وسعد نے حر کو میدان مین دیکھا آنکھون مین اسکے خیرگی چھاگئی جان سینے
مین اس ملعون کے تلملا گئی **شعر** رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود وسلام ✽ علی وفاطمہ حسن وحسین پہ بھی
مدام ✽ **روایت ہی** کہ اسکے بعد عمر وسعد نے گھبرا کر صفوان شیطان کو جو بڑا پہلوان تھا کہا کہ حر کو
سمجھا کر یہان پھیر لاوی اور اگر نمانے تو اسپر حربہ چلاوے صفوان نے حر سے آکر کہا کہ تم ایسے
پہلوان عاقل ہو کر کے یزید کو چھوڑ کر امام حسینؑ کے ساتھ کیا گئے ہو حر نے کہا اے شیطان یزید پلید
کو حسینؑ شہنشاہ کونین سے کیا نسبت حق تعالی نے انکے مان باپ کا نکاح بہشت مین پڑھوایا
تھا جبرئیل نے انکا گہوارہ ہلایا تھا نبی کے یہ ریحان ہین علی کے دل وجان ہین یہ کہکر صفوان پر
خنجر آبدار چلایا ایک ہی وار مین جہنم کو پہنچایا پھر صفوان کے تین بھائی تھے بڑے نامدار تھے اپنے بھائی کا
بھائی کا یہ حال دیکھکر میدان مین آئے اور حملہ کرکے ایکبار حر پر تیغ چلائے حر نے لپک کے
شمشیر آبدار چلائی ایک وار مین دو بھائیون کا سر دھڑ قیمہ قیمہ ہو پڑا اور دھڑ سے دونون لعین
زمین پر آئے تیسرا بھائی بھاگ چلا حر نے گھوڑے کو جھکا کے اسکی پیٹھ پر ایسا نیزہ لگایا کہ سینے
سے پار ہوا غش کھا کے وہ ملعون بھی زمین پر آیا اسکے بعد حر نے امام حسینؑ کے پاس
آکر عرض کی یا حضرت آپ مجھسے راضی ہوئے آپ نے فرمایا کہ نعم انت حر ہان تجھسے مین راضی میرا

خدا اور رسول راضی اب میرا جی تجھ سے بہت شاد ہوا ے حُر بیا رکباد تو دوزخ سے بھی حُر یعنے آزاد
ہوا یہ بشارت سُنکر حُر پھر میدان مین آئے اور مارے کشتون کے پشتے لگا دیے ایک شقی کی ہزارون دوزخی
بنا دیے یہانتک کہ لشکر عمر وسعد مین حر کا رعب چھا گیا عمر وسعد یہ حال دیکھکر تلملا گیا اُسکے بعد حُر
پھر کر امام عالیمقام کے پاس آئے اور پیاس کا ذکر زبان پر لائے امام تشنہ کام نے فرمایا اے حُر
اب قریب ہے کہ تو اسی طرح تشنہ لب شہادت پائے راہ حق مین گلا کٹا کر جام ساقی کوثر سے سیراب
ہو جاے حُر یہ مژدہ سُنکر پھر میدان مین آئے اور ہزارون کو فی جہنم مین پہونچائے آخر گھوڑا حُر کا
زخمون سے چور ہو کر زمین پر گرا اگر حُر پیدل ہو کر اسی طرح اشقیا پر وار کرتے تھے تن تنہا سیکڑون
سوار و پیادہ کو فی النار کرتے تھے امام نے دیکھا کہ حُر پیدل ہو کر لڑ رہا ہے اور ہر طرف سے اُسپر
سوار و پیادی کا ہجوم ہے مینھ تیرون کا چارون طرف سے پڑ رہا ہے تب آپ نے ایک اسپ
تازی حُر کے پاس بھیجا حُر نے اُسکی رکاب کو بوسہ دیکر حملہ کیا اور کفار کو مار مار کے دھمکایا پھر چاہا
کہ امام حسینؑ کے پاس پھر آئین ہاتف غیب نے آواز دی کہ اے حُر اب مت جاؤ حوران بہشتی
تمھاری انتظار مین ہین پیاسے گلا کٹاؤ غلمان آب کوثر تمھاری واسطے لیے تیار ہین پس حُر نے
امام کیطرف مُنھ کر کے کہا یا ابن رسول اللہ اب قریب ہے کہ مین شہادت پاتا ہون آخری سلام
لیجیے کچھ پیغام ہو تو کہیے مین آپ کے نانا جان کے پاس جاتا ہون آپ نے فرمایا بسم اللہ کر ہم بھی
دو ایک گھڑی مین تمھارے پیچھے وہین آئینگے اپنی ہی زبان سے سارا حال نانا جان سے کہہ سنائینگے
پھر حُر نے نعرہ مارا اور باوجود تشنہ لبی اپنی کے ہزارون اشقیا کو تلوار آبدار کے گھاٹ اوتارا آخر لشکر
عمر وسعد نے حُر کو چارون طرف سے گھیر لیا اور مارے زخمون کے چور کیا پھر قصور سراپا قصور عمدًا
عمر وسعد نے حر پر نیزہ چلایا زخم کاری لگا حُر نے غش کھایا مگر صدقے تیری دلیری کے اُسوقت
بھی لڑنے سے قصور نہ کیا سنبھل کے قصور پر ایسی تیغ مصری چلائی کہ اُسنے کسی کی نبات
سنی قوام حیات کو اُسکی بگاڑ کر تلخی موت کی چکھائی پھر حُر نے آواز دی یا حسیناہ ادرکنی
یا امام حسینؑ میری خبر لیجیے اب حُر کو دوزخ سے آزاد کیجیے آپ کا یہ حال دیکھکر حر کے پاس آئے
اور اُٹھا کر اپنے لشکر مین لائے اور سر حُر کا اپنی گود مین لیکر رونے لگے اور اپنی آستین مبارک
سے گرد و غبار اُسکے چہرے کا صاف کرتے تھے اتنے مین حُر حالت غشی سے ذرا کچھ افاقے مین آئے

آنکھ کھولدی سر اپنا گود مین امام کے دیکھکر مسکرائے اور کہا اب آپ مجھ سے راضی ہوئے آپ نے
فرمایا ہان ہم تجھ سے خورسند ہوئے اور خدا و رسول بھی تجھ سے رضامند ہوئے غرض حرؑ اپکا منھ
تکتے تکتے ملک بقا کے راہی ہوگئے مقبول بارگاہ الٰہی ہوگئے **شعر** رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود
وسلام * علیؑ فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام * **روایت ہی** کہ اسکے بعد مصعب برادر حر اور
علی پسر حر اور عروہ غلام حرؑ یہ تینون لشکر عمر وسعد سے گھوڑے دوڑائے امام کے لشکر مین آئے
اور رو رو کر امام تشنہ کام کے پاؤن پر پڑنے لگے رکاب عالی پر ناک رگڑنے لگے آخر یہ تینون
بھی ہیکے بعد دیگرے امام سی اجازت لیکے میدان جنگ کو سدھارے جنگ عظیم کی ہزارون
اشقیا کو شمشیر آبدار کے گھاٹ سے دوزخ کے کنارے اتاری جدھر تلوار چلائی ایک کو دو دو کو چار کیا آخر
جام شہادت نے ان تینون کا بیڑا بھی پار کیا **روایت ہی** کہ جب حرؑ وفادار نے مع اپنے بھائی
بیٹے غلام کے شہادت پائی اور تریپن آدمی یاران اور چاکران سے آپ کے شہید ہوچکے
تو لشکر امام مین سوائے انیس آدمیون کے کوئی لڑنے والا باقی نرہا کہ وہ سب بھائی بھتیجے بیٹے
بھانجے آپ کے تھے اسوقت امام سے خود تن تنہا چاہا کہ میدان مین جائیں اور مثل شیر
دلیر کے راہ حق مین اپنا گلا کٹائین جانثاران حسینؑ ہاتھ جوڑ کر عرض کرنے لگے کہ ای ریحان رسولؐ
ای فرزند بتولؑ آپ ٹھہرین ہم لوگ اشقیا کو جاکر مارینگے پھر شربت شہادت پیکر جنت کو سدھارینگے
آج ہماری سر آپ کے قدمون پر نثار ہونگے اسدم یہ میدان ہماری خون سے لالہ زار ہونگے
آپ جسکی طرف نظر رحمت دیکھکر آنکھون مین آنسو بھر لائے خود بھی روئے اور حضار کو بھی
رولائے فرمایا **شعر** پروردگار صدمے جو مظلوم مین یہ سہے * لوہے کا اک لوتھڑا دیا ہوتا بجاے
دل * پھر فرمایا تم لوگ میری سامنے شہادت پاؤگے ہم یہ حال کیونکر کھڑے دیکھتے رہینگے یہ
صدمے متواتر کیونکر سہینگے **بیت** تم مری سامنے اس دشت مین ہوجاؤ شہید * مین رہون
رونے کو یان بیکس و تنہا باقی * غرض آپ نے ہرچند لوگون کو سمجھایا کسی نے نمانا آپ کی
سامنے اپنا گلا کٹانا عین فخر جانا امام نے کلیجے کو تھام کر ایک آہ کی اور بقیہ جان نثارون کو
میدان مین جانیکی اجازت دی * **روایت ہی** کہ اس جوار مین ایک عورت تھی نیک انجام
وہب نام اسکے ایک اکلوتا بیٹا نہایت حسین جوان وہب نام تھا سترہ دن ہوئے تھے کہ اسنے

اسکی شادی کی ہتی اُسنی دولہا دولہن سے خانہ آبادی کی ہتی پر اُسکی ماں نیکبخت نے اپنے بیٹے
وہب سے کہا کہ ای بیٹا جگر گوشہ مصطفےٰ نور چشم مرتضیٰ میدان کربلا مین بے یار و مددگار قطرہ
آب کو ترس رہا ہی ہر طرف سی تیرون کا مینہ اُسپر برس رہا ہی سو ای بیٹا تو اسوقت میرے دودھ کا
حق ادا کر سکتا ہی یعنی امام حسینؑ کے ساتھ ہو کر شہیدان سے لڑ کر کے مر سکتا ہی ای بیٹا مین امام حسینؑ
کی محبت کی پیاسی ہون ایک گھونٹ اپنے لہو کا مجھے پلا یعنی اپنی بانو کو چھوڑ رشتہ محبت مادری
کو توڑ اور امام کے ساتھ ہو کر اس اپنی اُٹھتی جوانی کو خاک و خون مین ملا وہب نے جو سعید روز الست
تھا شراب شہادت سے الست تھا عرض کی ای مادر مہربان مین خود امام پر جان نثار ہون انکے
ساتھ گلا کٹانے کو طیار ہون اجازت دو کہ اپنی بانو سے کہ بیاہ کو فقط سترہ دن ہوئے ہین جا کر
دین مہر معاف کراؤن پھر امام تشنہ کام کے ساتھ ہو کر باغ ارم کو جاؤن پس اُس دولہا نے اپنی
دولہن کے پاس آ کر کہا کہ ای بانوے دمساز ای مونس و نواز اپنا دین مہر معاف کر دے حرف
خطا و قصور سے تختہ دل صاف کر دی امام تشنہ کام تنہا و بیکس بے بس میدان کربلا مین
ایک چلو پانی کو ترس رہے ہین ہر طرف سے تیر ستم اُنپر برس رہے ہین سو اسوقت مین بہ محبت
امام حسینؑ بطلب رضای خالق کونین و شفاعت جد حسینؑ اور خوشنودی انکے والدین کے شہید
ہونے کو جاتا ہون اُس دولہن نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا کہ اگر عورتون کا
لڑنا جائز ہوتا تو مین بھی امام پر فدا ہو کر تمھاری ہی ساتھ ہلاک ہو جاتی آفات دارین سے پاک
ہو جاتی پھر وہ دولہا دولہن دونون لپٹے ہوئے امام کے پاس آئے دولہن نے رکاب تھام کر
عرض کی کہ یا حضرت مین نے سُنا ہی کہ جو جوان شہید ہو کر گھوڑے سے زمین پر گرتا ہی تو حوران
جنت اُسے گود مین اُٹھا لیتی ہین سر اور روے گلگون پر اُسکے بوسے دیتی ہین پھر
بہشت مین اُسکی خدمتگذاری کرتی ہین بڑی محبت کرتی ہین جان نثاری کرتی ہین سو مین
اپنے شوہر کو دو شرط پر شہید ہونے کی اجازت دیتی ہون اول یہ کہ آپ مجھے اپنی لونڈیون
مین داخل کیجیے اپنی صاحبزادیون کی کفش برداری کرنے دیجیے دوسرے یہ کہ جب یہ دولہا
میرا آج شہید ہو کر کل قیامت کے دن بہشت مین جاوے تو جبتک ہمکو اپنے ساتھ نہ لے بہشت
کی جانب قدم نہ اوٹھاوی آپ نے اُس عورت کی دونون باتین قبول فرمائین غرض وہ جوان حضرت

امام سے اجازت لیکر میدان کارزار مین آیا اور خون اشقیاسے اُس دشت کو لالہ زار بنایا مارتے مارتے لشکر عمر وسعد کو ہلا دیا ہزارون سیاہ رو کو خاک وخون مین ملادیا پھر زخمون سے لہولہان مان کے پاس آکر کہا کہ امان اب آپ مجھے راضی ہوئین مان نے بیٹے کو گلے سے لگا کر بلائین لین دعائین دین اور کہا بیٹا شیر ہو دلیر ہو جاؤ مارے تا رہے اشقیا کو ہٹاؤ امام کے سامنے راہ حق مین گلا کٹاؤ بیٹا جان جائے تو جائے خبردار اُف زبان پر نہ آئے پھر وہ دولہا اُسی طرح لہولہان شاہانہ شہیدانہ کپڑے پہنے ہوئے رخصت ہونے کو دولھن کے پاس آیا دوشہانا جوڑا وہ لہولہان گھوڑا وہ بدن زخمون سے چور وہ خنجر فراق سے دل کا ناسور دکھایا پھر امام سے رخصت ہو کر جینے سے ہاتھ دھو کر میدان مین آکر سیکڑون کفار کو مارا آخر لڑتے لڑتے باغ ارم کو سدھارا پھر اعدا نے سر اُسکا کاٹ کر امام حسینؑ کے آگے پھینکدیا اُس جوان کی مان نے رو کر خوش ہو کر بیٹے کا سر گود مین اُٹھا لیا اور کلیجے سے لگا کر کہا کہ بیٹا تمنے حق ہمارے دودھ کا خوب ادا کیا پھر اُس سر کو دولھن کی گود مین لاکر رکھدیا دولھن اُسکے خون کو اپنے سر اور منھ پر ملنے لگی کلیجے کو چٹکیون سے مسلنے لگی

اب عبداللہ مسلم کا پسر لڑنیکو جاتا ہے	کہین کیا آہ ای ناصر لکھین کیا ہای ای جہم

جب لشکر امام تشنہ کام سی ترپن آدمی شہادت پاچکے اپنے خون دل سے میدان کربلا کو لالہ زار کر کے باغ ارم مین جا چکے مردون سے سوای امام عالی مقام کے اور امام زین العابدین کے فقط اُنیس آدمی باقی رہگئے سوا اقربا اور عزیزان کے اور وہ یاران اور ایک شخص غلامان سے پس نوبت برادران اور خویشان کی آئی آسمان نے یہ مصیبت تازہ دکھائی اُن کے فراق مین امام تشنہ کام کا کلیجا پھٹنے لگا گھبراہٹ سے دم اوٹنے لگا ایک انار حسد بہار اُنیس سر لاکھون خریدار پہلے اقارب قریب سے عبداللہ فرزند مسلم شہید نے مسلح ہو کر عرض کیا کہ اب مجھے اجازت دیجیے کہ میدان جنگ مین جاؤن اور بعوض خون اپنے باپ کے کوفیون کے خون سے ندیان بہاؤن پھر لڑتے لڑتے گلا کٹاؤن اور سلام آپ کا باباجان کو پہونچاؤن آپ نے فرمایا اے بیٹا اب فقط بھائی مسلم کی نشانی ہو اپنی ماں اور خستہ جگر کے

مزہ زندگانی ہو تم میدان مین نہ جاؤ نہین اپنے فراق مین مجھے رلاؤ نہین انھون نے قدمون پر سر رکھکے
عرض کی کہ جی تڑپ رہا ہے کہ اسوقت اپنے باپ مسلمؑ اور دونون بھائی محمد اور ابراہیم سے جاکر
بہشت مین ملاقات کرون شربت وصال نوش کرون ایام فراق کی مکافات کرون آپ فرزند کی
انکے اصرار سے مجبور ہوکر اجازت دی عبد اللہ گھوڑا چپکائے ہوئے میدان مین آئے اور خنجر آبدار سے
کشتون کے پشتے لگائے جو روباہ سامنے اس شیر کے آتا تھا زندہ پھر کر نجاتا تھا سب اشرار نے یکبارگی
اس شیر پر حملہ کیا اور اس مسلم کے چاند کو ابر کیطرح گھیر لیا گھوڑے نے انکے تین دن سے آب و دانہ
دور سے بھی نہ دیکھا تھا اور آپ بھی تین دن کے بھوکے پیاسے فاقہ مست تھے ضعف سے
نڈھال اور سرشار بادۂ الست تھے بالآخر تیر و تبر سے اشقیا اور تیغ زخمون سے چور ہوکر شربت
شہادت پیکر جنت الفردوس کو سدھارے امام عالی مقام نعش انکی خیمے مین اٹھا لائے اور انکے
فراق مین خوب روئے اور اہل خیمہ کو گریہ و بکا مین ڈالا **شعر** رسول پاک پہ

بھیج اے خدا درود و سلام * علی و فاطمہ حسن و حسین پہ بھی مدام *

اب اولاد عقیل ابن ابی طالب کی نوبت ہے انلوگون پر انکے جنگ میں خنجر چلایا جاتا ہے

بعد اسکے جعفر بن عقیلؑ اور انکے بھائی عبد الرحمن ابن عقیل اپنے بھتیجے عبد اللہ کا یہ حال دیکھکر
جنگ کو آئے اور میدان کارزار کو خون اشقیا سے لالہ زار بنائے جو پہلوان سامنے آیا ایک ہی
وار مین جہنم کو پہونچایا آخر ان دونون بھائیون نے بھی شہادت پائی پھر نعش ان دونونکی
اٹھکر خیمے مین آئی غرض اسی طرح نوبت بنوبت امام کے روبرو بھائی بھتیجے برابر شہید ہوتے
جاتے تھے اور جان کونین سلطان حسینؑ انکی جدائی مین آنکھون سے آنسو بہاتے تھے بعد اسکے
حضرت زینبؑ نے جو اپنے بھائی امام حسینؑ پر عاشق زار تھین جی جان سے نثار تھین حضرت محمد
اور عون اپنے بیٹون کو پاس بلا کر فرمایا کہ مین اپنے بھائی کو تم سے زیادہ عزیز جانتی ہون سو
دیکھو تمھارے ماموں تن تنہا میدان مین گھرے ہین اشقیا انکے قتل کرنے پر اڑے ہین آج
مین تمکو بخوشی خاطر اجازت دیتی ہون کہ تم دونون بھائی ماموں کے پاس جاؤ اور ان سے
بھی اجازت لیکر کے میدان مین جا کر خوب لڑو اور راہ حق مین گلا کٹاؤ یہ دونون صاحبزادے

پہلے ہی صف کارزار میں جانے کو طیار تھے ماں کے فرمانے سے اور بھی زیادہ شوق گلا کٹانے کا دامنگیر ہوا
غرض امام کے پاس آکر اجازت چاہی آپ نے اُن دونوں کا عالم شباب اور حضرت زینب بہن کا اصرار
خیال کر کے فرمایا کہ تم گلا کٹا دو گے ہم کسطرح کھڑے دیکھتے رہینگے صدمات متواتر کیونکر سہینگے سو تم بہتر ہے
اپنی ماں کے پاس جاؤ اور لڑائی کا نام ہرگز زبان پر نہ لاؤ صاحبزادوں نے نانا بزرگوار سے اصرار تمام امام
عالیمقام سے رخصت ہو کر پہلے حضرت محمدؑ نے اعدا کی طرف رخ کیا ایک ہی حملہ میں فیل سوار کو پیادہ
اور لشکر عمر و سعد کو درہم برہم کر دیا جسطرف یہ شہباز نواسا حیدر کرار اور پوتا جعفر طیار پنجہ مارتا
سکڑوں کوے الو کی طرح عدم کا دانہ چگنے لگتے اور جدھر یہ شیر دلیر للکارتا ہزاروں کوفی
روباہ صفت دم کے دم میں آتش دوزخ میں جھنجھنے لگتے جسطرف بجلی کیطرح تلوار چمکاتے تھے
دس پانچ شقی کے سر اڑا دیتے تھے جب پیاس سے بیتاب ہوئے العطش العطش کہتے ہوئے امام کے
پاس گھوڑا دوڑا لاتے آپ فرماتے ای نور چشم ہم کیا کریں ایک قطرہ پانی نہیں ناچار ہیں جاؤ جلد گلا
کٹا دو دیکھو تمھارے نانا علیؑ حیدر کرار اور تمھارے دادا جعفر طیار تمھارے بلانے کو آب کوثر لیے طیار ہیں
غرض حضرت محمد اپنے حوصلے بھر اشقیا سے خوب لڑے آخر عین تشنہ لبی میں شربت شہادت پیکر
گھوڑے سے گر پڑے اسکے بعد انکے بھائی حضرت عونؑ نے میدان کارزار میں گھوڑا چمکایا اور سیکڑوں
شقی کو عدم کا راستہ بتایا اور باوجود کم سنی نازک بدنی اور بھوک و پیاس تین شبانہ روز کے
بہت سی اشقیا ماری آخر زخموں سے لہولہان اور ماموں پر قربان ہو کے باغ جنت کو سدھارے
حضرت امام اور حضرت زینب کو اس واقعہ جانگزا سے جو کچھ غم ہوا اگر تحریر میں آئے تو جگر حاملان
عرش پھٹ جاوے شعر رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام + علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پہ بھی مدام

صف میں حسینؑ ناصر گلا اپنا کٹانے کو	حسنؑ کا لخت دل پیارا اب عبد اللہ آتا ہے

بیان شہادت حضرت عبد اللہ بن امام حسن

جب حضرت محمد اور عونؑ دونوں بھانجوں نے آپ کی شہادت پائی تب نوبت گلا کٹانے کی برادر
زادگان امام مظلوم کی آئی پہلے حضرت عبد اللہ بن شہنشاہ زمن حضرت امام حسنؑ کے پاس آئے
اور عرض کی کہ اے چچا جان اب ہم یہ سب صدمے سہہ نہیں سکتے اب بغیر اپنا سر کٹائے رہ نہیں
سکتے سو اب مجھ پر کرم کیجیے میدان میں جانے کی سر کٹانے کی اجازت دیجیے اشقیا کا خون بہاؤنگے

پھر بھی شہادت میں حوصلہ مار کر اپنے خون میں نہاتے نکلے آپ نے گلے لگا کر فرمایا ای بیٹا تم میری جان کے
برابر ہو شرف حیات ہے یادگار برادر ہو تمہارا بھی نام جینگے تو ان جگر کسطرح نپیچے حضرت عبداللہ نے
آپ کو تسکین دی اور منت کی مجھے اجازت دیجیے میدان میں گئے اور یہ غزل بآواز بلند پڑھی غزل
محترم و محتشم ہون جنابی زہرا حسن ست ہون شہنشاہ کربلا حسین ہادی راہ حق و
علم من آمدہ ہون غل بچکے تلوار چمکائی اور ایک ہی حملہ میں بہادی اشقیا کو راہ عدم کی دکھائی
عمر وسعد گھبرایا مارے خوف کے بھاگ کر لشکر کے پیچھے آیا چھ ہزار سوار لیکر بحیری بخت کو بھیجا کہ
جاکر چارون طرف سے تیر مارو گردن عبداللہ کی اتارو وہ امام حسین کو بھی یہ مرد عبداللہ کے
پیروزان غلام کو حضرت امام حسن کے بھیجا ان دونون نے ہزارون سوار کو زیر و زبر کردیا پیروزان
نے ایک سو بیس کو فیون کو تیر سے ہلاک کیا اور بیس کو شمشیر سے خاک کیا پھر تو عمر وسعد کے
لشکر میں کھلبلی پڑگئی آخر پیروزان زخمون سے چور چور حرکت سے مجبور ہو کر زمین پر گرے حضرت
عبداللہ نے اپنے گھوڑے پر پیروزان کو اٹھایا گھوڑا کئی دن سے بھوکا پیاسا تھا اور حضرت عبداللہ
نے اسوقت اعدا کے پیچھے اسے خوب دوڑایا تھا اور سو جگہ سے زیادہ اسکے بدن میں نیزہ چبھے
تھے دو آدمیون کو لیے قدم بڑھایا مگر تھوڑی دور جاکر آگے نہ چل سکا غرض حضرت عبداللہ
گھوڑے سے اتر کر پیروزان کو کسی طرح خیمے میں لائے اور پھر آپ گھوڑا کودا کر کے میدان میں
آئے عمر وسعد نے ہرچند زور مارا کوئی شقی مقابلے کو آتا نہ تھا مارے خوف شاہزادے کے سر
اٹھاتا نہ تھا لشکریان عمر وسعد کہنے لگے کہ ای عمر وسعد فرمان رے تیری ہاتھ ہی اسقدر لشکر
تیرے ساتھ ہے تو بھی کیون آگے جاتا نہیں شاہزادی کا سر کاٹ لاتا نہیں غرض لشکر عمر وسعد
سے جو آگے آتا زندہ پھر نہ جاتا پھر حضرت عبداللہ نے لشکر عمر وسعد کو للکارا کہ ہان کیون میدان
میں کوئی نہیں بنی ہاشم سے آگے کچھ چلی اپنی دکھاتی نہیں آخر جب کوئی شقی برسر میدان نہ آیا
تب آپ نے گھوڑا دوڑا کر اپنے تئین امام کے پاس پہونچایا اور عرض کی کہ چچا جان پیاس
سے جان جاتی ہے دیکھیے طبیعت ابلی آتی ہے آپ نے فرمایا ای نور دیدہ عم ای مرد سینہ پر غم
جاؤ گلا کٹا دو بابا جان تمہارے آب کوثر و تسنیم پلا دینگے اور تمہارے دل کے زخمون پر مرہم
وصال لگائینگے پھر حضرت عبداللہ میدان میں آئے پانچ ہزار سوار ہر طرف سے یکبار اُن پر ہجوم لائے

پھر بہت سے کفار مار کے آخر وہ خون سے چور ہوکر جنت الماویٰ کو سدھارے **شعر** رسول پاک
پہ بھیج اے سند اور درود و سلام پہ مصطفیٰ و فاطمہ حسنؑ و حسینؑ پہ بھی مدام ✤✤

نہ کیوں جبرئیل کی چھوٹی کچہری جان جاتی ہو | حسن کا لخت دل اب آہ قاسم رن میں جاتا ہے

بعد اسکے حضرت قاسم بن امام حسنؑ نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی کہ چچا جان میرا سلام لیجیے اب قاسم کو رن میں جانے دیجیے آپ نے فرمایا اے نور چشم میں بھائی حسن کے اب تمھیں یادگار ہو بھائی جان داغ فراق دے گئے اب فقط تم مرہم سینہ افگار ہو واللہ ہم تمکو رن میں جانے نہ دینگے اپنے سامنے گلا کٹا دینگے حضرت قاسم کی ماں نے بھی ایک کہرام مچایا تھا اور آہ سرد بھر کے خیمے میں کہتی تھیں **بیت** اے مدد گرفتہ جا بلعنت کن از نظر مردہ ام مرہم سینہ چون توئی مرہم دیدہ ہم توشوی عرض حضرت قاسم خیمے میں سر بزانو ہو کر رونے لگے اور ہر دم امام حسینؑ میدان میں جانے کو تیار ہونے لگے **روایت** ہے کہ اسوقت حضرت قاسم کو وہ تعویذ یاد پڑ گیا کہ حضرت امام حسنؑ نے اپنے دست خاص سے لکھکر انکے بازو پر باندھ دیا تھا اور وقت باندھنے کے فرمایا تھا کہ ای قاسم جب تجھے کمال درجے کی مصیبت پیش آوے اور ہر طرف سے تجھ پر گھٹا غم کی چھا جاوے تو تم اس تعویذ کو کھول کر پڑھنا اور اسمیں جو لکھا ہو اسپر عمل کرنا حضرت قاسم نے دل میں کہا کہ آج تک ہمکو ایسی مصیبت کبھی پیش آئی نہیں لاؤ تو تعویذ کو کھولکر دیکھیں کیا لکھا ہے پس اس تعویذ کو کھول کر دیکھا کہ حضرت امام حسنؑ نے اپنے دست خاص سے لکھا تھا کہ ای قاسم میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ جب تم اپنے چچا امام حسینؑ کو دشت کربلا میں کوفیان دغاباز کے ہاتھ میں گرفتار دیکھو ہر طرح سے مجبور و ناچار دیکھو تو سر اپنا انکے قدموں پر فدا کر دینا ہر چند کوئی روکے ہرگز ماننا نہیں جان اپنی قربان قدم شہید کربلا کر دینا تمھاری چچا تمھاری ماں اگر روکیں تو خبردار ہرگز نہ ماننا چچا کے سامنے گلا کٹانے اور اپنے شہید ہو جانے کو عین سعادت جاننا حضرت قاسم نے یہ وصیت نامہ پڑھا اور مارے خوشی کے پھول گئے دین و دنیا دونوں بھول گئے اور وہ وصیت نامہ امام کے آگے لا کر کے دھر دیا کہ چچا جان ذرا اسے پڑھ لیجیے اور رن میں جانے کی مجھے اجازت دیجیے امام کو وہ وصیت نامہ پڑھکر بھائی کی محبت اور شفقت یاد پڑ گئی بے اختیار ہوکر کلیجے کو تھام لیا طبیعت بگڑ گئی اور

پھر فرمایا ای قاسم اب بھائی حسنؑ کی نشانی ایک تم ہی باقی ہو جس وقت بھائی کی صورت رسول نما
جسد م اونکی شفقت روح افزا یاد آتی ہے تو تمکو دیکھکر جی کو تسکین ہو جاتی حضرت قاسم نے
ہاتھ جوڑکر بہت منت سماجت کی تب آپ نے قاسم کو گلے سے لگا کے سرشک غم دیدۂ پرنم سے
بہا کے میدان میں جانے کی سرکٹانے کی اجازت دی حضرت قاسم روبرو لشکر عمرو سعد کے
آئے اور بہتیرے اشقیا جہنم کو پہونچائے پھر عمرو سعد شقی سے باواز بلند فرمایا کہ ای جفا کار تیرہ روزگار
فرزندان ساقی کوثر کو قطرۂ آب کو ترسا کے مینہ تیغ و تیر کا برسا کے تو شہید کرتا ہے اور اہلبیت
اطہار کی بیکسی بے بسی دیکھ دیکھ کر خوش ہوتا ہے عید کرتا ہے ارے بیحیا تو اپنے جانوروں کو آب
ودانہ کھلاتا ہے اور ہمارے اطفال خردسال اور عورات اور بے منھ کے جانوروں کو مچھلی کیطرح
ریت پر ایسی گرمی کے دنوں میں قطرۂ آب سے ترساتا ہے سارے نور چشمان نبی و
لخت جگران علی کو تو نے ایک گھونٹ پانی سے تڑپا تڑپا کے شربت شہادت پلا دیا فقط اب جتنے
لوگ رہگئے ہیں اور سارے خدا کے پیاروں نبی کے ماہ پاروں فاطمہ زہرا کے دلاروں
کو تو نے خاک وخون میں ملا دیا اب بھی باز آ جیتے ماندگان کو ایذا مت پہونچا کل خدا کو کیا منھ
دکھائیگا رسول خدا کے آگے کیا عذر پیش لائیگا دنیا کے لیے دین کو مت برباد کر قیامت کی
پیاس قیامت کی بیکسی یاد کر آج ہم تیرے پنجے میں گرفتار ہیں کل ہمیں سے تجھے کام پڑیگا ہم
باغ ارم میں چین کرینگے تو دوزخ میں پڑا سڑیگا اس شیطان نے کہا کہ بیشک آپ لوگ یزید
کی متابعت انکار کرینگے ہمارے پنجۂ ظلم سے رہائی نہ پائینگے آپ نے اوسکی شقاوت پر نفرین کی اور
گھوڑے کو جھپکا کے فرمایا کہ ہاں جسکے سر پر موت سوار ہو میرے روبرو آئے اور زیر تیغ آبدار جاکے
ہو کر اپنے خون میں نہائے روایت ہے کہ لشکر عمرو سعد آپ کی بہادری سے لرزاں تھا کوئی شقی آپ کی
سامنے نہ آیا تب عمرو سعد نے گھبرا کر ازرق شامی سپہ سالار کو جو یزید کی طرف سے دس ہزار دینار
ہر سال پاتا تھا بلایا کہ کوئی اس جوان کے آگے جاتا نہیں ہو تو ہزار پیادہ اور سوار لیکر جا اور
سر اونکا اوتار لا ازرق نے کہا عمرو سعد تجھے شرم نہیں آتی کہ مجھ ایسے پہلوان کو جسکا مصر و
شام میں رعب پڑا ہے ایک جوان کم سن سبزہ آغاز کے ساتھ لڑنے کو بھیجتا ہے عمرو سعد نے کہا
انکی کم سنی نازک بدنی پر مت جا وہ شیر دلیر امام حسنؑ مجتبیٰ کے بیٹے ہیں تو جانتا نہیں اسکے یہ

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے اور علی مرتضیٰ کے پوتے ہین تو انکو پچھاڑتا نہین
واللہ اگر یہ بھوکے پیاسے ہوتے تو جد صریح کرتے پیل سوار کو پیادہ اور پیادے کا سر کاٹ کے
سوا اسے بات کرنے ایک ہی چال مین سارا کھیل ہمارا مات کرتے ارزق نے کہا اگر تو میرا بدن
مقراض سے پرزے پرزے کرڈالے تب بھی مین لڑکے سے لڑنے کو نجاونگا مگر جیسے تیرا مبالغہ کرتا ہے
ہمارے چار بیٹون مین سے جو ہر ایک عرب مین اپنا ثانی نہین رکھتا کوئی میدان مین جائیگا اور ایک
ہی وار مین سر اُس لڑکے کا اُتار لائیگا آخر بڑا بیٹا ارزق کا اسپ صبا رفتار پر سوار ہو کر شمشیر آبدار
قیمتی ہزار روپے کی جسے اور ہزار روپے دے کر زہر کا پانی دیا تھا ہاتھ مین لیکر کے
میدان مین بادل کی طرح گرجتا ہوا آیا حضرت قاسم نے ذرہ بھر بھی اُس سے خوف نہ کھایا گھوڑے کو چمکا کے
خنجر خونخوار چلا دیا وہ شیطان زخمی ہو کے زمین پر آیا آپ نے جھکی کر کے وہ تلوار قیمتی زہر دار اُسکے
ہاتھ سے چھین لی اور موئے سر کو اُس ملعون کے جو بڑے دراز تھے اپنے ہاتھ سے پکڑ کے گھوڑا
دوڑایا آخر اُسی طرح گھسیٹتے گھسیٹتے جان اُسکی نکل گئی پھر آپ نے بال اُسکے چھوڑ دیے
اور نعش کو اُسکی گھوڑے کی ٹاپون سے روند ڈالا لشکر عمر و سعد کو دکھا دکھا کے خوب حوصلہ
دل کا نکالا پھر دوسرا بیٹا ارزق کا آیا آپ نے پہلے ہی وار مین ایسا نیزہ اُسکے پہلو مین لگایا
کہ اودھر سے اُدھر پار ہو گیا فوراً وہ ملعون بھی داخل فی النار ہو گیا پھر تیسرا بیٹا ارزق کا آیا آپ
نے اُسکے پیٹ پر ایسا نیزہ چلایا کہ اُسکی پیٹھ سے نکل آیا ارزق یہ حال دیکھکر کلیجہ چٹکیون سے
ملنے لگا گھوڑے سے زمین پر آیا سر چہرہ وان سے کھینچنے لگا آخر چوتھے بیٹے ارزق نے کہا بیٹون کا یہ
حال اور باپ کو پر ملال دیکھکر حضرت قاسم کے مقابلے کو گھوڑا دوڑایا آپ نے وہی تیغ زہر آلود
اُسپر چلائی سینہ اُسکا پھٹ گیا دانت یا ہاتھ اُسکا کٹ گیا پھر وہ بھاگ کر اپنے لشکر مین آیا فوراً
سفاک اجل نے اُسکو بھی عدم کا راستہ دکھلایا اور وہ بھی پہنچا کہ اسکے بعد ارزق غصے
سے سر دھنتا ہوا آتش غم مین اپنے چارون بیٹون کے جلتا ہوا میدان مین آیا اور بہت
طیش مین آکر ہاتھ چلا کر حضرت قاسم کے گھوڑے کی پیٹھ پر نیزہ چلایا گھوڑا آپ کا گر پڑا
آپ پیادہ ہو گئے مگر باوجود قتل ارزق کے بھی جان سے آمادہ ہو گئے پھر آپ نے
فرمایا ارے ارزق روباہ صفت شیر کے آگے تم ہو ہماری جو کچھ ہو [illegible]

ہوگیا سپاہی کہلاتا ہی دیکھو گیر تیرے گھوڑے کی ڈھیلی ہوگئی ہوش سنبھال ایسا کیون دنگ ہوگیا
ارزق سر جھکا کر خوگیر دیکھنے لگا آپ نے پھرتی کے ہاتھ سے وہی تلوار زہر آلود اُسپر چلائی گردن
اُسکی لکڑی کی طرح دوپارہ ہو کر زمین پر آئی لشکر عمر وسعد مین حضرت کی دلاوری دیکھکر کھلبلی
پڑ گئی دلاوران شام کی طبیعت بگڑ گئی حضرت قاسم ارزق کے گھوڑے پر سوار ہو کر امام کے
پاس آئے اور رکاب عالی کا بوسہ لیکے صدائے العطش العطش زبان پر لائے اور کہا
یہ چچا جان اگر ایک گھونٹ پانی پاؤن تو واللہ سارے لشکریان عمر وسعد بضرب خنجر آبدار بحر
عدم کے گھاٹ پر پار کر آؤن آپ نے فرمایا بیٹا قاسم شامیان بے وفا کفر پر اڑے ہین اب
غصہ کم کرو گلا کٹاؤ بھائی صاحب منتظر ہین اور نانا جان تمھارے پلانے کو آب کوثر لیے کھڑے
ہین پھر آپ میدان مین آئے جو سامنے آتا گیا ایک ایک حملہ مین جہنم کو جاتا گیا حتی کہ پھر آپ
نے تیس پیادے مارے اور پچاس سوارون کے سر اُتارے لشکر عمر وسعد مین زلزلہ پڑ گیا
دلاورون کے دلون مین خنجر رعب گڑ گیا عمر وسعد نے خفا ہو کر لشکریون کو للکارا پھر تو ہر طرف
سے شامیان سیاہ رو امام حسنؑ کے چاند پر بادل کیطرح گھر آئے اور دور دور سے ناکسون
نے تیر برسائے گھوڑا آپ کا زخمون سے چور چور ہو کر زمین پر آیا پھر شیث بن عمر وسعد ملعون
نے سینۂ مبارک پر آپ کے ایسا نیزہ مارا کہ پشت مبارک سے پار ہوگیا پھر آپ نے
متواتر ستائیس زخم کھائے اعدا نے ہر طرف سے مینہ سم کے برسائے آپ نے وہین سے
عم بزرگوار کو آواز دی کہ یا عماہ آہ اَدْرِکْنِی چچا جان میری خبر لیجیے زخم دل کی دوا کیجیے **شعر**
لمؤلفہ خون اپنے سے نہا چکے پرزے ہوا بدن ✤ جوڑا شہا نا میرا ہوا اے چچا کفن ✤ امام
عالیمقام یہ آواز سُنکر حضرت قاسم کے پاس آئے اور کسی طرح اُنکو اُٹھا کر خیمے مین لائے اور
اُنکا سر اپنے زانوئے مبارک پر دھر کے گرد و غبار اُنکے چہرے کا اپنے دامن سے رو کر پونچھنے لگے اتنے
مین حضرت قاسم نے آنکھ کھولکر امام زمان اور اپنی مادر مہربان کو دیکھکر تبسم کیا اور داعی اجل کو
جواب لبیک دیا حضرت قاسم کی مان نے رو کر کہا **فرد** رفتی و مرا خبر نکردی ✤ بر بیکسیم نظر نکردی
اسکے بعد حضرت عمر اور حضرت ابو بکر جناب امام حسنؑ کے جگر پارے باری باری اجل کی طرح
کوفیان بیوفا کے سر پر جاتے تھے اور دس پانچ شقی کی کشتی حیات کو جا بموج ممات مین ڈالکر

شربت شہادت پی آتے ہیں شعر رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام ✤ علیؑ و فاطمہؓ حسنؑ و حسینؑ پہ بھی مدام

اب اولادِ علیِ مرتضیٰ کی آہ باری ہی	اری ظالم فلک کیا کیا ستم اپنا دکھاتا ہی

جب سب بھتیجے بھانجے امام کے گلا کٹا چکے اور باغ ارم میں جا چکے تو فرزندان شیر خدا علی مرتضیٰ یعنی برادران امام حسینؑ کی نوبت آئی پس بعد حضرت قاسمؑ کے حضرت ابوبکر بن علی مرتضیٰ نے امام سے اجازت لیکے شمشیر بران اٹھائی اور میدان میں آکر فرمایا **نظم** شاہ دبرادرمن ست اختر آسمان من مہتر و بہتر زمان قبلہ و کعبۂ زمین ✤ من ✤ برادر و یم خادم و چاکر و یم ✤ پیش ✤ و دیدہ شما خارجیان نیرہ دین پھر تو جیس مردود پر تلوار چلائی سوار و مرکب دونوں کو راہ عدم کی دکھائی پس بانک اکیس ۲۱ زخم کھائے مگر سیکڑوں کفار مارے آخر شربت شہادت پیکر باغ ارم کو سدھارے بعد اسکے حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ پسران علی مرتضے میدان کربلا میں گئے بعد دیگرے آئے اور راہ حق میں خوش ہوکر گلے کٹائے بعد اسکے حضرت عونؑ بن علی میدان میں آئے اور لشکر عمر سعد کو زیر و زبر کردیا آخر دو ہزار سوار پیادوں نے انکو گھیر کر شربت شہادت پلایا بعد اسکے حضرت جعفر بن علیؑ اور عبید اللہ بن علیؑ نے کارزار میں آکر بہتیرے کفار مارے آخر مجروح ہوکر جنت الفردوس کو سدھاری شعر رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام ✤ علیؑ و فاطمہؓ حسنؑ و حسینؑ پہ بھی مدام

فلک تھرا گیا کانپی زمین محشر ہوا برپا	علیؑ عباسؑ علم بردار اب لڑنیکو آتا ہی

جب سب بھائیوں نے حضرت امامؑ کے آگے شہادت پائی حضرت عباسؑ علمدار نے میدان جنگ کی طیاری فرمائی امام تشنہ کام نے فرمایا کہ ای عباسؑ تم میری لشکر کے علم بردار اور میری قوت بازو اور غمخوار ہو تم کو ہم کسطرح میدان میں جانے دیں اپنے روبرو دیکھو کیونکر سر کٹانے دیں حضرت عباسؑ نے کہا کہ جبتک ہم کوفیون سے اپنے بھائیون کا انتقام نہ لینگے واللہ اب یہان آرام نہ لینگے دیکھیے سکینہ اور علی اصغر مارے پیاس کے ترپتے ہیں ہم فرات کے کنارے جاتے ہیں اور شامیون کو ستا کے پانی انکے پینے کو لیے آتے ہیں غرض آپ نے امام سے رخصت لی اور ایک مشک گھوڑے پر دھر لی اور میدان میں آئے اور اتمام حجت کے لیے اشقیا کی جانب

رُخ کرکے فرمایا کہ اے کوفیان بیوفا و اے شامیان پُرجفا نورچشم مصطفےٰ اور لخت جگر مرتضےٰ اور فرزند فاطمۂ زہرا یعنی امام حسین شہید کربلا فرماتے ہین کہ تم نے ابتک تو میرے سارے برادران اور خویشان اور عزیزون کا سر اُتارا اور ہم سب بقیہ ماندگان کو قطرۂ آب سے ترسا ترسا کے بن موت کے مارا اب بھی تو ذرا آنکھ کھولو خدا اور رسول کو پہچانو عورتون اور ننھے ننھے لڑکون کے پلانے کو تھوڑا پانی دو میری بات مانو اب بھی توبہ کرو میرے قتل سے باز آؤ ہمین چھوڑ دو کہ کسی طرف چلے جائین اذا ایئن نہ پہونچاؤ پھر قیامت تک ادھر کو نہ آئینگے اسی طرف رہکر مرجائینگے جب لشکر عمر و سعد نے یہ کلام پُرحسرت حضرت عباسؑ علمدار کا سُنا بعضے خاموش رہگئے اور بعضے روتے روتے بیہوش ہوگئے آخر شمر اور شیثؑ اور حجرہ تینون بدبختون نے سامنے آکر کہا کہ یا حضرت عباسؑ علمدار اپنے بھائی ساقی کوثر مالک کو جاکر کہہ دیجیے کہ اگر اسوقت دریاے فرات ابل آوے اور تمام روے زمین پانی ہوجاوے تو ہم لوگ حتی المقدور ایک قطرہ پانی آپ کے خیمے مین کسی کو پہونچانے نہ دینگے اور جب تک آپ یزید کے ہاتھ پر بیعت نکرینگے اور کسی طرف جانے نہ دینگے حضرت عباسؑ نامدار یہ کلام سُنکر بخاطر مغموم امام تشنہ کام کے پاس آئے اور اعدا کی سرکشی سنگدلی کے سب احوال کہہ سنائے ناگاہ اسوقت اہلبیت نے نعرے العطش العطش کے عرش تک پہونچائے ننھے ننھے شیرخوار لڑکے مارے پیاس کے چلائے پھر تو حضرت عباسؑ نے کلیجے کو تھام کر گھوڑے کو کوڑا لگایا اور بجلی کیطرح ہر طرف خنجر آبدار اور تلوار دھوان دھار چلاتے ہوئے ہزارون اشقیا کو جلاتے ہوئے اپنے کو آب فرات کے کنارے پہونچایا دیکھا کہ چار ہزار پیادے اور سوار فرات کے کنارے بہر اجماع کھڑے ہین ہر طرح سے مسلح راہ کھڑے ہین غرض اشقیا نے آپ کو لوٹ کا بدلی کی طرح ہر طرف سے گھیر آئے پانی لینے سے روکا حضرت عباسؑ علمدار نے فرمایا اے لوگو کہو تم لوگ کافر ہو یا مسلمان جہود ہو یا صاحب ایمان اشقیاے بیحیا نے کہا ہم سب مسلمان ہین صاحب علم و عرفان ہین آپ نے فرمایا تف ایسی مسلمانی کئے سور چرند پرند یہود و جہود آب فرات سے سیراب ہوکر پیتے ہین اور ساقی کوثر کے آنکھون کے تارے علیؑ مرتضیٰ کے پیارے جناب فاطمۂ زہرا کے دُلارے ایک ایک قطرہ

آب کو ترس ترس کسطرح آہ سرد بھر بھر کے جیتے ہین بیت مسافرون کو ندی ایک بوند پانی
کی ٭ بلا کے گھر مین غرض خوب مہمانی کی ٭ اب بھی کچھ خدلو رسول سے شرماؤ قیامت
کی پیاس دوزخ کی جلن کو یاد لاؤ یہ سنکر شامیان سیاہ رو نے حضرت علیؑ کے تارے چرخ
شجاعت کے ستارے کو بادل کیطرح چارونطرف سے گھیر لیا اور نیزہ تیر اور میغ تیغ کا مینھ
برسانے لگے راہ حق سے منھ پھیر لیا حضرت عباسؑ علمدار زخم پر زخم کھاتے ہوئے اور اکثر
اشقیا کو جہنم پہونچاتے ہوئے تن تنہا اُن سب چارون ہزار پیادے اور سوار کو مار کاٹ کے
ہٹاتے ہوئے بحر فرات مین گھوڑا ڈال کر کھڑا کیا اور گھوڑے ہی پر سوار ہوئے
مشک کو پانی سے بھر لیا پھر ایک چلّو پانی اُٹھا کر چاہا کہ پی لیوین اور سیراب ہو کر اشقیا کو
شمشیر آبدار کی باڑہ کے تلے کرکے عدم کے گھاٹ اُتار دیوین ناگاہ تشنگی امام تشنہ
کام اور ننھے ننھے بچون کی یاد پڑ گئی دل مین برچھی سی گڑ گئی طبیعت بگڑ گئی آخر ہاتھ کا پانی
پھینک دیا ایک قطرہ بھی نہ پیا اور آہ سرد بھر کر مشک کو داہنے کاندھے پر دھر کے
اسپ برق رفتار کو خیمے کی جانب گرم کیا اور کہا **شعر** گھر ہو پہنچے ہین کہ سر
تن سے جدا ہوتا ہے ٭ دیکھین اب پیاسون کی تقدیر سے کیا ہوتا ہے ٭ ناگاہ سیاہ
شام نے ہر طرف سے آپ کو حلقے مین کر لیا اور نوفل ملعون نے دھوکا دیکر ایسی تلوار
چلائی کہ داہنا ہاتھ آپ کا دوش مبارک سے کٹ گیا پر آپ نے آہ نکی جگر حاملان عرش کا
پھٹ گیا پھر آپ نے پھرتی کی اور فوراً وہ مشک پُر آب بائین کاندھے پر دھر لی
ناگاہ ایک شقی نے پیچھے سے خنجر چلایا بایان ہاتھ بھی کٹ کر زمین پر آیا پھر تو حضرت
عباسؑ مشک پانی کی بھری ہوئی دانتون سے پکڑے ہوئے لٹکائے آتے تھے اور
دونون رکاب سے اشقیا کو ہٹائے آتے تھے ہر چند باوجود شدت بھوک پیاس اور کٹ
جانے دونون ہاتھون کے ہر طرف سے میغ تیغ و تیر کی بوچھار آئی سارا جسم پرزے پرزے
لہولہان ہوا مگر وہ شیر دلیر سب کو سہ گیا ناگاہ ایک مردود نے تاک کر ایسا تیر مارا کہ مشک
سے پار ہو گیا اور سب پانی بہ گیا **فرد** جسم عباسؑ کا زخمی ہوا شمشیرون سے ٭ مشک خالی
ہوئی پانی بھی بہا تیرون سے ٭ اسوقت آپ نے رو کر ایک آہ کی تشنگی پر امام حسینؑ کے

بیقرار ہوکر صداے الا اللہ کی کہ خداوندا یہ کیا تیری قدرت کا کھیل ہے تماشا ہے اسمین کیا حکمت ہے کہ تو فرزندان ساقی کوثر کو قطرۂ آب سے ترساتا ہی کیا سبب ہاتھ مین پانی آکر حلق تشنہ مین نہین جاتا ہی الٰہی گو سارا جسم میرا زخمون سے چور ہی مگر ہمکو اسکا کچھ غم نہین اور گو دونون ہاتھ کٹ گئے مگر عباسؑ علمدار کو اسکا کچھ الم نہین یہی ایک تمنا تھی کہ اسی طرح زخمون سے چور ہو حس و حرکت سے مجبور امام تشنہ کام کے پاس جاتے تھے اور انھین کے ہاتھون سے بھائی امام حسینؑ اور ننھے ننھے پیارون کو پانی پلاتے تھے شعر افسوس ارمان دل کا دل مین آیا ✤ خبر عباسؑ کی نے اب آنا ✤ ہاتف غیبی نے آواز دی ای عباسؑ مت گھبراؤ سب کے سب تشنہ لب گلا کٹا کٹا کے میرے پاس چلے آؤ گو ہم دیکھ رہے ہین کہ جگر گوشگان نبی اور فرزند علی مارے بھوک پیاس کے لب ہلا نہین سکتے ہین مگر ای عباسؑ علمدار جب پانی ہین میرے دشمنان بیباک یعنی کوفیان ناپاک نے جو سور اور کتے سے بھی بدتر ہین منھ لگا یا وہ پانی ہم اپنے حبیب کے پیارون کو پلا نہین سکتے ہین نظم

پھر تو عباسؑ سے بیٹھا نہ گیا گھوڑے پر ✤ گر پڑے خاک پہ وہ ہاے حسینا کہکر ✤ بھائی دوڑو مجھتک عباس کی ہی کچھ بھی خبر ✤ پڑ گیا شور کہ ٹوٹی شہ بیکس کی کمر ✤ آسمان کانپا زمین خوف سے تھرانے لگی ✤ عرش اللہ سے رونے کی صدا آنے لگی ✤ حضرت امام تشنہ کام یہ آواز دردناک حضرت عباسؑ علمدار کی سنکر وہان تشریف لائے اور سارا جسم انکا زخمون سے چور چور اور دونون ہاتھ مونڈھون سے دور دیکھکر سیلاب خون آنکھون سے بہائے پھر آپکی نعش کو خیمے مین لے آئے حضرت عباسؑ علمدار نے آنکھ کھولکر بھائی کو دیکھا اور نازی الا اللہ کے مارے پھر آنکھ بند کرلی اور باغ ارم کو سدھاری امام تشنہ کام نے فرمایا کہ اب میری کمر ٹوٹ گئی آہ کیا کرین قسمت پھوٹ گئی افسوس اب بجز ذات پروردگار نہ کوئی مونس رہا نہ مددگار نہ برادر رہا نہ غمخوار سب کے سب تشنہ لب شربت شہادت پیکر حباب کیطرح بحر فنا مین بہ گئے اب ہم فقط چار دن باقی رہ گئے

شعر ساحل دکھائی دیتا ہی مجھکو نہ تھاہ ہی ✤ دریاے غم مین کشتی ہماری تباہ ہے

شعر رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام ✤ علی و فاطمہ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ✤

علی اکبر سر میدان اب لڑنیکو آتا ہی	مچا غل فوج اعدا مین کہ بھاگو شقیا بھاگو

اب امام تشنہ کام کی بیکسی اور بے بسی اور تنہائی کو غور کیجیے انکی ہمت کیلئے صبر و شکیبائی کی داد دیجیے کہ ایک تو پہلے ہی سے جد بزرگوار اور مادر و پدر غمخوار کے خنجر فراق کا زخم کھا چکے تھے دوسرے برادر یار غار امام حسن کا کوہ غم سر پر اٹھا چکے تھے تیسرے قطع نظر اور سب مصائب کربلا اور ایذا رسانی شامیان پر دغا کی سارے رفیقان وفادار و غلامان جان نثار آپ کے دریاے خون میں اپنے سر کٹا کٹا کے بلبلے کی طرح بہہ گئے پھر بالکل بھائی بھتیجے بھانجے تشنہ کام خشک لب تیغ آبدار کو چاٹ کے بہانے نوشین کو دندان حسرت سے کاٹ کے عین سیلاب خون میں اپنے ڈوب کے ماہی بے آب کیطرح ریت گرم پر تڑپ تڑپ کر رہگئے مگر واہ صدقے ایسی ہمت کے قربان ایسی صبر و شکیبائی کے کہ باوجودیکہ وشت کربلا میں ساری دنیا کی الٹ گئی دل دو پارا ہوا چھاتی پھٹ گئی جھٹ پٹ کیسے کیسے ماہپارے چٹ پٹ ہوگئے ایکدم مین عمر بھر کی کمائی لٹ گئی بات کی بات مین ہمیشہ کی سنگت چھٹ گئی لیکن تن تنہا کلیجے کو تھام کر مقام رضا و تسلیم مین کھڑے رہے راہ شوق مولی سے ٹلے نہین اسی طرح اڑے رہے اب کوئی باقی نرہا کہ امام مظلوم کیطرف سے میدان جنگ مین جانے کا نام لیوے یا اگر خود امام قصد میدان کرین تو باگ گھوڑے کی تھام لیوے فقط اب تینون شاہزادے رہگئے ایک تو سب سے بڑے حضرت امام زین العابدین سجاد جو نرگس بیمار کیطرح محض بیمار بیحس و حرکت سے ناچار تھے دوسرے منجھلے حضرت علی اکبر جو ہو بہو ہمشکل رسول پروردگار تھے تیسرے سب سے چھوٹے حضرت علی اصغر جو طفل شیرخوار تھے آخر امام عالی مقام نے ناچار ہو کر جینے سے ہاتھ دھو کر بذات خاص بصد شوق و اخلاص میدان کا ارادہ فرمایا اور مسلح ہو کر اپنی سواری کے لیے اسپ صبا سیر برق رفتار منگایا پھر اہلبیت سے رخصت ہونیکو خیمہ مین آئے حضرت عابد بیمار کو گلے سے لگا کر اہل خیمہ کو رولا کر حرف رخصت زبان پر لائے **نظم** میرے عابد تیرے مظلومی کے صدقے بابا + علی اکبر علی اصغر تیرا حامی ہے خدا + ہم تو اب جاتے ہین اسے لعل کٹانے کو گلا + سب کو سونپا تمھین اور تمکو خدا کو سونپا + تابع مرضی حق اے مرے عابد رہنا + باپ کی بیکسی و پیاس کے شاہد رہنا + حضرت علی اکبر یہ حال سنکر غم و غصے سے سر دھنکر پدر بزرگوار کی کمر مین لپٹ گئے اور گلے سے ملکر اتنا روئے کہ جگر حاملان عرش کے پھٹ گئے

پھر ہاتھ جوڑ جوڑ پاؤن پڑنے لگے دامن عالی بھتام کر سامنے جھک جھک کے زمین پر پیشانی رگڑنے
لگے کہ بابا جان علی اکبر آپ پر قربان ہین وہ ہم بھر بن آپ کے رہ نہین سکتا رنج فراق سہہ
نہین سکتا اجی بابا جو ساقی آب ہوتا ہے وہ سب کو پلا کے پیچھے خود سیراب ہوتا ہے بابا جان آپ
ہی آخرت مین بھی قاسم آب کوثر ہین اور آپ ہی دنیا مین بھی شربت شہادت کے ساقی ہین
اور سب تشنہ کام تو سامنے آپ کے آب شہادت پی چکے مر کے وہان جا کر جی چکے فقط
اب ہم آپ باقی ہین سوا اے بابا جان دیکھیے عمامہ آپ کے قدمون پر دھرتا ہون منتین کرتا ہون
کہ پہلے مجھی کو رن مین جانے دیجیے نشہ شراب عشق کا چڑھتا ہے پیاس کے دریا کا زور اُمنڈا آتا
بڑھا آتا ہے سو ذرا اللہ پہلے مجھے ایک گھونٹ آب شہادت پی آنے دیجیے ہر چند آپ نے سمجھایا
مانا نہین دل غمزدہ کا حال جانا نہین ناچار ہو آپ نے فرمایا کہ اچھا جیتے رہو بہ تقدیر اپنی مان
کے پاس جاؤ اور سب سے رخصت ہو آؤ حضرت علی اکبرؑ نے حضرت شہربانوؑ کے پاس آکر
رخصت چاہی حضرت شہربانوے مغموم اور خواہران امام مظلوم اور دختران شہید معصوم نے
ہاتھ علی اکبر کا تھام لیا کہ ہان علی اکبر خبردار جو پھر تم نے میدان جانے کا نام لیا پھر شہربانو حضرت
علی اکبرؑ کی کمر مین لپٹ گئین کلیجے سے لگا لیا خوب چمٹ گئین اور فرمایا بیٹا علی اکبر جا اردیس
چھوٹا اشقیا نے گھر بار لوٹا اب ناؤ اس بکیس بے بس کی بھنور مین جا پڑی کسی طرف کنارا نہین
بعد امام تشنہ کام کے تمھارے دم کے سوا اب ہم کو تنکے کا سہارا نہین سو واللہ مین تمکو رن
مین جانے نہ دونگی اپنے جیتے جی سر کٹانے نہ دونگی حضرت علی اکبرؑ نے یہ کلام سُنکر آسمان کی
جانب نظر اُٹھا کے ایک آہ کی اور کہا گردن تو ہاتھ مین لیے حاضر ہون اب جیسی مرضی اللہ
کی پھر فرمایا نظم اجل اک طرف میرا کھینچے ہے داماں ✤ ادھر منع کرتی ہین جانے کو اماں ✤
عجب مخمصے مین ہون آہ حیران ✤ نہ رہتے بنے ہے نہ جاتے بنے ہے ✤ آخر حضرت شہر
بانوؑ نے دیکھا کہ کسی طرح مانتے نہین ناچار ہو کر زار زار رو کر فرمایا کہ بیٹا علی اکبرؑ گو تیرے فراق
سے دل ٹکڑے ٹکڑے ہوا جاتا ہے اور کلیجہ درد و غم سے منھ کو آتا ہے مگر جب تم مانتے نہین
تو بسم اللہ رن مین جاؤ اور شہانا جوڑا پہن کے باپ کو اپنی جوانی کا تماشا لہولہان اپنا
لاشا دکھاؤ غرض حضرت علی اکبر اپنی مادر مغموم اور حضرت زینب و کلثوم کو اسی طرح روتا

چھوڑ کر حضرت علی اصغر اور عابد بیمار برادر غمخوار سے رشتہ محبت توڑ کر حضور اقدس مین آئے اور اپنی
ماں اور پھوپھی اور بہن سے رخصت ہونے کا حال سُنا کے حرف اجازت میدان زبان پر لائے
روایت ہے کہ آخر امام نے رو کر مجبور ہو کر ایک آہ کا نعرہ مارا اور اُٹھکر اپنے ہاتھ سے اس
نوشہ کو سنوارا گلے مین شہانا جوڑا پہنایا ہر ایک ہتھیار علی اکبر کے بدن پر آراستہ فرمایا زرہ
حضرت امیر حمزہؓ کی پہنائی ذوالفقار حیدری مونڈھے سے لٹکائی عمامہ نبویؐ سر پر دھر دیا اور پٹکہ
حضرت امیرؑ کا زیب کمر کر دیا پھر اسپ راہوار منگایا اور بلائین لیکے دُعائین دیکے اپنی گود مین
اُٹھا کے گھوڑے پر چڑھا کر فرمایا ؎ جاؤ میدان مین اگر مجھپہ فدا ہوتے ہو ✤ آخری وقت
مین افسوس جدا ہوتے ہو ✤ حضرت علی اکبرؑ نے گھوڑے کو تیز کیا امام تشنہ کام نے فرمایا
اے بیٹا اپنے پالنے والون سے قبر مین جاتے ہو باپ کو کتنا تڑپاتے ہو ہم جانتے ہین کہ میدان
مین جا کر گلا کٹا کر پھر اپنے ہی خون سے نہا کر اس شہانے جوڑے کو کفن بناؤ گے سواے
بیٹا ذری باگ گھوڑے کی موڑ کر وہ چاند سی صورت دکھا دو آپ نے باپ کو مُنھ دکھا کر
گھوڑا چمکایا ؎ جسوقت رزمگاہ مین ابن شہ زمان ✤ پہونچا سوار اسپ کے اور پر لیے
سنان ✤ کانپی زمین خوف سے تھرّا یا آسمان ✤ تھا شور فوج شام مین بھاگو ستمگران ✤
پوتا علی کا آج کھڑا رزمگہ مین ہے ✤ لڑنے کی کسکو تاب بھلا اس سپہ مین ہے ✤ **روایت
ہے** کہ حضرت علی اکبر کا اُسوقت اٹھارہ برس کا سن تھا عین شباب کا دن تھا اور آپ
شکل اور شمائل علم اور فضائل مین حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت
مشابہ تھے حتی کہ جب اہل مدینہ کو رسولؐ مقبول کی زیارت کا شوق بڑھتا تھا تو امام عالیمقام کے
گھر آتے تھے اور حضرت علی اکبر کا جمال رسولؐ نما دیکھ جاتے تھے اور جب کلام سیدؐ انام کے سُننے کو
جی چاہتا تھا تو حضرت علی اکبرؑ کی باتین آکر سُنتے تھے اور کلام آپ کا مشابہ کلام سرور عالم کے
پاکر کے حالت ذوق مین گھر کو پھرتے تھے جب سر میدان آئے تو چاند سا مکھڑا دکھا کر کوفیان بیوفا کو
وجد مین لائے آپ کی چار گیسو تھے دو آگے دو پیچھے ڈالے ہوئے انمین برق سا منور چہرہ جیسے بالے
مین قمر یا کالی گھٹا گھنگھور سے مہر انور منھ نکالے ہوئے لشکر عمر وسعد سے پوچھا کیسکا ماہ پارا ہے
کس برج کا ستارا ہے ورنہ پھر کو اللہ تعالی نے چاند ہماں کسطرح اتارا ہے عمر وسعد سیاہ رو نے کہا کہ یہ گوہر درج خلافت

اور نیر برج امامت آفتاب جہانتاب یعنے امام حسینؑ کی آنکھون کے تارے اور علی مرتضیٰؑ کے
پوتے ہین اس گھڑی موت اُنکے آگے دست بستہ کھڑی ہے بجلی کیطرح تیغ چمکا کے ہم مین چند
لوگون کو برق غضب سے جلا کے عنقریب خود بھی برج خاکی مین غروب ہونے ہین اسوقت
لشکریان عمر و سعد وہ انکا شہانا جوڑا وہ برق رفتار گھوڑا وہ مرصع کوڑا وہ حسینی عمامہ وہ حسنی جامہ
گلے مین وہ حیدری تلوار ہاتھ مین وہ خنجر آبدار وہ اُٹھتی جوانی کا دن وہ عین شباب اٹھارہ برس
کا سن وہ بوٹا سا قد قالب وحدت مین ڈھلا وہ گورا گورا بدن آغوش نازنین مین پلا وہ
عمامہ کی سجاوٹ وہ بالون کی بناوٹ وہ نور کی مورت خدا کی قدرت وہ خاص نقاش
ازل کی بنائی صورت وہ پیشانی کی چمک وہ چہرہ کی دمک وہ نرگس بیمار کی بہار وہ ناک
پُر نور کی اُبھار وہ ابروے خمدار وہ گیسوے مشکبار وہ رخسار پر نور کا برسنا اُسکے اوپر وہ
لبہاے نوشین کا قطرۂ آب کو ترسنا وہ نازک بدنی وشہانے جوڑے کی کفنی اُسکے ساتھ
وہ زور جوانی کا بڑھاؤ وہ نشۂ جام شہادت کا چڑھاؤ دیکھکر کے بہت افسوس سے اپنے اپنے
لب کاٹنے لگے اور انگشت ندامت وندان حسرت سے چابنے لگے **روایت ہے**
کہ اسکے بعد ہر چند بار شاہزادے نے لشکر عمر و سعد کو پکارا کہ ہان کوئی میرے آگے
آسکتا ہے شیر دلگے وار اُٹھا سکتا ہے جب لشکر عمر و سعد سے کوئی مارے ڈر کے میدان مین
نہ آیا پس آپ نے اوسکے لشکر مین گھسکر کے بجلی کیطرح ہر طرف تلوار چمکائی اور سیکڑون شقی کو
کاٹ کے شجاعت ہاشمیت دکھائی کیسی تلوار برق غضب قہر رب ہے شعلے کیطرح جنگ و
جدل مین بڑھی گھٹی ٭ بجلی سی کوندھکر کبھی لپکی کبھی ہٹی ٭ سو سرون کو کاٹ کے سر کی جدھر
ڈگی ٭ ہر صف زمین گرم پہ تڑپی جلی کٹی ٭ پشتے پڑے ہوئے تھے یہ کشتون کا حال تھا ٭ جلدی
مین دم اجل کو بھی لینا محال تھا ٭ پھر آپ گھوڑا دوڑا کے امام کے پاس آئے اور شکایت
پیاس کی زبان پر لائے اور فرمایا کہ بابا جان بہتیرے سپاہ ردمیری تیغ آبدار کی باڑھ سے سیراب
ہوگئے حتیٰ کہ ہم انکو مارتے مارتے اب مارے پیاس کے بیتاب ہوگئے اگر ہم اسوقت کہین سے ایک چلو پانی
پی لیتے تو ابھی ان سب کمبختون کو موت کے گھاٹ اُتار دیتے آپ نے گلے سے لگا کر فرمایا کہ بیٹا
اس دشت کربلا مین آب تو سراب ہو رہی کہ آب بھی وہان گوہر نایاب ہو گیا کہین سب جگر گوشون کے

خون کے نالے بہہ رہے ہین اور ہم سامنے کھڑے دیکھ دیکھ یہ سب صدمے سہہ رہے ہین آہ کیا
کرین باانیہمہ آنسو بھی نہین چلتا کہ ذرا جی ٹھنڈا ہو ہین دیکھو تین دن سے آنکھون کے چشمے بھی سوکھے
ہین سکینہ علی اصغر گود مین تڑپ رہے ہین کئی روز سے بھوکے ہین آپ نے انکو انگوٹھی اپنی
چسائی مگر انکا شدت پیاس مین کچھ تسکین آئی پھر میدان مین آئے کوئی لشکریان عمر سعد سے
باہر نہ آیا عمر سعد ملعون کو اسوقت مارے ہول کے برابر دست چلا آتا تھا ڈر کے مارے وہ شیطان مرا
جاتا تھا سپاہ سیاہ رو باہم کہنے لگی اجی بھاگ جاؤ آبرو جائیگی جان تو رہیگی بھیک مانگ کھائینگے
یہی ناخلق نامرد کہیگی تب عمر سعد نے مجبور ہوکر اپنی انگوٹھی طارق ملعون کو دی کہ اسے لے
اور سر علی اکبر کا کاٹ لاوے بمعوض اسکے حکومت ملک موصل کی تجھے دلادونگا طارق نے
آکر آپ پر نیزہ چلایا حضرت نے اسکو ڈھال پر روکا اپنے نیزے کی انی کے ہاتھ سے اُسکے سینے پر
ایسا نیزہ مارا کہ اس ملعون کی پیٹھ سے نکل آیا پھر سر کو اسکے تن سے دور اور نعش کو
اسکی گھوڑون کی ٹاپون سے چکنا چور کردیا اسکے بعد دونون بیٹے طارق کے یکے بعد دیگرے
آتے گئے اور ایک ایک حملے مین جہنم کو جاتے گئے یہ شجاعت دیکھکر فوج عمر سعد گھبرا گئی
قریب تھا کہ لوگ بھاگین پہلوانون کے دلون پر مردنی سی چھاگئی پھر عمر سعد نے ڈر کر کے
ایک بڑے پہلوان کو بھیجا جب وہ آگے آیا آپ نے ایسا نعرہ مارا اور اتنے زور سے کڑکے کہ
تمامی لشکریان عمر سعد کے دل دھڑکے اور ساری پلٹن وا لے مارے ڈر کے کانپنے لگے دم بخود ہوکر
ہانپنے لگے پھر آپ نے قدم بڑھا کے شمشیر ان اُس پہلوان پر چلائی نیزہ اسکا کٹ گیا اُس پہلوان
نے چاہا کہ آپ پر تلوار چلاوے آپ نے جھٹکا دیکر کے اسکے سر پر ایسے زور سے وہ ذوالفقار
حیدری چلائی کہ بلا مبالغہ اس شیطان کو سر سے دو نیم کرتی ہوئی زمین تک چلی آئی پھر دوبارہ
لشکر عمر سعد مین شور ہوا کہ علی اکبر آدمی ہے یا شیر ہے لڑکا ہوکر ایسے ایسے پہلوان کو ایک
وار مین دو نیم کرتا ہے کیا اندھیر ہے پھر بحکم عمر سعد دو ہزار سپاہ روسیاہ اُس ماہ پر
مثل ابر سیاہ کے چارون طرف سے گھر آئے اور تیغ اور تیر کے مینہ برسائے مگر آپ تن تنہا
بجلی کیطرح جدھر جھکے سو پچاس کو تیغ آبدار کی آگ سے جلا دیا شیر ببر کی طرح جس طرف جھکے
دشمن کو فیان روباہ صفت پر پنجہ خنجر اجل چلادیا غرض دونون ہزار پلٹنون کو

زیر و زبر کرکے امام تشنہ کام کے پاس آئے اور زبان و لب خشک دکھا کے صدا ے العطش سنا کے باپ کو رولائے آپ نے فرمایا بیٹا کیا اتنا بیتاب ہوتے ہو عنقریب آب حوض کوثر سے سیراب ہوتے ہو بیٹا زور کم کرو یہان سر کٹانے کو آئے ہو یا اپنے قاتلون کو مار کر کا ٹکر سنانے کو یہان مرنے کو آئے ہو یا نام کرنے کو بیٹا ہم شربت شہادت کے ساقی ہین سب کو کھڑے ہو کر اپنے سامنے آب شہادت پلا چکے اب ہم تم اور علی اصغر باقی ہین سو دیکھو پلاتے پلاتے دوپہر قریب ہوئی اب سیراب تڑپ رہا ہی شدت پیاس کی ہی نانا جان صبح ہی سے ہمارے واسطے آب کوثر لیے کھڑے ہین اب طبیعت عالی نہایت اُواس ہی حضرت علی اکبر یہ مژدہ روح پرور سنکر میدان جنگ مین آئے اور ہاتھ کو روک لیا اور علی التواتر بہت سے زخم تیغ اور تیر تن نازک پر کھائے آخر ابن نمیر مردود نے ایسا نیزہ چلایا کہ پشت نازک سے نکل آیا آپ پشت زین سے فرش زمین پر آئے اور نعرہ یا ابتاہ اُدرکنی ورد زبان پر لائے بابا جان جلد آیئے علی اکبر کو خیمے مین اُٹھا لیجایئے شاہ آئے تو وہان آکے تماشا دیکھا خاک کے تخت پہ نوشاہ کا ارشاد دیکھا پھر جان عالم امام اکرم نے یہ حال دیکھکر آنکھون سے آنسو بہائے اور علی اکبر کو اٹھا کر خیمۂ عالی مین لائے اُسوقت عرش سے فرش تک ماتم پڑ گیا کہ آج علی اکبر کے مرنے سے امام کی سب کمائی لٹ گئی گھر اُجڑ گیا حضرت زینب و کلثوم اور شہربانو مغموم کی فغان و آہ اور نعرہ جانکاہ سے سیدہ خاتون جنت بہشت مین روتی تھین حورین بہشت کی جھروکے پر کھڑی بیتاب ہوتی تھین شاہنشاہ عالم سر کو اُس نوشاہ کے اپنے زانو پر رکھے ہوئے وہ تنہا تاجدار وہ زخمی گھوڑا وہ فراق ہی صورت وہ چاند سی مورت دیکھ دیکھ آنکھون سے آنسو بہاتے تھے اور اپنے دامن پاک سے خاک و خون اُنکے چہرے کا صاف فرماتے تھے اور کہتے تھے اے فرزند دلبند علی اکبر ذرا آنکھ تو کھولو اور رو بد رخستہ سے کچھ تو بولو اور پھوپھی بہن سے رخصت ہو لو اے علی اکبر تڑپ سے پڑے سے تیرا بدن ہو گیا ہائے وہ تنہا جوان ہو گیا بیٹا اپنے ہی خون سے نہائے واہ بیٹا خود تو چل بسے باپ کو خوب رولائے نظم

امام تشنہ زبان کا بیان کرون کیا غم ٭ پسر کی نعش پہ روتے تھے خیمے مین ہر دم ٭ ہر اک سے کہتے تھے غم مین بدیدۂ پُر نم ٭ مسافرے نرسید از عدم کز و بر سم ٭ کہ پیر جسیخ کجا برد

نوجوان مرا۔ حضرت علی اکبر نے آنکھ کھولدی اور سر اپنا گود مین آپ کے دیکھکر کے مسکرائے اور
فرمایا باباجان اسوقت مین دیکھ رہا ہون کہ حوران جنت بناؤ سنگار کیے کوزے شربت کے
ہاتھ مین لیے جنت کے جھروکے پر کھڑی اشارے کر رہی ہین کہ علی اکبر چلے آؤ علی اکبر چلے آؤ اور
دیکھیے ناناجان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے سامنے دو قدحون مین شربت
بہشت کا دونون ہاتھ مین لیے کھڑے ہین اور ایک پیالہ مجھے دیتے ہین کہ علی اکبر پی لو اور مین
کہتا ہون کہ نانا کئی روز سے بڑا پیاسا ہون دونون پیالے دیجیے نانا فرماتے ہین کہ علی اکبر ایک پیالہ
تم پی لو اور ایک رہنے دو اب عنقریب تمھارے باپ بھی میرے پاس آئینگے یہ پیالہ ہم تمھارے
باپ کو پلائینگے یہ کہکے باواز حزین نعرے واشوقاہ کے مارے اور باغ ارم کو سدھارے حضرت
شہربانو نے زبان حال سے فرمایا اور رو کر عرش کو ہلایا **مثنوی** روکے بولین کہ اے علی اکبر ۔
کچھ مرے رونے کی ہے تجکو خبر ۔ روتے ہین سب نہین خبر تمکو ۔ کھا گئی کون سی نظر تمکو ۔ اسقدر
آمین سے تجکو پالا تھا ۔ میرے گھر کا تو ہی اوجالا تھا ۔ علی اکبر گھر کو لوٹ چلے ۔ یہ کہو ماں کو کس پہ
چھوڑ چلے ۔ **شعر** رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود وسلام ۔ علی و فاطمہ حسن و حسین پہ بھی مدام

علی اصغر کی ہو کیونکر شہادت کا بیان ناصر | کہ سنگ غم سینہ پہ ہے دل تھرتھراتا ہے

جب سب جان نثارون اور بھائی بھتیجے بھانجے شاہزادون نے سلطان کونین جان دارین
حضرت امام حسین کے سامنے شربت شہادت نوش فرمائے کہ کوئی مددگار اور جان نثار
سوای حضرت علی اصغر طفل شیرخوار اور حضرت سجاد بیمار کے باقی نرہا کہ امام کے حال پر ترس
کھائے اگر امام کی اسوقت کی بیکسی اور بیبسی کا حال شمہ بلال زبان قلم پر آوے تو واللہ
ثم باللہ آسمان دہل جاوے زبان جلجاوے صفحہ قرطاس گلجاوے اسکا کچھ تھوڑا حال وہی
جانے جسکا کوئی پیارا فرزند لوٹ پوٹ ہو جاوے سانپ نے اُسے ڈسا ہو یا پنجۂ کفار مین کبھی وہ
پھنسا ہو اور جسکے کبھی بوائی پھٹی نہین جسکی انگلی کٹی نہین وہ درد ناسور پرائے مین کیا جانے
اور جو عمر بھر پھول کے فرش پر لیٹے تان کے سویا کیا وہ دکھ کربلا کے رن کا کیا جانے اگر
کبھی تلوے مین سوئی گڑ جاوے تو واللہ آنکھون کی راہ ٹپ سے آنسو نکل پڑے اور امام تشنہ کام کا

تو سارا بدن خنجر غم سے چور ہوا دل میں ہزاروں پھپھولے پڑ گئے جگر میں ناسور ہوا کیسے کیسے نخل گیسے کیسے نونہال دم کے دم میں سیلاب دم میں بحر عدم کے بہ گئے کنارہ ملا ہاتھ پاؤں مار کر رہ گئے تنکے کا سہارا نہ ملا دو ہی گھڑی میں سامنے ساری کمائی لٹ گئی عمر بھر کی سنگت چھٹ گئی مگر خدا جانے امام مکرم جان عالم کا کیسا دل تھا جو راہ رضا و تسلیم میں ایسا مستقل تھا اگرچہ امام تشنہ کام کی مصیبت کربلا گویا کر کر خونکار رونگٹا روتا ہی مگر اس سے جی بھرتا نہیں ایسے رونے سے کیا ہوتا ہے راقم مولف نے چار مہینے سے جب سے یہ کتاب لکھنی شروع کی پیٹ بھر کے کبھی پانی پیا نہیں بغیر آہ سرد کے دم بھر دم لیا نہیں جب پانی دیکھا اللہ معًا امام تشنہ کام کی پیاس یاد آ پڑی کلیجے میں گویا برچھی گڑ گئی کیا کیجئے افسوس اگر امام تشنہ کا حکم ہوتا تو سینے کو پتھروں سے کچل ڈالتے حوصلے دل کے خوب نکالتے کلیجے کو چٹکیوں سے مسل ڈالتے سر کو پٹک پٹک کے توڑ ڈالتے حوصلے دل کے خوب نکالتے جیب و دامان پھاڑ ڈالتے زبان اور دندان انگار ڈالتے سینہ دل پہ فراق کا تو یہ اک داغ رہ گیا ✤ دل اس الم سے آبلہ سان ہو کے بہ گیا ✤ یوں قافلے کا قافلہ ہمراہ شہ گیا ✤ قسمت میں تھی ہمارے ہی فرقت حسین کی ✤ غرض جب کوئی کوئی باقی نہ رہا اور جان عالم امام مکرم کی باری آئی اسوقت حضرت زینب اور کلثوم اور شہربانوے مغموم نے حضرت کی تنہائی اور بیکسی اور بے بسی پر گریہ و زاری شروع فرمائی آپ خیمے میں تشریف لائے اور پردگیان عصمت کو رونے پیٹنے سے مانع آئے اور فرمایا کہ رو رو کے اور تم لوگ زخم تنہائی پر کیوں نمک پاشی کرتے ہو ناحق آہ سے کیوں سینہ خراشی کرتے ہو قاسم علی اکبر کا نام لے لے کے شعلۂ آہ کو کیوں بھڑکاتے ہو وہ چاند سی صورت وہ نور کی مورت کو یاد دلا دلا کے دل کو کیوں دھڑکاتے ہو رو دُھو مت چپ ہو رہو شکر کرو سینے او پر کوہ صبر دھرو اگرچہ تمھاری ساری کمائی لٹ گئی پھر کیا مضائقہ ہو دوزخ سے اُمت عاصی تو چھٹ گئی **شعر** حصول کچھ نہیں ہے شور و غل مچانے سے ✤ نجات اُمت عاصی ہے سر کٹانے سے ✤ مصیبت اور بلا پر صبر و شکر کرنا موجب ثواب کا ہے اور بے صبری اور جزع کرنا سبب عذاب کا ہے بعد میرے جب خیمہ اور سارا اسباب لٹے اور ہر طرح کی بلا میں تم لوگ گرفتار ہو تو خبردار میرے غم میں ایک بال سر کا کھلنے نہ پائے کوئی شور و غل نہ مچائے مُنھ پر طپانچہ نہ مارے سر سے برقعہ اُتارے مُنھ نوچے دامن پھاڑنے سینہ زنی سے

باز آوے یہ سب افعال میری شریعت محمدیہ میں حرام ہیں خبردار کوئی عمل میں نہ لاوے ہاں اگر فرط غم اور کثرت
رنج والم سے لب بند کرکے آنکھوں سے آنسو بہانا مظلوموں کا کام ہے سو ہم لوگوں سے زیادہ
کون مظلوم اور مغموم اور بیکس اور بے بس ہے کہ پنجۂ ظلم اعدا میں گرفتار ہو باوجود گرما گرمی بھوک
پیاس کے آہ سرد بھرنے سے ناچار ہو مدینہ چھوٹا اشقیا نے اہلبیت نبوت کو لوٹا کیسے کیسے پیارے
آنکھوں کے تارے اپنے سامنے سر کٹا کر مرغ بسمل کیطرح خاک و خون میں تڑپ تڑپ کے رہ گئے
سارے بال بچے اپنے پرائے دم کے دم میں بحر عدم میں بہ گئے سو جسقدر اس سانحۂ قیامت خیز میں
آنکھوں سے آنسو بہاؤ بجا ہے اور جتنا اس مصیبت رقت آنگیز میں بلا آواز کے رو وو وہ سب روا ہے
تئیں میں حضرت زینبؑ و اُم کلثوم اور شہربانو اور سکینہ مغموم ضبط گریہ نہ کرسکیں بے اختیار ہو کر رونے
لگیں انکے فغان و آہ اور نعرہ جانکاہ سے قریب تھا کہ دل فرشتگان عرش برین کا پھٹ جاوے
ساری دنیا اُلٹ جاوے آپ نے سب کو تسکین دی اور حضرت سکینہ اپنی شاہزادی کو گلے سے لگا کر
بہت پیار کیا اور حضرت زینبؑ کی گود میں دیکر فرمایا کہ سنو بہن زینب آج میری سکینہ کی ناؤ بھنور
میں پڑی ہے تھوڑی دیر میں یتیم بے پدر ہو جائیگی موت میرے سامنے چھری لیے دست بستہ
کھڑی ہے سو خبردار میرے بعد اسپر کوئی ڈپٹے نہیں جو یہ مرغ بسمل نیمجان بے بال و پر ہو رہی ہے
چیل کیطرح اسپر کوئی جھپٹے نہیں فرزندان یتیم اکثر نازک مزاج شکستہ دل ہوتے ہیں غنچے کیطرح
سموم غم سے مضمحل ہوتے ہیں خصوصاً سرورسینہ میری سکینہ مجھ سے بہت ہی مانوس ہے سو ہر طرح سے
اسکی نازبرداری کیجیو آنکھوں میں اسکے آنسو ڈبڈبانے نہ دیجیو حضرت زینب نے فرمایا کہ اے بھائی اگر
سکینہ جان تک بھی طلب کریگی تو بلا عذر حاضر کرونگی مگر حیران ہوں کہ جسوقت آپ کو یاد کر کے
بابا بابا پکاریگی در و دیوار پر سر دے دے ماریگی اسوقت سکینہ کو میں کسطرح مناؤنگی اور تمھاری
صورت میں انکو کہاں سے دکھاؤں گی آپ نے فرمایا کہ خیر اب سینے پر سل دھرتا ہوں اور تم سبکو
خدا کے سپرد کرتا ہوں حقتعالے تم سب کو صبر عطا فرماوے اور عزت اور حرمت کے ساتھ مدینے
پہنچاوے یہ فرما کر قدم بڑھایا اور گھوڑے کی باگ تھامی اور رن میں جانیکا قصد فرمایا ناگاہ آواز
آہ وزاری درد و بیقراری کی خیمے سے آئی آپ پھر خیمے میں تشریف لائے اور سبب گریہ استفسار
فرمایا حضرت شہربانو نے فرمایا کہ لخت جگر علی اصغر پیاس کی شدت سے نیمجان دم بھر رہے ہیں

کر لی ہو ہم کے مہمان ہین آہ علی اصغر کئی دن سے پیاسے ہین بھوکے ہین کیا ہم ظالم ہین کیا بلا ہین
دودھ تک تو سوکھے ہین مان بے آب کسطرح دھوپ مین تڑپتے ہین ماری پیاس کے رونیکی تاب
نہین گود مین پڑے سسکتے ہین شدت گرمی سے زبان نکالے ہین لب خشک ہین آگ کی سیخ
کباب ہو چھاتی مین پھپھولے ہین اگر اعدا اسوقت ایک چلو بھی پانی اس طفل شیرخوار پر ترس کھا کر
دیوین تو علی اصغر کی جان بچ جاوے الغرض دم اسکا پلٹ آوے جان عالم امام مکرم نے حضرت علی اصغر
کو گود مین اٹھا لیا اور چھاتی سے لگا لیا اور رو رو پڑھ پڑھ کے دم کرتے ہو پھر دم بدم سرد بھرتے ہوئے
اعدا کے سامنے آئے اور فرمایا اے کوفیان بیوفا ماشاء اللہ تم نے تو یہان بلا کر کربلا کے لوٹے پر بیٹھے
مرغ کیطرح ہم سب کو خوب تل ڈالا اپنے دل کا حوصلہ نکالا خون کی ندیان بہا دین نعشین ٹاپون سے
کچل ڈالین عابد بیمار شیر خدا کا محض بیچارہ لاعلاج پڑا ہوا کو کون پوچھے کہ قطرہ آب کو محتاج ہے
تم مین ہر شخص آب فرات سے سیراب ہے اور ہماری خیمہ مین آب دہان گوہر نایاب ہے
ریت کی گرمی سے تلوے جلتے ہین اسپان صبا رفتار ایک قدم نہین چلتے ہین یہ دشت کربلا ہے
یا کورہ آہنگران ہے جو ریتے ہے وہ خنجر رگ جان ہے یہ دوپہر کے تڑاقے کی دھوپ آسپر طرہ یہ ریت
گرما گرم پر آہ سرد بھر پیاسون کی دوڑ دھوپ جو یہان ٹھیرا ہے وہ انگارا ہے جو بستر ہے وہ پیاس
کا مارا ہے جب ہوا چلتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ تنور گرم سے بھاپ نکلتی ہے ٹھیکریان انگارے سی
دہکتی ہین لکڑیان ہین آگ سے لہکتی ہین بہرحال اگر تمھاری گمان مین گنہگار اور خطاوار ہون
تو مین ہون اس ننھے علی اصغر طفل شیرخوار کا کیا گناہ ہے جسپر مینہ ستم کا برساتے ہو قطرہ
آب سے اسکو ترساتے ہو دیکھو ذرا ترس کھاو ماری پیاس کے زبان نکالے ہانپتے ہین پانی
کا نام سنتے ہین کانپتے ہین انکی صورت انکی تڑپ دیکھ دیکھ کر کلیجا منھ کو آتا ہے دوپہر کی گرمی کا
زور پیاس سے ننھے ننھے بچون کا شور کیفیت قیامت کی دکھاتا ہے اسوقت خدا کی راہ پر ایک
گھونٹ پانی اسکو پلاؤ شاید یہ معصوم بے زبان بچ جاوے جان اسکی پلٹ آوے اشقیا نے جواب
صاف دیا کہ اے امام تشنہ کام آپ کا کدھر کا خیال ہے الغرض ابن زیاد کے ایک بوند پانی آپکو اور
آپ کے اطفال خردسال کو ملنا محال ہے ناگاہ ایک خدا ناترس بدبخت نے ایسا تیر حضرت علی اصغر
پر چلایا کہ انکے گلے سے پار ہوکر سکے امام کے بازو کو چھیدتا ہوا باہر نکل آیا حضرت علی اصغر

باپ کی گود مین مرغ بسمل کیطرح تڑپ کر رہگئے امامؑ نے آہ کی کلیجا تھام کر یہ آخری صدمہ بھی سہگئے
سارا کپڑا آپ کا حضرت علی اصغرؑ کے خون سے لہولہان ہوگیا پھر آپ نے ایک قطرہ خون زمین پر
گرنے نہ دیا روتے ہوے خیمے کی طرف رخ کیا اور حضرت شہربانو کو بلا کے علی اصغرؑ کی نعش کو
انکی گود مین دھر دیا اور فرمایا لو علی اصغر کو بھی اشقیا نے آب خنجر آبدار پلایا اب دست خاص سے ساقی
کوثر کے شیر جنت ہم اسے پلائینگے مثنوی سنتے ہی یہ کلام ہوش ربا + رہ گئین دل مسوس کر اپنا +
شہ کا منہ دیکھکر بحسرت و یاس + روکے کہنے لگین یہ وہ بے آس + شاہزادہ تو مرگیا افسوس +
کوہ غم دل پہ دھر گیا افسوس + علی اصغر مرے مین تیرے نثار + صدقے ماں تیری اے غریب دیار +
نہ کیا عہد بھی وفا تو نے + مجھ شکستہ سے کی دغا تو نے + اب دولھن کسکی بیاہ لاؤنگی + کسکو دولھا مین
اب بناؤنگی + کون ماں کہکے اب پکاریگا + قبر مین مجھکو کون اتاریگا + فرط غم سے وہ مادر غم کوش +
ایسی روئین کہ ہوگئین بیہوش + شاہ کو بھی غم آیا انکے ساتھ + رہگئے دھر کے سینے پر وہ
ہاتھ + ساتھ روتی تھین زینب و کلثوم + جان کھوکے سہی تھین مغموم + آ بنے یاوہ
اس سے اگر حضرت شہربانو کی مصیبت اور غم کا حال اور حضرت زینبؑ اور کلثومؑ کے
دل کا ملال اور حضرت سکینہ کے بھائی کے واسطے بیقراری اور حضرت عابدؑ بیمار کی گریہ
وزاری تحریر مین آوے تو جگر سامعین ٹکڑے ٹکڑے ہوجاوے نظم لیے تھین لاش اصغر شہر
بانو + اور کہتی تھین شہا اسکو جلادو + جہاں سے جا ہو تم اصغر کو لا دو + دیا سر پر مرے خنجر
چلادو + پڑا ہے آہ خالی انکا جھولا + لٹا کر انکو شاہا تم جھلا دو + شعر رسول پاک پر بھیج اے
خدا درود و سلام + علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام +

صدائے طرفہ دیتے ہوئے جبریل جاتے تھے | اکیلا گو شقیا شبیر خود لڑنے کو آتا ہے

آہ ای ناصر آہ ای ناصر اب بیان سے واقعہ قیامت نما اور ماجرا ای فلک در ہوش ربا یعنی
ذکر شہادت خاص شہید کربلا محصور عساکر اعدا نور چشم مصطفے اصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و ثمر سینہ
مرتضی قتیل خونین پیرہن شہید رنگین کفن عین فرات مین خشک لب تر یا ای بلا سے جان لب
پر کالہ جگر دلبند وجدا زیاروں دیار جان عالم سلطان کونین سیدنا حضرت امام حسینؑ شروع ہوتا ہے جسکو

جسکو رونگٹا رونگٹا بدن کا روتا ہو کاتب کو سکتا ہو قلم مصیبت رقم کاغذ کا منہ تکتا ہے نہ قائل کو تاب گویائی ہو اور نہ سامع کو قوت شنوائی ہے آہ آہ کیا کیجیے آنکھوں سے آنسو ٹپاٹپ چلا آتا ہو دفعتًا کس کسطرح لکھے سوز غم اور آہ و الم سے کاغذ و قلم جلا جاتا ہو **قطعہ** ز دست گریہ کتابت نمی توانم کرد * کہ می نویسم و مغسول می شود فی الحال * ز آہ و نالہ حکایت نمی توانم کرد * کہ صد گرہ بزبان می فتد بوقت مقال * آہ آج نگری مدینے کی سونی ہوئی جاتی ہو آہ آہ مصیبت قیامت کی بھی دونی ہوئی جاتی ہے کیا کروں سینے پر سل دھر کے کلیجے کو تھام کے مسوس کر کے قلم ماتم رقم اٹھاتا ہوں محبان امام حسینؑ کو خاک پر مرغ بسمل کیطرح لٹاتا ہوں **شعر** نالے پیہم دل سے اب آنے لگے * حضرت دل شاید اب جانے لگے * **روایت ہے** کہ جب سارے احباب و مردان اہلبیت کٹا کٹا کے بحر عدم میں بہ گئے فقط جان عالم امام معظم اور حضرت عابد بیمار رہ گئے اسوقت آپ حضرت سجاد اور سکینہؓ معصومہ کی یتیمی اور بیکسی اور حضرت زینبؑ اور کلثومؑ کی غریبی اور بے بسی کو دیکھکر ضبط گریہ نکر سکے آہ سرد کے نعرے جگر گرم کے شرارے عرش تک پہونچائے فرشتگان ارض و سما اور ارواح انبیا کو تڑپائے **غزل** ای دریغا و یدہ و لہفا کہ گریا بدے * سبط پیغمبر چرا در کربلا تنہا بدے * بر غریبی حسینؑ و درد او بگریستے * حضرت ختم النبیینؐ گر دران صحرا بدے * کہ توانستے کشیدن تیغ در ویش کسے * گر علیؑ مرتضیٰ یا ذو الفقار آنجا بدے * فاطمہؑ از حسرت و اندوہ آن لب تشنگان * جامہ بر تن چاک کردے گر در آن محو غا بدے * گر حسنؑ بودے دران صحرای پر کرب و بلا * از غم و سوز برادر رو سیاہ بدے * **روایت ہے** کہ پھر تو جیسے جیسے دن بڑھنے لگا نشہ جام شہادت کا چڑھنے لگا آخر آپ شوق شہادت میں سرشار اور مست ہوگئے محو وصال ساقی الست ہو گئے نہ تو وطن چھٹنے کا خیال نہ گھر بار لٹنے کا ملال نہ خویش و اقارب کے کٹ جانے کا غم اور نہ تخت سلطنت کے الٹ جانیکا دلپر الم نہ بھوک پیاس کی شکایت اور نہ ہجر قتل اور سر کٹانیکے اور کسی بات کی زبان پر حکایت حتیٰ کہ مارے شوق کے کلیجا دو دو ہاتھ اچھلنے لگا عشق دیرینہ بھڑکا دل دھڑکا سینے کو چٹکیوں سے کوئی مسلنے لگا آخر نہایت خوش ہو کر اسپ صبا رفتار پر سوار ہو کر کے تن تنہا عزم میدان کا فرمایا جناب حضرت امام زین العابدین بستر بیماری پر بلبل تصویر کیطرح پڑی نرگس بیمار کے آنسو بہا بہا کر بیجان ستون الم نونہال آل رسول کا منہ تکتے تھے مگر مارے ضعف و الم اور کثرت رنج و غم کے اٹھ نہیں سکتے تھے جب دیکھا کہ پدر بزرگوار تن تنہا میدان کو چلے جاتے ہیں اور اب بجز میرے کوئی باقی نہیں با آواز بلند

نعرہ لا الٰہ الا اللہ مار کے بدشواری تمام اٹھ کھڑے ہوئے اور نیزہ ہاتھ میں اٹھایا اور آپ پر قربان ہونے کو رن
کی طرف قدم بڑھایا مگر ضعف کے مارے قدم اٹھانا تھا ہانپتے جاتے تھے شدت بیماری سے کانپتے جاتے تھے
ناگاہ امام کی نظر پڑگئی کہ فرزند بیمار نور چشم دلدار رن میں باپ پر فدا ہونے کو جاتا ہے اور ضعف و ناتوانی سے
پاؤں اسکا لغزش کھاتا ہے بے اختیار ہو کر دوڑے اور حضرت سجاد کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا اے لخت جگر
اے نور بصر بیماری میں کہاں جاتے ہو اور پدر مغموم کو اپنا داغ کیوں دکھاتے ہو اللہ اللہ اے عابد پھر چلو دنیا
میں میری نسل فقط تمہیں سے باقی رہیگی اور نسل تمہاری قیامت تک منقطع نہوگی پھر چلو نانا جان
ہم پر خفا ہونگے کہ تمنے سب کا گلا کٹا دیا عابد بیمار کو بھی باقی نرکھا میری نسل منقطع کردی تشنہ کامان
اہلبیت کے لیے ایک کو بھی ساقی نرکھا ابھی تمکو بہت بہت صدمے اٹھانے ہیں عمر بھر ہمارے غم کھانے ہیں
غرض آپ حضرت عابدؑ کا ہاتھ پکڑ کے خیمے میں لے آئے اور تمہیں معرفت حق اور علم مطلق کی جو سینہ
بسینہ چلی آتی تھیں انکو دیں اور بہت سی وصیتیں کیں اور فرمایا اے عابد **قطعہ** شفقت و الفت مری جتنی
ہے اہل بیت پر ✽ بعد میرے رکھیو تم بھی بلکہ اس سے بیشتر ✽ یہ امانت اب تمہیں کو سونپتا ہوں اے
جان حسینؑ ✽ اتباع مصطفےٰ ملحوظ رکھیو نور عین ✽ بے پدر رہنے کا غم دلبر سکینہ کے نہو ✽ رنج تنہائی
نہ آوے زینب و کلثوم کو ✽ پنجہ اعدا سے آخر صبر ہی میں مخلصی ✽ رفتہ رفتہ تا وطن تم لوگ جو پہنچوگے کبھی
✽ واقعات کربلا کہیو حضور جد بیان ✽ آئے جب نوبت ہماری اسقدر رکھیو دہان ✽ گو بہ تن از بارگاہ حق
بسکہ دور افتادہ ام ✽ لیکن از جان تخیان سر بر درت بنہادہ ام ✽ **روایت ہے** کہ
اسکے بعد آپ نے حضرت امام زین العابدینؑ کو گلے سے لگا کر فرمایا کہ اے یتیم بے پدر اے غریب بے پدر اے
بیکس و تنہا میرے بعد میرے نانا جان کی امتوں کو اور میرے ماں باپ کے دوستداروں کو کہنا کہ امام حسینؑ
نے تمکو سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ اے محبان حسینؑ جب کسی مسافر غریب کا سنو تو میری غریبی و بیکسی یاد کیجیو
اور جب کوئی مرجاوے یا کسی شہید کا نام آوے تو میری شہادت میری ساری دنیا کی لٹن کو یاد کرکے جی کو
تسکین دیجیو اور جب تم لوگ بستر خواب سے اٹھکر جامہ زیب تن کرو تو ذرا اسوقت خیال میرا خون میں
پیرہن رنگین کفن کرو اور جسکے رگ پر فصاد نشتر لگاوے تو بلاشبہ وہ شخص میرے گلے پر خنجر چلنے کو یاد دلاوے
اور ہم لوگوں میں جبکہ کسی کا پیارا بیٹا آگے آوے اسوقت وہ میرے قاسمؑ پیارے علی اکبر دلارے
کو یاد دلاوے اور جو کوئی بی بی میری ماں فاطمہ زہراؑ کی پیاری اپنے شیر خوار بچے کو گود میں لیکر دودھ

پلاوے تو وہ میری آنکھوں کے تارے علی اصغر شیر خوار کو جو دودھ کے مارے گویا دکرکے آنکھوں سے اشک بہاوے
اور جس کسی کو کچھ درد و مصیبت پیش آوے تو وہ کربلا کی میری مصیبت یاد لاوے اور جب کوئی وقت
سہرا اور شادی کے اپنے دلکو شاد کرے تو وہ اسوقت ذرا میرا رنج و غم بھی یاد کرے اور جب خویش
و اقارب دوست آشنا کے ساتھ مجمع ہو یا نماز با جماعت پڑھو تو میری تنہائی اور پریشانی کو کربلا کی
ذرا سوچا اور جب کھانا کھانے لگو تو میری بھوک مت بھولیو اور جب کسی کو کوئی روز نوبت فاقہ کی
آوے تو وہ میرے ننھے ننھے بچوں کے فاقے کو یاد کرکے شکم سیر ہو جاوے اور جب پانی پیو تو میری
پیاس میری تڑپ میری خشکی زبان و لب میری تشنہ کامی یاد کیجیو **قطعہ** چون آب خوش خورید بحسرت
کنید یاد ❊ از سوز سینہ و جگر خونچکان من ❊ ور جوے و دیدہ چشمۂ خونین روان کنید ❊ از بہر آب و اون
سرور دوران من ❊ آب فرات کف بسر و سر بسنگ زد ❊ و قتیکہ تشنہ شد لب شکر فشان من
❊ ناصر میں کہتا ہوں تجھے بات ایک کام کی ❊ پانی پیو تو یاد کرو پیاس امام کی ❊ **روایت ہے**
کہ اسکے بعد آپ نے پوشاک عربی زیب تن کرکے عمامۂ نبوی سر انور پر دھر کے اور سب ہتھیار
سے آراستہ ہو کے ڈھال حضرت امیر حمزہ کی زیب پشت فرمائی نیزہ ہاتھ میں لیا اور ذوالفقار حیدری
مونڈھے سے لٹکائی پھر وہ گھوڑا اعصب کا بچہ یا وہ گھوڑا قالب کا ڈھالا آگے آیا آپ نے گھوڑے کی
لگام تھام کر اہل خیمے سے متوجہ ہو کر فرمایا **قطعہ** اینک آمد نوبت من الوداع ❊ الوداع اے عترت من
الوداع ❊ زود ولہائے شما خواہد شدن ❊ سوزناک از فرقت من الوداع ❊ اسوقت خیمۂ اطہر
میں ایسا شور قیامت برپا ہوا کہ دلوں پر بجلی تڑپ گئی گلوں پر تیغ خونخوار چل گئی کلیجا منہ تک آیا
جان نکل گئی حضرت شہر بانوے معصوم اور زینب و کلثوم رو رو کر فرمانے لگیں آہ ہے جان عالم
اے امام جو کر ہم اسوقت آپ ہمت کی آس توڑے جاتے ہیں کیسے ہمکو یہاں میدان میں کس پہ
چھوڑے جاتے ہیں آہ کیسی کمر ٹوٹ گئی اب کیا تدبیر کریں تقدیر تو پھوٹ گئی وا ویلاہ آہ آج آسمان
ہمکو لوٹتا ہے وا مصیبتا عمر بھر کا اب ساتھ چھوٹتا ہے افسوس مرتے دم آپ کچھ ہمیں سہارا نہ دے چلے یہاں پر
ساتھ لائے مگر ساتھ سے نہ چلے آپ بھائی کہکر ہم کسکو پکارینگے کہاں جا کے سر دے مارینگے وا حسرتا ہم
لوگوں میں ایسا کون ہے جو برق ستم کا مارا نہیں کیا کہیے اس میدان میں کسی کا آسرا نہیں تنکے کا
سہارا نہیں آپ نے سبکو صبر و تسلی دیکے فرمایا **شعر** آسرا سب سے ہے بہتر آسرا اللہ کا ❊ اور سہارا سب سے

بہتر ہے رسول اللہ کا ✤ پھر فرمایا اب مرنے پر دل سینے پر سل دھر کے تم سب کو خدا کے سپرد کرتا ہون
کہ بیکسون کا وہی وکیل کارساز ہے مسبب الاسباب اور محرم راز ہے ✤ گگے یہ خانہ زین پر ہوئے
رونق افزا ✤ ولکو طوق اجل اور پیش نظر روے قضا ✤ واہ رے شوق ترا دل سے تسلیم و رضا ✤
لب پہ تھا حبل علی ورد زبان شکر خدا ✤ رن نے پایا کہ عجب ید شمشیر آیا ✤ غل ہوا لشکر رو باہ مین
وہ شیر آیا **روایت ہے** کہ جب آپ میدان کارزار مین آئے آسمان و زمین بھر آئے اور لشکریان عمر
سعد کا تو یہ ڈول ہوا کہ مارے خوف کے پیٹ دیگ کیطرح کھولنے لگا دل گھبراہٹ سے بولنے لگا شیر
دلیر کو دیکھکر کوفیان روباہ صفت کے ہاتھ پاؤن پھول گئے اس شیر دلیر کی ڈپٹ گھوڑے کی جھپٹ
کے سامنے ساری چوکڑی بھول گئی عمر سعد ملعون آپ کو دیکھکر آتش رشک سے جلگیا منھ پر ہوائیان
چھٹنے لگین رنگ چہرہ کا بدل گیا بہرحال جب آپ میدان مین آئے تو یہ غزل زبان پر لائے **غزل**
منم من خیر الوری فاضلترین انبیاست ✤ آفتاب اوج عزت شمع جمع اصفیاست ✤ منقبتہاے
پدر گر بر شمارم دو رنیست ✤ دُر درج لافتی او بدر برج ہل اتی است ✤ مادرم خیر النسا فرزند خاص
مصطفےؐ ✤ بر کمال او کلام بقضعۃ منی گواست ✤ وز برادر گر بپرسی ہست شاہ دین حسنؑ ✤ آنکہ سبط
مصطفےؐ او نور چشم مرتضیٰؑ است ✤ ہست عمم جعفر طیار کاندر باغ خلد ✤ دائما پرواز او تا آشیان کبریاست
حمزہ سرخیل شہیدان باشدم عم پدر ✤ پنجتن اہل ونسب درحلقہ عالم کراست ✤ اے ستمگاران سنجی جملہ
خویشان مرا ✤ قتل گردید این چہ آئین ست این طغیان کراست ✤ وین زمان ہر بلا کہ من بکربلا
اید پگشتن من ودگر این مذہب وملت روا ست ✤ تشنہ لب فرزند یاران ومن از پے میروم ✤
در قیامت حضرت حق حاکم و داد شماست ✤ **روایت ہے** کہ اسکے بعد آپ نے روبرو لشکر عمر سعد کے
کھڑے ہوکر اتمام حجت کیواسطے اور بنظر اسکے کہ شاید اللہ کسی کو ہدایت کرے اور لشکر عمر سعد سے نکل آوے کہ
اور میرے ساتھ شہادت پاوے بفصاحت تمام فرمایا کہ اے لوگو تم لوگون نے ہمکو خطوط بھیجکر بلوایا اور بلا گناہ
میرے سارے عزیزون کا لہو میرے روبرو مثل ندی و نالے کے بہایا اب بھی زنار کفر کو توڑو تعلی کی
نہ لو سرکشی چھوڑو راہ راستی پر آؤ میرے خون ناحق سے ہاتھ اُٹھاؤ دیکھو ہم ساقی کوثر مالک بحر و بر
کے نواسے ہین مگر تین دن سے قطرہ آب کے پیاسے ہین خون جگر پیتے ہین آہ سرد بھر بھر
کسی طرح جیتے ہین ہم وہی حسینؑ ہین کہ جبرئیل امین بحکم رب العالمین بہشت سے میوہ لا لاکر ہمکو

کھلاتے تھے ہما اچھولا فرشتے جھلاتے تھے ہم جب اُداس ہوتے تو نانا ہمیں کاندھے پر چڑھا کر بہلاتے تھے باتوں میں ادھر اُودھر میرا جی بہلاتی تھے اماں جان دھوپ میں کبھی جانے نہ دیتی تھیں گرد ملال چہرے پر آنے نہ دیتی تھیں ہم کبھی روتے تھے تو اپنے کلیجے میں سا لیتی تھیں آنکھیں ڈبڈبا آتیں تو میرے آنسو کو اپنی زبان سے چاٹ لیتی تھیں آہ آہ ہم وہی حسین ہیں کہ اعدا ہر طرف سے میرے خون پینے کو بیچین ہیں اے کوفیوں دیکھو ہمکو تو تشنہ شہادت چڑھا آتا ہی شوق وصال میں دریا کیطرح دل مدّا آتا ہی اسدم تلوار کے زور سے شراب شہادت تمھارے ہاتھ سے چھین کر ہم پی جائینگے اُمنگ جوانی کا ڈھنگ شمشیر رانی کا دکھا کے ذوالفقار حیدری کو لہو اعدا کا پلا کے گاڑ زمین کو بلا کے آخر اپنا گلا کٹا ٹینگے سو انشاء اللہ آب کو تو ایک قطرہ نپاؤ گے کھڑے جہنم میں چلے جاؤ گے بہتر آدمیوں کو تو تمنے مار ڈالا سر تن سے اُتارڈالا اب بھی اگر خدا سے ڈرتے ہو نانا جان سے کچھ خوف کرتے ہو تو مجھے چھوڑ دو کہ کسی ملک کو چلا جاؤں اور پھر اسطرف کبھی نہ آؤں اور تمکو ہمارے مارنے ہی کا ارادہ ہی تو بسم اللہ ہمارا سر تمھارا خنجر ہم بہر حال راضی برضا ہیں شاعر بعضا ہیں **شعر** تو چہار جو تیروں کی بھی برساؤ گے ہمپر ٭ مولے کی قسم دیکھیو ہم اُف نکرینگے ٭ **روایت ہی** کہ بہ تقریر دلپذیر رقت انگیز درد آمیز امام مظلوم کی کوفیان سنگدل سنکر سوز آہ سے جل بھنکر موم کیطرح پگھلنے لگے آتش برق غضب آلہی سے ڈر کر شمع جمال پر آپ کے پروانے کیطرح جلنے لگے آپ کی بیکسی پر رونے لگے اشک سے دامن بھگونے لگے رو رو آپ کے سامنے ہاتھ جوڑنے لگے آپ کے چھوڑ دینے کی صلاح ٹھہرائی میدان قتل سے گھوڑے کی باگ موڑنے لگے شمر وغیرہ اشقیا نے دیکھا کہ اب بگڑنے چاہتا ہی شام میں عین دوپہر کو نشان حسینی گڑنے چاہتا ہی آخر کوفیوں پر خنجر آبدار چمکایا اور یزید کے خوف سے ڈرا کر سب دھمکایا اور متفق ہو کر کہا کہ یا امام تشنہ کام جبتک آپ یزید کی بیعت پر لب نہ ہلائینگے واللہ ہم آپ کو نہ چھوڑینگے اور نہ ایک قطرہ پانی پلائینگے امام نے فرمایا ہم تو اتمام حجت کر چکے مرنے پر جی دھر چکے اچھا میدان میں آؤ اُمنگ جوانی کا دکھاؤ عمر و سعد نے دیکھا کہ خدا خیر کرے سارے کوفے والے امام کی بات سنکر رو رہے ہیں اُنکی تنہائی پر متاسف ہو رہے ہیں آخر اُسنے لشکر کے درمیان سے گھوڑا چمکایا اور کوفیوں کو دھمکایا کہ ہاں امام حسینؑ کو بات کرنے نہ دو اظہار کرامات کرنے نہ دو اب انکو گھیر کر مار لو راہ حق سے منہ پھیر کر گردن اُتار لو پھر تو طبل جنگ کا بجنے لگا ہر شقی اپنے اپنے تن پر سلاح جنگ سجنے لگا شامیان سیاہ رو ساز جنگ درست کرنے لگے کوفیان بدخو قتل

تھی نذر اوے پر کروٹ بدلنے لگے لشکر عمر وسعد بدنہاد کے آگے سے آپ پیاسی گر گئے گھڑی گھڑی پانی بھر گئے
پھر فوج کی فوج کوفیان بیوفا میدان کارزار میں آکر تھم گئے چپ و راست فرزند سے جسم گر گئے گر
آگے ہزاروں پیچھے سواروں کے سپیل بن عمر وسعد نے فرزند سے پیادہ روسیاہ کو بھگا دیا گھوڑوں کے
پیچھے سے پچاوم سے دوسم مجرم کھڑا دیا پھر شیطان نے آواز بلند گرجا للکارا کہ ہان اے کوفیان بیحیا
امام حسینؑ کیا دیکھتے ہو ایکبارگی متفق ہو کر کے اس شیر ببر کو گھیر لو اور حملہ کرکے ناگاہ
کوفیان بیوفا نے راہ حق سے منہ موڑ کے آپ کو گھیر کر کے قریب تیرہ ہزار کے سن سن تیر چھوڑے
مگر بسبب کرامت آپ کے آپ پر یا آپ کے گھوڑے پر ایک تیر بھی نہ آیا سب تیر ہوا پر ٹھہر گئے سامنے آپکے
کے آکر ادھر ادھر مڑ گئے آخر اسی طرح وہ دو تیر آسیون کا کہ جس سے سپر فلک پھٹ جاتا تھا دو آپ
کے جسم اطہر کے آگے آکر کے اچٹ جاتا تھا پھر تو جو آگے آیا ایک ہی وار میں مار لیا سر اسکا مثل خیار ترکے
اتار لیا اسی طرح جتنے نامرد آپ کے سامنے آتے تھے شمشیر آبدار کے گھاٹ پار ہو جاتے تھے
قطعہ علی کی جست شیر کی آمد ہوا کا زور ؛ قدرت کا کھیل قہر کی طاقت بلا کا زور ؛ کہ آپ گاہ شعلہ
خشاں دکھاتے تھے ؛ پانی میں آگ میں پانی دکھاتے تھے ؛ لاکھوں کے خون کرنے کو بان تھی
نہیں تھی ؛ سر جا کہتی اور پوچھے کہاں تھی کہیں نہ تھی ؛ اسکے بعد آپ خیمے میں آئے اور حضرت
سجاد کو گلے سے لگائے **رباعی** در سے پردہ نشینان و کودک چہار ؛ نماند ہیچ کسے دیگر از تبار حسینؑ ؛
حسینؑ گریہ کنان در وداع فرزندان ؛ ستادہ لشکر بید در انتظار حسینؑ ؛ **شعر** رسول پاک پہ
بھیج اے خدا درود و سلام ؛ علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پہ بھی مدام ؛ **روایت ہے** کہ اسکے بعد آپ نے
پھر میدان کا قصد فرمایا ناگاہ ایک اندھیر طوفان نظر آیا پھر اس میں سے ایک شخص مہیب بصورت
غریب و شکل عجیب گھوڑے پر سوار نکل آیا اور پیادہ ہو کر بڑی تعظیم سے سلام مسنون بجا لایا آپ نے
جواب سلام دیکر پوچھا کہ اے نیکبخت تم کون ہو کہاں سے آتے ہو کہ ایسے وقت میں مظلومان بیچارہ
اور غریبان آوارہ کے ساتھ شرط شفقت بجا لاتے ہو اس نے عرض کی یا ابن رسول اللہ میرا نام
زعفر ہے ہم پریوں کے سردار ہیں غلام رسول پروردگار و حیدر کرار ہیں میرے پاس لشکر بشیار ہے
حکم ہو تو ابھی کوفیوں کی سپاہ روسیاہ تہ و بالا کر دوں ایک ہی وار میں مار لوں منہ سب کا
کالا کر دوں آپ نے فرمایا کہ تم جسم لطیف ہو وہ تمکو نہ دیکھیں گے تم انکو دیکھ دیکھ مارو گے ظلم کی

بات ہے اور یہ تو نوشتہ تقدیر ہے ٹل نہیں سکتا گردن اور تلوار خدا کے ہاتھ ہے زعفر نے کہا اگر حکم ہو تو ابھی
آدمی کی صورت بن جاؤں شمشیر قدرت ہاتھ میں لیکر کے اشقیا کے سامنے تن جاؤں آپ نے فرمایا
ای زعفر خدا تجھے جزائے خیر دے ہم کئی دن کے بھوکے پیاسے ہیں آج نانا جان کے ساتھ ہمکو
افطار کرنا ہے تشنہ لب شربت پیکر ضروری مرنا ہے سو تم للہ پھر جاؤ لڑنے کا خیال دلمین ولا کر زعفر
مجبور ہو کر پھر گیا اور غبار نظر سے غائب ہو گیا **روایت ہے** کہ اسکے بعد آپ خیمے سے پھر
میدان میں گھوڑا دوڑا لائے لشکریان عمر سعد گھبرائے آسمان و زمین دونوں تھرائے **نظم** برپا تھا
وان یہ شور کہ گونجا اُدھر سے شیر ٭ اے سرکشان شام لڑائی مین کیا ہے دیر ٭ فرما کے یہ امام نے گھوڑا
پھیرا کیا ٭ ایکجا سمٹ کے ہو گئے دو لاکھ اشقیا ٭ تیغیں کھینچیں بلند ہوئے گرز آہنین ٭ گھوڑوں کی
جست و خیز سے ہلنے لگی زمین ٭ ماہی کو زلزلے سے نہ اکدم فراغ تھا ٭ باجوں کے غل سے تیرہ فلک
بد دماغ تھا ٭ جولان کیا تو پھر نہ کسی جا فرس تھما ٭ بجلی گیا کہیں کہیں چمکا کہیں جما ٭ میدان سے دل
میں فوج ستمگر کے جا پڑا ٭ مانند شیر قلب میں لشکر کے جا پڑا ٭ پہلے پہل تمیم رو سیاہ شام کا سردار مقابلے
کو آگے آیا آپ نے ایک ہی وار میں اس لئیم کو نار جہنم میں پہونچایا پھر تو ایسی جم کے لڑائی ہوئی ایسی
تیر آزمائی ہوئی کہ شیران صف شکن تھرائے گاو زمین کے پاؤں اکھڑ گئے عرش سے فرش تک جنبش
ہوئی آسمان کے چند کنگورے جھڑ گئے جسپر تیغ دو دم اٹھائی موت سر پر آ گئی چہرۂ اشقیا پر
مردنی چھا گئی واہ ری شمشیر برق غضب قہر رب جسکے سر پر پڑی ایک ہی وار میں گھوڑے اور
سوار دونوں کو کاٹا بجلی کیطرح ساتوں طبق زمین سے پار ہو گاو زمین کا لہو چاٹا ہی سر اشقیا کا جو
خود مین تھا نظر پھیری تو ابھی گود میں تھا جسپر لپک کے ایک وار کیا ملا اما بالعدا ایک کو دو دو کو چار کیا
نظم ہر جا لپک لپک کے جو وہ شعلہ رو گئی ٭ میدان میں مثل برق چمک چار سو گئی ٭ تصویر مرگ
پھرتی تھی دشمن کے سامنے ٭ غل تھا ارے نہ جائیو ناگن کے سامنے ٭ اڑتے تھے اسکے دم
سے شرارے ادھر اودھر ٭ گرتے تھے ٹوٹ ٹوٹ کے تارے ادھر اودھر ٭ ہر ضرب میں تنون
سے زمین پاٹتے ہوئے ٭ میدان میں پھرتے جاتے تھے سر کاٹتے ہوئے ٭ دلاوران شام جب آپ
کی پھرتی پر نگاہ کرتے تھے واہ واہ کرتے تھے پھر تو لشکر عمر سعد میں آپ کا رعب چھا گیا ہر شقی دلاور تھرا گیا
سیاہ رو سیاہ کے منہ پر ہوائیاں اڑنے لگیں بغلیں جھانکنے لگے ادھر اودھر چھپنے لگے لیئے

باگین مُڑنے لگین بڑے بڑے دلاور حسرت کے ناخن سے مُنہ نوچنے لگے بھاگنے کی راہ سوچنے لگے پہلوانان
شام کے ہول سے چہرے زرد ہو گئے مارے خوف کے ہاتھ پانون سرد ہو گئے باہم کہنے لگے ارے بھاگ
چلو آبرو گئی تو گئی جی تو رہیگا لہو کا نالا بدن سے تو نہ بہیگا ناگاہ عمر و سعد بدنہاد نے نہ دیکھا کہ آہ آہ اجو
فوج ڈانوان ڈول ہو گئی لشکریون کے دلمین ہول ہو گیا پس میدان مین آکر للکارا اور بآواز بلند
سپاہ پر نعرہ مارا کہ دلاورو میدان جنگ مقام ناموننگ ہے شیران دلاور کا یہی کام ہے لڑنے
بھڑنے کا جوانون یہی سن ہے اکدن تو مرنا ہی ہے دنیا مین زندگی چار دن ہے ناگاہ یزید ابطحی نے
لشکر کو للکارا کہ ہان ارے کوفیان بزدل کیا دلکو اچاٹ کرتے ہو دیکھو تو ہم اکیلے کیا کام کرتے ہین میدان
جنگ مین اپنا کیا نام کرتے ہین اور اس ابطحی شقی کی دلاوری ملک شام اور عراق اور مصر اور روم
مین مشہور تھی نزدیک ہی نہین دور دور تھی غرض وہ ابطحی زبردست ڈیل ڈول مین مثل فیل مست
خنجر آبدار ہاتھ مین لیے میدان مین آتے ہی پکارا بڑی آواز سے آپ پر گرجا للکارا لشکریان عمر و سعد
ابطحی کو امام کے ساتھ لڑتے دیکھکر بہت خوش ہوئے آپ نے فرمایا اے شیطان کیا مجھے
تو جانتا نہین گستاخانہ چلا آتا ہے کیا مجھے پہچانتا نہین اسنے آپ کی بات کا جواب ندیا اور آتے ہی
آپ پر وار کیا آپ نے لپک کرکے اسکی کمر مین اس زور سے تلوار لگائی کہ وہ ملعون لکڑی کیطرح
کٹ گیا دو پارہ ہو کر گھوڑے سے الٹ گیا غرض پھر اسی طرح جو آپ کے سامنے جاتا زندہ پھیر کر نہ آتا
پھر تو سوارون مین ہل چل پڑی پیادون مین کھل بل پڑی کسی کو مارے ہول کے دست بردست
اُٹھنے لگے بڑے بڑے پہلوان تیر انداز پٹے باز لڑے نہ بھڑے مگر فقط ذوالفقار حیدری کی چمک
سے غش کھانے لگے ہر طرح سے آنکھ چرانے لگے شعر رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و
سلام بہ علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام ہ روایت ہے کہ اُسوقت آپ کو نہایت پیاس
غالب ہوئی طبیعت عالی قطرۂ آب کی طالب ہوئی پس آپ نے لب فرات کا قصد فرمایا اسپ
صبا رفتار کو چمکایا عمر و سعد نے کہا ہان ہان سوار و دیکھو ایسا نہو کہ امام تشنہ کام فرات کے
کنارے جا پہنچین اور پانی پی آئین اسواسطے کہ اسوقت اگر ایک گھونٹ بھی پانی پیکر جدھر باگ
موڑینگے تو واللہ کسی کو زندہ نہ چھوڑینگے اکیلے تن تنہا تم سبکو مار لیوینگے ایک ایک کی چن
کرکے گردن سر سے اُتار لیوینگے پھر تو فوج اعدا بادل سی اُمڈی اور امام تشنہ کام اور آب

فرس اسکے درمیان مین حائل ہوگئی ہر جانب سے ضربت تیغ اور تیر کا برسانے کے قبل سے بیچ مین حائل ہوگئی ناگاہ لفظ ہان آپ کے دہن سے نکل گیا پھر تو اسپ برق رفتار کاوے کی راہ کا تھے تینون صفون کو اعدا کی پھاڑتا ہوا تیر کیطرح سن سے نکل گیا بجلی کیطرح جدھر چمکا سیاہ روسیاہ بادل کی طرح پھٹ گئی صاعقہ کے مثال جسپر گرا کا دل پھڑ کا کلیجا دھڑکا لشکری ادھر ادھر ہٹ گئے پھر تو گھوڑے کو بحر فرات مین ڈالا حوصلہ دل کا نکالا پھر آب فرات سے ایک چلو پانی لیکر چاہا کہ پیکر جان تازہ کرین میدان جنگ مین جاکر قوت بے اندازہ کرین ناگاہ پیاس ننھے ننھے بچون حضرت قاسم علی اکبر علی اصغر کی یاد پڑ گئی دل سرد ہوگیا کلیجے مین تیغ گرم سی گڑ گئی بس سب پانی کو ہاتھ سے پھینک دیا اور ایک قطرہ بھی نہ پیا اور کسطرح پیتے منظور الٰہی تو یون تھا کہ تین دن کے بھوکے پیاسے راہ حق مین جی جان نثار کرین اور آئندہ روز کو شب کے وقت اپنے جد امجد کے ساتھ میوے اور شراب بہشتی سے افطار کرین اور اشقیا فرات کے گھاٹ پر آب کی گھات مین بادل کی طرح جمے تھے قریب نہ آتے تھے ایک تیر کے چلے پر چڑھے تھے پھر آپ نے گھوڑی کو کہا ہان ہلو ناگاہ وہ براق برق سیر بجلی کیطرح چمکا بدلی کی مثال فوج اعدا کو پھاڑتا ہوا سیکڑون کو ٹاپون سے کچلتا ہوا میدان رن سے نکل آیا ابھی فرات کے کنارے تھا پلک جھپکی تو خیمۂ عالی کے پاس سن سے نکل آیا لب فرات سے خیمے تک آتے آتے چار سو کفار کے سر کاٹ دیئے دشت کربلا مقتولون سے پاٹ دیئے خدا کو معلوم کتنے شقی ٹاپون سے کچل گئے ادھر ادھر کی جھپٹ مین کھندل گئے غرض آپ اسی طرح صحیح و سالم بھوکے پیاسے خیمے مین آئے اور حضرت زینب اور کلثوم اور شہربانو مغموم کو تسلی دیکے سکینہ اور عابد بیمار کو گلے سے لگایا اور حضرت عابد کے منھ پر بوسے دیکر فرمایا

رباعی یا عابد و داعم کن با آب آتشم منشان ❊ کہ تیغ از استخوان بگذشت و آب از فرق و کار از جان ❊ کنارم گیر کز نوبت شود جان حزین خرم ❊ سخن گو تا ر گفتارت دل غمگین شود شادان ❊

شعر رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام ❊ علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ❊

شہادت حضرت شبیر محشر کا نمونہ ہے	کہ جسکے ذکر سے ناصر کلیجا منھ کو آتا ہے

لکھتے ہیں بعد آپ اہل خیمہ سے وداع ہونے لگے گلے مل ملکے لوگ رونے لگے آپ نے فرمایا یہ

آخری دیدار ہے اب پھر ملاقات نہوگی **رباعی** اے اہل جہان میں بھی مرقع مین دہر کے ❊ تصویر ہون دل دادے لب حسرت گزیدہ ہون ❊ غم ہون الم ہون یاس ہون سوز و گداز ہون ❊ بچھڑا ہون کاروان سے مسافر جریدہ ہون جسوقت شاہزادہ جان عالم نے گھوڑے کی باگ اُٹھائی آسمان کانپا زمین ہل گئی گاؤ زمین تھرائی غرض یکہ تاز میدان کربلا شیرین شیر خدا جناب سید الشہدا تشنہ جام شہادت سرمخمور دل نازنین سنگ عشق خدا سے چکنا چور تن تنہا مثل شیر نر کے معرکۂ قتال میں تشریف لائے فرمایا ہان اے کوفیو تلوارون پر ہاتھ دھروا اب ہم گلا کٹانے کو آئے **شعر** شکر ہے اے کوفیو اللہ کی درگاہ مین ❊ ہم گلا اپنا کٹاتے ہین خدا کی راہ مین ❊ یہ کلام سنکر پلیتون کے رنگ زرد ہونے لگے سوار شطرنج غرق ہوئے پیادہ و نکمے ہاتھ پاؤن سرد ہونے لگے پھر فوج روسیاہ ہر طرف سے بادل کیطرح اس ماہ مدینے پر اُمڈی اسوقت ذوالفقار حیدری بجلی کیطرح چمکی اشقیا پر لوہے کی بوچھار پڑی ہر طرف سے خدا کی مار پڑی ہنگار پڑی بُرّاق برق شیر کے ہنہنانے نے رعد کا کام کیا ٹاپون سے ہزارون شقی کو روندڈالا خوب نام کیا غرض اسیطرح صف اعدا پر حملہ فرمایا اور جو مقابل ہوا قعر جہنم کو پہنچایا جس پر وار کیا ایک ہی ہاتھ مین فی النار کیا اور جدھر نگاہ ولی پھری صف کی صف اُلٹی ملک بھر مین بستر سے اشقیا کٹ گئے کشتون سے میدان اور جنگل پٹ گئے پھر تو اتنے کٹے کہ لولمان خنجر آبدار کا گھاٹ ہو گیا اتنے مرے کہ دل کوفیون کا زندگی سے اُچاٹ ہو گیا تیغ مصری مصریون کے غول کے غول کو ٹھیک نوالے کیطرح چٹ کر گئی سمرقندیون کے دانت کھٹے ہوئے شامیون کے چھکے چھوٹ گئے عراقیون کو عرق آنے لگے کوفیون کے دل ٹوٹ گئے بات کی بات مین خون کی ندی نالے بہگئے لاشون کے انبار تماشے کے لیے رہگئے کھوپریان کوفیون کی بلبلے کیطرح بہی جاتی تھین موج خون مین تلاطم ہوا غضب سے ٹھوکرین کھا کھا کے ڈبکیان لگاتی تھین **روایت ہے** کہ جب آپ کی برق شمشیر کی ڈپٹ اسپ صبا سیر کی جھپٹ سے کوفیان بیوفا کی ہڈیان پسلیان سرمے کیطرح پس گئین ڈھالون مین کھال تلوارون نے دانت نکال دیے ٹاپین گھوڑون کی دوڑتے دوڑتے گھس گئین تب شامیان سیاہ دل مارے خوف کے کتے کیطرح دو دو ہاتھ زبان نکال کے ہانپنے لگے اس شیر دلیر کے ڈر سے تھرتھر کانپنے لگے اسوقت شمر ملعون ایک حیلہ سوچ کر خیمے کیطرف مائل ہو گیا چند آدمیون کو لیکر کے امام تشنہ کام اور خیمہ کے درمیان مین حائل ہو گیا چاہا کہ دست تعرض اہلبیت نبوت پر دراز کرے اہل خیمہ اور عابد بیمار پر بھی شمشیر رانی آغاز کرے آپ نے للکارا کہ ہان اے شیطان خیمے کیطرف کہان جاتا ہے خدا اور رسول سے نہین شرماتا ہے -

ہم تو لڑتے ہیں عورتوں کا کیا گناہ ہے آج سرہمارا نجات امتان عاصی کے لیے فی سبیل اللہ ہے لے ادھر آ ہمارا
سر کاٹ سے بارے ہو کا پیاسا ہے تو آکر جاٹ لے پس شمر لعین سے کہا کہ اچھا اب خیمے کیطرف نجاؤ امام تشنہ کام
کے گئے پر خنجر آبدار شمشیر خونخوار چلاؤ گا ایک شقیانے ہر طرف سے حضرت کا محاصرہ کر لیا تلواروں کی باڑھ
پر آپ کو دھر لیا اسوقت ایک پہلوان نامی مونچھوں پر تاؤ دیتا ہوا آپ کے مقابلے کو آیا آپ نے اسپ
صاعقہ ستم کڑکا کے تیغ برق کی آسپر ہاتھ لگایا ایک نیزہ پیچھے میں اُس مردود کے مارا وہ ملعون دیگر کے پشت
زین سے اُٹھالیا نیزہ سینے سے پار ہو گیا فوراً وہ شقی فی النار ہو گیا پھر ایک اور شیطان آپ پر جھپٹا
للکارا اور ایک گرز زور سے پھینک کر آپ کو مارا شاہزادے نے اُسکے گرز کی زد بچا کے گھوڑے کو چمکا کے
ایسا خنجر مارا کہ لکڑی کیطرح سر اُس ناپاک کا کٹ کے تن سے پچاس قدم دور ہو گیا پھر گھوڑے کی جھپٹ میں
سارا دھڑ اسکا چکنا چور ہو گیا اسطرح وہ چستی و چالاکی سے لڑتے تھے کہ شامیان بزدل تلوار کی چمک
سے گر پڑتے تھے جدھر وہ گھوڑا برق غضب قدم دھرتا تھا زمین ہلجاتی تھی اور جسپر وہ تلوار صاعقہ
کردار پڑتی تھی زرہ بکر خود چار آئینہ سوار کو کاٹتی ہوئی گھوڑے کے لہو چاٹتی ہوئی گاو زمین کے شکم
مین جاکر پل جاتے تھے اُسوقت شیر فلک باختہ ہوش ہو گیا گاو زمین کو خواب و خور فراموش ہو گیا
ہر لحظہ مین دشت کربلا کے شیر تھراتے تھے جانوران دریائی مارے ہول کے فرات کی کنارے چلے آتے تھے
جب گھوڑا ٹھہراتا تھا عمر و سعد ملعون مارے خوف کے تھراتا تھا مست ہاتھی کیطرح جب جھومتا تھا شیر فلک
گردن جھکا کر اُسکا قدم چومتا تھا اُس شان و شوکت سے رن مین ٹہلتا تھا کہ زمین ہلتی تھی آسمان ہلتا تھا
آخر لڑتے لڑتے آپ کو پیاس کا غلبہ ہوا زبان مین کلنٹے پڑ گئے کاٹتے کاٹتے ذوالفقار آبدار کی جوہر جھڑ گئے
پھر آپ نے گھوڑا چمکا اور نہر فرات مین آ کے ایک چلو پانی اُٹھایا اُسوقت اہلبیت اطہار اور عابد بیمار کی
پیاس یاد پڑ گئی پانی پھینک دیا طبیعت بگڑ گئی پس میدان مین آئے اور پھر اپنی بہادری کے جوہر
دکھائے عمر و سعد شقی نے کہا کہ ہان پہلوانوں اب کیا دیر ہے ایک آدمی بھوکا پیاسا تم سبکو چکنا چور کر رہا ہے
کیا اندھیر ہے تاکہ یہ پہلوان شیر ہے دلیر ہے مگر بھوکا پیاسا زخمون سے چور پلکوکھا ہرن کی چوکڑی گم کیے ہے
کیا ملنے کا پھیر ہے پھر تو چار و نطرف سے تیر و تفنگ کی بوچھار آنے لگی ہر جانب سے تلوارون کی مار آنے لگی آہ
آہ ہر طرف سے باران میغ تیغ بیدریغ برستا تھا اور ساقی کوثر کا نواسہ قطرۂ آب کو ترستا تھا پھر تو مارے
زخمون سکے سارا جسم پرزے پرزے اور چور چور ہو گیا حتی کہ ہن کا لعل علی کا نونہال پشت زین پر

بیٹھنے سے مجبور ہوگیا ہای ہای نور کا پتلا قالب وحدت کا ڈھالا ہوا آہ آہ ٹوٹا ہوا ساقہ آغوش ناز کا پالا ہوا
افسوس اُس نازنین بدن پر جو بہشت کی گلاب کی پتی سے بھی نازک تر تھا ہنر زخم کاری لگے ہر زخم سے
خون کا فوارہ چلتا تھا فرشتگان ارض و سماء یہ حال دیکھکر روتے تھے آسمان ہلتا تھا **نظم** جب نشتہ ہوئیگا وہ سرو سا قامت
رن مین + صاف ظاہر ہوئے آثار قیامت رن مین + چرخ ہلتا تھا زمین خوف سے تھراتی تھی
+ نعرہ آہ حسینا کی صدا آتی تھی + **روایت ہے** کہ اسکے بعد کسی شقی کا تیر پیشانی انور پر
ایسا لگا کہ تمام چہرہ لہو سے تر بتر ہوگیا آپ نے وہ تیر اپنی پیشانی سے کھینچکر پھینک دیا خون کا فوارہ چلنے لگا
آپ اُسوقت بار بار منھ پر ہاتھ پھیرتے تھے اور ہاتھ مین لہو لیکے منھ اور سر پر ملتے تھے اور فرماتے
کہ آج ناناجان کے حضور مین اسی طرح لہولہان جاؤنگا علی مرتضیٰ شیر خدا کو اسی طرح رخسارہ خون آلودہ
اپنا دکھاؤنگا امان جان کو اپنا رنگین پیرہن اور خونین کفن دکھاکے رولاؤنگا کہ آپکے بعد اُمتون نے آپکے
میرا یہ حال کیا سارے جسم کو پرزے پرزے اور دشت کربلا کو میرے لہو سے لال کیا **نظم** دریائے فتنہ موج
زد ودشمنان چو سیل + خود را بران امام وفادار ریختند + پرہای بلبلان سخن گوے سوختند + خونہای
طوطیان شکر خوار ریختند + ہر میوہ کہ بود زبستان مرتضیٰ + ہمچون شگوفہ بر سر ہر خار ریختند + آن سرو
بوستان امامت زپا فتاد + حوران سرشک بر گل رخسار ریختند + مرغان کربلا زپئے ماتم حسین + خون
بر لب فرات زمنقار ریختند + **روایت ہے** راحت القلوب مین لکھا ہے کہ دسوین محرم عاشورے کے دن
جسدن جناب حضرت امام حسینؑ شہادت پانے والے تھے اُس روز دوپہر کے قبل ایک بزرگ نے خاتون
جنت جناب حضرت اقدس اطہر مطہر بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالےٰ عنہا کو خواب مین دیکھا کہ بہت سی
حوروں کے ساتھ میدان کربلا مین تشریف لائی ہین اور دامن مبارک کو کمر شریف مین باندھی ہوئے
اُس مقام کو کہ جناب حضرت امام حسین وہان شہادت پاوینگے اپنی آستین مبارک سے بہار رہی ہین آور گرد
آب دیدہ سے اُس زمین پر چھڑکاؤ کر رہی ہین اُس بزرگ نے پوچھا کہ یا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم اے خاتون قیامت اے کہ روز محشر یہ کون مقام ہے جسے آپ کیون بہار رہی ہین فرمایا کہ آج میرا
نور عین حسین یتیم بادر اسی جگہ پر سوئیگا اسی مقام پر شہید ہوویگا **نظم** رخے کہ بوسہ گہ شاہ انبیا باشد
+ بخاک وخون شدہ پنہان کجا روا باشد + کسی کہ چشمۂ کوثر عطا رجد و بست + بدشت کرب وبلا
تشنہ لب چرا باشد + روا بود کہ جگر گوشہ رسول خدا + فتادہ غرقہ بخون سر زتن جدا باشد +

روایت ہی کہ جب آپ نے زخم پر زخم کھائے تب گھوڑے سے بنظر اسکے کہ خاص سواری کا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہے ویسا ہو کہ شقیا اسپر بھی تیر چلاوین پشت زین سے اتر آئے ناگاہ تیر یک لعین کا حضرت کے تالوے پار ہوگیا آپ زمین پر گر پڑے پھر اُسوقت آپ نے بسبب غلبہ پیاس کے لب تک ہاتھ اٹھا کے ایک کوزے پانی کا اشارہ کیا کسی نے وقت اخیر سمجھکر لا دیا ہنوز ایک قطرہ پانی لب خشک تک نہ پہونچا تھا کہ ایک جہنمی نے آپ کے چہرہ نورانی پر ایسی تلوار ماری کہ پیالہ پانی کا ہاتھ سے گر گیا **رباعی** زین خامہ را ہوس گلگونہ ماند ٭ دل چاک چاک گشت کہ جائے رفو نماند ٭ لب تشنہ رفت ساقی کوثر ازین جہان ٭ اے آب خاک شو کہ ترا آبرو نماند ٭ **روایت ہی** کہ اسکے بعد آپ قبلہ رو بیٹھے اور حقتعالیٰ کے ساتھ راز و نیاز کرنے لگا بخشایش اُمتان عاصی کا قصہ آغاز ہونے لگا نہ تو اپنے زخموں کا خیال اور نہ سر کٹنے کا ملال اور نہ گھر لٹ جانے کی فکر اور نہ قاتل و مقتول کا ذکر رو رو کر فرمانے لگے کہ خداوندا حسینؑ اپنے یار و دیار سے دور ہوا اور سارا بدن اسکا زخموں سے چور ہوا سارے خویش و اقارب اسکے کٹ گئے لاشوں سے جنگل اور میدان پٹ گئے دیکھ ہر ہر زخم سے فوارہ خون جاری ہے اعدا اب میرے سر اتارنے کی تیاری ہے سو خداوندا حسینؑ فقط بخشایش اُمتان عاصی کے لیے یہ سب صدمے سہگیا یہ سب کچھ ہوا پر ایک بار بھی آہ نہ کی اُمت کا خیال کر کے کلیجے کو تھام کر کے رہگیا سو خداوندا تجھے قسم ہے میرے رخ پر خون غمگین اور پیرہن خونین اور کفن رنگین کی کہ میرے نانا جان کی اُمت کے گناہ کو معاف کر دے نامۂ اعمال کو انکے حرف خطا و جرم سے صاف کر دے خداوندا ساری اُمتوں پر کرم کیجیو تشنگی محشر اور آتش دوزخ سے انکو نجات دیجیو پھر اسی طرح دیر تک عجب کیفیت طاری رہی زخموں سے سیلاب خون جاری ویمین شکر حق زبان پر برابر بخشایش اُمت کی طلبگاری رہی پھر تو رو نگٹے رو نگٹے سے دیدۂ شوق بنکر مشاہدۂ جمال مطلق مین آپ سو محو ہو گئے نہ تو زخموں کی خبر رہی نہ قاتل کا خیال نہ عزیزوں کے کٹنے کی پروا اور نہ فکر سر رہی **رباعی** اے تشنہ کربلا شہید اکبر ٭ سیراب گلوی تو ز آب خنجر ٭ تو آب بیافتی ز دست اُمت ٭ اُمت ز تو آب خواہد روز محشر **روایت ہی** کہ جب آپ عرش زین سے فرش زمین پر تشریف لائے آہ کے نعرے عرش سے آئے اور آسمان و زمین دونوں تھرائے پھر دس سوار عمر و سعد بد نہاد کے پیادہ ہو کر بارادہ قتل آپ کے پاس ننگی تلوار کھینچے ہوئے آئے اور ہر شخص یہی چاہتا تھا کہ پہلے مین اس تشنہ کام کا سر کاٹ کر عمر و سعد بد نہاد کے پاس

لیجئیں تا کہ انعام اور خلعت پاؤں جو نہی آگے آتا تھا مارے شوکت اور شرم کے تلوار چلا نہیں سکتا تھا پیچھے کو ہٹ جاتا
تھا اسوقت ایک شخص اور ننگی تلوار لیے آیا آپ نے اسے دیکھکر فرمایا کہ تو ہٹ جا ورنہ تو مجھے مار نہیں سکتا
سر تن نازک سے اتار نہیں سکتا میرا مارنے والا سفید داغ والا ہوگا مجھے افسوس آتا ہے کہ تو مفت عذاب
دوزخ میں گرفتار ہو وہ شخص رونے لگا اور کہا یا ابن رسول اللہ آپ اس حال کو پہونچ گئے لیکن پھر
بھی ہم لوگون کا غم کھاتے ہیں اور نہیں چاہتے کوئی دوزخ میں جلے خنجر غضب الہی کسی کے سر
پر چلے پھر اس شخص نے وہی تلوار جو واسطے قتل امام تشنہ کام کے کھینچی تھی ہاتھ میں اسی طرح لیے عمر وسعد
کے پاس دوڑا ہوا گیا عمر وسعد نے کہا کیا آیا ہے امام حسینؓ کو مار اسنے کہا نہیں اے ملعون میں تیرے قتل کیلئے
لیے آیا ہوں پس عمر وسعد پر اسنے تلوار چلائی نوکران عمر وسعد دوڑے اور اسپر ہر جانب سے تیر
چلانے لگے اسنے باواز بلند پکارا یا حضرت امام حسینؓ مجھے لوگ آپ کی محبت میں مارتے ہیں میری
گردن اتارتے ہیں آپ گواہ رہیں قیامت کے دن مجھے بھولنا نہیں بلکہ کرم فرمانا اپنے شہیدان لشکر کے ساتھ
بہشت میں لیجانا آپ نے اسی جگہ سے آواز دی کہ شاباش ہان ہان ایسا ہی کرونگا **بیت** چون بہر
کوے مہر من کشتہ شوی ✻ از عہدہ خون بہا برون آیم من ✻ **شعر** رسول پاک پہ بھیج اے خدا
درود و سلام ✻ علیؓ و فاطمہؓ حسنؓ و حسینؓ پر بھی مدام ✻ **روایت ہے** کہ پھر اسکے بعد جو جو شخص آپکے
قتل کو آتا آپ آنکھ کھول کر اسکو دیکھتے وہ مارے شرم کے پھر جاتا اور جسوقت آپ پشت زین سے فرش
زمین پر جھکے تو دوپہر ڈھل چکی تھی اور اول وقت ظہر کا تھا اور جمعے کا دن گویا تکبیر افتتاح گھوڑے
کی پشت پر واقع ہوئی اور گھوڑے سے خم ہونا رکوع کی صورت تھی اور پشت زین سے مائل بزمین ہونا
بعینہ سجدہ کی حقیقت تھی اس صورت پر ہیئت مجموعی نماز ظہر کی ادا ہو گئی پھر آہ آہ سنان علیہ اللعن نے
آپ کی پشت نازنین پر زور سے نیزہ چلایا آپ زمین پر گر پڑے اور نیزہ سینہ بے کینہ سے پار ہو کر نکل آیا
پھر شمر ملعون شقی کرے اچھلکر سینے پر اس شاہ کے جو بحر عرفان کا سفینہ اور اسرار الہی کا گنجینہ
تھا چڑھ بیٹھا آپ نے آنکھ کھولدی اور فرمایا تو کون ہے اسنے کہا میں شمر ہون آپ نے فرمایا اپنے
منھ سے اپنا ڈھاٹا تو کھول دے اسنے ڈھاٹا کھولدیا آپ نے دیکھا کہ دانت اس ملعون کے سؤر کے
دانت کیطرح منھ سے باہر نکلے ہوئے ہیں آپ نے دلمیں فرمایا کہ ایک یہ علامت میرے قاتل کی درست ہے
یہی ہو میرا قاتل ہے کہ [illegible] پھر فرمایا ذرا اپنا سینہ تو کھول اسنے سینہ پر کینہ اپنا کھولا آپ نے دیکھا کہ

اسکے سینہ پر برص کے سپید داغ ہین آپ نے فرمایا میری قاتل کی یہ نشانی دوسری ہی نانا جان نے آج
کی رات خواب مین مجھ سے یہ فرمایا تھا کہ کل تم میری ساتھ ظہر کی نماز پڑھو گے اور بتایا قاتل کی یہ دونون
نشانی ہین یہ دونون نشانیان تجھ مین موجود ہین روایت ہی کہ اسکے بعد آپ نے پوچھا کہ ای شمر تو جانتا ہی
آج کون دن ہی اور کون تاریخ ہی کہا دسوین تاریخ محرم کی سنہ ۶۱ اکسٹھ ہجری جمعے کا روز عاشورے کا دن ہی
فرمایا دوپہر ڈھلی عرض کی جی ہان ٹھیک دوپہر ڈھل گئی پھر فرمایا یہ کون وقت ہی کہا خطبہ پڑھنے کا اور نماز جمعہ
ادا کرنے کا پھر فرمایا اسوقت خطیبان امت جد امجد کے ہمارے ممبرون پر خطبہ پڑھتے ہونگے اور نعت میرے
نانا جان کی کرتے ہونگے اور تو میری ساتھ یہ معاملہ کر رہا ہی میری مارنے کو مرا جاتا ہی افسوس ہی ارے شمر یہ وہ
سینہ ہی جسپر میرے نانا جان محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا روی مبارک ملتے تھے اور تو اسوقت اُسپر
بیٹھا ہی اور جس حلق تشنہ پر ہماری نانا جان بوسے دیتے تھے اُسپر تو تلوار چلاتا ہی ذرا دوزخ کی آنچ کو خیال مین
نہین لاتا ہی مین دیکھ رہا ہون کہ اسوقت حضرت ذکریا پیغمبر میرے داہنی طرف اور حضرت یحییٰ میرے بائین جانب
کھڑی کف افسوس مل رہے ہین سر کو سنگ غم سے کچل رہے ہین ای شمر ذرا میری سینہ سی اُٹھ جا کہ مین قبلہ رو
بیٹھ کر نماز پڑھون اپنے خون سی وضو کر کے پیرہن کو اپنے اوسے رنگین کفن بنا کے نماز مین سر کٹانا بابا جان
شیر خدا کی وراثت مجھے ملی ہی جب مین سجدہ مین جاؤن تو تو میرا سر کاٹ لیجیو اور جو تو میرے لہو کا پیاسا
ہے تو سر کاٹ کے لہو چاٹ لیجیو شمر ملعون سینۂ عالی سی اُتر پڑا آپ رو بقبلہ ہو کر خون سے منھ ہاتھ دھو کر
نماز مین مشغول ہوئے نظم سوز از لب مبارک لب تشنگان بسی ۔ ہر ذرہ رنگیا کہ فرش بیابان کربلاست
۔ در خون ناب دیدہ لب تشنہ حسین ۔ لعلیست آبدار کہ در کان کربلاست ۔ آن جان سپردہ
تشنہ و با آرزوی شوق ۔ جانان تشنہ محبت سلطان کربلاست ۔ روایت ہی کہ جب آپ سجدے
مین گئے تو شمر لعین صبر نہ کر سکا کہ آپ کو نماز تمام ادا کرنے دے ناگاہ اس ملعون نے چہرۂ مبارک
پر تلوار ماری روح مقدس لا الٰہ الا اللہ کہتی ہوئی گلشن فردوس کو سدھاری دسوین تاریخ محرم
سنہ ۶۱ ہجری جمعے کے دن بروز عاشورہ ٹھیک دوپہر ڈھلے چھپن ۵۶ برس پانچ مہینے پانچ دن کے
سن مین آپ نے شہادت پائی اگرچہ قتل مین آپ کے بہت ملعون شریک تھے پر روح عالی نے شمر کی
تلوار اور سنان کی نیزے سے پرواز فرمائی اُسوقت عرش سے فرش تک شور و غل ہو گیا کہ ہائے ہائے آج
چراغ خاندان مصطفےٰ کا گل ہو گیا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ نظم ضرب اول مین

مشہ دین نے کہا بسم اللہ ❊ دوست پکارے مدد لے یار آکے ❊ تیسری حضرتؑ مین آئی یہ صدائے اجانشاہ ❊ بخش دے حشر مین یا رب میری اُمت کے گناہ ❊ پھر نہ کچھ حضرت شبیرؑ کی آواز آئی ❊ جب گلا کٹ گیا تکبیر کی آواز آئی ❊ **روایت ہے** کہ اسکے بعد خولی بن یزید گھوڑے سے واسطے کاٹنے سر سرورؑ کے اترا جب آپکے پاس آیا مارے خوف کے وہ ملعون کتے کیطرح ہانپنے لگا اور ہاتھ اُسکا رعب سے کانپنے لگا تب شبل اُسکا بھائی اترا اور سلطانِ عالم کے سینۂ مہر گنجینہ پر جو بوسہ گاہِ نبوی تھا چڑھکر سر سرور تن نازنین سے جدا کیا اور اپنے بھائی خولی شیطان کو دیا **غزل** چہ کربلاست امروز چہ پر بلاست امروز ❊ فرقِ حسینؑ مظلوم از تن جداست امروز ❊ گریۂ محبان و ماتم شہیدان ❊ کین گریہ از برائے آلِ عباست امروز ❊ فرزندِ شاہِ مردان افتادہ در بیابان ❊ غلطان بخاکِ میدان این کے رواست امروز ❊ روز عزاست امروز جان در بلاست امروز ❊ غوغائے روز محشر در کربلاست امروز ❊ **شعر** رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام ❊ علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ❊ اسوقت عرش سے فرش تک ماتم پڑگیا وحش و طیور جن و ملک کے دلون مین خار غم گڑگیا زمین کانپی آسمان دہل گیا سلطانِ جہانِ عالم جنت کو سدھارے دونون جہان کا دم نکل گیا آفتاب جہانتاب برق غم سے جل گیا ماہتابِ جہان آرا پر خنجرِ ستم چل گیا زہرا کا زہرہ سوز غم سے نونہال فاطمہ زہراؑ کے آب ہوا ستارے غم کے مارے ٹوٹ پڑے کیوان کو اضطراب ہوا حاملان عرش رونے رو تے تھک گئے نوحہ کرتے کرتے حیات کے گلے پڑگئے وحوش و طیور کا جی اپنے اپنے بچون سے ہٹ گیا شجر و حجر بحر و بر کا جگر درد سے پھٹ گیا شفق خون جگر بیکر رنگین کفن ہوئی کہ آسمان پر پھولی طبیعت شیرخوارون کی مان باپ کو بھولی مرغان ہوا آہ سرد بھربھر سیخ غم پر کباب ہو رہے تھے پپیہے پی پی کرکے اپنی جان کھوتے تھے صحرا جنگل سنسان جدھر دیکھیے اُدھر سناٹے کا عالم ہو کا مکان ندی نالے دریا سوز غم سے کھولنے لگے جانوران آبی کے دل ہولنے لگے مچھلیان گرمی کے مارے لب کھولے پانی مین تڑپتی تھین سوز و غم سے جلکر پانی سے نکلکر ریت پر پڑی سر دھنتی تھین پہاڑ پتھرون پر سر پٹکتے تھے ٹیلے درختون کے ہل ہل کے آپسمین کف افسوس ملتے تھے دریائے فرات سوز غم سے جل گیا آنکھون کو ڈبڈبا کے رہ گیا حوض کوثر ابل گیا دل اشکا خون ہو کر بہشت کی چشمون کی راہ بہ گیا آواز گریہ و واہ ہر چہار جانب سے آتی تھی صدائے نالہ جانکاہ زمین سے آسمان کو جاتی تھی **غزل** اندرین غم نہ ہمین ارض و سما بگریستند ❊ کاہلِ عالم از ثریا تا ثری بگریستند ❊ آفتاب و ماہ و عرش و کرسی و لوح و قلم ❊ در غم شاہِ شہید کربلا بگریستند ❊ در ہوائے آن لب محرم از آب فرات ❊ ماہی اندر آب و مرغان در ہوا بگریستند ❊

اولیا کشتند سہر مرتضیٰ زاری کنان ÷ انبیا بر اتفاق مصطفیٰ بگریستند ÷ در قصور جنت الفردوس حوران سر بسر ÷
از برائے خاطر عمر النسا بگریستند ÷ روایت ہے کہ جب شمر ملعون نے سر مبارک کو تن نازک سے جدا کیا تو قمیص بدنے
نے پیراہن شریف کو تن بے سر سے اتار لیا اور خبیب بدنصیب نے آپ کی تلوار کو اپنے قبضے مین کیا پھر تو لشکر
عمر وسعد بد نہاد مین شادیانہ خوشی کا بجنے لگا اور وہ ملعون حالت سرور مین رعد کی طرح گرجنے لگا **شعر**
رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود وسلام ÷ علیؑ وفاطمہؑ حسنؑ وحسینؑ پر بھی مدام ÷ **روایت ہے** کہ
وہان تو امام عالیمقام کی یہ حالت ہوئی اور یہان سارے اہل خیمے کی آنکھون سے آنسو جاری کچھ عجب عالم طاری
ہجوم الم سے سینہ شق رنگ چہرے کا فق زندگی سے امام کے ہاتھ دھوئے ہوئے ہوش وحواس کھوئے ہوئے جب
شپاشپ تلوارون کی آواز سنتے ادھر ادھر بارے غم کے سر دھنتے حضرت زینب حالت تحیر مین ہاتھ دو نون
سے دبائے حضرت عابد بیمار کا منھ تکتی تھین آئینہ حیران کیطرح کچھ بول نہ سکتی تھین کہ ناگاہ **مستور**ات
بانو سے سکینہ نے کہا مجکو خبر ہے ÷ بابا گئے مارے ÷ بابا ہین پڑے خاک پہ اور کافرون نے آہ ÷ سر تن سے اتارے ÷
اسوقت خیمے مین ہر طرف سے غل وشور ہو گیا جو زندہ تھا وہ بھی مردہ بگور ہو گیا کسی کو رقت کسی کو وحشت
کسی کو حیرت کوئی آہ کر کے حالت غشی مین زمین پر گر پڑا کوئی حالت سکتے مین آسمان کیطرف ٹکٹکی باندھے
کھڑا کسی کی آنکھون سے سیلاب اشک جاری کسی پر نعرہ جانکاہ کے ساتھ عالم بیخودی کا طاری آہ وہ حضرت
زینبؑ وکلثومؑ بیکس کی گریہ وزاری افسوس وہ شہر بانو مغموم بیکس کی یہ بیت کہہ کہہ کے بیقراری **بیت**
ہر دم زمانہ داغ دگر گونہ در دہد ÷ یکداغ نیک ناشدہ داغ دگر دہد ÷ حضرت زینبؑ فرماتی تھین ہے
ہے ہم اس جنگل ویران کربلا کے میدان مین آ کر لٹ گئے حسینؑ مسافر بھائی سے چھٹ گئے ارے
لوگو اب ہم کدھر جائینگے اس بلائے ناگہانی سے کسطرح نجات پائینگے ہے ہے اب ہم اہل مدینے کو کیا منھ دکھائینگے
اسی وشت کربلا مین سر ٹکرا کر مر جائینگے سکینہ بیچاری مصیبت کی ماری جنکا سات برس کا سن تھا باپ
کی گود مین کھیلنے کا دن تھا حضرت قاسمؑ سے منسوب تھین مگر انکے بیاہ کرنے کی نوبت نہ آئی فلک ظالم نے
ایسی کمسنی مین انکو لچی یتیمی کی چکھائی عالم حیرت مین لوگون کا منھ تکتی تھین مگر مارے بھوک پیاس کے لب
نہ ہلا سکتی تھین بابا بابا پکار پکار کر روتی تھین مگر ضعف کے سبب منھ سے آواز نہ نکلتی تھی اندر ہی اندر گھٹ گھٹ
کے جان کھوتی تھین **شعر** رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود وسلام ÷ علیؑ وفاطمہؑ حسنؑ وحسینؑ پر بھی مدام ÷
روایت ہے کہ بعد شہید ہونے راکب دوش نبی کے گھوڑا سواری کا آپکے میدان کربلا مین ادھر ادھر

اُچھلنے لگا ٹاپون سے زمین کھودتا سر کو تھپیڑون سے کچلنے لگا دور دور تک چکر مارا آیا اور کفار کیطرف مثل شیر کے
سر اُٹھا اُٹھا کے غم و غصے مین ہنہناتا دم بھر کے بعد لاش سرور کے پاس آیا اور تڑپ تڑپ کے منھ اور پیشانی اور
آنکھون کو اپنے اس خون مین رنگا پھر وہان سے باواز مہیب آواز کرتا ہوا خاک اوڑاتا ہوا خیمے مین آیا
اہل حرمہ نے دیکھا کہ گھوڑا لہولہان بدحواس چلا آتا ہے اور شہسوار کا پتا نہین جب خیمے کے اندر آیا سب کے سب
اُسکے گلے مین لپٹ گئے اور سارے اہل حرمہ گھوڑے کے سر اور منھ سے لہو حضرت کا لے کے اپنے منھ پر ملنے لگے پھر
اتنا روئے کہ جگر حاملان عرش کے پھٹ گئے حضرت شہر بانو نے کہا اری گھوڑی تو نے میرے بُراق کو کہان چھوڑا
اری تو نے میرے شہسوار کو دشمنون کے حوالے کر کے کیسطرح اُنسے منھ موڑا اری جسطرح شاہزادے کو لیگیا تھا
لے آیا نہین ایکبار اُدھر جمال باکمال اُنکا مجھ بیکس کو دکھا یا نہین اری ذرا کہہ تو سہی یہ کس کے لہو سے تو تر
بتر ہے کس کے غم مین خاک بسر ہے **نظم** چہ کردی خداوند اسلام را ✤ چہ کردی شہنشاہ ایام را ✤
چہ خاکست اے اسپ بر دے تو ✤ کہ از خون سرخ ست این موی تو **مثنوی** یہ سخن سنکے وہ اسیر بلا
سر پٹک کر زمین پہ چلایا ✤ مجھ سے شہزادہ چھٹ گیا بانو ✤ دو جہان میرا لُٹ گیا بانو ✤ کیا کہین اب کمر تو
ٹوٹ گئی ✤ آہ قسمت ہماری پھوٹ گئی ✤ نقد جان آپ کے مسافر کا ✤ راہزن نے اجل کے لوٹ لیا ✤
موت غربت مین سدِ راہ ہوئی ✤ ناو منجدھار مین تباہ ہوئی ✤ شاہزادہ تو مر گیا بانو ✤ کوہ غم سر پہ دھر گیا
بانو ✤ اُسکے بعد گھوڑا رو رو کے حضرت عابد بیمار کے قدم پر اپنا لہولہان منھ سے ملنے لگا اپنے سر کو بانون کے پٹی
پر کچلنے لگا پھر زمین پر اسقدر سر دے دے مارا کہ سر اور منھ سے اُسکے فوارہ خون کا جاری کا دم سرد ہو گیا سانس
لینے سے عاری ہوا پھر مرغ بسمل کیطرح لوٹتے لوٹتے ادھر سے اُدھر جاتا اُدھر سے ادھر آتا پھر ایکبارگی
مدہوشانہ اُٹھا اور ہنہناتا ہوا اس سے میدان رن ہی نکل گیا پھر کسی کو اُسکا پتہ نہ ملا **رباعی** حسینؑ کے
غم مین جو نہ رویا **ناصر** ✤ عمر اپنی کو اُسنے مفت کھویا **ناصر** ✤ جو غم مین حسینؑ کے نہ شب بھر جاگا ✤ وہ قبر
مین چین سے نہ سویا **ناصر** ✤ **شعر** رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام ✤ علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ پہ
بھی مدام **روایت ہے** کہ اُسکے بعد عمر و سعد خبیث اور شمر لعین اور چند شیاطین اپنی فتح کی نوبت
بجاتے ہوئے خوشی مین غزل گاتے ہوئے خیمۂ عالی مین اس شہنشاہ کے جنکی ڈیوڑھی پر جبرئیل و میکائیل
جھک جھک کے سلام کرتے تھے ملائکہ مقربین بلا اذن قدم نہ دھرتے تھے بلا خوف و خطر گھس آئے
بیبیون نے آواز قرنا اور دہل اور یہ شور و غل سنکر کے اُس خیمے مین جو اُسی خیمے کے اندر خاص

عورتون سے کہتے ہے کا ہاتھا اپنی کو چھپایا پھر تو کوفیان بد نصیب لوٹ پر ٹوٹ پڑے خیمے کا سارا اسباب لوٹ لیا یہانتک
کہ کانٹا تک نہ چھوڑا اگر بیبیون کے خیمے کی طرف نظر نہ اٹھائی اور بارہ لڑکے بنی ہاشم کے اور بیبیان جتنی تھین
سبکو قید کرکے چارو نطرف خیمے کے پہرے بٹھائے پھر شمر بدذات نے دیکھا کہ حضرت عابد بیمار بستر بیماری پر پڑے
نرگس بیمار کیطرح تحیر مین ٹکٹکی باندھے ہوئے اللہ اللہ کر رہے ہین حس و حرکت سے ناچار باپ بھائی کے
فراق مین بیقرار بار بار آہ سرد بھر رہے ہین **لمؤلفہ** ؎ وصال یار کو ہوین ترستا ❊ اجی بابا نبادو
اپنا رستا ❊ شمر ملعون نے چاہا کہ اس شجرۂ نبوت اور دوحۂ رسالت کو بھی تیشۂ ظلم سے کاٹ لیوے لہو
اس بیمار بے تیمار تشنہ لب بیگناہ کا بھی بضرب خنجر آبدار چاٹ لیوے ایک شخص نے شمر کا ہاتھ پکڑ کے کہا
کہ اے بے رحم ناخدا ترس مسلمان لوگ کفار کے لڑکون کو بھی مارتے نہین سر انکا تن سے اتارتے نہین اور
یہ تو مسلمانون کے سردار نبی کے لال ہین خاندان فاطمہ زہرا کے چشم و چراغ اور بستان علیؑ کے پھول
اور نونہال ہین ذرا خدا سے ڈرتا نہین قیامت کے دن کا کچھ خوف کرتا نہین شمر بدبخت بولا کہ مجھے ابن
زیاد نے حکم دیا ہے کہ خبردار آل مصطفےٰ کا کوئی لڑکا باقی نرہنے پائے چھوٹے بڑے سبکو قتل کر ڈالنا کہ
خاندان نبوت یک قلم مٹ جائے اس نے کہا کہ آخر یہ سب بیچارے غم کے مارے ابن زیاد کے پاس جاتے
ہین وہ جو چاہیگا سو کریگا چھوڑ دیگا یا انکی گردن پر خنجر ستم دھریگا تجھے کیا ضرور ہے کہ خاندان نبوت
کو تباہ کر ڈالے اسقدر دونون جہان مین اپنے کو روسیاہ کر ڈالے پھر عمر و سعد بدنہاد نے منادی
کرادی کہ خبردار کوئی امام حسینؑ کے خیمے مین نجائے اور عابد بیمار کو کچھ ایذا نہ پہونچائے
روایت ہے کہ اسکے بعد بحکم شمر لعین اور ابن سعد بدنہاد کے بیس سوارون نے گھوڑون پر
چڑھ کے لاش مبارک کو روند ڈالا یہانتک کہ استخوان لطیف ریزہ ریزہ ہوگئین **غزل** بیا
بگرئی کہ عاشور است امروز ❊ جہان تاریک و بے نور است امروز ❊ حسینے کو نبی را نور دیدہ است
❊ بدست خصم مجبور است امروز ❊ بریدہ حلق و تشنہ لب جگر خون ❊ سر از تن تن ز سر
دور است امروز ❊ **شعر** رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام ❊ علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پہ بھی مدام

اندھیرا ہوگیا دونو جہان مین کسلیے پھر سنو
اب عاشورے کے دن کا حال ناصر تجھ سناتا ہے

جسدن سلطان دارین جان کونین حضرت امام حسینؑ شہید ہوئے اگر اسدن مارے غضب الٰہی کے

ساری دنیا الٹجاتی تھی تو زیبا تھا آسمان گر پڑتا زمین پھٹ جاتی تو بجا تھا بہرحال اسدن کی مصیبت روز قیامت سے کچھ کم نہ تھی بلکہ بعض نشانیوں سے لوگ ڈرے کہ شاید آج ہی قیامت قائم ہوگئی منجملہ انکے یہ ہے کہ بعد قتل حضرات کے تھوڑی دیر کے بعد ایسا غبار سرخ اٹھا کہ ساری دنیا اندھیری ہوگئی کہ کسی کو اپنا ہاتھ سوجھتا نہ تھا دلون پر ایسی خیرگی آنکھون کے تلے ایسی تیرگی آئی کہ بات کسی کی کوئی پوچھتا نہ تھا اور آفتاب ایسا سیاہ ہوگیا کہ دن کو تارے نظر آنے لگے اور یہ کیونکر نہوتا جب ایسا آفتاب جہانتاب زیر میغ تیغ بیدریغ ڈوب جاوے توجہان مین اوجالا کہان سے آوے **حدیث** سلمی کہتی ہین کہ داخل ہوئی مین حضرت بی بی ام سلمۂ کے پاس دیکھا کہ آپ رورہی ہین مین نے عرض کی کہ آپ کیون رورہی ہین فرمایا دیکھا مین نے اسوقت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین اسحالت مین کہ آپ کے سر اور داڑھی پر خاک پڑی ہوئی تھی پس مین نے عرض کی یہ کیسا حال ہے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کہ ابھی مین حسین کے قتلگاہ سے چلا آتا ہون **حدیث** ابن عباس کہتے ہین کہ جسدن امام حسینؑ شہید ہوئے ہین نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بعد دوپہر کے خواب مین دیکھا کہ حضرت کھڑے روتے ہین اور آپکے بال بکھرے ہوئے ہین اور گرد وغبار سر اور ریش مبارک پر پڑا ہے اور ہاتھ مین آپ کے ایک شیشہ ہے جسمین لہو بھرا ہوا ہے اسوقت مین نے بیقرار ہوکر پوچھا کہ روحی فداک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کا کیا حال ہے فرمایا اے عباسؓ یہ کیا حال پوچھتے ہو اسوقت فرزند نور عین میرا حسینؑ قتل ہوگیا اور اس شیشے مین آج صبح سے اب تک خون اپنے حسینؑ اور اسکے عزیزون کا اٹھاتا پھرتا ہون ابن عباس کہتے ہین کہ یاد رکھی مینے تاریخ اسوقت کی یعنی دسوین محرم روز جمعہ سنہ ۶۱ اکسٹھ ہجری دوپہر ڈھلے پھر خبر ملی مجھے کہ امام حسینؑ اسی دن اسوقت شہید ہوئے تھے یعنے جسدن یہ خواب دیکھا تھا **قطعہ** سوراخ شود دل ما چون دل حسینؑ * آنجا کہ ذکر واقعۂ کربلا رود * آخر روا بود کہ زسنگین دلان شام * بر اہلبیت این ہمہ جور وجفا رود * ناظرین کتب سیر اور واقفین رموز احادیث وخبر خوب جانتے ہین کہ جب حضرت عباسؓ چچا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدر کی لڑائی مین کفار مکے سے ساتھ قبل مسلمان ہونے اپنے کے قید ہوکر آئے تھے مسلمانون نے حضرت عباسؓ کو رسی سے خوب مضبوط باندھا تھا اسلیے اونکے کراہنے سے رات بھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلحاظ قرابت کے بیکلی رہی اور نیند نہ آئی اور وحشی نے جب حضرت امیر حمزہ عمّ بزرگوار کو آپکے

قتل کیا تو آپ نے اذن عام دیا تھا کہ اُسے جہان پاؤ مار ڈالو پھر وہ چھپکر کے آپکے ہاتھ پر مسلمان ہوا اور توبہ کی
آپ نے فرمایا کہ وحشی سے کہدو کہ خیر اب تو مسلمان ہو گیا کیا کرین مگر تا زیست یہ میری سامنے نہ آوے مسلمانو حضرت
عباسؓ اسوقت تک مسلمان نہوی تھے مگر آپ اُنکے رونے سے شب بھر بیدار رہے اور وحشی سے باوجودیکہ مسلمان
ہو گیا عمر بھر بیزار رہے ہیان سے غور کرو کہ سارے اہلبیت اطہار کی پیاس اور بیقراری سے اور ننھے ننھے
بچونکی تڑپ تڑپ اور آہ وزاری سے اور نونہالان گلشن رسالت اور عندلیبان بستان امامت خصوصًا قمری باغ
مصطفےٰ احسینؑ و چراغ مرتضےٰ کے یکقلم کٹجانی نے سارا گھر بار لٹجانے تخت سلطنت اُلٹجانے سے کیا کچھ صدمہ رُوح
شریف اور عنصر لطیف کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوا ہوگا کہ جسکے سُننے سے سینہ شق ہوا جاتا ہے رنگ
چہرے کا فق ہوا جاتا ہی دل اور جگر جلا جاتا ہی اور آنکھون سے آنسو چلا آتا ہی اور اوپر مذکور ہو چکا کہ ایکدن حضرت
امام حسینؑ کے رونے کی آواز سُنکے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہراؑ سے فرمایا کہ آیا تم نہین
جانتی ہو کہ حسینؑ کے رونے سے میرا کلیجہ منھ کو آتا ہی اور دل بیٹھا جاتا ہی یار و جب امام حسینؑ کے ذرا سے رونے
مین کہ چھوٹے لڑکے مقتضاے طفولیت کے اکثر بلا وجہ بھی رویا کرتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم کا یہ حال ہوتا تھا واقعہ کربلا سے کہ حضرت آدم کے وقت سے قیامت تک ایسا سانحہ عبرت انگیز
اور واقعہ قیامت خیز کسی نبی یا ولی کے اہلبیت پر نہین گذرا اور نہ اب ممکن ہی غور کیا چاہیے کہ آنحضرت
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسقدر مغموم اور محزون ہوے ہونگے پریشانی موے ریش و سر اور غبار
آلودگی جسم اطہر کی اور مقتل مین امام حسینؑ کے آپ کا تشریف لانا اور خون امام کا اور اُنکے ہمراہیون کا
شیشے مین اُٹھانا جیسا روایت خواب مین ابن عباسؓ اور حضرت ام سلمہ کے بیان ہوا نمونہ اُسی حزن
وملال رونے کا تھا اور صورت مثالی روح مقدس کی حق تو یہ ہی کہ اگر حضرت رحمت عالم شفیع اعظم کو
بعوض خون حضرات حسنینؑ کو بخشایش اپنی اُمت عاصی کی منظور نہوتی تو اسی دن قیامت ہو جاتی
طبقات زمین کے اُلٹجاتی آسمان ٹوٹ پڑتا جگر حاملان عرش کے پھٹ جاتے آسمان سے بجاے لہو کے دشمنون پر
آگ برستی پتھر پڑتے ساری شامیان بھیا جھلس جاتے آسمان و زمین تہ و بالا ہو جاتے اشقیا زمین مین
دھس جاتے سب گدھے جو شریک قتل سلطان جابلغا لم تھے سُوَر کتے بنجاتے فوراً اپنے کرنے کی سزا پاتے
آسمان و زمین کا رونا اور خون برسنا اور سارے جہان کا تین دن تک تاریک ہو جانا اور ٹپکنا خون کا
ہر درخت اور پتھر اور دیوار و در سے اور نوحہ کرنا جنات کا کون حساب مین ہے مگر ہاے ہاے

آہ آہ صدقے تیرے علم کے یا اللہ **غزل** چون خون زحلق تشنۂ شہ برزمین رسید* جوش از زمین بذروۂ عرش برین رسید* از پشت زین چو سرور دین برزمین فتاد* طوفان بہ آسمان زغبار زمین رسید* باد آن غبار را بہ مزار نبی رساند* گرد از مدینہ بر فلک ہفتمین رسید* برشد فلک زغلغلہ چون نوبت خروش* از انبیا بحضرت روح الامین رسید* لرزید آسمان و دو عالم سیاہ شد* چون این خبر بحضرت سلطان دین رسید* پس آن غبار از دل سلطان دو سرا* تا دامن جلال جہان آفرین رسید* **حدیث** حضرت ام سلمہ فرماتی ہین کہ ایکدن دونون نورعینین امام حسنؑ و حسینؑ میرے گھر مین کھیلتے تھے جبرئیل نے اسوقت حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کہا کہ آپکے بعد امت آپ کی آپکے قرۃ العین امام حسینؑ کو شہید کریگی اور یہ مٹی انکے مقتل کی ہے حضرت نے اس مٹی کو سونگھ کر فرمایا کہ اسمین رنج و بلا کی بو آتی ہے پس وہ مٹی آپ نے مجھے دی اور فرمایا کہ ای ام سلمہ جب یہ مٹی خون ہوجاوے تو جانیو کہ میرا بیٹا حسینؑ شہید ہوا حضرت ام سلمہ فرماتی ہین کہ پھر مین نے رو کر وہ مٹی شیشے مین بند کر رکھی جب امام حسینؑ مکے سے کوفے کیطرف گئے مین بار بار اس مٹی کو دیکھا کرتی تھی اور رو رو کر آہ سرد بھرتی تھی دسوین شب محرم یعنے عاشورے کی رات کو دیکھا وہ مٹی اسی طرح کی تھی پھر عاشورے کے دن صبح کو دیکھا اسی طرح کی تھی دوپہر کو دیکھا اسی طرح تھی پھر دوپہر ڈھلے دیکھا کہ وہ مٹی خون ہوگئی ہے اور اسکی کنکریون سے تازہ تازہ لہو ٹپ ٹپ نکلا چلا آتا ہے یہ حال دیکھکر مین بے اختیار رونے لگی جی جان کھونے لگی بخوف شماتت اعدا دین کے کلیجہ مسوس کر رہگئی پھر جب کربلا سے خبر آئی تو معلوم ہوا کہ جسوقت یہان شیشے کی مٹی خون ہوگئی تھی اسی وقت نبی کے پیارے علی کے ماہ پارے فاطمہ زہراؑ کے دلارے نے وفات پائی تھی **غزل** ای زہجرانت زمین و آسمان بگریستہ* سینہ دل خون شدہ روح و روان بگریستہ* نے ہمین ما خاکیان بہر تو ماتم داشتیم* ملکہ رضوان نیز در باغ جنان بگریستہ* خون گری ای دیدہ بہر سیدی کز ماتمش* جبرئیل اندر فلک با قدسیان بگریستہ* **حدیث** روایت کی بیہقی نے نضرہ ازدیہ سے کہا کہ جس روز امام حسینؑ شہید ہوئے آسمان سے اسقدر خون برسا کہ صبح کو جو دیکھا تو ہم لوگون کے گھر مین جو برتن اور جتنے مٹکے اور گھڑے تھے وہ سب کے سب خون سے لبالب بھرے تھے **حدیث** علی بن مسہر کہتے ہین کہ میری دادی کہا کرتی تھین کہ جب امام حسینؑ شہید ہوئے تھے تو مین لڑکی نوجوان تھی سو چند روز آسمان رویا کیا امام پر یعنی خون برسا اور نشانی اسکی یعنی سرخی کنارون آسمان پر چھ مہینے تک رہی اور بعضے کہتے ہین کہ سات دن تک برابر آسمان ایسا خون رویا کہ اسکی سرخی سے دیوارین اور عمارتین ایسی سرخ ہوگئین

کہ جیسے کسم کے پھول مین کپڑا رنگتے ہین اور جو کپڑا اور جو چیز کہ خون آسمان سے رنگین ہوا اُسکی سرخی ٹکڑے
ٹکڑے ہونے تک نہ گئی اور ایک مدت تک اثر خون کا زمین پر باقی رہا اور بعض کہتے ہین کہ اُسدن اتنا خون برسا
کہ کوفے اور شام اور خراسان کی ہر گلی کوچے اور ہر ایک گھر سے خون کا دھارا نکلا تھا اور سر مبارک امام حسینؑ کا
جب کوفے مین پہونچا تو جہان رکھتے تھے اُس گھر کی دیوارون پر لہو جاری ہو جاتا تھا اور لکھا ہے کہ حضرت
سید الشہدا کے غم مین آسمان چھ مہینے تک برابر سرخ رہا اور ابن سیرین نے لکھا ہے کہ سرخی شفق کی جو
کنارہ آسمان پر اب دنیا مین نظر آتی ہے یہ سرخی بعد شہادت جناب حضرت امام حسینؑ کے ظاہر ہوئی ہے
قبل شہادت آپ کے یہ سرخی مطلقًا کبھی آسمان پر نمودار نہوئی تھی اور ابن جوزی نے کہا ہے کہ آسمان کے
سرخ ہونے مین حکمت یہ ہے کہ جب کوئی غضبناک ہوتا ہے تو خون اسکا جوش کھاتا ہے اور چہرہ اُسکا سرخ ہو جاتا ہے
پس روز قتل امام حسینؑ کے حقتعالیٰ مارے غصے کے جوش مین آیا دریائے غضب الٰہی جزوش مین آیا مگر چونکہ
حق جل وعلیٰ جسم اور عوارض جسمانی سے پاک ہے اسواسطے اُسنے اپنے غضب اور قہر کا نمونہ کنارہ آسمان دنیا پر
ظاہر کر دیا تاکہ دامان قیامت جبتک سمان پر شفق پھوٹے کوئی فرد بشر مصیبت کو امام حسینؑ کی نہ بھولے اور
تاکہ تمام خلق کو معلوم ہو کہ گناہ قاتلان امام حسینؑ کا اتنا بڑا ہے کہ سرخ نشان قہر و غضب کا حقتعالیٰ کے
آسمان دنیا پر گرا ہے **شعر** این سرخیٔ شفق کہ برین چرخ بیوفاست ✦ ہر شام عکس خون شہیدان
کربلاست ✦ **حدیث** بیہقی نے روایت کی ہے کہ روز قتل امام حسینؑ کے جسنے جو پتھر بیت المقدس کا اُٹھایا
تو نیچے اُسکے تازہ لہو سرخ پایا اور اُس روز سے برابر تین دن تک بڑا اندھیرا رہا آفتاب نظر نہ پڑا اُسپر یہ کیفیت
تھی کہ کچھ دکھائی نہین دیتا تھا اور آفتاب بباعث سورج گہن کے اتنا سیاہ ہو گیا کہ دوپہر کو ستارے نکل آئے اور
لوگون کو گمان ہو گیا کہ قیامت آگئی اور اُسدن آسمان سے اتنے ستارے گرے کہ ایک پر ایک پڑا تھا اور
ہم لوگون مین سے جو کوئی اپنے مُنھ پر زعفران ملتا تھا تو منھ اُسکا جل جاتا تھا رنگ چہرے کا بدل جاتا تھا بلکہ تمامی
دنیا مین اُسدن جہان کا پتھر اُٹھایا گیا تلے اُسکے خون تازہ نہایت سرخ پایا گیا اور بعض روایت مین ہے
کہ چند روز تک آسمان مثل خون بستہ کے نظر آتا تھا **شعر** حور عین بہر رضائے فاطمہؑ در باغ خلد ✦ بر شہید
بادیہ با صد الم بگریستہ ✦ **شعر** رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام ✦ علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام
روایت ہے روضۃ الشہدا مین لکھا ہے کہ امام معبد نے کہا کہ ایکدن جناب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
میرے خیمے مین سوئے تھے جب سو کر کے اُٹھے تو منھ ہاتھ دھو کر کے پانی کلی کا ایک درخت کی جڑ مین پھینکا

صبح ہوئی جو دیکھا تو وہان ایک بڑا سا الگ درخت نکل آیا ہی اور اُسمین پھل لگے ہین پھر تو یہ نوبت پہونچی کہ اگر اُس میوے کو بھوکا کھاتا شکم سیر ہوجاتا اور اگر پیاسا کھاتا سیراب ہوجاتا اور اگر بیمار کھاتا آرام پاتا اور کوئی جانور اُسکے پتے نہ کھاتا مگر یہ کہ دودھ اُسکا بڑھ جاتا اور ہمنے نام اُس درخت کا شجرۂ مبارک رکھا تھا اور اطراف سے بیمار بطلب شفا میرے پاس آتے تھے اور میوہ اوسکا مانگ لیجاتے تھے ایکروز صبح کو دیکھا کہ سب میوے اُسکے جھڑ گئے ہین اور پتیان چھوٹی چھوٹی ہوگئی ہین اُسوقت ہماری طبیعت بہت گھبرائی ناگاہ خبر وفات کی جناب حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی آئی پھر اُسکے بعد اُسمین چھوٹے چھوٹے پھل لگتے تھے پھر تین برس کے بعد صبح کو دیکھا کہ جڑ سے پھنگ تک کانٹے اُسمین نکلے ہوئے ہین اور سب میوے جھڑ گئے ہین ناگاہ خبر شہادت کی حضرت امیر المومنین شیر خدا کی آئی پھر اُسمین میوہ نہ نکلا مگر اُسکے پتے سے لوگ نفع اُٹھاتے تھے بیمار لوگ آرام پاتے تھے پھر ناگاہ ایکدن صبح کو دیکھا کہ جڑ سے اُس درخت کی خون خالص جاری ہی اور پتیان اُسکی کمھلا گئی ہین مین نے دیکھا آہ دیکھیے اب کونسا حادثہ عظیم سُننے مین آتا ہی جب رات ہوئی تو آواز نوحہ وزاری کی اُسکے تلے سے سُننے مین آئی اور کوئی رونے والا نظر نہ آتا تھا اتنے مین خبر شہادت کی جناب حضرت امام حسینؑ کی آئی **بیت** رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام ✤ علی و فاطمہ حسنؑ حسینؑ پہ بھی مدام ✤ **روایت ہی** کہ حضرت سلطان علیؑ بن موسیٰ نے فرمایا کہ اے ابن شبیب جسدن اشقیا نے میری جد امجد کو شربت شہادت پلایا آسمان سی خون برسا اور سرخ مٹی اطراف آسمان سے زمین پر آئی اے ابن شبیب اسدن چار ہزار فرشتے میری جد امجد کی مدد کیواسطے عرصۂ افلاک سے مرکز خاک پر آئے مگر میرے جد امجد شہید کربلا کیطرف سے لڑنے کو اجازت نہ پائی پھر وہ چارون ہزار فرشتے اپنے سامنے وہ سب صدمے دیکھکر بھگئے آخر سب کے سب روضۂ اقدس پر اُنکے مجاور رہگئے اسدن سے قیامت تک برابر موی ژولیدہ اور روی گرد آلودہ کے ساتھ مزار مہبط انوار پر دزات مُرغ بسمل کیطرح لوٹتے ہین غم حضرت امام حسینؑ مین آہ سرد بھر بھر اپنا خون جگر گھونٹتے ہین **نظم** ملک جن و بشر ہین زار و نالان ✤ زمین و آسمان بھی نوحہ گر ہے ✤ اندھیر اکیون نہو ساری جہان مین ✤ چھپا پردے مین وہ رشک قمر ہے ✤ کسی کے روی اطہر کا تصور ✤ ہمین تو رات دن آٹھون پہر ہے ✤ **روایت ہی** کہ جسدن شاہ دین سلطان عالم شہید ہوئے اُسدن یزید پلید کے لشکر والے کئی اونٹ لشکر سے آپکے پکڑ لیگئے پھر اُنکو ذبح کرکے اُنکا گوشت پکایا مگر وہ سب گوشت ایسے کڑوے ہوگئے جیسے اندرائن کا پھل آخر اوسکو کوئی شخص کھا نہ سکا کسی بدبخت کے حلق کے نیچے جا نہ سکا **روایت ہی** کہ ایک قافلے والے یمن سے آئے تھے تو اُنکے پاس ورس جو ایک قسم کی گھاس

زرد رنگ بہت جسکی قیمت یمن مین پیدا ہوتی ہی عراق مین بیچنے کو لیے جاتے تھے تھوڑی راہ مین اونکا اور یزید کے
لشکر کا ساتھ رہا پس یزیدیون کی شامت اور بدبختی سے آگ جاری ورس راکھ ہوگئی اور جو ورس کہ لشکر یزید مین
تھی وہ بھی راکھ ہوگئی اور لشکر یزید مین جب کبھی اونٹ کی گردن پر ذبح کے وقت چھری چلتی تھی تو ہر رگ و پے
سے اُسکی آگ نکلتی تھی اور جب وہ گوشت پکتا تو خون کا لوتھڑا ہوجاتا اور یہ سب عجائب حالات اور غرائب
سانحات فقط واسطے اظہار کرامت جان عالم سلطان دین اور واسطے عبرت ناظرین اور سامعین اور واسطے
عذاب یافتن قاتلین ملعونین کے واقع ہوئی **شعر** رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود وسلام ✽ علی و فاطمہ و حسنؑ و
حسینؑ پر بھی مدام ✽ **روایت ہی** حبیب بن ثابت سے کہ جس روز حضرت امام حسینؑ نے شہادت پائی آواز
نوحہ و زاری کی جنات کی مین نے پائی کہ اوس روز جن بھی مصیبت پر امام حسینؑ کے نوحہ کرکے روتے تھے
اور عربی کا شعر جسکا ترجمہ یہ ہی پڑھ پڑھ کر بیقرار ہوتے تھے **نظم** اس حسین کو نبی نے چوما تھا ✽ تھی چمک کیا ہی
اُسکے چہرے پر ✽ اُنکے ماں باپ تھے قریش کی جان ✽ اُنکے نانا جہان سے بہتر ✽ **روایت ہی** حضرت ام
سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ جب سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے انتقال فرمایا مین نوحہ جنون کا نہین سنا تھا
مگر آج کی رات پس جنون کی نوحہ و زاری سے مین سمجھا نا کہ میرا بیٹا حسینؑ شہید ہوا پھر حضرت ام سلمہ نے
بیقرار ہو کر لونڈی کو کہا کہ اری کیا بیٹھی ہی باہر دوڑ کر جا خبر تو لا یہ جنات کسکے لیے روتے ہین کیون اتنا بیقرار
ہوتے ہین لونڈی باہر جاکر خبر وحشت اثر لائی کہ جان عالم امام حسینؑ نے شہادت پائی اور جن اُنکی مصیبت پر
روتے ہین عربی کا شعر جسکا ترجمہ اردو مین یہ ہی پڑھ پڑھ کے بیتاب ہوتے ہین **نظم** ہوسکے جتنا رووے تو
اے چشم ✽ کون روئے گا پھر شہیدون کو ✽ پاس ظالم کے کھینچے لائی ✽ موت سے وائے ان عزیزون کو ✽
راوی کہتا ہی کہ حضرت ام سلمہؓ اسکو سنکر بے اختیار ہو کر اتنا روئین کہ غش آگیا اور رو برنگ غشی اکثر طاری
رہی پھر زار زار یست نہر آنسو کی دونون چشمون سے اُنکے برابر جاری رہی **شعر** رسول پاک پہ بھیج اے خدا
درود و سلام ✽ علی و فاطمہ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ✽ **روایت ہی** جابر جعفری کی مان کہتی ہین
کہ مین نے جنون کو روتے ہوئے سنا حضرت امام حسینؑ پر کہ وہ با آواز بلند روتے تھے اور عربی کا شعر
جسکا ترجمہ یہ ہی پڑھ پڑھ کے بیقرار ہوتے تھے **شعر** ہوئے شہید سنا اون نے حسین بدیدہ تر ✽ حسینؑ کو وہ جنا
اور حسینؑ ہیکے اختر ✽ **شعر** رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام ✽ علی و فاطمہ و حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام

یہ سانحہ اٹھایا کیون عمر کی مارے سر زانو پن	شمر شریر بے پیر پہ چڑھا کوفے کو جاتا ہے

روایت ہے کہ جب عمر سعد بد بنیاد نے عاشورے کے دن سر سرور کونین حضرت امام حسین کا نیزے پر چڑھا کے
خولی اور شمر ملعون کے ساتھ کوفے مین ابن زیاد خبیث کے پاس روانہ کیا اور خود اگلے دن یعنی گیارھوین محرم
کو کربلا مین مقام کر کے اپنے کشتگان لشکر کو جو واصل بجہنم ہوئے تھے جمع کروا کے نماز پڑھوا کے دفن کروایا اور
سلطان کونین حضرت امام حسین اور انکے ساتھ کے سارے شہیدونکی لاشین تین دن تک اُسی طرح
خاک و خون مین پڑی رہین بارھوین تاریخ محرم کی صبح کو بروز یکشنبہ عمر سعد نے ڈنکا کوچ کا کربلا سے بجایا اور
خیمے مین حضرت کے کہلا بھیجا کہ ساری بیبیان [illegible] کپڑے پہنکے اور ہاتھ منھ چھپا کے اپنے اپنے کجاوون پر جسطرح
مکے سے کربلا مین بحفاظت و عزت تمام آئی تھین سوار ہوجاوین کربلا سے کوفے چلنے کو تیار ہوجاوین چنانچہ
ایک کجاوے مین عابد بیمار اور اور کجاوون مین اہلبیت اطہار بعزت و حرمت تمام سوار ہوے اور وہ جو بعضے
لکھتے ہین کہ پردگیان حرم عصمت کو ننگے سر ننگے پاؤن بے پردہ اونٹون پر سوار کر کے کوفے کو روانہ کیا تھا
محض غلط ہے معاذ اللہ اگر ایسا ہوتا تو آسمان سے آگ برستی کفار جھلس جاتے زمین پھٹ جاتی اشقیا دھنس
جاتے ان اہلبیت اطہار کو کجاوون پر بھی کوفیون کے محاصرے مین ہو کر جانا اہانت سے خالی نہین غرض
عمر سعد نے سرہاے شہداے نامدار اور مظلومان اہلبیت اطہار کو کہ کل ستر سر تھے برچھیون اور نیزون پر
چڑھا کے میدان کربلا سے کوفے لیچلا اہلبیت اطہار اُن شیطانون کے پنجۂ ظلم مین گرفتار بات کرنے آہ بھر
بھرنے سے ناچار نہ کوئی مونس نہ کوئی یار نہ کوئی محرم نہ کوئی غمخوار آٹھ آٹھ آنسوؤن سے روتے ہوئے
کجاوے مین اونٹون پر سوار تھے آگے آگے شادیانہ فتح کا بجایا جاتا تھا اور عمر سعد بد نہاد خوشی مین بادل
کیطرح گرجتا جاتا تھا اور بیچ مین شہیدون کے سر نیزون پر نمودار پیچھے پیچھے حضرت زینب و کلثوم اور
شہربانو مغموم اور عابد بیمار مارے خوف کے کسی سے نہ بول سکتے تھے کلیجے کو مسوس مسوس کر ایک
دوسرے کا منھ تکتے تھے جسوقت میدان کربلا مین اہلبیت کی سواری آئی دیکھا کہ شہیدونکی لاشون سے
میدان کربلا پٹا ہے لاشین خاک و خون مین پڑی ہین اور سب کا سر کٹا ہے جان عالم امام مکرم کا ہر ہر عضو
جسم نازنین سے دور ہے حضرت قاسم اور علی اکبر کا بدن زخمون سے چور ہے اُسوقت یہ حال دیکھکر ان
پر جو حالت طاری ہوئی اگر تحریر مین آوے تو سوز آہ کے نعرے اشک خونین کے شرارے سے پانی آگ اور
آگ پانی ہو جاوے حضرت زینب نے لاش امام تشنہ کام کی ٹکڑے ٹکڑے خاک و خون مین پڑی ہوئی دیکھکے
ایک آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی اور فرمایا واجداہ وا محمداہ ۔ ناناجان یہی شہنشاہ زمن

ہے یہی آپکے حسین کا بدن ہے یہی حسینؑ ہین جنکے منہ پر بوسے دیتے تھے یہی حسینؑ ہین جنکو خطبہ پڑھتے وقت آپ
گود مین اُٹھا لیتے تھے یہی حسینؑ ہین جنکے سینے پر آپ اپنا منھ ملتے تھے یہی حسینؑ ہین جو آپکے کاندھے پر چڑھے
چلتے تھے یہی سب آپکے نونہال اہلبیت مین سرون پر ایکدم سے شیشے ستم کے چل گئے یہی قاسم یہی علی اکبر طوطی
بوستان رسالت ہین جو کربلا کے نوے پر مرغ بسمل کیطرح تلملا گئے ❊ نظم ❊ چون راہ شان بہ معرکہ کربلا فتاد ❊ گردون بفکر
شورش و زجر افتاد ❊ ناگہ نگاہ پڑگئی حرم بمقتول ❊ بر پارہ تن علی مرتضیٰ فتاد ❊ بیخود کشید نالۂ ہذا اخی چنان
❊ کز نالہ اش بگنبد گردون صدا فتاد ❊ زینب کرد رو بہ یثرب و از دل کشید آہ ❊ نالان بگریہ گفت دہن
یا محمدا آہ ❊ این رفتہ سر بہ نیزہ اعدا حسینؑ تست ❊ وین ماندہ بر زمین تن تنہا حسینؑ تست ❊ این سر بریدہ
از ستم دال روزگار ❊ کز یاد بردہ ماتم یحییٰ حسینؑ تست ❊ شعر ❊ رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام ❊
علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ❊

یہ کھلبلی ہوگئی بیغمبر و مومنین کے سب کے دم | شہید کربلا کے دفن کا اب ذکر آتا ہے

روایت ہے کہ بعد جانے لشکر عمر و سعد کے اُسی دن یعنی بارھوین محرم روز یکشنبہ کے فرات کے کنارے ایک
گانون ہے عامریہ نام وہان کے لوگون نے جمع ہو کر جناب امام حسینؑ کو قبر مین دفن کیا اور سارے بنی ہاشم کو ایکجا
بائین طرف آپ کے اور باقی گنج شہیدان کو ایکجا دفن کیا مگر حضرت عباسؑ نے کہ علقمہ کی راہ پر جہان شہادت پائی تھی
وہین دفن ہوئے اور سر مبارک جناب امام تشنہ کام کے مدفن مین اختلاف ہے تحقیق اور صحیح تر یہ ہے جو قرطبی نے لکھا ہے
کہ یزید نے سر مبارک کو مدینہ منورہ مین بھیجا پس وہ سر مبارک تجہیز و تکفین کر کے جنت البقیع مین جناب
حضرت فاطمہؑ زہرا کے پہلو مین دفن ہوا اور خلاصۃ الوفا مین لکھا ہے کہ جسم شریف تو کربلا مین مدفون ہے اور سر
مبارک مدینہ منورہ مین جنت البقیع کے اندر امام حسنؑ کے پہلو مین مدفون ہے اور بعضون نے لکھا ہے کہ سر مبارک یزید
ہی کے خزانہ مین رہا جب سلیمان ابن عبد الملک بادشاہ ہوا پس اُسنے خبر پاکر سر شریف کو منگا کر دیکھا کہ فقط
استخوان سفید باقی ہے پس اُسنے اُسمین خوشبو لگا کے اچھی طرح سے کفنا کے نماز جنازہ کی پڑھ کے مسلمانون کے
مقبرہ مین بڑی تعظیم سے دفن کیا مگر کسی صحیح روایت مین یہ نہین ثابت ہوا کہ سر شریف شام سے پھر کربلا
مین آکے لاش مبارک کے ساتھ دفن ہوا اور روایت ہے کہ یہی سلیمان بن عبد الملک نے ایک رات بہ محنت بیداری
سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُسکے حال پر شفقت کی

راہ سے توجہ اور التفات فرماتے ہیں سلیمان نے تعبیر اس خواب کی حسن بصری سے پوچھی انھوں نے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے
کہ تجھ کسی طرح کا احسان تیرے ہاتھ سے اہلبیت نبوت کے حق میں ہوا ہے سلیمان نے کہا فقط ایک بات تو البتہ
ہوئی ہے کہ سر مبارک جناب حضرت امام حسینؑ کا جو یزید پلید کے خزانہ میں تھا اسکو میں نے نکالکر بڑی تعظیم سے
کفنا کے اور نماز جنازے کی بھی پڑھکے مسلمانوں کی مقبرہ میں دفن کیا ہے حسن بصری نے فرمایا کہ فقط اسی سبب سے
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھ سے راضی اور خوش ہیں مگر صحیح اور معتمد یہی ہے کہ سر مبارک جنۃ البقیع میں پہلو
ستورہ کے اندر مدفون ہے شعر رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود وسلام ٭ علیؑ وفاطمہ حسنؑ وحسینؑ پر بھی مدام ٭
روایت ہے روضۃ الشہدا میں ہے کہ خولی ملعون سر امام حسینؑ کا لیے ہوئے اپنے گھر کو کہ کوفے سے ایک کوس تھا
پہونچا اور بی بی اسکی جی جان سے دوستدار اہلبیت کی تھی خولی بخوف اپنی بی بی کے حضرت کے سر کو اپنے گھر کے
اندر تنور میں چھپا کے بی بی کے پاس آیا اس بی بی نے پوچھا کہ اتنے دنوں سے کہاں گئے تھے اسنے کہا کہ ایک شخص
یزید سے باغی ہو گیا تھا اس سے لڑنے کو گئے تھے آخر اس بی بی نے کھانا پکایا پھر وہ ملعون کھا پی کے سو رہا وہ
عورت نیکبخت حسب معمول اپنے تہجد کی نماز پڑھنے کو اٹھی کیا دیکھتی ہے کہ تنور والے گھر میں ایسی روشنی ہے کہ گویا لاکھوں
شمع جل رہی ہیں غور کیا تو معلوم ہوا کہ یہ سب روشنی اسی تنور سے نکل رہی ہے نہایت گھبرائی کہ تنور میں نہ میں نے
آگ سلگائی نہ اور کسی نے سلگائی پس یہ روشنی کہاں سے آتی ہے پھر غور کیا تو معلوم ہوا کہ طرفہ تر یہ ہے کہ یہ روشنی آسمان
کو جاتی ہے اور متعجب ہوئی پھر کیا دیکھتی ہے کہ ناگاہ چار عورتیں تنور کے پاس آئیں ایک بی بی نے تنور میں ہاتھ
ڈال کر سر کو باہر نکالا اور بار بار چومنے لگیں اور اس سر کو اپنے سینے پر مثل کے حالت جوش میں چومنے لگیں
اور کہنے لگیں اے شہید مادر اے مظلوم مادر قیامت کے دن حقتعالے میرا انصاف تیرے قاتلوں سے
لیگا تیرے قاتلوں کو سزا سے نکال دیگا اور جبتک حقتعالے میرا انصاف نہ لیگا میں عرش کا پایہ نہ چھوڑونگی
اور وہ دوسری عورتیں بھی بہت روئیں پھر اس سر کو اسی تنور میں رکھکر غائب ہو گئیں اسکے بعد اس عورت
انصاریہ نے تنور کے پاس آ کر کے سر انور کو تنور سے نکال کر کے بنظر غور دیکھا جون کہ حضرت امام حسینؑ
کو اسنے بہت دیکھا تھا پہچان گئی کہ یہ تو سر سرداران حضرت امام حسینؑ کا ہے بس آہ کا نعرہ مارا اور
بیہوش ہو کر گر پڑی اس حالت بیہوشی میں ہاتف غیبی نے اسے آواز دی کہ اٹھ چپ ہو کہ حقتعالی تجھے
تیرے شوہر بدگوہر کے گناہ میں ماخوذ نہ کریگا اس انصاریہ نے ہاتف سے پوچھا کہ چار دن بیبیاں جو تنور
کے پاس آ کر رو کر کے چلی گئیں کون تھیں ہاتف نے کہا کہ وہ بی بی صاحب جو سب سے زیادہ رو رہی تھیں اور

سر سرور کو منھ اور سینے پر مل مل کے بیقرار ہوتی تھیں وہ بنت رسول جناب حضرت فاطمہ زہرا بتول انکی ماں تھیں
اور دوسری بی بی خدیجہ کبری انکی ماں کی نانی تھیں اور تیسری حضرت مریم ماں حضرت عیسی علیہ السلام کی
چوتھی آسیہ بی بی فرعون کی پھر وہ انصاریہ ہوش میں آئی اور سر سرور کو تنور سے نکالکر چوما چاٹا اور مشک اور گلاب سے
گرد و غبار کو دھو ڈالا اور کافور اور خوشبو ملی اور زلفان مشکین کو کنگھی کر کے ایک پاک جگہ مین رکھکے خولی پلید کو
جگاکر کے کہا کہ ای ملعون ای شیطان زبون یہ حضرت امام حسینؑ فرزند رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تو نے
اس تنور مین لاکر رکھدیا ہی دیکھ فوجین کی فوجین آسمان سے ملائک کی زیارت کیلیے آتی ہین اور درود کے تجھپر
لعنت کر کے چلی جاتی ہین عنقریب تو دنیا مین اپنی سزا پائیگا اور دوزخ مین چلا جائیگا یہ کہکے سر پر ایک چادر
لپیٹ کے چلی خولی نے کہا اری لڑکی تو نکو یتیم کیے کہان جاتی ہے اسنے کہا ای ملعون تو نے فرزندان حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یتیم کیا خدا سے ہراس نکیا کچھ انکا پاس نکیا یہ کہکے باہر چلی گئی پھر اسکا پتا نملا **شعر**
رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام * علی و حسن و حسین پر بھی مدام * **روایت ہی** کہ صبح کو اٹھکر خولی
ملعون سر سرور کو لیکر کے کوفے کو چلا راہ مین وہ سر اور سرہای شہدا سے جا ملا عمر سعد بدنہاد سر سرور کو مع سرہای
شہدا کے نیزون اور برچھیون پر چڑھا کوفے مین جا پہونچا اہل کوفہ کوچہ و بازار مین اپنے در و بام پر کھڑے ہوئے
اہلبیت اطہار کا یہ حال پر ملال دیکھکر زار زار روتے تھے واحسیناہ واحسیناہ کہکے چلا رہے تھے ابن زیاد
مردود نے یہ خبر سنکے مارے خوشی کے سرحد سے گلی گلی کوفے مین منادی کرادی کوئی کوئی ہتھیار بند
واسطے استقبال سر شہدا کے باہر نجاوے اور دس ہزار سوار کے گلی گلی اور ناکون ناکون پر پہرے بٹھا دیے تاکہ کوئی بلوا
اور فتنہ نہ اٹھاوے اور سب امیر و غریب کچہری مین بلا عذر حاضر آئے اور امام حسینؑ کے قتل کی خبر سنکر خوش ہو جاگے
کار پردازان ابن زیاد بحکم اس شقی کے کچہری کے مکانات کو سجنے لگے اور نقارے خوشی اور فتح کے بجنے لگے
شعر لگا بجنے ہر اک جا شادیانہ * رباب و ارغنون بربط چغانہ * پھر تو کوفیان بیوفا مرد اور عورت چھوٹے
بڑے تماشے کے لیے ہر طرف سے لوٹ پڑے جسکی نظر سرہای شہدا اور محملون پر اہلبیت اطہار کے پڑی تھی طبیعت
اسکی گھبراتی تھی پس سب کے سب یہ حال پر ملال دیکھکر ہای ہای کر کے رونے لگے اور بعضے لشکریان و شمنان
بھی اپنی اس حرکت ناشائستہ سے پشیمان ہونے لگے کوئی آہ آہ کرتا کوئی نعرہ واحسیناہ کرتا اسوقت امام
زین العابدینؑ نے فرمایا کہ جب یہ کوفیان بیوفا اور لشکریان بیحیا میرے بابا جان اور انکے اہلبیت کا یہ حال پر ملال دیکھکر
روتے ہین تو بھلا انکو کسنے مارا ہے سرون کو انکی گردنون سے کس بیرحم نے اتارا ہے کسنے خطوط بھیجکر فریب دیکر انکو کسنے بلایا

آب سے ترسا کے خاک کربلا میں انکو کیسے سُلایا اب رونے سے کیا ہوتا ہے جو تم کو کرنا تھا سو کر چکے سو ہو یا جو ہونی
کو تُو امام تو مر چکے کوفیوں میں ایک بڈھا تھا خوب رو کر آنسوؤں نے ڈاڑھی کو بھگو کر کہنے لگا کہ ہاں ای شاہزادے آپکا
فرمانا سب راست ہے صحیح ہے کم و کاست ہے اس واقعۂ جانکاہ کا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دلمین ایک
ایسا داغ پڑ گیا حضرت زہرا بتول کے جگر میں خنجر غم گڑ گیا کہ ہر چند کوفیان شوخ چشم سر تقصیرون پر کوٹین گے
تب بھی یہ سب داغ نہ چھوٹینگے **شعر** رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام * علی و فاطمہ حسنؑ و حسینؑ پہ بھی
مدام * **روایت** ہے کہ جن لوگونکی نظر سر مبارک پر حضرت امام عالیمقام کے پڑتی تھی انکے ہوش اڑ جاتے تھے شقیا کو مارے
ہیبت و جلال کے غش آتے تھے سر سردار اور سب سرون کے درمیان جسطرح چاند ستارون کے درمیان چمکتا
تھا خسارہ انور کندن سا دمکتا تھا جیسے کہ پرنور برستا تھا لبِ تشنہ قطرۂ آب کو ترستا تھا کوفیان ہجیا کہتے تھے یا
الٰہی یہ نور کی صورت ہے یا خاص مصور قدرت کی بنائی صورت ہے یہ کس برج خوبی کا چاند ہے جسکے آگے ماہ
فلک ماند ہے ایک بزرگ کہتے ہیں کہ جب سر امام حسینؑ کا پھاٹک پر ابن زیاد کے لا کر نیزے پر سے
لوگ اتارنے لگے میں نزدیک سر امام حسینؑ کے تھا اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ لب آپ کے ہل رہے ہیں
کان لگایا تو سنا کہ آپ یہ آیت تلاوت کر رہے ہیں وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ
ظالموں کے عمل سے اللہ کو غافل مت جاننا میری بات کو یقین ماننا غرض جب سر سرور نیزے سے آتار کر ابن زیاد شقی کے
پاس طشت میں دھر کر آیا وہ ملعون نشہ میں چور تھا سر سرور کو دیکھ کر بہت ہنسا مسکرایا اور ایک چھڑی بید کی
اس ملعون کے ہاتھ میں تھی بار بار اسکو ہونٹھ اور دانت اور ناک پر شاہزادے کے مارتا اور واہیات بکتا تھا خوشی
کے دم میں پھولون پر تا ہو دے دیکھے حاضرین کا مونھ تکتا تھا اور کہتا تھا یا امام حسینؑ آپ اسی مونھ سے دعوے
خلافت کا کرتے تھے یزید کے ہاتھ پر دست بیعت نہیں دھرتے تھے پھر کہنے لگا کہ حسینؑ کا ایسا میں نے کسیکو حسین
نہ دیکھا ایسا حسن والا نازنین نہ دیکھا اسوقت انس نے کہا کہ ای ابن زیاد اٹھا چھڑی اپنی اسلیے کہ دیکھا ہے میں نے مونھ
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تیری چھڑی کی جگہ اور دیکھا ہے میں نے کہ سونگھتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اس جگہ کو کہ لگتی ہے چھڑی تیری اور امام حسینؑ سب لوگوں سے زیادہ مشابہ ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے تھے پس ہٹالی اسنے چھڑی روایت ہے کہ اسوقت زید بن ارقم صحابی بھی وہاں موجود تھے انھوں نے
خوب رو کر مجلس بے اختیار ہو کر کہا کہ ارے ابن زیاد تو امام حسینؑ کے لب اور دندان پر چھڑی دھرتا ہے اے شوخ
چشم کیا بے ادبی کرتا ہے خبردار اس چھڑی کو انکے لب پر نہ مار قسم خدا کی میں نے بارہا اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لب و دندان کو امام حسینؑ کے چوما کرتے تھے گود مین اُٹھا لیکر ادھر اُدھر گھوما کرتے
تھے انکو بہت پیار کرتے تھے جی جان اپنا اُنپر نثار کرتے تھے یہ کہکے زید آواز بلند رونے اور حضار بھی رونے لگے ابن زیاد مردود
بہت غصہ ہوا اور دانتون سے اپنے ہونٹھ کو کاٹ کرکے کہا کہ ای زید تو تو بوڑھا ہو گیا ہی نہین تو مین تجھے خوب سزا دیتا پھر
تیری گردن ابھی اُتار لیتا زید نے کہا جب تُو نے نبی کے لال علیؑ کے نونہال کا چہرہ اُنکے خون سے لال کیا خاندان نبوت
کو پامال کیا تو ہم کس شمار مین ہین ای ابن زیاد مین اُس گھڑی ایک اور بات کرہی تجھے سُناتا ہون جسکو سُنکے
جل بھن کے تو کباب ہو جائیگا غصے سے ہو کر لاجواب ہو جائیگا مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا ہی کہ حضرت رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام حسنؑ کو اپنی داہنی ران پر اور امام حسینؑ کو اپنی بائین ران پر بٹھاتے اُنکے سر دن پر
اپنا ہاتھ پھیرتے تھے اور فرماتے تھے کہ خداوندا مین ان دونون پیارون کو تیرے اور تیرے بندگان صالح
کے حوالہ کرتا ہون یعنی حسینؑ کو امانت دھرتا ہون سو ای ابن زیاد سچ بتا کہ تو نے اس امانت رسول خدا کے ساتھ کیا
کیا اُس امانت کو خاک خیانت مین ملایا پھر کہا ای دشمنان آل نبی خدا اور رسول سے اچھی نہین کہ ابن زیاد
کو تم نے اپنا امیر کیا اور فرزند نبی کو شہید اور اُنکے اہلبیت کو اسیر کیا پھر یہ کہکر اُس مجلس سے روتے ہوئے اپنے گھر
چلے گئے **نظم** جواب چیست شما را اگر سوال کند * محمد عربی از شما بروز جزا * کہ آن چہ بود کہ با اہلبیت من
گردید * چو بعد من بہ بلک تبار قسم ادب سے لئے قنا * جزاے آن کہ شما را بحق نمودن راہ * چنین روا بود کہ جفا بہا
رسد زشما * روایت ہی کہ اسکے بعد ابن زیاد منبر پر چڑھا اور یزید کے فتح نامہ کا خطبہ شکریہ پڑھا اور کہا کہ
شکر خدا کا کہ اُسنے احقاق حق اور ابطال باطل کیا یعنی امام حسینؑ پر یزید کو غلبہ دیا اور اسی طرح کے بہت سے کلمات
کفریہ بکنے لگا لعنۃ اللہ علیہ لے کے حضار کا منہ تکنے لگا اسکو سنکے عبد اللہ بن عفیف مارے غصے کے جل بھن کے
کھڑے ہوکے کہنے لگے کہ اے ابن زیاد اے دشمن خدا و رسول ای بیدین جاہل تو جھوٹا تیرا باپ جھوٹا اور جس
نے حاکم بنایا وہ جھوٹا اے تو نے اولاد نبی کو قتل کیا اور اہلبیت نبوت کو ذلیل کیا اور پھر منبر پر چڑھا کہ جو کام
پیغمبرون کا ہی کلمات کفریہ بکتا ہی ہوش سنبھال کیا کرتا ہی تف ہو چلو بھر پانی مین ڈوب کیون نہین مر جاتا
روایت ہی کہ اسکے بعد ابن زیاد نے سر پاک کو حضرت امام حسینؑ کے اپنے ہاتھ مین اُٹھا کر تماشا کرنے لگا مگر
اسکے خوف اور ہیبت کے کانپنے لگا ہاتھ اسکا رعشہ کرنے لگا آخر مجبور ہوکر سر سرور کو اپنی ران پر دھر لیا اور زردی
پر انوار اور گیسوے مشکبار کو بنظر غور دیکھنے لگا اور خدا کی بنائی صورت وہ نور کی مورت چہرہ انبیا کا نشان
بشاش کہ نور برستا تھا رخسارے پر وہ نور ماشاء اللہ چشم بد دور کہ چودھوین رات کے چاند کی طرح

ہنستا تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اب کچھ بولیں گے دُرج دہن یعنی بنول سخن کے کھولینگے گیسوے مشکین سے
وہ لپٹ آتی تھی کہ عشاق کی جان جاتی تھی روایت ہی کہ جب ابن زیاد بد نہاد نے سر جان دار بن جنات حضرت
امام حسینؑ کا اپنی ران پر دھرا تو ایک قطرہ خون کا سر سرورؑ سے اسکی قبا پر پڑا اور قبا جُبّہ پیراہن پائجامہ کو
اُسکے سوراخ کرتا ہوا اور اُسکی ران کو چھیدتا ہوا تخت سے اُس بدبخت کے پار ہو کے زمین مین غائب ہو گیا اور
وہ سوراخ ران مین اُس شیطان کے رہگیا جون جون وہ اکڑتا پھرتا نیچے سے اوپر کو چڑھتا اور اُس زخم سے
معاذ اللہ ایسی بدبو آتی تھی کہ اُس ملعون اور اُسکے ساتھ بیٹھنے والون کی جان جاتی تھی اور اس بدبو کے دفع
کے لیے ہمیشہ نافہ مشک کا اُس زخم پر باندھے رہتا تھا مگر ایسی بدبو اُسکے بوے مشک پر غالب رہتی تھی
اور یہ زخم آخر حیات تک اُس بد ذلت کے رہگیا تھا یہانتک کہ ابراہیم اشتر سپہ سالار فوج مختار نے کشتون کے
پشتون مین سے اسی زخم اور بدبو کی علامت سے اُسکی نعش کو پہچانا روایت ہی کہ اسکے بعد ابن زیاد نے
کہا کہ شکر خدا کا کہ وہ سر امام حسین کا یہان پر لے آیا اور میرے دشمنون کو رسوا اور اُنکی باتون کو جھوٹا
بنایا اُسکے جواب مین امام زین العابدین نے فرمایا کہ شکر خدا کا جسنے ہمکو اہلبیت بنایا اور بہ طفیل جدنا محمد رسول
خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمکو آیت تطہیر کے ساتھ بزرگ اور معزز فرمایا پھر اُس شقی نے کہا کہ تم
نے خدا کی قدرت دیکھی کہ اُسنے کیا کیا کیسا تمکو خاک مین ملا دیا حضرت عابدؑ نے فرمایا کہ میرے جد
بزرگوار نے میرے بابا جان کو پہلے ہی سے خبر دی تھی کہ تم میرے بعد بڑے بڑے صدمے اوٹھاؤ گے۔
اور کربلا مین جا کر شہادت پاؤ گے بابا میرے اُس دن کے انتظار مین تھے بہر صورت خدا و رسول کے
اختیار مین تھے آخر راضی بر رضا بقضا ہو گئے تشنہ لب شربت شہادت کا پی کر قتلگاہ مین جا کر سو گئے وا
تو نے تو خوب کام کیا دونون جہان مین بھلا نام کیا مگر خاطر جمع رکھ تو بھی عنقریب مریگا حشر مین ہمارا
اور تیرا معاملہ حاکم حقیقی فیصل کریگا ابن زیاد غصہ ہو کر بولا کہ اللہ اب تک اِن لوگون کو اتنی تیزی
باقی ہے مزاج مین خونریزی باقی پوچھا یہ کسکا لڑکا ہے لوگون نے کہا کہ یہ امام تشنہ کام کے نور عین
ہین یعنے سجاد ابن حسین ہین ابن زیاد نے غصہ ہو کر عمر و سعد سے کہا کہ تجھے حکم تھا کہ آل عبا کا کوئی
لڑکا شیر خوار بھی باقی نہ رہے اسکو تو نے کیون چھوڑا میرے حکم سے کیون منھ موڑا پھر کہا اس لڑکے کو باہر
لیجاؤ اور سر اسکا بھی کاٹ کے میرے پاس لاؤ امام زین العابدین نے فرمایا کہ اب میرے سوا اہلبیت
نبوت کا کوئی محرم نہین جو آہ و بغرہ بیمار گناہ کوئی ساتھی نہین ہمدم نہین میرے سوا نام و نشان آل عبا کا

کوئی باقی نہیں تشنہ کام اہلبیت کا میر ہر سو کوئی ساقی نہیں قتل اولاد نبی ہر ابھی کم شیر ابھی پھر انہیں تو مجھے بھی مارے ہم لوگ شہادت کو عین سعادت جانتے ہین میرا سر بھی آتا ہے شعر گشتہ عقیقم و شہادت و طن ماست چہ پروردہ در رہ کیم و ملامت وطن ماست ابن زیاد نے چاہا کہ حضرت عابد بیمار کو بھی باہر لیجا کر مار ڈالے انکا سر بھی تن نازک سے اُتار ڈالے یہ حال دیکھکر جتنے حضار مجلس کے تھے پھٹ گئے آخر چند لوگ گلے مین حضرت عابد کے لپٹ گئے اور کہنے لگے اے ابن زیاد واقعہ کربلا کو ابھی کچھ ایسی دیر نہین ہوئی سارے اہلبیت کا خون تو پی چکا پر طبیعت تیری سیر نہین ہوئی بخدا انکو چھوڑ دے چراغ اُمت کا گُل مت کر خدا سے ڈر قطع نسل گل مت کر ابن زیاد بہت شرمایا اور امام زین العابدین کے خون سے باز آیا روایت ہے کہ اسکے بعد ابن زیاد مردود نے حکم دیا کہ اہلبیت اطہار اور عابد بیمار کو قید خانے مین لیجاؤ اور سر امام حسینؑ کو نیزے پر چڑھا کے تمام کوچے مین گلی گلی پھراؤ کوفیون کو تماشا دکھاؤ سر بے تن کا لاشہ دکھاؤ چنانچہ سر سلطان دین نیزے پر چڑھا کر کوفے کی بازارون مین اور گلیون مین پھرایا اور کوفیان بیوفا کو قدرت کا تماشا دکھایا روایت ہے زید بن ارقم صحابی کہتے ہین کہ جب سر جان کونین حضرت امام حسینؑ کا میرے دروازے پر آیا اسوقت مین گھر کی کھڑکی مین بیٹھا رو رہا تھا غم امام حسینؑ مین بیقرار ہو رہا تھا جب سر مبارک میرے قریب آیا تو مین نے سنا کہ سر امام حسینؑ نے اس آیت کو پڑھا اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا کیا تونے سمجھا کہ اصحاب کہف اور رقیم کا قصہ میرے قصے سے عجوبہ تھا زید بن ارقم کہتے ہین کہ جسوقت مین نے یہ آیت سر مبارک سے اپنے کانون سے سنی واللہ کہ تمام بدن پر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور مین نے رو کر کہا کہ یا ابن رسول اللہ درحقیقت قصہ آپ کا اصحاب کہف کے قصے سے بہت ہی عجیب تر ہے اسواسطے کہ اصحاب کہف کو تو فقط کافرون نے ستایا تھا اور آپ کو تو آپ کے نانا جان کے کلمہ گویون نے طرح طرح کے ظلم کو پہونچا کے شہید کیا اور سر مبارک نیزہ پر چڑھا کے گلی در گلی شہر بہ شہر پھرایا اور اصحاب کہف جو سو کر بعد سالہا سال کے بولے تھے تو بھی روح انکے بدن مین موجود تھی اور آپ کے سر مبارک نے تو بعد جدا ہونے کے تن نازک سے کلام فرمایا تو فی الحقیقت واقعہ آپ کا اصحاب کہف کے واقعہ سے اعجوبہ تر ہے نظم

رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام ❊ علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام

دمشق اب جاتے ہین کوفے سے اہل بیت اطہر	یہ چرچا عمر بھر ناصر محبون کو رولاتا ہے

جب ابن زیاد بدنہاد کوفے مین سر شبیر کا گشت گلی گلی کروا چکا اور اہلبیت کو طرح طرح کے صدمے پہونچا چکا تو اسکے شمر ذی الجوشن کو پانچ ہزار سوار کے ساتھ مقرر کیا کہ سرہائے شہدائے ابرار اور بندیان اہلبیت اطہار کو باحتیاط تمام دمشق مین یزید کے پاس لیجاوے چنانچہ کئی دن کے بعد قافلہ اہلبیت کا کوفے سے دمشق کو چلا آگے آگے نقارہ فتح کا یزید پلید کی بجتا جاتا تھا اور شمر خوشی مین سیاہ بادل کیطرح گرجتا جاتا تھا اور بیچ مین شہدائے کربلا کے سر نیزون اور برچھیون پر چلے جاتے تھے اور پیچھے پیچھے بندیان اہلبیت اونٹون پر کجاوون مین لوگون کی نظر سے محفوظ روتے ہوئے چلے آتے تھے اور ہر منزل مین نئی طرح کی کرامات اور ہر مقام مین طرح طرح کے واقعات سر شبیر سے ظاہر ہوتے تھے تاکہ لوگ سمجھین کہ واقعہ کربلا ایک حادثہ عظیم قیامت خیز ہے اور تاکہ ظالمین دریافت کرین کہ قتل سید الشہدا ایک سانحہ شدید مصیبت انگیز ہے شعر رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام ❊ علی و فاطمہ و حسن و حسین پر بھی مدام ❊ روایت ہی کہ جب سر شبیر مع اسیران اہلبیت اطہار یزید پلید کے پاس لے چلے پہلی منزل مین ایک جگہ پر بیٹھے ہوئے اشقیا شراب ڈھال رہے تھے جی کا بخار نکال رہے تھے اتنے مین غیب سے ایک قلم لوہے کا نمودار ہوا اور یہ شعر خون سے ان لوگون کے سامنے زمین پر لکھدیا شعر اَتَرجُوا اُمَّۃٌ قَتَلَت حُسَیناً ❊ شَفَاعَۃَ جَدِّہٖ یَومَ الحِسَابِ ❊ شبیر کے قاتل کیا فردای قیامت مین ❊ امید بھی رکھتے ہین نانا کے شفاعت کی ❊ اور بعضون نے کہا ہی کہ جب لشکریان یزید پلید سر مبارک اور قافلہ اہل بیت کو لیے شام کیطرف سے روانہ ہوئے تو پہلی منزل مین ایک بتخانہ کے قریب مقام کیا کیا دیکھتے ہین کہ اس بتخانہ کی دیوار کے پتھر پر وہی شعر مذکور لکھا ہی یہ لوگ دیکھکر بہت متعجب ہوئے اور راہب نے بتخانہ سے پوچھا کہ یہ شعر کسنے لکھا ہی اور کب لکھا ہی راہب نے کہا مین اتنا جانتا ہون کہ یہ شعر اس بتخانہ کی دیوار پر تمھارے نبی کے زمانے سے پانچ سو برس پیشتر سے لکھا ہے اور بعضون نے کہا کہ بتخانہ کی دیوار پھٹ گئی اسوقت ایک ہاتھ نکلا اسمین قلم لوہے کا تھا اور شعر مذکور خون سے اشقیا کے سامنے لکھدیا روایت ہی کہ اسکے بعد راہب نے حال سر شہدا اور اسیران اہلبیت کا اشقیا سے استفسار کیا شمر نے مفصل حال راہب سے کہدیا تب اسنے اپنے دلمین کہا کہ معاذ اللہ یہ بہت برے لوگ ہین کہ اپنے فرزندار جمند نبی کو قتل اور انکے اہلبیت کو اسیر کیا اور طرح طرح کا رنج دیا پس اس راہب نے کہ دار زاہد ہو کر جماعت اشقیا سے مخاطب ہو کر کہا کہ دس ہزار درم مجھسے لو اور سر شبیر کو رات بھر میرے پاس رہنے دو صبح کو کوچ کیوقت تمھارے حوالے کر دونگا کوفیان پلید بطمع مال راضی ہو گئے اور سر سرور کو راہب کے

حوالے کیا راہب نے بھی فوراً دس ہزار روپیہ گن دیا اور سر اقدس کو بڑی تعظیم سے لیکر خلوت میں آیا اور گلاب
کیوڑے سے اُسے غسل دیکر لگایا پھر سر سرور کو اپنے زانوں پر دھر کے جی جان اپنا آپ پر فدا کرکے رات بھر روتا
رہا اور انوار رحمت خدا سے جو جمال حق نما پر نازل ہوتے تھے رات بھر مشرف ہوتا رہا اور رات بھر بچشم تر دیکھا
کیا کہ انوار تجلیات کے سر مبارک سے آسمان تک جاتے تھے اور طبقات نور کے علی الاتصال آسمان سے سر انور پر چلے
آتے تھے بملاحظہ ان کرامات کے زنار کفر کو توڑا مسلمان ہوگیا دین باطل چھوڑا صاحب ایمان ہوگیا اسکے
بعد جبتک جیتا رہا عبادت الٰہی میں مشغول ہو کے غم امام حسینؑ میں خون جگر پیتا رہا صبح اُٹھکر سر سرور کو
اشقیا کے حوالے کیا ان شقیوں نے جب درہم بانٹنے کو تھیلیوں کا منھ کھولا دیکھا کہ وہ سب درہم راکھ ہوگئے تھے
مگر صورت درہم کی بگڑی نہ تھی اور بجائے سکہ ایک طرف انکے یہ آیت لکھی ہوئی تھی وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا
عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ یعنی ظالم لوگ یہ نہ سمجھیں کہ اللہ انکے ظلم کرنے سے غافل ہے اور دوسری طرف
آیت لکھی تھی وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ یعنی اب ظالم لوگ جان لینگے
کہ کیسی کیسی کروٹیں انکو دیجاوینگی یہ کرامت دیکھکر سب اشقیا رو سیاہ جل گئے خاک پھانک کر رہگئے رنگ
چہروں کے بدل گئے پھر وہاں سے آگے بڑھے **شعر** رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام ؛ علیؑ و فاطمہؑ
حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ؛ **روایت ہے** کہ جب حران میں ہوکے نکلے تو یحییٰ یہودی حرانی یہ دھوم دھام اور
نیزوں پر سرہای شہدای عالیمقام دیکھکر گھبرایا اور اپنے گھر سے نکلکر باہر استقبال کو آیا اور ان سروں کا نظارہ
کرنے لگا چاند سی صورت کو دیکھکر دل کو کتان کیطرح دوپارہ کرنے لگا ناگاہ آنکھ اُسکی سر شبیر پر لگی رو دیا
طبیعت بگڑ گئی دیکھا کہ لبہای نازک ہل رہے ہیں قریب جاکر کان لگایا تو صاف صاف سنا کہ آپ آہستہ
باواز حزین پڑھ رہے ہیں وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ یحییٰ کو
تعجب ہوا اور پوچھا کہ یہ کس کا سر ہے لوگوں نے کہا فرزند نبی کا یعنی امام حسین بن علیؑ کا پوچھا انکی مادر مہربان
کا کیا نام تھا کہا فاطمہ زہرا بتول بنت رسول مقبول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس یحییٰ یہودی نے
کہا کہ اگر دین انکے جد امجد کا حق نہوتا تو یہ سب کرامات انکے سر اقدس سے ظاہر نہوتے اور ہم ان باتوں پہ ناظر تھے
پس فوراً مسلمان ہوگیا اہلبیت پر جی جان سے قربان ہوگیا اور اچھے اچھے کپڑے اور ہزار درہم حضرت امام
زین العابدینؑ کو دیئے کہ اسے لیجیے اپنے حوائج ضروریہ میں خرچ کیجیے اشقیا نے کہا کہ تو دشمنان والی شام کی طرفداری
کرتا ہے اور اپنا دین کھو کے مسلمان ہوکے انپر نثار کرتا ہے یہاں سے دور ہو ورنہ تجھے بھی مار لونگا سر تیرا بھی

اتارلونگا یحیی کو یہ کلام سنتے ہی شراب شہادت کا نشہ چڑھ گیا راہ محبت امام مین سر کٹانے کا شوق بڑھ گیا
پس فوراً شمشیر آبدار چمکا کے تکبیر کہتا ہوا کفار پر وار کیا ایک حملے مین پانچ شقی کو فی النار کیا پھر یحیی نے بھی اسی جگہ
اشقیا کے ہاتھ سے شہادت پائی روایت ہے روضۃ الشہدا مین لکھا ہے کہ اسکے بعد حلب کے پہاڑ کے نیچے قافلہ
اترا اس پہاڑ پر ایک بستی بہت آباد تھی رعیت وہان کی ہر طرح سے فارغ البال اور دلشاد تھی اور سب کے
سب یہودی تھے اور حریر بنتے تھے لوگ دور دور سے وہان آتے تھے اور کپڑے انکے خرید کر کے لیجاتے تھے
کوتوال عزیز بن ہارون نام تھا آدمی نہایت صاحب اکرام تھا جب کچھ رات گذری تو شیرین دائی حضرت
شہربانو کی انکے پاس بیٹھکر زار زار رونے لگین حضرت امام کے غم مین اور روز ون سے زیادہ بیقرار ہونے
لگین سبب اسکا یہ تھا کہ جب حضرت شہربانو مدینے تشریف لائین تھین تو انکی خدمت مین سو لونڈیان
تھین جسدن حضرت امام حسینؑ سے انکا نکاح ہوا پچاس لونڈیان آزاد کردین پھر بروز ولادت حضرت امام
زین العابدینؑ کے چالیس لونڈیان آزاد کردین فقط دس لونڈیان انکے پاس رہگئی تھین منجملہ انکے شیرین
بہت خوش رو خوش گو خوش تھین ایکدن حضرت امام حسینؑ نے حضرت شہربانو کے روبرو شیرین کی کچھ تعریف
کی حضرت شہربانو نے کہا کہ شیرین آپکی نذر ہے پس حضرت امام عالیمقام نے شیرین کو اسیدم براہ خدا آزاد
کردیا پھر حضرت شہربانو نے اسی دم گٹھری اپنے کپڑون کی منگوائی اور شیرین کو خلعت نفیس قیمتی پہنایا امام
عالی مقام نے فرمایا کہ تم نے بہت سی لونڈیان آزاد کین مگر کسی کو خلعت گرانمایہ پہنایا نہین مجھے عجب ہے
بتاؤ اسکا کیا سبب ہے حضرت شہربانو نے فرمایا کہ ای شاہزادہ وہ سب میری آزاد کی ہوئی ہین اور شیرین آپکی
آزاد کی ہوئی ہے شیرین اور میری آزاد کی ہوئی لونڈیان کے درمیان مین کچھ فرق ہونا چاہیے آپ بہت
خوش ہوئے اور حضرت شہربانو کو دعا دی مگر شیرین باوجود آزاد ہونے اپنے کو ملازمت حضرت
شہربانو کی چھوڑتی نتھین دم بھر خدمت سے انکے منہ موڑتی نتھین پس اس رات کو شیرین نے دیکھا کہ حضرت شہربانو کپڑے
اپنے حسب حال نہین پہنے ہین پس شیرین کو وہ خلعت گرانمایہ جسکو حضرت شہربانو نے شیرین کو امام عالی
مقام کے سامنے پہنایا تھا یاد پڑ گیا امام حسینؑ کی مصیبت اور حضرت شہربانو کی بیکسی اور غربت پر رونے
لگین جی بگڑ گیا پھر شیرین نے حضرت شہربانو سے کہا کہ حکم ہو تو اس بستی مین پہاڑ پر جاؤن اور اپنے
زیور کو بیچ کر آپ کیواسطے کچھ کپڑے خرید لاؤن حضرت شہربانو نے فرمایا تو جہان چاہے مختار ہے آزاد تو ہے
پھر بہار کیا اختیار ہے پہر رات گذری ہوگی کہ شیرین نے اپنے کو پہاڑ پر پہونچایا پھاٹک قلعے کا بند تھا

اُسکا حلقہ ہلایا عزیز بن ہارون عزکو اُسوقت خواب دیکھکر قلعے کے پھاٹک کے پاس انتظار ہی مین شیرین کے کھڑے تھے اندر سے کہا کہ کون حلقہ ہلاتا ہی شیرین نے کہا ہان کواڑ کھولو عرض عزیز شیرین کے آنیپر لو بڑی تعظیم و توقیر سے پیش آئے شیرین نے کہا مجھے بڑا تعجب ہے کہ تم نے میرا نام کیونکر جانا عزیز نے کہا کہ ابھی مین نے حضرت موسی اور حضرت ہارون کو خواب مین دیکھا کہ ننگے سر ننگے پانون کھڑے رو رہے ہین کسی کے غم مین بیقرار ہو رہے ہین آثار تعزیت کے اُنپر پیدا ہین علامات مصیبت کے اُنکے چہرہ سے ہویدا ہین مین نے عرض کی حضرت آپکا حال کیا ہی سبب گریہ باعث رنج و ملال کیا ہی کس کے واسطے آپ لوگ روتے ہین کسکے ماتم مین اتنا بیتاب ہوتے ہین فرمایا تجھے معلوم نہین آہ آہ اشقیا نے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ساقی کوثر کے نواسے امام حسینؑ کو قطرہ آب نرسا کے کربلا مین مارا ہی سر انکا تن نازک سے اتارا ہے اور اب سر انکا اور اہلبیت کو انکے کوفے سے یزید پلید کے پاس لیے جاتے ہین انھین سب کے غم مین ہم لوگ دامان دل کے پرزے اڑاتے ہین مین نے کہا کہ آپ لوگ حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہچانتے ہین دین و ایمان کو انکے حق جانتے ہین فرمایا دای برتو اے عزیز ہم انکو کیونکر نہ پہچانین وہ نبی برحق ہین خدا کے حبیب مطلق ہین جو انکے ساتھ ایمان نہ لائیگا کھڑا دوزخ مین جائیگا اور ہم لوگ سارے انبیا اُس شخص سے بیزار ہین اُسکی شفاعت سے دست بردار ہین مین نے کہا تب میرے حال پر رحم فرمایئے اُنکے نبی حق ہونے کی کوئی علامت بتایئے پس حضرت موسی اور ہارون نے فرمایا کہ اُٹھ قلعے کے پھاٹک کے پاس منتظر کھڑا رہ ایک لونڈی شیرین نام آزاد کردہ امام حسینؑ قلعے کے پھاٹک پر اُسوقت آئیگی اور حلقہ پھاٹک کا ہلائیگی پھر بہاڑ کے تلے حضرت امام حسینؑ کے سر کے پاس جانا اور بہت بجا اسلام ہو بجا لانا بس عنقریب انکے سر اقدس سے میرے سلام کا جواب پاؤگے اور مشرف باسلام ہو جاؤگے پھر شیرین سے تمھارا نکاح ہوگا عین غم مین نکاح ہوگا پھر مین نیند سے چونک پڑا اور بنعرۂ الااللہ مارا اور دوڑا ہوا پھاٹک پر آیا کہ تم نے پھاٹک کے باہر سے پکارا اسواسطے مینے جانا کہ تمھارا نام شیرین ہی یہ واقعہ سنکے شیرین فوراً وہان سے لوٹ آئین اور یہ سب باتین اہلبیت اطہار کو آکر سنائین اہلبیت یہ حال عجیب سنکے رونے لگے غم شبیر مین بیقرار ہونے لگے علی الصباح عزیز ہزار درم لشکریان یزید کو دیکے اہلبیت کی خدمت مین آنے کی اجازت امام زین العابدین کے پاس آئے اور بہت سے کپڑے بیش قیمت اور ہزار اشرفیان نذرانہ لائے پھر اُن سب کو قدم پر حضرت امام زین العابدین کے دھرکے جی جان اپنا اُنپر نثار کرکے مسلمان ہوگئے بتوفیق ازلی صاحب ایمان ہوگئے پھر جناب حضرت امام حسینؑ کے سر انور کے پاس آکر

آنکھوں سے سیلاب خون بہا کر عرض کی کہ آپ کی خدمت میں یہودی سے مسلمان ہو کر آیا ہوں حضرت موسیٰ
اور ہارون کا سلام لایا ہوں سر سے امام عالیمقام کے آواز آئی کہ تجھ پر اور اُن دونوں پر میرا سلام ہو پہنچے اور
فرمایا کہ اے عزیز قیامت کے دن تو میرے اہلبیت کے ساتھ محشور ہوگا پھر حضرت شہربانو نے بیٹی کا عزیز سے
نکاح کرا دیا اور ساری یہودی اُس قلعے والے بھی مسلمان ہو گئے شعر رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام
علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ۔ روایت ہے ابو مخنف کوفی کہتا ہے کہ اثنائے راہ کوفے اور شام میں
واسطے نگہبانی سر ہائے شہدا کے رات بھر پچاس جوانان مسلح کا پہرا رہتا تھا ایک رات میری باری تھی سب پہرے والے
سو گئے مردن سے غافل ہو گئے اور اُس شب کو مجھے نیند نہیں آئی تھی طبیعت بہت گھبراتی تھی اتنے میں
آسمان سے ایک آواز مہیب آئی قریب تھا کہ آسمان و زمین پھٹ جائے ساری دنیا اُلٹ جائے پھر میں نے دیکھا کہ
ایک بزرگ لمبے سفید نورانی کپڑے پہنے ہوئے آسمان سے نیچے آئے اور اپنے سر کو ننگا کر کے صندوق میں سے سر
امام حسینؑ کے باہر لائے پھر رو رو کر اُنکے منھ پر بوسے دینے لگے بلائیں لینے لگے میں نے قصد کیا کہ قبل اسکے کہ
اور نگہبان لوگ جاگیں سر امام حسینؑ کا اُنسے لیکے صندوق میں بند کر دوں کہ ناگاہ ایک شخص مجھے پکڑ کا کہ ہاں
خبردار آگے مت جا حضرت آدم علیہ السلام ہیں واسطے ماتم نبیرہ فرزند حبیب خدا کے تشریف لائے ہیں پھر
دوسری آواز سنی کہ نوح علیہ السلام آئے پھر سنا کہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل اور حضرت اسحاق علیہم السلام
تشریف لائے آخر میں حبیب کبریا سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع صحابۂ کبار اور حیدر کرار اور امام حسنؑ
اور حضرت حمزہ اور جعفر طیار کے وہاں جلوہ افروز ہوئے اور ایک ایک بزرگ کو اُس سر کو اُٹھا اُٹھا کے
تعظیم کرتے تھے اور آہ سرد دل پر درد سے بھرتے تھے پھر نور کی کرسی آئی اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے اُسپر نزول اجلال فرمایا اور سارے انبیا اور صحابہ چاروں طرف آپکے تھے پھر ایک فرشتہ آیا ایک ہاتھ
میں ننگی تلوار برق غضب پروردگار اور دوسری ہاتھ میں آگ کا گرز خونخوار پھر اُس فرشتے نے میرا ہاتھ
پکڑا میں نے فریاد کی کہ یا رسول اللہ میں مسلمان ہوں دوستدار خاندان ہوں یہ لوگ مجھے زبردستی سے
اپنے ساتھ لیے جاتے ہیں اُس فرشتے نے میری مُنھ پر ایک طمانچہ مارا کہ میرا حال تباہ ہو گیا اور اُسطرف کا مُنھ
سیاہ ہو گیا پھر حضرت نے فرمایا کہ خیر اسکو چھوڑ دے فرشتے نے مجھے چھوڑ دیا میں صبح تک بیہوش پڑا رہا
صبح کے وقت آنکھ کھلی تو دیکھا کہ سر شبیر بدستور صندوق میں بند ہے اور اُن پچاسوں پہرے والوں کا
پتا نہیں فقط جا بجا بطرف صندوق کے راکھ کے تودے لگے ہیں راوی کہتا ہے کہ صبح کو تیسرے

ابوالخنوق کو بلا کر پوچھا کہ تیرا یہ کیفیت کا لاکیوں ہو گیا ہے ابوالخنوق نے سارا حال شب کا کہہ سنایا پھر ایک ایسی
آہ کی کہ شکل اسکی بدل گئی زمین پر گرا جان نکل گئی لوگوں نے دیکھا کہ کلیجہ اسکا کٹ گیا تھا اور پتہ اسکا
پھٹ گیا تھا لشکریان یزید یہ حال دیکھ کر بہت گھبرائے اور وہانسے آگے کو قدم بڑھائے ❊ شعر ❊ رسول
پاک پہ بھیج اے سُنداور درود و سلام ❊ علی و فاطمہ حسن و حسین پہ بھی مدام ❊ روایت ہے ابو سعید دمشقی
کہتا ہے کہ جب ہم لوگ لشکریان ابن زیاد کے سر شبیر کو لیے ہوئے دمشق کے قریب جا پہنچے تو خبر مشہور ہوئی
مسیب خزاعی چاہتے ہیں کہ لشکر جمع کر کے سپاہ پر ابن زیاد کے چھاپا ماریں اہلبیت اور سر شہدا کو چھین
لیجائیں اور سپاہ شام کی گردنیں اتاریں یہ خبر سُنکے سپاہ بد سپاہ شام گھبرائی شام کے وقت ایک مقام پر
اُترائی وہاں ایک بتخانہ بہت مستحکم تھا سبھوں کی رائے ہوئی کہ آج رات بھر اسی بُت خانہ میں رہنا چاہئے
اسبب سے اس بُت خانہ کے یہ امر کہنا چاہیے کوئی باغی اس بتخانہ کے اندر جا کر چھاپا مار نہ سکیگا کسی کی گردن
نہ سکیگا آخر شمر نے پھاٹک پر اس بتخانہ کے آکر للکارا آواز بلند پکارا ایک بڈھے نے جو سردار اس بتخانہ کا
تھا بتخانے کے کوٹھے پر چڑھ کے دیکھا کہ بہت سے سوار و پیادہ بتخانہ کو گھیرے ہیں راہ راست سے ناحق مجھے
گھیرے ہیں اور شمر نعرہ مار رہا ہے بدحواس ہو کر پکار رہا ہے آخراُس بڈھے نے کہا کہ تم لوگ کون ہو کہاں سے
آتے ہو کدھر جاتے ہو شمر نے کہا کہ ہم لوگ لشکریان ابن زیاد ہیں کوفے سے آتے ہیں دمشق میں یزید کے
پاس جاتے ہیں بڈھے نے کہا دمشق میں کس کام کو جاتے ہو شمر نے کہا کہ کربلا میں ایک شخص یزید سے
باغی ہو گیا تھا ہم لوگ اسکو اور اسکے ہمراہیوں کو مار کے سروں کو سب کے اتار کے برچھیوں پر چڑھائے
اور انکے اہلبیت کو بھی اسیر کر کے محملوں میں اُن اونٹوں پر بٹھائے دمشق میں یزید کے پاس لیے جاتے
ہیں پیر فقیر نے نیچی نگاہ کی تو دیکھا کہ آہ آہ سیکڑوں سر اندھیاری میں چاند کیطرح چمک رہے ہیں چہروں
پر نور برس رہا ہے کندن کیطرح دمک رہے ہیں پوچھا سردار کون سر ہے شمر نے بتا تبا یا پس فقیر سر
سرور کو دیکھ کر بھی ... پھر کہا کہ میرے بتخانے کو تم کیوں گھیرے ہو کہا کہ ہمنے سُنا ہے کہ کچھ لوگ
جمع ہو کر چاہتے ہیں کہ شب کو چھاپا ماریں اور اُن لوگوں کو چھین لیجائیں اور گردنوں کو ہماری اتاریں
سو رات بھر ہم سب کو اس بُت خانہ میں پناہ دو پھاٹک کھولو راہ دو پیر فقیر نے کہا تم لوگ بہت
ہو اس چھوٹے سے بتخانے میں سب کی گنجایش نہیں ہوگی سو تم سر ہائے شہدائے نامدار اور اسیران
اہلبیت اطہار کو اندر بتخانے کے لاؤ اور تم گرد اگرد بُت خانے کے آگ لہراؤ اور رات بھر بیدار رہو

سو لینی غنیم سے ہوشیار ہو باغی اگر آئینگے تو محروم پھر جائینگے شمر نے کہا بہت اچھی بات تم نے کہی پس
سر کو مبارک کو حضرت امام حسین کے صندوق میں دھر کے قفل محکم سے بند کر کے اپنے چند سواروں کو
کہا کہ اس صندوق کو لیکر کے اس تہ خانے میں جاؤ وہاں رات بھر بیدار رہنا ہر طرح سے ہوشیار رہنا مگر وہ تمام
الوالجنون سے سب ڈرے ہوئے تھے کوئی اندر تہخانے کے رہنے پر راضی نہ ہوا تب یا کہ اس صندوق کو لیکر کر
اس تہخانے میں لا کے ایک مکان مضبوط میں دھر کے ایک بھاری قفل سے اسکو بند کر کے باہر چلے آئے پھر اس
پیر فقیر نے پردہ کر کے حضرت عابد بیمار اور اہلبیت اطہار کو کجاوں سے ایک مکان عالی میں اُتارا اور بہت
تعظیم اور توقیر کے ساتھ پیش آیا شعر رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام ✤ علی و فاطمہ و حسن و
حسین پر بھی مدام ✤ روایت ہے کہ جب کسی قدر رات گذری اور سب لوگ سو گئے پس وہ بڈھا
فقیر اُٹھکر چاروں طرف اُس گھر کے جسمیں صندوق کے اندر سر امام علیہ السلام بند تھا گھومنے لگا شوق
دیدار میں سر امام کے حالت وجد میں آکر جھومنے لگا چاہتا تھا کہ کسی طرح سر شبیر کو نزدیک سے دیکھ لے
اور پیشانی انور پر بوسے دے ناگاہ کیا دیکھتا ہے کہ وہ گھر صندوق والا بے شمع و چراغ کے روشن ہے پیر فقیر
گھبرایا کہ الحمد للہ یہ روشنی کہاں سے آتی ہے اتفاقات سے اس گھر کے داہنے ایک دوسرا گھر تھا اور اس گھر کے
اُس گھر میں ایک روزن تھا پیر اُس گھر میں جاکر اُس روزن سے دیکھنے لگا کہ وہ روشنی دمبدم بڑھتی
جاتی ہے یہاں تک کہ اسکے دیکھنے سے اب آنکھ خیرہ کی جاتی ہے پھر چھت اُس گھر کی پھٹ گئی اور
ایک عماری زرنگار میں سے ایک بی بی صاحبہ بہت لونڈیوں کے ساتھ جنکو دنیا کی عورتوں سے کچھ مناسبت
نہ تھی اُتریں اور وہ لونڈیاں کہتی تھیں کہ یہ حوّا ماں سب آدمیوں کی جو آتی ہیں پھر اسی طرح سارا اور ہاجرہ
بی بی حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی اور راحیل ماں حضرت یوسف کی اور کلثوم بہن حضرت موسیٰ کی اور
آسیہ بی بی فرعون کی اور مریم ماں حضرت عیسیٰ کی آئیں اُسکے بعد ایک عماری زرنگاری آئی اُس میں
حضرت خدیجۂ کبریٰ تشریف لائیں اور سب بیبیاں سر سرور کو صندوق سے نکال کر کے آہ سرد بھرتی تھیں
اور رو رو کر زیارت کرتی تھیں ناگاہ ایک عماری نورانی نظر آئی کسی نے اُس پیر فقیر کو للکارا کہ ہاں اس
روزن سے مت دیکھ سواری بنت رسول فاطمہ زہرا بتول کی آئی وہ فقیر بیہوش ہو گیا جب ہوش
میں آیا تو دیکھا کہ ایک پردہ آنکھوں کے آگے پڑا ہے کہ اُس روزن سے کسی کو دیکھ نہیں سکتا
اندر سے فقط سنتا تھا کہ السلام علیک اے مظلوم مادر اے شہید مغموم مادر اے غریب مسموم مادر اے

نور عینی من ہی فرزند حسین من غم مت کھا ؤ کل قیامت کے دن اسکا انصاف ہوگا تمھارے خون کے عوض تمھارے دشمنون کا مطلع صاف اور تمھارے دوستدارون کا سارا گناہ معاف ہوگا پیر فقر ان باتون کو سُنکے بیہوش ہو گیا جب ہوش مین آیا ان عماریون کا کچھ پتا نہ پایا پھر آگیا اپنے دین باطل سے منہ موڑا اور قفل کو اُس مکان اور صندوق کے کسی طور سے توڑا پھر صندوق کے چارون طرف خاک پر مرغ بسمل کیطرح لوٹنے لگا پیچ و تاب کر گلا گھونٹنے لگا پھر سر مبارک کو صندوق سے نکال کر مشک و گلاب سے دھو کے بڑی تعظیم سے مصلے پر دھر کے شمع کافوری روشن کر کے دوری سے دو زانو بیٹھکر سر مبارک کا نظارہ کرنے لگا خنجر آہ سے جگر کو دوپارہ کرنے لگا اور زاری کرنے لگا کہ اے سر سرور زمن ع نوزان جنت تمھاری زیارت کو آتی ہین گو ہر جان نثار کو لاتی ہین معلوم ہوتا ہے کہ آپ اُن جماعت میں ہین جنکا وصف مین نے توریت اور انجیل مین پڑھا ہے سو للہ مجھے اپنے حال پر اطلاع کر آگاہ کیجیے اور میری نجات کی بھی کوئی راہ کیجیے پس خدا نے اپنی قدرت دکھائی سر شبیر سے آواز آئی کہ مین سید مظلوم ستم رسیدہ ہون مین مغموم محنت کشیدہ ہون مین مسافر غریب ہون مبتلائے مصائب عجیب ہون مین گرفتار رنج و بلا ہون مین شہید کربلا ہون مین نور دیدۂ مصطفےٰ ہون مین سرور سینۂ مرتضےٰ ہون مین جان کو نین ہین امام حسین ہون **نظم**

من نور دو چشم مصطفےٰ ام + فرزند علی مرتضےٰ ام + سر دفتر خاندان خویشم + برگزیدۂ حضرت خدا ام + نے نے کہ غریب مستمندم + مظلوم و شہید کربلا ام + فقیر نے ان سب باتون کو سُنکے اپنے چیلون کو جو بہتر آدمی تھے بلایا اور سب کو یہ حال کہ سُنایا اُن سبھون نے آہ کے نعرے عرش تک پہونچائے اور بالاتفاق حضرت زین العابدین کے پاس آ کے اُنکے سامنے زنّار کفر کو توڑا مسلمان ہو گئے اپنے دین باطل کو چھوڑا اصحاب ایمان ہو گئے پھر ہاتھ جوڑ کر کہنے لگے کہ حضرت حکم دیجیے کہ ہم لوگ باہر نکلنے کے جا کر اشقیا پر چھاپا مارین خنجر آبدار سے انکے سرون کو اُتارین آپ نے فرمایا کہ یہ سب اپنی سزا پائینگے کھڑے دوزخ مین چلے جائینگے پھر صبح ہوتے اشقیانے سرہاے شہدائے ابرار و اہلبیت اطہار کو بتخانے سے باہر لا کر دمشق کی راہ لی **شعر** رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام + علی و فاطمہ و حسن و حسین پر بھی مدام + **روایت ہی** کہ جب بعد طے منازل کے قافلہ شہر دمشق مین پہونچ گیا یزید پلید اس خبر کو سُنکے مارے خوشی کے پھول گیا مونچھون پر تاؤ دینے لگا تعلّی کی لیے لگا اور اپنی موت کو بھول گیا پھر تو بحکم یزید پلید کے ہر ہر گلی اور بازار کی دکانین سجنے لگین جا بجا نوبتین خوشی کی بجنے لگین

ہر طرح سے سامان جشن کا درست ہو گیا ہر شقی گانے بجانے پر چست ہو گیا غرض اس پلید نے تمام شہر اور اپنی کچہری
کے مکان کو ہر طرح سے آراستہ کیا اور سب کو دربار عام کا حکم دیا نقارہ فتح کے بجوائے مکانون مین پردہ زنبوری
لگائے جب سب طرف کے ایلچی اور امرای شام اسکے دربار مین حاضر آئے پھر تو ہر طرف سے مبارکباد پڑنے
لگی دروازہ پر اس کمبخت کے نوبت خوشی کی جھڑنے لگی پھر اس پلید نے بڑی شان و شوکت سے تخت حکومت
پر بیٹھکر حکم دیا کہ سب چھوٹے بڑے شہر کے تماشے کو جائین اور سرہای شہدا کے ساتھ میری کچہری مین خوشی
کرتے آئین روایت ہے کہ جب قافلہ شہر دمشق مین داخل ہو کے یزید کے پاس چلا پہلے ایک جامع
مسجد ملی صحن مسجد مین ایک بوڑھا سفید ڈاڑھی والا بغل مین قرآن لیے تسبیح زیب دست کیے جبہ کرتہ
پہنے سر پر عمامہ باندھے ٹہل رہا تھا جب اسنے سرہای شہدای ابرار اور حضرت عابد بیمار کو دیکھا کہا خدا کا شکر ہے
کہ اسنے بڑون کو تمھارے ہلاک کیا اہل شام کو فتنے سے انکے پاک کیا حضرت امام زین العابدین
نے فرمایا کہ ای بوڑھے تو نے قرآن پڑھا ہے اسنے کہا پڑھا کیون نہین مین تو تیسون پارون کا حافظ
ہون آپ نے فرمایا تیری سمجھ کا خدا حافظ اے بوڑھے تو نے قرآن مین یہ آیت پڑھی ہے قُلْ لَا أَسْئَلُكُمْ
عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى اللہ تعالی فرماتا ہے اپنے رسول مقبول یعنی حضرت
جد محمد کو کہ کہدو لوگون سے کہ مین اس تبلیغ رسالت پر تمسے کچھ مزدوری کچھ ننگ نہین مانگتا ہون مگر
دوستی چاہتا ہون تمسے اپنے ناتے قرابت والون مین سوائے بوڑھے حضرت رسول کریم کے ذوی القربی
ہمین لوگ ہین محبت ہماری تم سبکو لازم ہے پھر فرمایا تو نے یہ آیت پڑھی ہے إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ
عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا بوڑھے نے کہا پڑھی ہے آپ نے فرمایا کہ اہلبیت نبوت کہ ہمین
لوگ ہین کہ حق تعالی نے ہم لوگون کو گناہون اور ہر طرح کی علیبونسی پاک صاف ستھرا کیا ہے بوڑھا اس کلام کو سنکے
آتش شرم و حیا سے جل بھن کے سر جھکا کے رونے لگا اور کہنے لگا کہ یا ابن رسول اللہ خطا میری معاف
کیجیے مین نے آپ لوگون کو پہچانا نہ تھا پھر روبقبلہ ہو کے بہت زار و زار رو کے کہنے لگے کہ خداوندا دشمنی سے
ان حضرات کے مین بیزار ہوا دشمنون سے انکے دست بردار ہوا پھر قران اور تسبیح مسجد مین دھر کے آہ
سرد بھر کے حضرت امام زین العابدین کے اونٹ کے آگے خاک پر مرغ بسمل کیطرح لوٹنے لگا نعرہ جانکاہ اور
صدای واحسینا کے ساتھ گلا گھونٹنے لگا کہتا آہ آہ یا اللہ توبہ خداوندا جناب مین تیری اگر توبہ میری قبول ہوئی
ہو تو اسدم جان میری نکال لے عذاب دارین سے نجات دے پھر توبہ اسکی قبول ہوئی دعا اسکی مقبول

ہوئی آخر ایک نعرہ مارا اور دم جان نکل گئی جنت کو سدھارا اہلبیت یہ حال دیکھکر رونے لگے اسکے غم سے بیقرار
ہونے لگے نظم بہر درکو دہجت جان بداد ٭ جان برای وصلت جانان بداد ٭ چون زسر دوستی آگاہ شد ٭
با شہیدان در زمان ہمراہ شد ٭ شعر رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام ٭ علی و فاطمہ و حسن و حسین پر
بھی مدام ٭ روایت ہے کہ علی الصباح قافلہ شہر دمشق میں داخل ہوا تھا مگر باعث کثرت تماشائیوں اور ہجوم
شامیوں کے چیونٹی کو بھی راہ نہیں ملتی تھی مارے دھوم دھام اور کثرت و ازدحام کے چھاتی سے چھاتی چھلتی
تھی غرض اسی طرح قدم بہ قدم آہستہ آہستہ چلتے چلتے ظہر کے وقت سرہای شہدا یزید کے پھاٹک پر آئے پس
اس پلید نے پہلے اہلبیت اطہار کو خاص ایک کمرے میں الگ نظروں سے محفوظ اتروایا اور اس کمرے
کے دروں پر ہر طرف سے پردے گروائے بعد اسکے سرہای شہدا کو منگایا پھر اس پلید نے ایک ایک سر کو دیکھنا
اور نام و نشان اور حال صاحب سر کا پوچھنا شروع کیا جب اسنے حال ہر سب سروں کی اطلاع پائی
تب جان کونین سلطان دارین حضرت امام حسین کے سر مبارک کی نوبت آئی پس شمر نے سر سرور کو
بشیر بن مالک کے حوالے کیا کہ اس سر کو یزید کے آگے تحفہ لیجاؤ اور قتل پر امام حسین کے فخر کرکے یزید سے صلہ
نیک اور انعام کثیر مانگ لاؤ پس بشیر نے سر شبیر کو یزید کے آگے دھر کے قتل کرنے پر حضرت کے فخر کرکے یزید پلید سے
کہا کہ سر امام حسین لیجیے عوض اسکے صلہ اور نیگ نیک دیجیے پھر چند اشعار عربی کے بیان شرف و نسب و حسب
و بزرگی میں حضرت امام عالیمقام کے پڑھ کے اور بہت سی تعریفیں امام کی کرکے کہا کہ مینے ایسے شہنشاہ
کو مارا ہے فرزند رسول اللہ کو مارا ہے علی کے ماہ پارہ کو مارا ہے فاطمہ زہرا کے پیارے کا سر اتارا ہے سونا و جواہرات
کا توڑا دیجیے جوڑا اور گھوڑا دیجیے یزید تعریف حضرت امام کی سنکے جل گیا رنگ چہرے کا بدل گیا بشیر کو
کہا اے جب تو امام حسین کو ایسا جانتا تھا حسب و نسب انکا خوب پہچانتا تھا پس انکو مارا کیوں سر انکا
گردن سے اتارا کیوں پھر غضبناک ہوکر کہا کہ بشیر کو باہر لیجاؤ اور ابھی سر اسکا کاٹ کے میرے پاس لاؤ جلادوں نے
باہر لیجا کر بشیر کو ایک وار میں اس شقی کو فی النار کیا اور یہ بشیر منجملہ ان دس لوگوں کے تھا کہ جنھوں نے
کربلا میں امام تشنہ کام کے قتل کرنے پر اتفاق کیا تھا شعر رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام ٭
علی و فاطمہ و حسن و حسین پر بھی مدام ٭ روایت ہے کہ اسکے بعد یزید شقی نے سر شبیر کو طشت زرین
میں اپنے آگے دھروا کے امرای کوفہ سے پوچھا کہ امام حسین کو کیونکر مارا سر انکا کسطرح اتارا شمر بد ذات نے
کہا کہ امام حسین مع بہتّر آدمیوں کے مکے سے کربلا میں آئے ہم لوگوں نے خبر پا کے بائیس ہزار سپاہ لیکے محاصرہ کیا اور

امام سے ہر چند کہا کہ یزید کے ہاتھ پر بیعت کر لیجیے اور نہیں تو گردن دھر دیجیے امام نے نہ مانا اس سخن کو
واہی تباہی پس ملعونوں نے دسوین محرم کو صبح سے دوپہر ڈھلے تک امام کے سب ہمراہیونکو مار لیا پھر
سر انکا اتار لیا پھر امام کو تین رات دن قطرۂ آب بے ترسا کے مینہ تیغ و تیر و تلوار برسا کے مار اخنجر آبدار سے سر انکا اتار اپھر لاش
کو امام کے گھوڑون کی ٹاپون سے کچل کے خاک مین ملا یا پھر لٹکے اہلبیت کو اسیر کر کے اور ان سرونکو برچھیون
پر دھر کے آپ کے پاس پہونچا یا یزید نے ان باتون کو سنکے سر جھکا لیا اور کچھ جواب نہ دیا پھر سر اٹھا کے ادھر ادھر
حضار کا منھ تکنے لگا عربی کے اشعار پڑھ پڑھ کے اپنی خوشی اور غرور کی باتین بکنے لگا مونچھون پر تاؤ دینے لگا
مسکرا مسکرا انگڑائی لینے لگا **شعر** رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام * علی و فاطمہ حسن و حسین
پر بھی مدام * **روایت ہی** کہ جب سر شبیر اس شیطان کے آگے دھر اگیا وہ پلید خوشی کے دم مین بھولا ہوا
خدا و رسول کو بھولا ہوا شراب پی رہا تھا اور مسکرا کے سر ہلا ہلا کے چھڑی بید کی جو اس بدبخت کی ہاتھ مین تھی
بار بار ہونٹھ اور دانتون اور ٹھنون پر امام کے لگا تا تھا اور کہتا تھا کہ ای امام حسین مجھے یہ گمان نہ تھا کہ تمھارا
اتنا سن ہوا ہو اور بال تمھاری خضاب سے محفوظ رہین **روایت ہی** مناقب السادات مین لکھا ہی کہ جسدم
سر مبارک امام حسین کا یزید لعین شقی کے پاس لا یا گیا وہ لعین خوشی مین مشغول ہوا اور شراب پیتا تھا
اور سر مبارک کے ساتھ انواع اقسام کی اہانت کرتا تھا یہ خبر بعض صحابۂ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے
سنی روتے ہوئے دوڑے اور کہا ای ملعون یہ کیا کرتا ہی خدا سے نہین ڈرتا ہی اس شقی نے ان صحابہ کو بھی
قتل کروا یا سات صحابی کی اسدن گردن ماری گئی **روایت ہی** کہ اسوقت سمرۃ بن جندب صحابی بھی
حاضر تھے انھون نے جب بے ادبی یزید پلید کی دیکھی کہ بید کی چھڑی آپ کے ہونٹھ اور دانتون پہ مارتا ہی بے اختیار
ہو کر زار زار رو کر یزید پلید سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ **قطع اللہ یدک یا یزید** یعنی ای یزید پلید
اللہ تعالی تیرا ہاتھ کاٹ ڈالے یہ کیا حرکت ناشایستہ کرتا ہی کہ لب و دندان پر امام حسین کے جو بوسہ گاہ
رسول مقبول تھی چھڑی دھرتا ہی اہلبیت کا تجھے کچھ پاس نہین خدا و رسول سے کچھ ہراس نہین **نظم**
آن لب کہ بوسہ داد بر و بارہا رسول * سویش بچوب کردن اشارت کجا رواست * آن سر کہ بر کنار
نبی داشتے وطن * ہمدوش تست زر نشادہ پیش تو کے رواست * یزید پلید نے غصہ ہو کر کہا کہ ای
سمرہ کیا کرون تیری صحابیت کا لحاظ کرتا ہون اگر تو صحابی رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا نہوتا تو
ابھی مین تجھے مار ڈالتا سر تیرا ابھی گردن سے اتار ڈالتا سمرہ نے کہا سبحان اللہ ای ملعون تیرا عجب حال ہی کہ

سے قتل کرنے مین ہو میری صحابیت کا تجھے خیال ہے جب تو نے رسول عربی کو مارا پارون علی کو دلاورون
فاطمہ زہرا کے پیارونکو کربلا کے تودہ ریگ پر تشنۂ آب ستم سے تڑپا کے تیغ تیرون کا مینہ برسا کے قتل کر ڈالا اشقیون کو انکے
پا گھوڑون کی ٹاپون سے کچل ڈالا اسوقت تجھے فرزندان و عزیزان نبی کا خیال نہ آیا جی مین خدا بھی نہ
فرمایا ای بدبخت ایسا تو کوئی بھی ادنی مسلمان کے ساتھ نہین کرتا ہو وہ بھی اپنی عاقبت سے ڈرتا ہے آہ آہ خیر کو ظلم
سے خدا کی پناہ وہ بات حاضرین کے دلمین برچھی کیطرح گڑ گئی سب کے سب رونے لگے سبھونکی طبیعت بگڑ گئی قریب تھا
کہ کچھ فتنہ حادث ہو جائے آخر شمر روتی ہوئی اس شیطان کے دربار سے باہر چلے آئے شعر فریاد ازان زمان
کہ جوانان اہلبیت بہ گلگون قدم بعرصۂ محشر قدم زنند شعر رسول پاک پیمبر ای خدا درود و سلام + علی
و فاطمہ حسن و حسین آپ پر بھی مدام ہو روایت ہے کہ اسوقت ایک سوداگر یہودی بھی اس مجلس مین حاضر
تھا اُسنے جو سر انور حضرت امام حسین کا یزید پلید کے آگے طشت زرین مین دھرا دیکھا پوچھا یہ کسکا سر ہے
یہ کس برج شرافت کا اختر ہے یہ کسکی آنکھون کا تارا ہے کس بیرحم نے اسکو مارا ہے یزید خبیث نے کہا کہ ایس شخص
کا سر ہے اسی نے میرے ساتھ دعوی مقابلہ اور ہمسری کا کیا تھا اور دعوی خلافت کا کر کے علم امامت کا اپنے
ہاتھ مین لیا تھا اور جوانان ہمراہی انکے اور انکے ہمراہیون کے سرون کو کاٹ لائے ہین اور یتیمان اور اہلبیت انکے
بھی گرفتار ہو آئے ہین وہ یہودی بولا معلوم ہوتا ہے کہ یہ بزرگ اپنی قوم کے بڑے رئیس اور شریف اور عالی خاندان تھے
کہ انکو حوصلہ امامت اور دعوی خلافت کا تھا یزید نے کہا ہان بڑے شریف تھے اور آبا اور اجداد انکے شرفاے
بنی ہاشم سے تھے یہودی نے پوچھا کہ انکا نام کیا تھا یزید نے کہا امام حسین پھر پوچھا انکے ماں باپ کا کیا نام
تھا کہا انکے باپ کا نام علی مرتضی شیر خدا اور انکی ماں کا نام حضرت فاطمہ زہرا پھر پوچھا کہ فاطمہ زہرا کسکی صاحبزادی
تھین یزید نے کہا حضرت رسول مقبول محمد مصطفے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی یہودی نے یہ نام سنکر غم و غصے
سے سر جھکا کر عمامہ سر کا زمین پر ٹپک دیا اور زار زار رو کر کہنے لگا کہ یہ کیون نہین کہتے ہو کہ یہ سر تمھارے نبی صاحب
کے فرزند کا ہے فاطمہ زہرا اور علی مرتضی کے پسر ارجمند کا ہے واہ واہ اپنے نبی کی تو نے خوب قدردانی کی ایمان
تشنہ کام کی ماشاء اللہ خوب مہمانی کی پھر وہ یہودی مارے غصے کے سر دھننے لگا آتش غم سے جلنے لگا جھنجھلا کر لب کو دندان تاسف
سے کاٹنے لگا انگشت حسرت چابنے لگا کف افسوس ملنے لگا کلیجہ چٹکیون سے مسلنے لگا اور بہت افسوس
کر کے کہا کہ ای یزید ہمارے اور حضرت داؤد پیغمبر کے درمیان ستر پشت کا واسطہ ہے لیکن اولاد مین مشہور
ہون سو اب تک یہودی میری تعظیم و تکریم کرتے ہین جو مین کہتا ہون بسر و چشم اسے تسلیم کرنے مین میری بہان

آتے ہین تو میری چوکھٹ چومتے ہین بطور اہل طواف کے چارون طرف میرے گھر کے گھومتے ہین بکمال
لطف اور حسن سلوک سے پیش آتے ہین زر و جواہر بطور نذرانہ کے میرے آگے لاتے ہین اور کل کی بات ہے
کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تمھاری رسول مقبول دنیا سے باغ جنت کو سدھاری ہین اور آج ہی تم نے
انکے نواسے قطرۂ آب کے پیاسے یعنی انکے نور عین حضرت امام حسین کے ساتھ جو انکی اولاد خاص اور فرزند
با اختصاص ہین ایسا معاملہ کیا کہ کسی نے ایسا واقعہ از آدم تا ایندم نہ لوگون کانون سے سنا ہی نہ آنکھون سے
دیکھا ہو تمکو کیا تمھاری دین تمھارے مذہب اسلام کا یہی رسم ہے یہی لکھا ہے کلمۂ اسلام پڑھے جاتے ہو
اور کفر مین فرعون اور نمرود سے بھی بڑھے جاتے ہو افسوس آہ آہ تم لوگ کیسے برے لوگ ہو خدا کی پناہ
اپنے خدا و رسول کے پاس جاؤگے تم کیا منھ دکھاؤگے نظم جواب چیست شمارا اگر سوال کند * محمد عربی
از شما بروز جزا * کہ آن چہ بود کہ با اہلبیت من کردید * چو من بیک لقبان تم از سرای فنا * جزاے
آن کہ شما را بحق معزوم راہ * روا بود کہ حسین تشنہ ہم بن سعد رسد زشما * یزید پلید نے یہ سخن سنکے آتش غیظ و
غضب سے جل بھنکے کہا کہ ای یہودی کیا کہین اگر میرے پیغامبر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرما گئے
ہوتے کہ ذمیون کو مت ستائیو انکو تجھے ایذا مت پہنچائیو اسواسطے کہ جو لوگ ذمی کو ستاوینگے ہم اونکے
قیامت کیدن دشمن ہو جائینگے تو مین ابھی تجھے سزا کامل دیتا پھر سر تیرا اتار لیتا یہودی نے کہا
اے احمق جو شخص کہ ہم ایسے ادنیٰ یہودی کیواسطے ظالم کا دشمن ہو جائیگا تو وہ اپنے جگر گوشہ کے واسطے
کیا کیا کچھ خصومت نہ فرمائیگا اے خبیث جسوقت کہ نانا حضرت پیغامبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قیامت
مین تجھسے خصومت کرینگے اور جسوقت انکی مادر مہربان حضرت فاطمہ زہرا عرش الٰہی کے پائے
کو پکڑ کے دادخواہ ہونگی تو خدا کو تو کیا منھ دکھائیگا کونسی دلیل پیش لائیگا ان باتون کو سنکے یزید
پلید کا غصہ بڑھ گیا بادۂ ننگ و ناموس کا نشہ چڑھ گیا کہا ہان جلاد کو بلاؤ اور ابھی سر اس یہودی
میرے پاس کاٹ لاؤ یہودی نے اچھل کر کے سر سلطان دارین حضرت امام حسین کا اٹھا لیا
اور کہا اے نور بنی فرزند علی مین آپ کا غلام ہون شیفتہ کاکل مشکفام ہون کشتۂ خنجر فراق
ہون جمال رسول نما کا ازبس مشتاق ہون خلوص دل سے مسلمان ہوتا ہون کلمہ
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہکے صاحب ایمان ہوتا ہون اے میرے آقا اے میرے
مولیٰ اے میرے سید کل میری خبر لینا اور اپنے جد امجد کے سامنے میرے ایمان پہ گواہی دینا

یزید نے کہا کہ اب مارے جانے کے ڈر سے مسلمان ہوتا ہے یہودی نے کہا اے خبیث مجھ میں حضرت امام حسین سے
فاضلتر نہیں ہوں انکی تو نے گردن اتاری میری گردن بھی اتار دے بسم اللہ میں حاضر ہوں مجھکو بھی بارگاہ الٰہی انشاء اللہ
تعالیٰ میں بھی زمرۂ شہدائے کربلا کے اٹھایا جاؤنگا حق تعالیٰ سے بعوض اسکے باغ ارم پاؤنگا آخر اُس
پلید نے اُس نومسلم کو بھی جان سے مارا نعرہ اللہ اکبر کے ساتھ وہ جنتی جنت کو سدھارا شعر رسول پاک
پہ بھیج اے خدا درود وسلام ٭ علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام ٭ روایت ہے کہ جس وقت یزید
علیہ اللعنۃ سر مبارک سید الشہدا کے ساتھ بے ادبی کر رہا تھا اُسوقت حسب اتفاق ایک ایلچی قیصر روم
کا بھی وہاں حاضر تھا حضرت امام کے سر اقدس کو دیکھکر بے اختیار رونے لگا اور سینا کوٹ کے جان
کھونے لگا بار بار آہ سرد بھرنے لگا فریاد و فغان کرنے لگا اور کہنے لگا اے یزید اے پلید ابتک بعض ٹاپوؤں میں
نشان سُم حضرت عیسیٰ کے گدھے کا باقی ہے ہم لوگ اہل نصاریٰ فوج کی فوج وہاں پر اُس نشان کو
سُم کی زیارت کو ہر سال جاتے ہیں اور کمال ادب اور نہایت خلوص دلی سے اُس نشان سُم کی تعظیم بجالاتے
ہیں اور زر و جواہرات اور طرح طرح کی تحفہ تحفہ چیزیں اپنے اپنے مقدور کے موافق وہاں نذر چڑھاتے ہیں اور
جسطرح تم لوگ خانہ کعبہ کی بزرگی اور تعظیم کرتے ہو اسی طرح پر ہم لوگ اُسکا ہر طرح سے آداب بجالاتے ہیں
افسوس صد افسوس ہے کہ کل تمہارے بہشتی جنت کو سدھارے ہیں اور آج ہی تم نے خاص اپنے نبی کی آل
علی کے نونہال کو کہ جو جان رسول اور روح و روان بتول ہے قتل کروالا اور سارے اہلبیت اطہار کو
اُنکے طرح طرح کی اذیتیں دیکے خوب اپنے دل کا غبار نکالا اے یزید ایکبار میں بہ تجارت زمان حیات
میں سرور عالم حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدینہ منورہ گیا تھا پھر حضور نبوی میں حاضر آیا اور کمال
ادب سے سلام بجالایا اور مشاہدہ جمال حق نما سے چشم میں ایک بصارت تازہ پائی اور فیضان مجلس عالی سے
جسم میں میرے نضارت بے اندازہ آئی پھر جب جان سے میں عاشق زار ہوگیا شیفتہ کاکل مشکبار ہوگیا بس
میں تھوڑا سا مشک الطیب اور عنبر اشہب حضور اقدس میں گذرانا اور اس ہدیہ مختصر کو نجات دارین جانا آپ نے
فرمایا کہ اگر تم میری طرف سے پہلے یہ ہدیۂ ایمان قبول کرو تو میں آج تمھارا ہدیہ قبول کرونگا اور کل قیامت میں تمھارے
سر پر ظل رحمت کی دھر دونگا میں فوراً آپ کے ہاتھ پر ایمان لایا اور روم میں آکر مدت تک اپنا اسلام
چھپایا پھر کئی برس ہوئے کہ چاروں بیٹیاں اور پانچوں بیٹے ہمارے بھی مسلمان ہوگئے مع متعلقین سب صاحب
ایمان ہوگئے اور انھیں ایام میں حضرت کے ہاتھ پہ مسلمان ہوگیا تھا تو ہی سرور کا سر خواری کے ساتھ اقدس تیرے

آگے دھرا ہی حجرہ تھا وہ سے حضرت ام سلمہ کے باہر آئے پس حضرت سرور عالم انکو اپنی گود مین اُٹھا کر ادھر اُدھر گھر لے گئے
لب و دندان کو انکے بار بار چومنے لگے اور فرمانے لگے کہ خدا کی مار پڑے اللہ کی لعنت اور پھٹکار پڑے اسے حسین
اس آدمی پر کہ جو تجھے ناحق مارے سر تیرا تن سے اتارے دوسرے دن ہی صاحبزادی اپنے بڑے بھائی حضرت
امام حسینؑ کے ساتھ مسجد نبوی میں تشریف لائے اور کہنے لگے کہ نانا جان آج ہم دونوں بھائیوں نے باہم
کشتی خوب لڑے جی جان سے ایک دوسرے پر ٹوٹے مگر کسی نے کسی کو زمین پر ٹیکا نہیں ہمیں معلوم کہ
ہم دونوں بھائیوں میں کون زور آور زیادہ ہی بجز اسکے کچھ دل میں کھٹکا ہیں سو آپ بتا دیجیے کہ ہم دونون
بھائیوں میں کسکو زور زیادہ ہے کس شخص کو قوت ہے اندازہ ہو آپ نے فرمایا بیٹا کشتی لڑنا تمہارا کام نہیں
ہے کسی طرح کا کچھ نام نہیں سو جاؤ دونون بھائی ایک ایک خط لکھ لاؤ جسکا حرف بہتر ہو گا وہی قوی ہو گا
بہتر ہو گا دونون شاہزادے گھر میں آئے ایک ایک خط لکھکے حضور نبوی میں لائے حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم دیکھیں شاہزادون برابر درست لکھتے تھے آپ نے سوچا کہ اگر حسنؑ کے خط کو بہتر کہوں تو حسینؑ کو
ملال ہو گا اور اگر حسینؑ کے خط کو اچھا کہوں تو حسن خستہ حال ہو گا پس آپ نے فرمایا کہ اے جان جلد تم اپنے
باپ کے پاس جاؤ وہ خط خوب پہچانتے ہیں حرف کے حسن و قبح کو اچھی طرح جانتے ہیں وہ کہدینگے کہ دونون میں
کون خط اچھا ہے غرض دونون صاحبزادے دوڑے ہوئے اپنے والد شیرِ خدا کے پاس آئے اور دونون خط
ہاتھ میں انکے دھر دیے اور سارے حال عرض کر دیے شیر خدا کے دل میں بھی اسی بات کا کھٹکا ہوا فرمایا اپنی
ماں کے پاس لیجاؤ دیکھو تو کس کے خط کو اچھا فرماتی ہیں غرض دونون شاہزادے دوڑے ہوئے حضور عالی میں
جناب حضرت سیدہؓ کے تشریف لائے اور ساری کیفیت ابتدا سے انتہا تک کہہ سنائے اور عرض کی کہ اماں دونون
خطوں کو آپ ملاحظہ کیجیے اور جسکا خط اچھا ہو اسکے قوت کی داد دیجیے حضرت سیدہؓ نے سوچا کہ یا اللہ یہ کیا مشکل ہے
انکے جد بزرگوار اور پدر نامدار نے تو چاہا کہ کسی ایک کے آئینۂ دل پر غبار ملال پڑے نہیں خاطر نازک میں کسی ان
دو کے حزن و تنگ گزرے نہیں اسواسطے انھوں نے مجھپر ٹالا اب میں کیا کرون پس حضرت سیدہؓ نے فرمایا
کہ تم لوگ خوب جانتے ہو کہ میں خط کا حال جانتی نہیں بھلا برا کچھ پہچانتی نہیں مگر میرے پاس سات
موتی انمول ہیں ان ساتوں موتیوں کو تم دونون بھائی کے سرون پر نثار کرتی ہوں پس جو کوئی تم
دونون میں زیادہ موتی میرے پاس چن لائیگا خط اسکا بہتر ہو گا اور سند زیادتی قوت کی وہی مجھسے
پائیگا پس حضرت سیدہؓ نے پہلے دونون ماہ پارون کو خوب پیار کیا پھر ان ساتوں موتیوں کو انکے

سرون پر نثار کیا پس دونون نبی کے لعل علیؑ کے نونہال مارے خوشی کے سر دھنتے اور جھپٹ پڑے تین تین
موتی دونون بھائیون نے برابر چنے پروردگار عالم نے دیکھا کہ اب یہ جو چھٹا موتی چنے گا تو دوسرا مارے
ملال و شرم کے سر دھنے گا پس فوراً فرمان رب جلیل بنام جبرئیلؑ آیا کہ ہان ابھی اس موتی کو دو ٹکڑے
کرو اور زمین پر دونو جگہ دھر دو تاکہ دونون نبیؐ کے ماہ پارے چرخ امامت کے تارے آدھا آدھا موتی چن لیوین
دل کسی کا ملول نہو اور حکم برابری قوت کا اپنی مان سے سن لیوین پس جبرئیلؑ بحکم باری زمین پر آئے اور
اسیطرح عمل مین لائے دونون شاہزادون نے ساڑھے تین تین موتی چنکے مژدہ مساوات قوت کا مادر مہربان سے
سنکے دوڑے حضور نبویؐ مین آئے اور سارا حال کہہ سنائے ای یزید پلید وہان تو حضرت سرور عالم رسول خدا
اور علیؑ مرتضیٰ اور حضرت فاطمہ زہرا اور خداوند کبریا کو گوارا نہوا کہ ایک شاہزادی کو دوسری کی زیادتی قوت
کا حال سنکے کچھ ملال آوے ایک سے دوسرے کا جی شرماوے اور یہان پر تو نے بڑے شاہزادے شہنشاہ
زمن حضرت امام حسنؑ کو شربت ہلاہل پلایا وہ چاند سی صورت وہ نور کی مورت کو انکی تو نے مٹی مین ملایا اور
سرور بہشت ٹکڑے ٹکڑے ہو جگر انکا دستون کے ساتھ باہر آیا ای ظالم ذرا تو خدا سے نہ شرمایا اور چھوٹے صاحبزادے جان کونین
حضرت امام حسینؑ کا سر تو نے مع بہتّر سر ہمراہیان انکے کے تیغ ستم سے کٹوا کے اپنے سامنے منگوایا وای بر تو ای بے
ذرا بھی انکی بزرگی کا لحاظ تیرے جی مین نہ لایا **نظم** ای ناکسان بہ نسبت فرزند مصطفےٰ ۔ باشد بہیچ وجہ سوا
کین چنین کنید ۔ بر خلق تشنہ شہ دین تیغ کین کشید ۔ در خاک و خون نہادہ رخ نازنین کنید ۔ یہ بات
سنکے سب حاضرین کے دل مین خنجر غم گڑ گیا اس مجلس مین ایکبار ماتم پڑ گیا یزید نے کہا کیا کہون تو قیصر روم
ایلچی ہے اسکا پاس کرتا ہون اور نہین تو مین ابھی قتل کروا تا اپنے جی کا حوصلہ نکالتا اسنے کہا ای یزید
بیدین تجھے شرم نہین آتی افسوس قیصر روم کے ایلچی کا تو تو پاس کرے اور اولاد رسولؐ کو بلا جرم
قتل کرے اور خدا سے خوف کرے نہ ہراس کرے دیکھنا قیامت کے دن حقتعالی تجھکو اور تیرے ہمراہیون کو
سزا دیگا انشاء اللہ سبکو کندۂ دوزخ کا کریگا غرض رسول قیصر روم نے یزید پلید کو بہت سخت
کلام سنایا پھر مغموم ہو کر اسکے دربار سے چلا آیا **شعر** رسولؐ پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام ۔ علیؑ و
فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ۔ **روایت** ہے کہ جب سب طرف سے یزید پلید پر لعنت ہونے لگی
ساری خلق اسکو بحر ملامت مین ڈبونے لگی تب اسنے سب کی طرف سے منہ موڑا اور حضرت زین العابدینؑ
کیطرف متوجہ ہو کر کے پوچھا کہ یہ کس کا ماہ پارا ہے یہ کس کی آنکھون کا تارا ہے لوگون نے کہا یہی زین العابدین حضرت

امام حسینؑ کے بیٹے علی مرتضیٰؑ کے پوتے ہین بستر پر بیمار پڑے ہوئے باپ کے غم مین روتے ہین کہنے لگا کہ مینے سنا تھا
کہ علی بن حسین تو مارا گیا سر اسکا بھی تن نازک سے اتارا گیا لوگ بولے کہ امام حسینؑ کے تین لڑکے تھے علی اکبر علی اصغر
سر تو ہم لوگون نے وہین پر اتارے وہ دونون کربلا ہی مین جنت کو سدھارے باقی یہ تیسرے علی اوسط محض بیمار تھے بات کرنے آہ
بھرنے سے لاچار تھے اسواسطے ہم لوگون نے انکو شربت شہادت نہ پلائی اور تمھارے پاس قید کر لائے پھر اس خبیث
نے حضرت امام زین العابدین کیطرف متوجہ ہو کرکے کہا کہ اے لڑکے تو کچھ جانتا ہے باپ تیرا یہ چاہتا تھا کہ مسند خلافت پر
جلوس فرماوے اور اُنکے نامونکا خطبہ منبرون پر پڑھا جاوے باری شکر باری ہے کہ تمھاری دلی تمھارے باپ کی بر نہ آئی
باپ نے تیرے اپنی مراد نہ پائی حضرت امام زین العابدین نے فوراً جواب دیا کہ اے یزید یہ تو بتلا کہ یہ منبر جو مسجدون مین
بنے ہین ہمارے باپ دادون کے ہین یا تیرے باپ دادون کے اور خلافت اور امامت ہمارے خاندان مین زیبا ہے کہ
جنھون نے راہ خدا مین جہاد کیے ہین اور کتنا مشرکین کو قتل کرکے مسلمانون سے شہرون کو آباد کیے ہین یا تیرے
گھرانے مین کہ ہمیشہ سے تیرے خاندان کے لوگ شرک و کفر کرتے رہے دین کو چھوڑ کر طلب جاہ اور دنیا مین
مرتے رہے صبر کر عنقریب قیامت کے دن حقتعالیٰ ہمارا تیرا معاملہ بہت اچھی طرح سے فیصل کریگا اور اللہ
تعالیٰ بیشک ہماری داد دیگا قطعہ روزیکہ اندرو جگر از ہول خون بود ۞ حکام را لوای عمل سرنگون بود ۞ ای
از برای دو سنہ بود دون دادہ دین بباد ۞ اندیشہ کن کہ حال تو آنروز چون بود ۞ ان باتون کو سنکے یزید پلید کا
غصہ بھڑکا جلاد سے وہ ملعون کڑکا کہ ہان ابھی اس لڑکے کو باہر لیجا اور خنجر آبدار سے سر اسکا کاٹ لا جلاد نے
تو حضرت زین العابدینؑ کا ہاتھ تھاما کہ باہر لیجاوے اور سر آپکا کاٹ لاوے یزید کے پاس سے آئے حضرت ام کلثومؑ پردہ
کے اندر سے فرمایا کہ ہان ہان بجز اس لڑکے کے کوئی ہم لوگون کا محرم نہین کوئی رفیق نہین بچا اس لڑکے کو چھوڑ دو
ہاتھ اسکے قتل سے موڑو پھر یہ بیت پڑھی بیت اَنَادِیْكَ یَاجَدَّاهُ یَاخَیْرَ مُرْسَلٍ ۞ حُسَیْنُكَ
مَقْتُوْلٌ وَنَسْلُكَ ضَائِعٌ یعنی پکارتی ہون مین آپ کو اے نانا جان اے بہتر سب رسولون سے خبر لیجیے
کہ حسینؑ آپ کی تو شہید ہو ہی چکے اور اب آپ کی نسل منقطع ہوا چاہتی ہے یہ بیت سنکر یزید پلید مارے خوف کے
کانپنے لگا دم بخود ہو کر ہانپنے لگا پھر کہا کہ اچھا اس لڑکے کو چھوڑ دو اسکے قتل سے منھ موڑو اور روایت ہے
اسکے بعد یزید پلید نے حضرت امام زین العابدین کو اپنے پاس بلایا اور اپنے بیٹے کے روبرو بٹھایا پھر اس شیطان
نے کہا کہ اے فرزند حسینؑ یہ لڑکا ہمارا تمھارا ہم سن ہے اور لڑنے بھڑنے کا یہی دن ہے بھلا تم اس لڑکے سے
کشتی لڑ سکتے ہو زور ہاشمیت دکھا کے ہاتھ اسکا پکڑ سکتے ہو آپ نے فرمایا ہم لوگون کو کشتی کرنے سے کیا کام ہے

اور مانا پر ایسے ایسے لونڈون سے کشتی لڑنے مین کیا نام ہی ہان اگر تو چاہی کہ میرے زور ہاشمیت کا کچھ تماشا دیکھے
یا اپنے بیٹے کا لاشا دیکھے تو ایک چھری مجھے دی اور ایک چھری اپنی بیٹے کو اور حکم دی کہ جو غالب آئے مغلوب کو
مار ڈالے سر اُسکا اسی چھری سے اُتار ڈالے پھر دیکھے تو کون کسکا پیٹ پھاڑتا ہی اگر ایک چھری اُسکے سینہ پر
مارون تو ناف تک پھٹ جاوی سر پہ مارون تو کھوپری تک کٹ جاوی یزید اسپر راضی ہوا اتنے مین نوبت
بجنے لگی یزید پلید کے بیٹے حرامزادہ نے کہا کہ اے ابن حسینؑ یہ نوبت تو میرے باپ کی بج رہی ہی بادل کیطرح
گرج رہی ہی کہو تمھارے باپ کے نام کی نوبت کہان ہی حضرت امام زین العابدین نے فرمایا کہ ذرا ٹھہر اسکا
جواب دیتا ہون مگر جب میرے باپ کی نوبت بجنے کی نوبت آئیگی تو یہ نوبت تیرے باپ کی موقوف
ہو جائیگی یہ نوبت سنکے دنیا یاد پڑتی ہی اور اس نوبت کے سنتے ہی خلق دنیا کو چھوڑ خدا کی جناب مین
سر سجدہ ہو کر ناک رگڑتی ہی یہ نوبت سنکے فرشتے جی مین لاحول ولا پڑھتے ہین اور خاموش رہتے ہین اور وہ نوبت
سنکے دل اور زبان سے صلّ علیٰ کہتے ہین کہ اتنے مین مؤذن نے اذان دی جب یہ نوبت اللہ اکبر کی بجنے لگی
وہ نوبت یزید کی فوراً موقوف ہو گئی حضرت امام زین العابدینؑ نے فرمایا کہ اے پسر یزید یہ نوبت پنج وقتی میرے
بابا جان کے نام کی ہی کہ قیامت تک بجتی رہیگی یا ابر رحمت کی مثال گرجتی رہیگی آپ تو اس نوبت پنج روزہ پر
کیا پھولا ہی خدا اور رسولؐ کو کیا بھولا ہی تا دامان قیامت جب خطیب لوگ منبرون پر چڑھینگے تو خطبہ
امامت اور فضیلت کا ہم لوگون کے نام پر پڑھینگے پھر فرمایا اے یزید سچ بتا کہ جبرئیل امین ہمارے گھر آیا کرتے
تھے یا تیرے گھر وحی ہمارے یہان اُتری ہی یا تیرے یہان لوگ کلمہ میرا پڑھتے ہین یا تیرا آیہ تطہیر ہمارے حق مین
نازل ہوئی ہی یا تیرے حق مین ہماری محبت لوگون پر فرض ہی یا تیری اے یزید تو نے کیا سمجھا کیا تو ہمیشہ
جیتا رہیگا اسی طرح سوکھین ہنا اوڑھیگا شراب پیتا رہیگا کیا ہمیشہ تیرا ہی راج رہیگا یا قیامت تک تو ہی صاحب
تخت و تاج رہیگا دیکھ لینا عنقریب انشاء اللہ تعالیٰ یہ ساری دولت تیری بھی لٹ جائیگی دین کو تو نے
تو کھو چکا تھوڑے دنون دنیا بھی تجھسے چھٹ جائیگی یہی لوگ ہو دینگے اور تیرا لاشہ ہوگا اُسوقت قدرت
کا کھیل ہوگا عجب تماشا ہوگا ان باتون سے سُننے والون کے رونگٹے کھڑے ہوگئے اور یزید پلید کے
بدن مین رعشہ آگیا اور ماری ہیبت کے وہ شیطان تھرا گیا شعر رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و
سلام وعلی و فاطمہ حسن و حسینؑ پر بھی مدام روایت ہی کہ جب یزید بدذات حضرت امام زین العابدینؑ
کی باتون سے قائل ہوا اُسوقت کہنے لگا کہ اے امام اگر کچھ حاجت ہو تو بیان کرو کہ اُسے روا کرون آپ نے

فرمایا کہ چار حاجت رکھتا ہون ایک یہ کہ میرے باپ کے قاتل کو میری حوالے کرتا کہ اپنے ہاتھ سے اُسکو قتل
کر ڈالون دل کا ارمان جی کا حوصلہ نکالون یزید نے سرداران کوفہ سے پوچھا کہ امام حسینؑ کو کسنے مارا لوگون نے کہا
خولی نے خولی ملعون نے ڈر کے کہا حاشا مین نے نہین مارا ہی سنان نے مارا ہی سنان نے انکار کیا کہ لعنت قاتلان
امام حسینؑ پر بلکہ انکو شمر نے مارا ہی یزید نے شمر سے پوچھا کہ سب لوگ کہتے ہین کہ تو نی مارا ہی شمر نے کہا معاذ اللہ مینے
نہین مارا سب جھوٹ کہتے ہین یزید نے بہت غصہ ہو کر کہا کہ سچ کہہ کہ انکو کس نے مارا شمر نے کہا کہ مین سچ بتاؤن
امام حسینؑ کی قاتل کا پتا بتا دون کہ ای یزید امام حسینؑ کا قاتل وہی ہی جسنے پہلوانان عرب او شلم کو جمع کیا اور خزینہ
بیت المال کا کھولدیا اور لشکر کو ہتھیار اور گھوڑا دیا جوڑا دیا توڑا دیا اور جس نے ابن زیاد کو سردار لشکر بنایا اور کہا
جا امام حسینؑ اور انکے ہمراہیون کا سر کاٹ لا یزید نے یہ سُنکے آتش ندامت مین جل بھُن کے شرم سے سر
جھکا لیا اور شمر کا کچھ جواب نہ دیا پھر حضرت امام زین العابدینؑ سے کہا کہ اور حاجت اپنی کہو فرمایا دوسری حاجت
یہ ہی کہ سر میری بابا جان اور شہدا کا مجھے دی کہ اپنے ساتھ لیجاؤن تیسری مجھے اور ساری بندیان اہلبیت اطہار کو
چھوڑ دی تا کہ مین سب کو مدینہ منورہ کو لیجاؤن اور اپنے جد بزرگوار کے روضۂ انور پر جا کر عبادت الٰہی مین
تا دم زیست مشغول رہون چوتھے کل جمعہ کا دن ہی مجھے اجازت دی کہ منبر پر چڑھون اور شامیون
کے سامنے خطبہ پڑھون یزید نے کہا بہت خوب یہ تینون باتین تمھاری مجھے منظور ہین **شعر** رسول پاک پہ بھیج
ای خدا درود و سلام ٭ علیؑ و فاطمہ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ٭ روایت ہی کہ اسکے بعد یزید پلید نے حکم دیا کہ
حضرت امام حسینؑ اور ساری شہدا کے سرون کو دروازی پر دمشق کی لٹکا دو تا کہ جو کوئی میری بغاوت پر سر
اُٹھائیگا اسیطرح سر اُسکا کاٹ کی لٹکایا جائیگا چنانچہ لکھا ہی کہ حسب الحکم اُس سیاہ رو کے برابر تین شبانہ روز
سرہای شہدای نامدار دروازی پر دمشق کے لٹکے رہے شامیان سیاہ رو صبح و شام بنظر تفریح آتے اور اللہ کی قدرت
کے کھیل کی سیر کر جاتے **شعر** آسان ست کردن بر سر نیزہ سر شاہی ٭ کہ دادی بوسہ سلطان رسل بر روی خندان
٭ روایت ہی کہ جب دوسرا دن جمعہ کا آیا یزید نی منادی کرادی کہ آج سب اہل دمشق جامع مسجد مین
حاضر آئین اُسی دن جمعہ کیوقت اتنے لوگ آئے کہ قدم دھرنے کی سجدہ کرنے کی جگہ نہ ملتی تھی بباعث
کثرت آدمیون کی شانہ سے شانہ چھلتا تھا پس یزید پلید نے ایک خطیب بدنصیب شامی کو کہا کہ منبر پر جاؤ اور
حاضرین کو میری حقیت اور امام حسینؑ کی برسر باطل ہونے کا خطبہ سناؤ پس اُس خطیب نے منبر پر چڑھکے تعریف
آل ابوسفیان بعد ندامت آل ابی طالب کی اور بطلان حضرت امام حسینؑ کا اور حقیت یزید پلید کی بیان کرنی شروع کی حضرت

امام زین العابدین نے للکارا کہ ارے میان تو کیسا خطیب ہے تو مذمت آل عبا کی کرتا ہے کیسا عجب ہے شعر آل عبا
از ہمہ فاضلتر اند ؎ دم زخیمین تو مہم چرا میکنی ؎ پھر آپ منبر پر تشریف لائے اور پہلے ایک خطبہ مشتمل حمد الٰہی و
حضرت رسالت پناہی بفصاحت تمام و بلاغت تمام لوگون کو سنایا کہ سارے فصحا و بلغا منہ تکنے لگے دم بخود رہ گئے اس شیرینی
کے ساتھ اس کمسنی غریب الوطنی مین خطبہ پڑھا کہ بلغای شام و روم کے دانت کھٹے ہوئے قافیے سب کے تنگ ہو گئے غرض
اس خوبی کے ساتھ پڑھا کہ فضلای عراق و شام مارے شرم کے منھ کھول نہ سکے ایسا آپ کا رعب پڑ گیا کہ سواد وہ فق ہو
گے کچھ لوگ بول نہ سکے پھر اس لہجہ سے وعظ کہا شہادت کربلا کا ذکر کیا تاثیر سے اسکے سارے سنگدلان شام موم دل
ہو گئے کوفیان بد انجام مرغ بسمل ہو گئے اور عراقیان نا فرجام عرق خجالت مین غرق ہو گئے اور سارے علمای روم و
شام جوامع کلم اور لوامع حکم آپ کو سنکر غرق لجہ حیرت انبار فرق ہو گئے پھر فرمایا ای اہل شام تم لوگون مین سے جو مجھے
جانتا ہے وہ تو جانتا ہے مگر جو نہ مجھے نہین جانتا ہے جو میرا خاندان نہین پہچانتا ہے سو جانے کہ مین فرزند رسول مختار حبیب
پروردگار ہون مین فرزند صاحب معراج اور خداوند تخت و تاج ہون مین نور چشم راکب براق اور افضل البشر
علی الاطلاق ہون مین لخت جگر رحمت عالم حضرت رسول اکرم ہون اور مین پوتا شہسوار ہل اتی اور شہریار
تخت گاہ لافتی شیر خدا علیؑ مرتضے داماد مصطفے کا ہون اور مین راحت جان سادات اور شفیع عرصہ
عرصات کا ہون اور مین روح و روان بنت رسول یعنی حضرت فاطمہ زہرا بتول کا ہون اور مین بھتیجا سبط رسول
قرۃ العین بتول امام مسموم شاہ زمن حضرت امام حسن کا ہون یعنی مین بیٹا شہید مظلوم غریب مہموم سید معصوم امام مغموم
نور دیدہ مصطفے سرور سینہ مرتضی شہید رنگین کفن قتیل خونین پیرہن جان کونین حضرت امام حسین شہید کربلا کا ہون
یزیدیون نے میرے بابا جان سارے اقربا کو بیکس تن تنہا تین دن رات کا بھوکا پیاسا میدان کربلا مین شہید کر ڈالا
ساقی کوثر کے نواسے کو قطرہ آب سے ترسا ترسا کر تیغ ستم کا پر بار سا کے اپنے جی کا حوصلہ نکالا اجی کیا کہین جسطرح
جیتی مچھلی کو کڑھائی مین تلتے ہین اسی طرح کوفیون نے میری بابا جان کو جیتے جی کربلا کی توی پر تل ڈالا پھر سر کو
انکے کاٹ کے لہو لہان جات کر یزید کے پاس ہدیہ لائے اور لاش کو بابا کے دہن پر گھوڑون کی ٹاپون سے کچل
ڈالا جب یہ کہا مسجد مین ماتم پڑ گیا دوست دشمن سب کا جی بگڑ گیا کوئی پتھرون پر سر کوٹنے لگا کوئی تا آہ او
نالہ جانکاہ و نالہ سے کسی کا دم گھٹنے لگا کوئی عالم تحیر مین خاک پر پڑا آہ سرد بھرتا تھا کوئی پشت بدیوار رنج و غم
کو چھپا چھپا کر روتا تھا اہل مسجد نے اسقدر ہای ہای کے نعرہ آہ آہ کو شرارہ عرش تک پہونچائے کہ شہر دمشق والے چھوٹے
بڑے اپنے اپنے گھرون سے نکلکر باہر آئے یزید بدبخت ڈرا کہ ایسا نہو کہ لوگ وعظ سے بلوای عام ہو جاوے لوگ ہمکو لوٹ

مین امام زین العابدین کا کام ہو جاوے پس اُس پلید نے مؤذن کو کہا کہ اذان دے مؤذن نے اذان شروع کی جب
اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہا حضرت امام زین العابدین نے منبر سے اتر کے عمامہ سر کا اپنے آگے مؤذن کے
دھر کے فرمایا کہ اے مجھے انھین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کی قسم دیتا ہون کہ ذرا ٹھہر مؤذن چپ ہو گیا پس آپ نے یزید سے کہا
اے یزید سچ بتا یہ حضرت رسول اللہ میرے جد بزرگوار ہین یا تیرے اگر تو جانتا ہے کہ وہ میرے جد ہین تو پھر کسو اسطے
تو نے میرے بابا جان امام حسین کو ناحق قتل کرایا اور اہلبیت اطہار کو جنکی چوکھٹ کو فرشتے بلا اذن چھو نہین
سکتے تھے جبرئیل امین حریم عصمت مین آنکی گھوم نہین سکتے تھے شہر شہر گلی گلی پھرایا اور مجھے تو نے یتیم بے پدر کر ڈالا پھر
تو کلمہ پڑھتا ہے میرے جد مجید کا نام لیتے وقت شرماتا نہین اللہ سے کچھ خوف کھاتا نہین پھر لوگون سے آپ نے مخاطب ہو کر
فرمایا کہ میرے سوا کوئی ایسا ہے جسکا نانا خدا کا پیغمبر ہو اور جسکا دادا ساقی کوثر ہو اس کلام کو سنکر کے سب کے سب
بے اختیار رونے لگے جی جان کھونے لگے کسی کی آنکھون سے سیلاب خون جاری کسی پر حالت غشی طاری بعضے
بیہوش پڑے تھے اور بعضے انگشت بدندان عالم تحیر مین ٹکٹکی باندھے کھڑے تھے پھر تو ہر طرف سے قاتلان امام حسین
پر لعنت ملامت پڑنے لگی یزید کیطرف سے طبیعت لوگون کی بگڑنے لگی یزید پلید غوغای عام سے خوف کھا کر اٹھ کھڑا
ہوا اور جلد جلد مؤذن سے تکبیر کہلائی اور بعد نماز کے حضرت زین العابدین کی طبیعت اور بانوئین بہلائی **نظم**
بازیچہ ایست ناحق سر بریدن شہریار را ٭ کہ بود حضرت روح الامین گہوارہ جنبانش ٭ بوقت قتل کس
از ہر ذرہ آواز می آمد ٭ کہ لعنت بر خدا بر شمر و بر القصار ردار عوانش ٭ روایت ہے کہ یزید نے اہلبیت
اطہار اور عابد بیمار کے رہنے کو خاص ایک کمرہ خالی کرا دیا تھا اور حضرت امام حسین کی ایک صاحبزادی
چار برس کی تھین کہ آپ انکو بہت پیار کرتے تھے جی جان اپنا اُن پر نثار کرتے تھے اور وہ صاحبزادی بھی امام
سے بہت ہی مالوف تھین دل وجان سے فریفتہ مشغوف تھین جب سے امام تشنہ کام نے شہادت پائی برابر ہو
رو کر پوچھا کرتی تھین کہ بابا کہان ہین مجھے بتا دو للہ انکا مجھے پتا بتا دو لوگ کہتے باہر کسی کام کو گئے ہین سفر
عراق یا شام کو گئے ہین دیکھو اب آتے ہین اور تمھارے واسطے چیز لاتے ہین غرض اسیطرح باتون لوگ انکو بہلاتے
گود مین لیکر تشفی دیکر ادھر ادھر ٹہلاتے تھے اسی کمرے مین اُن صاحبزادی کو دیدار پدر کا شوق بھڑکگیا
آتش ناز پدر مین جلانا نشہ چڑھگیا آخر فراق پدر مین روتے روتے سو گئین نیند پڑگئی غافل ہو گئین خواب
مین دیکھا کہ بابا جان مجھے اپنی گود مین لیے صحن خانے مین گھوم رہے ہین کمال محبت سے سر اور منھ کو میرے
چوم رہے ہین ناگاہ نیند اچٹ گئی باپ کو نپایا پھوپھی کے گلے سے لپٹ گئین اور غل مچایا آتش شوق بھڑک گئی

خواب نوشین سے طبیعت بھڑک گئی وصال پدر کا شوق زیادہ ہوا دیدار پدر کا ذوق بے اندازہ ہوا لوگون نے پوچھا
کہو کیا حال ہے کسوجہ سے اتنا ملال ہے صاحبزادی نے لوگون کو خواب کا حال کہہ سنایا آنکھون سے دریا ئے خون بہایا اور رو
رو کے کہنے لگے کہ اجی پھوپھی بابا کہان گئے ہین کب آوینگے جمال اپنا مجھے کب دکھاوینگے یا تو باباجان کو میرے پاس
بلادو یا باباکے پاس مجھے پہونچادو اب مین بن باباکے رہ نہین سکتی اب صدمۂ فراق سہہ نہین سکتی ہرچند لوگ تشفی دیتے
مانتی نہتھین حال شہادت کا امام عالیمقام کا جانتی نہتھین پھر تو ایکبار اُن شہزادی کے رونیسے سب اہلبیت
کا جی بگڑ گیا ہر محل اُس محل مین ماتم پڑگیا یزید پلید خواب سے چونک پڑا اور اپنی ماما کو بھیجا کہ جلد جا دیکھ اہلبیت پر
اب کیا مصیبت تازہ آئی ماما دوڑی آئی خواب کی خبر یزید کو جا کر پہونچائی پس یزید نے فوراً سر جناب کونین حضرت
امام حسینؑ کا اپنے محل خاص مین سے منگایا پھر اُس سر کو ایک طبق سیمین پر دھر کے ایک حریر کے رومال سے پوشیدہ
کر کے اہلبیت کے پاس بھجوایا کہ اُس عاشق زار پدر کو یہ سر دکھادو شاید اُسکی تسکین ہوجاوے سر دیکھکے مطمئن ہو کے
سو جاوے جب وہ طبق سیمین صاحبزادی کے آگے دھرا گیا پوچھا اسمین کیا ہے لوگون نے کہا اسمین وہی ہے جسکے
لیے روتی ہو دن بھر نہ کھاتی ہو رات بھر نہ سوتی ہو شاہزادی نے سرِ طبق سے رومال اُٹھا کر دیکھا کہ ایک سر
دھرا ہے اُس سر سے ایسی خوشبو کی لپٹ آتی ہے گویا مشک و عنبر سے بسا ہے وہ صورت ہے یا نور کی مورت ہے
یا چرخ امامت کا چاند ہے ماہ فلک جسکی چمک کے سامنے ماند ہے چہرۂ تابان پر نور برس رہا ہے حلق لہو سے آنکھ
آنسو سے تر بتر ہے مگر لب قطرۂ آب کو ترس رہا ہے پھر سر کو اُٹھا کر غور کیا تو دیکھا کہ یہ تو میرے باباجان کا سر ہے پدر
مہربان کا سر ہے پھر تو ایک آہ سرد بھر کے نعرۂ وا ابتاہ کر کے مُنھ کو اپنے باپ کے مُنھ پر ملنے لگین سر کو اپنے چھاتیون پر
رکھ کر رونے لگین پھر اُسی وقت اُسی طرح بابا کہتے کہتے مر گئین باپ سے جا ملین دنیا سے سفر کر گئین اُس شکو تعزیت حضرت
امام حسینؑ کی تازہ ہوگئی اہلبیت پر مصیبت بے اندازہ ہوگئی بیت اے اجل بازآ ازین جور و عنا در جہان انداختی
بار دیگر ماتمے در خاندان انداختی شعر رسول پاک پہ بھیجے ہے خدا درود و سلام پہ علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پہ بھی مدام

مدینے کو پھر اب شام سے ہے سرِ سرور	برائے تعزیت اب گشت کر کے گھر کو جاتا ہے

روایت ہے کہ جب یزید پلید ہر طرح سے اپنے جی کا حوصلہ دل کا ارمان نکال چکا دنیا کے واسطے اپنے دین کو خاک
مین ڈال چکا پس اہلبیت اطہار کے واسطے مدینہ جانے کو اسباب سفر کا مہیا کیا اور ہر شخص کو بقدر حاجت کے کپڑا اور
زادراہ بھی دیا اور نعمان بن بشیر کو حکم دیا کہ مع تین سو جوان مسلح کے اہلبیت اطہار کے ہمراہ جاوے اور بآرام تمام

روانہ ہونا اہلبیت کا دمشق سے مدینہ منورہ کو

وحفاظت تمام انکو مدینہ طیبہ پہونچا دی چنانچہ حضرت امام زین العابدینؑ سر حضرت امام حسینؑ اور سر دیگر شہدا کے
یزید پلید سے لیکے دمشق سے فراق پدر مین زار زار روکے چلے مدینہ سے باپ کے ساتھ آئے تھے دمشق سے یتیم بے پدر
ہو کے چلے سارے خویش و اقارب کو بحر فنا مین غرق ہوکے چلے عمر بھر کی کمائی دشت کربلا مین کھوکے چلے نعمان بن بشیر حسب الحکم
یزید پلید اہلبیت اطہار کو کمال تعظیم اور احتیاط سے مدینہ کو لیچلے راہ مین اہلبیت کے ساتھ کوئی دقیقہ تعظیم و تکریم کا
نہ چھوڑا اسمر مواطاعت سے اونکی مُنھ نہ موڑا جہان اور جسوقت اہلبیت چاہتے تھے وہین اُتر تے اور جب چاہتے اپنی خوشی
سے سوار ہو جاتے اور چڑھتے اور اُترتے وقت نعمان اور سواران مسلح انکے اہلبیت کے پاس سے الگ ہو کے مُنھ پھیر
لیتے اور راہ مین خصوصًا شب کو سوتے وقت اہلبیت حفاظت کیواسطے چارون طرف سے گھیر لیتے حضرت عابد
قدم بقدم پدر بزرگوار کو یاد کر کے رُوتے تھے اور اس کلام سے ہم کلام ہوتے تھے اشعار کیا کہین آکے ہم اس دشت مین
کیا کھو کے چلے ٭ گھر سے آئے تھے یہان ہنستے ہوئے رو کے چلے ٭ دست امید سے اک بات سے ہم دھو کے چلے ٭ ہائے
کیا آئے تھے گھر بار سے کیا ہو کے چلے ٭ ادرین خانہ ہمین ساز سفر گم کردیم ٭ وای بر ما کہ درین دشت پدر گم کردیم ٭ روایت ہے
کہ جب قافلہ مدینہ منورہ کے قریب آیا حضرت ام کلثوم نے حضرت زینب سے فرمایا کہ اے بہن نعمان نے خدا و رسول کا بہت
پاس کیا ساری اہلبیت کی بڑی تعظیم و توقیر کی ہر طرح کا پاس کیا دل ہمارا اُس سے بہت مسرور ہے کوئی چیز صلہ مین اسکے
نعمان کو دینی ضرور ہے حضرت زینب نے فرمایا کہ ہان اے بہن نعمان بڑا اہل ادب و تعظیم ہے کچھ بے تمیز نہین بعوض اسکے
اسے ہم کیا دین بجز زیور کے ہمارے پاس کوئی چیز نہین پس دونون بہنون نے زیور اپنے کانون اور گلون اور انگلیون سے
اُتار کر نعمان کے پاس بھیجے کہ حق خدمت کا تمھاری ہم پر بہت ہے ادا نہین ہو سکتا کیفیت یہ ہدیہ مختصر قبول کرلو
باقی قیامت مین بھی جو لوگ تمھارے ساتھ حسن سلوک پیش آئنگے شفاعت کر کے بہشت مین لیجائینگے نعمان نے نہ لیا
اور عذر کیا کہ اہلبیت اطہار حق خدمت لینا خوب نہین مین نے خدمت آپ کی واسطے خوشنودی جد بزرگوار
آپ کے کی ہے کچھ دنیا اس سے مجھے مطلوب نہین الحمد للہ کہ خدمت میری آنکو قبول ہوئی اب سعادت دارین
مجھے حصول ہوئی شعر رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام ٭ علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ حسینؑ پر بھی مدام ٭ روایت
ہے کہ جب اہل مدینہ کو قافلہ اہلبیت کے آمد کی خبر ہوئی ہر محلے کوچے مین یہ بات مشتہر ہوئی سب کے سب رونے لگے
فراق جان کونین حضرت امام حسینؑ مین جی جان کھونے لگے پھر سارے مہاجرین و انصار مرد و عورت چھوٹے بڑے
استقبال کو قافلہ اہلبیت کے گھر سے روتے ہوئے باہر آئے یا جداہ وا مصیبتنا کے نعرے چرخ تا وا ویلا کے شرارے
عرش تک پہونچائے جب حضرت امام زین العابدینؑ اور دختران حضرت امام حسینؑ و خواہران شاہزادہ کونین

پہونچنا قافلہ اہلبیت کا مدینہ منورہ مین

پر نظر اہل مدینہ کی پڑی اور پیراہن انکا بصورت گریبان تا دامان چاک دیکھا اور کپڑوں میں لگے باپ بھائیوں کا
لہو اور زلفوں پر خاک دیکھا تو گویا ایک سیخ گرم تھی کہ دلوں سے پار ہوگئی روتے روتے سب کی طبیعت بے اختیار
ہوگئی چہرے فق ہو گئے سینے شق ہو گئے کوئی مرغ بسمل کی طرح خاک پر لوٹتا تھا کوئی مارے غم کے اپنا گلا گھونٹتا
تھا انکے رونے سے ٹھیکریاں روتی تھیں انکی بیقراری سے بوستان بیتاب ہوتی تھیں جب سر سرور کو دیکھا
کے ہوش جاتے رہے سیروں تمام خاک پر لوٹ لوٹ کر سب چلاتے ہے اسوقت ایسا ماتم پڑ گیا ایسا رنج چھا
چھاتیوں میں گر گیا کہ جگر قلم مصیبت رقم اسکی تحریر سے شق ہوا جاتا ہے زبان غم ترجمان کی لیکن اسکی تقریر سے
قلق ہوا جاتا ہے رباعی عالمے زجان درین ماتم پریشان گشتہ است ۔ خانہ دلہا ازین اندوہ ویران گشتہ است
آفتابے از مدینہ رفتہ سوی کربلا ۔ پا بسی کرب و بلا در خاک پنہان گشتہ است + روایت ہے زبدۃ الریاض میں
لکھا ہے کہ مدینہ میں پانچ بار ایسا ماتم ایسا غوغا پڑ گیا ہے کہ لوگوں نے سمجھا کہ لامحالہ قیامت قائم ہوگئی پہلے جسدن کہ
جنگ احد میں حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم صحیح و سالم تھے پر شیطان نے مدینہ میں آکر آواز دی کہ اے اہل مدینہ
تمکو خبر نہیں محمد نبی کو تمھارے کفار نے مارا وہ اس دم باغ ارم کو سدھارے یہ خبر وحشت اثر سنکر مدینہ میں ایسا
ماتم پڑ گیا کہ لوگوں نے جانا کہ آج ہی قیامت قائم ہوگئی دوسرے جسدن سرور عالم حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم دنیا
سے سدھارے اہل مدینہ پر جو حالت طاری ہوئی اگر تحریر میں آئے قیامت قائم ہوجائے تیسرے جسدن خبر شہادت
سیدنا حضرت علیؑ کی کوفہ سے مدینہ میں آئی مصیبت رحمت عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تازہ ہو گئی آسمان ہلا زمین
تھرائی چوتھے جسدن جان کونین حضرت امام حسینؑ مدینہ سے مکے کی جانب بعزم کوفہ کوچ فرمایا تھا بشوق شہادت
دنیا و ما فیہا سے دل اٹھایا پانچویں جسدن کہ اہلبیت مع سر سرور دمشق سے آئے اہل مدینہ نے آہ کی نعرہ آسمان تک پہونچے
لکھا ہے کہ جو حال اہل مدینہ کا بروز وفات حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہوا تھا وہی حالت وہی
قیامت اسدن بھی انپر طاری تھی جسدن قافلہ شام سے مدینہ آیا تھا دلوں میں اسطرح کی تیرگی آنکھوں کے آگے ایسے
خیرگی چھائی کہ لوگوں نے جانا آج بالیقین قیامت آئی شعر رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام ۔ علی و
فاطمہ حسن و حسینؑ پر بھی مدام + روایت ہے کہ جسدم حضرت امام زین العابدینؑ مع زنان و یتیمان اہلبیت
اطہار و سر شہید کربلا علیہ التحیۃ والثنا شہر مدینہ میں آئے شجر حجر در و دیوار کو مبتلائے ماتم جان کونین امام حسینؑ پایا جدہر نظر
اٹھائی کیفیت قیامت نظر آئی نگری مدینہ کی بن امام حسینؑ کے سونی پائی سب دلوں پر مصیبت قیامت سے
بھی سوا پائی گلی گلی ٹھیکریاں ماتم حسینؑ میں روتی تھیں بیتابان [illegible] بیقرار ہوتی تھیں ہر طرف

غل اور شور تھا جو زندہ تھا مُردہ بگور تھا آہ و نالہ و فریاد و بکا گھر گھر برپا تھا کوچہ بکوچہ ہنگامۂ محشر مچا تھا کوئی مرغ بسمل کیطرح خاک پر پڑا تھا کوئی انگشت بدندان حالت تحیر مین کھڑا تھا کہ ناگاہ ام المومنین جناب حضرت ام سلمہ زار زار روتی ہوئین اپنے حجرے سے نکل آئین اور وہ شیشۂ خاک کربلا جو خون ہو گیا تھا اپنے ساتھ لائین جب اہلبیت نے حضرت ام سلمہ کو دیکھا ایک شور دوبالا ہو گیا اور جب وہ شیشۂ پر خون دیکھا جگر پارہ پارہ اور دل لالہ ہو گیا اسوقت حضرت ام سلمہ نے حضرت امام زین العابدین کو گلے سے لگایا اور فرمایا نظم تم مدینے مین سفینہ زن آئے + خبر مرگ نوجوان لائے + ہائے تنہا کہو تو کیون آئے + میرے جانی کی کیا خبر لائے + اپنے بابا کا غم تو سر لائے + کہو قاسم کی کیا خبر لائے + اب دُلہن کسکی بیاہ لاؤنگی + کسکو دولھا مین اب بناؤنگی + نانی کہہ کون اب پکاریگا + قبر مین مجھکو کون اُتاریگا + حضرت زین العابدین نے رو رو کر فرمایا نظم کیا کہین ہم تو لُٹ گئے بی بی + ہم سے بابا جو چھُٹ گئے ہے ہے + نقد جان آپ کے مسافر کا + راہزن نے اجل کے لوٹ لیا + موت غربت مین سدراہ ہوئی + ناؤ منجدھار مین تباہ ہوئی + اسوقت کی آہ و زاری اور ہر ایک کی بیقراری خصوصاً حضرت ام سلمہ کا ایک ایک کو آغوش مین لیکر رونا اور روتے روتے فرط غم سے بیہوش ہونا حیطۂ تقریر اور احاطۂ تحریر سے باہر ہے کہ ایک ایک سے گلے مل ملکے اتنا روتی تھین کہ کلیجہ دیکھنے والون کا پھٹا جاتا تھا سر امام حسین کو منہ اور آنکھون پہ دھر دھر کے آہ سرد بھر بھر کے اسقدر بیتاب ہوتی تھین کہ انکو غش پر غش آتا تھا حضرت شہربانو بیچاری مصیبت کی ماری حیرت سی سب کا منہ تکتی تھین فرط غم سے گھُٹ گھُٹ کی جان کھوتی تھین اور لب ہلا سکتی تھین حضرت زینب مغموم اور ام کلثوم نے حضرت ام سلمہ کے گلے سی لپٹ کر فرمایا کہ ہے ہے ای نانی کیا کہین ہم تو اس دشت کربلا مین لُٹ گئے بھائی بھتیجے بیٹے سب سے چھُٹ گئے اب کہو ہم لوگ کدھر جائین اہل مدینہ کو کیا منہ دکھائین ایسین کیسے ہمکو کون پکاریگا اب قبر مین ہمکو کون اُتاریگا الغرض اسی طرح حضرت ام سلمہ اہلبیت رسول اور اولاد بتول کو اپنے ساتھ لیکر رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے روضۂ منورہ پر آئین اور بے اختیار ہو کر خون دل سے تربت عالی کو بھگو کر مزار اطہر کو جنبش مین لائین اور وہی سر مبارک حضرت امام حسین کا جو رات دن آغوش نازنین حضرت سرور عالم کے رہتا تھا مزار شریف پر رکھدیا اور ایک آہ سوزناک دل صد چاک سے کھینچ کے عرض کیا نظم یا رسول اللہ برآ زادر دستۂ ستم شگری + اہلبیت خویشتن را زار و غمناک و حزین + در بلائے دشمنان دین گرفتار آمدہ + کس مباد اندر جہان ہرگز گرفتار اینچنین + روایت ہے اسوقت حضرت زینب مغموم نے خاک مزار سید ابرار کو سر اور آنکھون پر اپنے مل مل کے کہا وا جداہ وا محمداہ نانا جان جان

ہاری آپ پر قربان ہیں آپکے حسین ہین ہیں آپ کے نور چشم قرۃ العین ہین ہاے آپکی آنکھونکے تارے ہین ہیں
تین دن کے بھوکے پیاسے خنجر آبدار سے مارے گئے ہین ہیں آپ کے نواسے ہین قطرۂ آب کے پیاسے ہین ہیں حسین آپکے
گھر کا اجالا تھا اے نانا جان کیا آپ ذرا بھی دن کیواسطے انکو پالا تھا اے نانا آپ نے انہی کیواسطے انکو دودھ پلایا تھا
جبرئیل امین نے انہی لیے انکو جھولے مین جھولایا تھا ذرا اپنے راکب دوش زیب آغوش کا تماشا دیکھیے سر سے
تن کا لاشا دیکھیے کہ کسطرح شراب شہادت پی کے حالت سرور مین مست ہے ہین چہرہ لہو سے تر بتر ہے اور لبہاے
نوشین قطرۂ آب کو ترس رہے ہین سر بے تن مزار اقدس پر دھرے قدسبوس ہو رہے ہین پر کٹا ہاتھ بھی نہین کہ سلام
کرین صورت سے بیان واقعات کربلا کر رہے ہین زبان نہین کہ کلام کرین اے نانا پہلے آپ نے منھ موڑا پھر
بعد آپکے چھوٹی مہینے پر اماں جان نے ہم سے رشتۂ تعلق توڑا بعد اسکے بابا جان اور برادر مہربان امام حسن
کو اشقیا نے فریب دیکر مارا پھر کوفیان بیوفا نے میرے بھائی امام حسین اور انکے ہمراہیون کو قطرۂ آب
سے ترسا کے بیٹھ ستمگار پر ساکے سرون کو انکے خنجر آبدار سے اتارا اب بجز عابد بیمار کوئی باقی نہ رہا تشنہ کامان
ساقی کوثر کا کوئی ساقی نہ رہا اب بجز آہ بیمار کوئی مونس نہین غمخوار نہین سواے درد و غم کوئی محرم نہین ولدار نہین
غزل فریاد کہ بے مونس و غمخوار بماندیم + رفتند عزیزان و زغمخوار بماندیم + درخاک بخفتند ورخ از ما بنهفتند
افسوس کہ در حسرت دیدار بماندیم + غرض اسوقت مزار اقدس پر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک ایک
کے رونے اور حضرت سکینہ کے باپ کے واسطے بیتاب ہونے اور خواہر امام کی گریہ و زاری اور حضرت
عابد بیمار کی فریاد و بیقراری سے مسجد نبوی مین ایک زلزلہ پڑ گیا مزاج اقدس رحمت عالم کا بگڑ گیا آسمان و
زمین جنبش مین آگئے ملاء اعلی گھبرا گئے قریب تھا کہ مزار انور پھٹ جائے آسمان ٹوٹ پڑے ساری دنیا الٹ جائے
بیت شب تا بروز گار مین و روز تا بشب + نالیدن ست در غم تو یا گریستن + اسکے بعد حضرت ام سلمہ
نے اہلبیت کو بہت سی تسلیان دین سمجھایا بجھایا تشفیان کین اور ہاتھ پکڑ کے سبکو گھر لے آئین شعر
رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام + علی و فاطمہ حسین و حسن پر بھی مدام + روایت ہے کہ جب حضرت
امام زین العابدین روضۂ منورہ پر سے سر مبارک جناب حضرت امام حسین کا اٹھا کر لائے تو اسے کفنا کر
جمیع مہاجرین و انصار کے ساتھ جنۃ البقیع مین جا کے جناب حضرت سیدۃ النسا فاطمہ زہرا کے پاس حضرت
امام حسن کے پہلو مین مدفون فرمایا پھر تو جوق جوق لوگ مرد و عورت برسم ماتم پرسی آتے اور واقعات
کربلا سنکر آتش غم مین پھنکر بیہوش ہو جاتے روایت ہے کہ اسکے بعد حضرت امام زین العابدین

دن رات یاد الٰہی مین مشغول ہوئے دنیا کی لذتون کو یکقلم چھوڑا غیر حق سے منھ موڑا رات دن واقعات کربلا اور مصائب آل عبا کو یاد کر کے رونے سے کام تھا نہ دنکو چین نہ رات کو آرام تھا جب باپ کی شفقت یاد پڑجاتی بیچین ہو جاتا طبیعت بگڑجاتی رات دن فراق پدر مین آنسو بہاتے اور یہ کہتے کہتے بیہوش ہوجاتے شعر سنگ خستہ شد از بس گریستم بے تو ✤ ز سنگ سخت ترم من کہ زیستم بے تو ✤ اور جب حضرت کو اپنی بیکسی بے بسی کا خیال آتا یہ کہتے کہتے بیہوش آجاتا اشعار یہ مردم از تپ درد جدائی ✤ کجائی ای پدر آخر کجائی ✤ ز حال من چنین غافل چرائی ✤ نگاہی کن خدا را بر گدائی ✤ شدم بسمل ز تیغ ظلم شاہا ✤ فاہا ثم آہا ثم آہا ✤ غرض حضرت امام زین العابدین بعد واقعہ کربلا کے چالیس برس تک جیتے رہے مگر ہر دم غم پدر کھاتے رہے اور خون جگر پیتے رہے کبھی کربلا کی مصیبت اور باپ کی یاد دل سے نہ بھلائی تمام عمر گاہے رونے سے فرصت نہ پائی جب پیاس غالب ہوتی طبیعت آب سرد کی طالب ہوتی تو کربلا کی تشنگی باپ کی بھوک پیاس یاد کر کے سینہ گرم سے آہ سرد بھر کے دیر تک ہاتھ مین کوزۂ آب لیے روتے رہتے اشک خونین سے جیب و دامان بھگوتے رہتے حتی کہ روتے روتے آنسو سے کوزہ پانی کا بھر جاتا ہچکیاں بندھ جاتین آخر جی کو مسوس کر کلیجے کو تھام کر ایک دو گھونٹ پی لیتے فقط پیاس اور گرمی شکم کو بجھا دیتے لوگ عرض کرتے حضرت آپ کو اپنی جان پیاری نہین ہے اتنا کیون روتے ہین صبر کیجیے اسقدر کیا بیتاب ہوتے ہین تو فرماتے شعر شدہ ہچو ابر باران ہمہ خندہ گریہ من ✤ نہ توان غم و طرب را ز ہم امتیاز کردن مثنوی دیدہ کز بہر شہید کربلا شد اشکبار ✤ یابد از نور سعادت روشنی روز شمار ✤ از عقیق تشنہ لب شاہ شہیدان یاد کن ✤ گوہر اشک از جگر دیدۂ خونین برآر ✤ ہر کہ او امروز گریان ست از بہر حسین ✤ با لب خندان بود فردا لصدر اقتدار ✤ شعر رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام ✤ علیؑ و فاطمہؓ حسنؑ و حسین پہ بھی مدام ✤

روایت ہے کہ جس بالاخانہ پر حضرت سجادؑ یعنی حضرت امام زین العابدین دن رات رہا کرتے تھے فراق پدر مین اشکبار روتے کہ وہان آنسو آپ کے جمع ہوکر پرنالہ کی راہ سے بہا کرتے تھے یہانتک کہ اُس پرنالہ کے تلے زمین نے اپنی طراوت پائی کہ وہان پر گھاس سبز نکل آئی ایک دن ایک آدمی اُس پرنالہ کے نیچے سے چلا جاتا تھا اُسکے کپڑے پر وہ آنسو گرا اُسنے اُس کپڑے کے دھونے کا ارادہ کیا لوگون نے کہا اے شخص یہ کس کا بالاخانہ ہے تو پہچانتا نہین اس پر امام حضرت زین العابدینؑ رہا کرتے ہین تو جانتا نہین دن رات حضرت اسی بالاخانہ پر رہا کرتے ہین اور

غم پدر مین اسقدر رویا کرتے ہین کہ آنسو نکلے اسی پرنالہ سے بہا کرتے ہین کپڑے پر جو تیرے پانی گرا وہ پانی نہین آنسو ہین
سونگھ کے دیکھ لے کرب و بلا درد و غم کی اسمین کیسی بو ہے یہ پانی نہین اس کپڑے کے دھونیکی کیا ضرورت ہے
جا شکر باری کر تیری نجات کی یہی صورت ہے روایت ہے کہ ایکدن جناب امام سجادؑ مدینہ منورہ کی بازار
مین چلے جاتے تھے راہ مین ایک قصائی کو دیکھا کہ ایک بکری کو زمین پر پچھاڑے ہوئے اُسکے ذبح
کرنے کو پتھر پر چھُری کو تیز کر رہا ہے اسحالت کے دیکھتے ہی طبیعت حضرت کی بگڑ گئی شہادت باپ کی
یاد پڑ گئی وہین کھڑے ہو کر اسقدر روئے کہ ہچکیان بندھ گئین پھر اُس قصائی سے پوچھا کہ اس بکری کو تو نے دانہ
گھاس دیا ہے یا نہین آب سرد اسے پلایا ہے یا نہین قصائی نے چھُری کو چھوڑ ہاتھ جوڑ کر عرض کی کہ یا امام
عالی مقام غلام نے تین دن سے اسکو معمول سے زیادہ دانہ گھاس کھلایا ہے اور آب سرد و شیرین وقت پر
پلا دیا ہے اور ابھی اسے خوب شکم سیر آب و دانہ کھلایا ہے تب یہان مذبح مین ذبح کرنے کو لایا ہے آپ نے
سُنکر کلیجے کو تھام کر ایک آہ کی صدا سے واابتاہ کی اور زار زار رو کر فرمایا کہ کیا کوفیان بیوفا نے میرے بابا جان
کو اس بکری سے بھی کمتر جانا جو تین دن تک بھوکا پیاسا دشت کربلا مین قطرۂ آب سے ترسا مینہ تیرونکا برسا
کے ذبح کر ڈالا اپنے جی کا ارمان نکالا جیتے جی مچھلی کیطرح کربلا کی تپتی ریتی پر تڑپا ڈالا سر کاٹ کے لاش کو ٹاپون
سے گھوڑون کے کچل ڈالا یہ کہکر روتے روتے بیتاب ہو گئے اُس قصائی اور حاضرین کے دل بھی یہ کلام
سُنکر آتش غم سے جل بھُنکر کباب ہو گئے اُسوقت اُس بازار مین عجیب طرح کا ماتم و شور تھا جو زندہ تھا مُردہ
و رگور تھا اور کیونکر نہو کسی اُمت کسی نبی نے کسی جوان کسی صبی نے از آدم تا ایندم حضرت زین العابدین کا
ایسا صدمہ اُٹھایا نہین کسی پر ایسا رنج و غم آیا نہین دشت کربلا مین پہر بھر مین ساری کمائی آپ کی لُٹ
گئی باپ بھائی خویش و اقارب سب کی سنگت چھُٹ گئی باپ بھائی اور سب رفیقون نے مرتبہ بمرتبہ آپ کے
روبرو شربت شہادت نوش جان فرمایا اور کسی نے بجز آپکے دوپہر روز عاشورہ کے بعد اور کچھ صدمہ نہ
اٹھایا حضرت عابد بیمار کی مصیبت کو غور کیجیے آپکے صبر و استقلال کی داد دیجیے کہ قبل شہادت اپنے پدر بزرگوار
کے سارے واقعات کربلا کو دیکھکر رہگئے کلیجے کو تھام کر یہ سب صدمے سہگئے پھر بعد شہادت پدر نامدار کے طرح
طرح کے صدمے اُٹھانا العطش گھر بار مال و اسباب کو لوٹا جانا پھر میدان کربلا مین باپ کا لاشہ دیکھنا پھر
سرہای شہدا کی شہر بشہر گشت کا تماشا دیکھنا اور اہلبیت اطہار کے ساتھ قید ہو کر کربلا سے کوفہ لیجایا جانا اور کوفہ سے دمشق جانا اور زینب کی ہاتھ سے
انواع قسم کا رنج پانا پھر بے سر ہو کر بابا کا چھوڑ کر مقبرے پر بابا کے ہمراہ لیکر دمشق سے مدینہ پھر آنا پھر وطن اہلبیت شماتت اعدا کا تعلق اُٹھانا ایسا ہے کہ صبر جگر کا ہے جسکا

حساب نہین زبان اور قلم کو تقریر اور تحریر کی اُسکے تاب نہین **نظم** آہ این چہ حالت ست کہ عالم خراب
شد ✤ بحر زلال آل محمد سراب شد ✤ از یاد کربلا دل ما بیقرار گشت ✤ وز داغ ابتلا جگر ما کباب شد ✤ روی
چنان کہ بوسہ گہ مصطفےؐ بُدے ✤ در خاک شد فتادہ ز خون خضاب شد ✤ **نظم** رسول پاک پہ بھیج ای
خدا درود و سلام ✤ علی و فاطمہ حسنؑ و حسینؑ پہ بھی مدام ✤

سزاے قاتلان حضرت شبیر لکھکر کے شہادت کا رسالہ ناصر اب ختم پاتا ہے

حال خسران مآل قاتلان جان کونین حضرت امام حسینؑ کا اگرچہ تحریر مین آوے تو دفتر طول ہو جاوے حق تو یہ ہے
کہ کوئی آج کسی ادنی مسلمان کیا بلکہ کسی کافر کو قتل کیا تا ہے واللہ آج قتل کیا تا ہے اور سزا اُسکی دنیا ہی مین
کل پاتا ہے نہ کہ جسنے شہنشاہ دارین کا گھر لوٹا ہو اہلبیت اطہار کو سرون کو سنگ ظلم و جفا سے کوٹا ہو نور
مشرقین جان کونین روح دارین حضرت امام حسینؑ کو مارا ہو سر اُنکا خنجر ستم سے اُتارا ہو علاوہ عذاب
اخروی کے جو کچھ دنیا مین سزا پاوے سو بجا ہے جو کچھ اُسپر عذاب کیا جاوے عین انصاف سے زیبا ہے جو کوئی مسلمان
کو ناحق عمداً قتل کرتا ہے تو وہ قاتل ہمیشہ کو آتش دوزخ مین رہتا ہے پس یزید اور قاتلان امام حسینؑ کیلئے ظلم کیے
موافق حقتعالی نے سوای عذاب دوزخ کے اور ہی کچھ عذاب مقرر کیا ہوگا روایت ہے کہ جب یزید پلید ناحق
قتل امام حسین اور ہتک حرمت اہلبیت اطہار نبوی سے فارغ ہو چکا دین کو دنیا کیواسطے کھو چکا تب اس گھمنڈ
سے شقاوت اور فساوت اُس شیطان کی زیادہ ہو گئی طبیعت اُسکی اور طرح کے فتنہ اور فساد پر آمادہ ہو گئی
چنانچہ بڑے بڑے فعل جیسے بھائی کا اپنی بہن سے بیاہ اور سود اور شراب خواری وغیرہ منہیات شرعیہ کو اُسنے اپنے
عہد مین علانیہ رواج دیا اور مسلم بن عقبہ کو بارہ ہزار یا بیس ہزار آدمیون کے ساتھ واسطے لوٹ لینے مدینہ منورہ
کے بھیجا تین دن تک اُس شہر مطہر کے لوگ قتل اور لوٹ مین گرفتار رہے اور سات سو صحابی قریشی
خواص اور عوام اور لڑکے ملاکے دس ہزار آدمیون سے زیادہ شہید کیے اور لڑکون کو قید کیا اور انھون نے
حضرت ام سلمہ کا گھر لوٹ لیا اور مسجد نبویؐ کے ستونون مین گھوڑے باندھے چنانچہ گھوڑون نے منبر اور مزار شریف کو میدان
کی جگہ پیشاب اور لید سے نجس کی اور گئے اور بلی منبر منیف پر مسجد شریف کے اندر بیٹھے اور تین دن تک مسجد
نبوی اذان و اقامت اور نمازیون سے خالی رہی فقط سعید بن مسیبؓ ضعیف و دیوانون کے ہو کر اپنے حجرہ سے نکل
وضو کے مسجد خالی مین جھاڑو دیا کرتے تھے اور ہر روز وقت نماز پنجگانہ کی آواز اذان و اقامت کی صاف صاف

قبر شریف کے اندر سے سن لیا کرتے تھے اور کیا کیا کچھ عمل قبیح کہ اس شہر مطہر اور مسجد انور میں جہاں فرشتے
بلا اذن قدم نہ دھرتے تھے ملاء اعلی اسکی تعظیم و اکرام کرتے تھے یزید والوں سے نہیں کیے جسکی تقریر سے
زبان مجبور ہو رہا تھا اور قلم کانپتا ہی معروف یہ ہے جز و شعور نہ شعر رسول پاک بھیج اے خدا درود و سلام
علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام * روایت ہے کہ شامیان بے دین لعنہم جب مدینہ منورہ کے ہتک حرمت
میں کعبہ مقدسہ کے مشغول ہوئے اور بذریعہ گوپھن کے پتھروں سے کعبہ معظمہ کو سنگسار کیا چلانا جو در و دیوار کیا انکے پتھر
صحن حرم و محترم کعبے کے ڈھانے کو پھینکنا کہ تمام صحن کعبہ پتھروں سے بھر گیا اور ستون مسجد الحرام کی ٹوٹ
گئی بہت سی شیشے گلاس روشنی کے پھوٹ گئے اور ان اشقیا نے سیاہ رو لباس کعبے کے جلا دیے اور پردے
جو دروازہ کعبہ پر لٹکتے تھے انکو تنور میں جلا کر کھانا پکایا اور کئی روز تک خانہ کعبہ محض بے لباس رہا اور
ہر آدمی رہنے والا کعبہ کا ظلم و ایذا سے یزیدیوں کے بدحواس رہا اسی درمیان میں یزید پلید بسیار دو
طرح طرح کی برائی بیماریوں میں گرفتار ہوا تھا کہ حس و حرکت سے ناچار ہوا آخر آل نبی کے ساتھ جنگ و
جدل کر کے ساری خاندان نبی کو قتل کر کے مدینہ منورہ اور کعبہ معظمہ کی ہتک حرمت کر کے تین برس ساڑھے
بعد اپنے باپ کے تخت حکومت پر سلطنت کر کے ہمارا گنا ہنگام چہار سر برد و صر کرنہ چودھویں ربیع الاول ۶۴
ہجری قدسی میں حسیدان اس بدبخت کے حکم سے کعبہ کی بے حرمتی ہوئی اسی دن شہر حمص میں جو کہ ملک
شام میں واقع ہے انتالیس برس کی عمر میں جہنم واصل ہوا اور روز حشر میں نمرود اور شداد اور فرعون سے بھی بڑا
درکا اسکو حاصل ہوا * قطعہ * پرور مو افقا ہو ظالم خدا نا ترس * پیاسا ہی کہ جہاں کردہ بجائے حسین بہ خداست حاکم و
دعوی کرست پیغمبر نکو نہ میدہی الف الف ماجرائی حسین * روایت ہے کہ جب یزید پلید مر لعنت کا طوق
گلے میں ڈال کر سگ دوزخ ہوا تب اسکے بیٹے معاویہ بن یزید کہ یزید نے اسکو اپنی حیات میں اپنا ولیعہد
کیا تھا کلید سلطنت اسکے ہاتھ میں دیا تھا شامیوں نے تخت سلطنت پر بٹھایا بالاتفاق اسے بادشاہ
بنایا معاویہ بن یزید تھوڑی دیر تخت سلطنت پر بیٹھکر منبر پر چڑھا اور ایک خطبہ حمد میں خداوند جل و
علا اور نعت میں سرور دو سرا علیہ الصلوۃ والثنا کے پڑھا پھر کہا کہ امر خلافت ایک امر عظیم اور بہت
دشوار ہے ہر شخص اسکے قابل نہیں اسکے لیے بہت سا علم اور صلاح درکار ہے یہ منصب حضرات اہلبیت
مصطفی اور خلفای با صدق و صفا کا ہے دادا میرا معاویہ بن ابی سفیان حضرت علی مرتضی شیر خدا کے
ساتھ جو بہر صورت سزاوار خلافت کے تھے ناحق لڑے پھر میرا باپ یزید پلید کسی طرح اہلبیت اور

استحقاق رکھتا تھا چہ جائیکہ تخت بادشاہت پر بیٹھکر کے راج کیا اور اپنی حکومت دو روزہ کی بقا کے لیے آل عبا و خاندان مصطفےٰ کو تاراج کیا دنیا پر بھول گیا عذاب آخرت کو بھول گیا آخر جی کا حوصلہ نکال طوق لعنت کا گلے میں ڈال جانی موت الطبعی دنیا سے ہی عاقبت بگاڑ کے دوزخ کا کندہ ہوا پھر معاویہ بن یزید منبر پر بزار زار رونے لگا غم امام حسینؑ میں بیقرار ہونے لگا پھر کہا کہ امام حسینؑ کے ساتھ جدل کرنا قتل کرنا نعوذ باللہ بہت ہی بڑا گناہ ہے قاتلان امام حسینؑ کی نجات کسی کو نہیں ہے راہ ہے میرے باپ سے اس بات کا مواخذہ عظیم ہوگا اور بیشک مقرر ٹھکانا اسکا نار جہنم ہوگا کہ اسنے فرزند بتول اولاد رسول مقبول کو قتل کرکے انکے خاندان کو تباہ کر دیا پھر مدینہ منورہ کو لوٹا اور خانہ کعبہ میں طرح طرح کی بے ادبیاں کیں اور شراب کو مباح کر دیا مجھے ایسی سلطنت سے کچھ کام نہیں سلطنت میں نے چھوڑی یزید پلید سعید نہیں میں گوشہ نشین میںنے خوشی سے اس سلطنت دو روزہ کو چھوڑا زنار کافری کو توڑا اور سب مسلمانوں کو اپنی بیعت سے آزاد کیا فقط عبادت الٰہی اور اطاعت حضرت رسالت پناہی سے میرا دل لبیا ناشاد کیا تم لوگ بھی اپنی سعادت دارین کی راہ کرو اولاد ابوسفیان سے جسکو چاہو بادشاہ کرو یہ کہکر منبر سے اترکے در خانہ کو اپنے بند کرکے گوشہ نشینی اختیار کی اور تمام عمر عبادت الٰہی میں صرف کرکے راہ آخرت کی لی اللہ غنی حقتعالی کی عجیب قدرت ہے عجب رنگ ہے خدائی کی خدائی اہل جہان حیران ہیں رنگ ہے دولت آخرت جسکو وہ دے اسی کو نصیب ہو جیسے چاہے وہی شہا ہے گن جسکو وہ چاہے رحمت اسکی اسکے قریب ہو باپ ویسا بیٹا ایسا قضای مولی میں کسی کا اجارہ نہیں قضا و قدر میں کچھ چارہ نہیں شعر رسول پاک پیغمبر ہے ای خدا درود و سلام علی و فاطمہ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ** روایت ہے کہ جب مختار ابن عبید کوفے پر تسلط پایا تو پہلے ایک غلام خاص کو عمر بن سعد کے بلانے کو بھیجا ایا ابن سعد کا بیٹا حفص نامے حاضر ہوا مختار نے پوچھا کہ تیرا باپ کہاں ہے اسنے کہا خانہ نشین ہے مختار نے کہا کہ اب کیوں گھر میں بیٹھا حکومت رے کی کیوں چھوڑی امام حسینؑ کے قتل کے دن کیوں خانہ نشینی اختیار کی انکے قتل سے کیوں باگ نہ موڑی کہ عذاب آخرت و غضب الٰہی میں گرفتار ہوتا قاتلان امام حسینؑ کے ساتھ فی النار ہوتا پھر حکم دیا کہ عمر بن سعد اور اسکے بیٹے کی بھی گردن مارو طرح طرح کا عذاب کرکے سر ان اشقیا کا اتار دو اور شمر ملعون کو بھی قتل کیا اور ان سب کے سروں کو حضرت محمد بن حنفیہ کے پاس جو سوتیلے بھائی حضرت امام حسینؑ کے ہیں بھیج دیا پھر مختار نے حکم عام دیا کہ جو کوئی معرکہ کربلا میں شریک لشکر عمر و سعد کا تھا اسکو جہاں پاؤ بلا تکلف مار ڈالو گردن اسکی سر سے اتار ڈالو پھر تو سنکر آتش خوف سے جل گئے سب کے سب کرنے والے الصبر کو بھاگ گئے مختار کے لشکر نے انکا پیچھا کیا جسکو پایا مار ڈالا اور اسکی لاش کو جلا دیا اور اسکا گھر بار لوٹ لیا رباعی ای یار کسی کو جو کہ کلپا وینگا ** یہ یاد رہے وہ بھی نہ کل پاویگا ** اس دار مکافات میں ای غافل ** بیدادگر بگیل آج کل پاویگا

روایت ہے کہ جب خولی بن یزید شقی کہ اُسنے سر مبارک حضرت امام حسینؑ کا اپنے ہاتھ سے کاٹا تھا قید ہو کر آیا مختار
نے پہلے اُس ملعون کے دونوں ہاتھ کٹوائے پھر دونوں پانوں پھر اُسکو سولی پر چڑھایا پھر اُسکی گردن ماری اور بعد اُسکو
آگ میں ڈالدیا اِسی طرح سے ہر ایک لشکری عمر وسعد کو طرح طرح کے عذاب سے مار کئی سو آدمیوں کا سر اُتارا صواعق
محرقہ میں ہے کہ مختار نے چھ ہزار کوفیان کو جو شریک قتل حضرت امام حسینؑ کے تھے طرح طرح کے عذاب کے مار اور خوب
ذلت کی مار مار کے سر ان اشقیا کا اُتارا روایت ہے کہ جب مختار عمر سعد اور شمر اور خولی بن یزید اور ان اشقیا کے
ہمراہیوں کو قتل کر چکا پس ابن زیاد بدنہاد کے قتل کی فکر میں ہوا اور ابن زیاد اُن دنوں موصل میں جا رہتا تھا
اور اُسکے ساتھ تیس ہزار سوار اور پیادے تھے غرض مختار نے ابراہیم بن مالک اشتر کو کہ مختار کی فوج کا سالار تھا
کئی لشکر ہمراہ کر کے بھیجا کہ موصل میں جائے اور ابن زیاد اور اُسکے لشکریوں کو قتل کر لاوے جب ابراہیم حد موصل
میں پہونچا ابن زیاد نے دریا کے کنارے پندرہ کوس پر موصل سے ابراہیم سے مقابلہ کیا صبح سے شام تک دونوں فوج
میں خوب لڑائی ہوئی طرفین سے نبرد آزمائی ہوئی جب شام کالی بلا آئی لشکر ابراہیم نے فوج شام کو اور ابن زیاد شیطان
کے ساتھ بھی شکست پائی سیاہ روسیاہ ابن زیاد کی بھاگی ابراہیم نے حکم دیا کہ جس کسی کو فوج ابن زیاد سے
پاؤ خبردار زندہ نہ چھوڑو سر اُسکا کاٹ لاؤ چنانچہ بہتوں کو جان سے مار ڈالا اور ابن زیاد ملعون بھی مارا گیا
سر اُسکا تیغ حیدری سے اُتارا گیا ابن زیاد کا سر کاٹ کے لشکر والوں نے ابراہیم کے پاس حاضر کیا ابراہیم نے
مختار کے پاس کوفے میں بھجوا دیا جب سر ابن زیاد شیطان کا کوفے میں آیا مختار نے دار الامارہ کوفے میں محل کو آراستہ
کر کے کوفیوں کو بلایا پھر سر نا مبارک ابن زیاد بدنہاد کا منگوا کے کہا کہ اے کوفیو دیکھو یہ وہی شیطان کا سر ہے
جسنے حضرت امام حسینؑ کو قطرۂ آب سے ترسا کے شربت شہادت پلایا اور ساری خاندان نبوت کو خاک و خون
میں ملا دیا دیکھو آخر خون امام حسینؑ نے ابن زیاد کو سات آٹھ برس بھی زندہ چھوڑا نہیں منتقم حقیقی نے سوای عذاب
آخرت کے سزا دنیا سے اُسکے مُنھ موڑا نہیں اہل تواریخ لکھتے ہیں کہ مختار کی لڑائی میں بہتر ہزار آدمی شام کے مارے گئے
اور یہ واقعہ سن سرسٹھ ہجری میں عاشورہ کے دن بعد چھ برس کے واقعہ کربلا سے واقع ہوا **شعر** رسول پاک پہ بھیج
ای خدا درود وسلام علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پہ بھی مدام **حدیث** ترمذی نے روایت کی کہ جب ابن زیاد
بدنہاد اور اُسکے سرداروں کے سر کاٹ کے مختار پاس لا کے رکھے گئے یکایک ایک سانپ بڑا سا نمایاں ہوا لوگ
اُسے دیکھکے ہٹ گئے اور کہنے لگے وہ آیا پس وہ سانپ سب سروں میں سے ابن زیاد کے سر کے پاس آ کے نتھنے
میں گھسا اور تھوڑی دیر ٹھہر کے اُسکے مُنھ سے نکلا اور چلا گیا یہانتک کہ غائب ہو گیا پھر کہا لوگوں نے وہ آیا پھر

اگر اُسکے منہ میں گھسا اور نتھنے سے نکلا اُسی طرح تین بار سانپ نے آمد و رفت کی پھر غائب ہوگیا حدیث روایت کی حاکم نے ابن عباس سے کہا کہ وحی بھیجی خداتعالیٰ نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس کہ مینے مارے یحییٰ بن زکریا کے عوض ستر ہزار قوم یہود او میں مارنے والا ہوں تمھارے نواسے کی عوض ستر ہزار اور ستر ہزار اور یعنی ایک لاکھ چالیس ہزار چنانچہ مصداق اس حدیث کے پہلی لڑائی میں مختار کے ستر ہزار اہل شام مارے گئے پھر دوسری بار دولت عباسیہ میں سفاح عباسی کے ہاتھ ستر ہزار اہل شام مارے گئے دونوں ملا کے ایک لاکھ چالیس ہزار ہوئے بیان سے عظمت اور فضیلت جناب حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور شدت عذاب اخروی قاتلین حضرت امام حسینؑ کی معلوم کیا چاہیے کہ حضرت یحییٰ پیغمبر کے خون کے عوض میں ستر ہزار آدمی مارے گئے اور بعوض خون حضرت امام حسینؑ کے اسکے دونی یعنی ایک لاکھ چالیس ہزار اور روایت ہے کہ جب ابن زیاد اور عمر و سعد اور شمر و قیس اور خولی اور سنان اور عبداللہ ابن قیس اور یزید بن مالک اور باقی اشقیا اور مددگاران یزید طرح طرح کی عقوبتوں سے مارے گئے اور لشکر مختار نے انکی لاشوں کو اسطرح گھوڑوں کے سموں سے روندا کہ انکی ہڈیاں چور چور ہو کر مٹی کیطرح میں گئیں لاشوں کو کچلتے کچلتے گھوڑوں کی سمیں گھس گئیں پس مختار کے عقیدے میں فساد آیا اور اسکو یہ خبط ہوا کہ اسکے پاس وحی آتی ہے اور حضرت محمد بن حنفیہ وہی مہدی آخرالزمان ہیں پھر جب نشان فتنہ مختار کا کوفے اور اسکے اطراف و جوانب میں گڑگیا اور ہر شہروں میں اسکا رعب بیٹھ گیا پس شیطان نے اسکے دل میں وسوسہ دیا اور عبداللہ بن زبیر کے ساتھ لڑائی لڑنے کو اسکو مستعد کیا جب عبداللہ بن زبیر نے یہ حال سن لیا پس انھوں نے اپنے بھائی مصعب بن زبیر کو جو بصرہ کے حاکم تھے اسکے مقابلے کے لیے مقرر کیا پھر مصعب اور مختار سے خوب جم کے لڑائی ہوئی خوب شمشیر آزمائی ہوئی آخر مصعب بن زبیر نے فتح پائی اور مختار کو مار کے کوفے پر قابض ہوگئے پھر عبدالملک مصعب بن زبیر پر چڑھ آیا اور بعد جنگ عظیم کے اُسنے مصعب بن زبیر اور ابراہیم بن مالک اشتر کو سن اکہتر ہجری میں راستہ عدم کا دکھایا شعر رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام روایت ہے ابن عمر لیثی کہتے ہیں کہ جب سر مصعب بن زبیر کا عبدالملک کے آگے دھرا ہوا میں نے دیکھا تو میں نے عبدالملک سے کہا کہ عجب اتفاق ہے کہ میں نے آنکھوں سے اس دارالامارۃ میں کوفے کے پہلے حضرت امام حسینؑ کا سر مبارک دیکھا کہ ابن زیاد کے سامنے داہنی طرف ایک سپر پر رکھا تھا پھر وہیں ابن زیاد کا سر ناپاک دیکھا کہ آگے مختار کے رکھا تھا پھر وہیں مختار کا سر دیکھا کہ مصعب بن زبیر کے آگے دھرا تھا پھر وہیں مصعب بن زبیر کا سر دیکھا کہ تمھارے روبرو دھرا ہے غرض یہ مکان کیسا برا اور منحوس ہے

انشاء اللہ اس دار الامارہ سے خدا کی پناہ کہ رئیسون کے سر کٹ کٹ یہان آتے ہین اور یکے بعد دیگرے یہان کے
رئیس ملک عدم کو جاتے ہین عبد الملک نے یہ کلام سنکے کہا کہ ای عمرو خدا تجکو یہان پانچوان سر نہ دکھائے پھر اُس نے اُس
دار الامارہ کی شامت سے ڈر کر فوراً اُسے کھدوا ڈالا روایت ہے کہ سن بہتر ہجری مین عبد الملک نے مصعب
پر فتح پائی اور سلطنت کوفہ اور اُسکی نواحی کی اُسکے ہاتھ آئی پس چاہا کہ فوج عبد اللہ بن زبیر کے مقابلہ کو مکہ
معظمہ مین بھیجے لوگون نے عذر کیا کہ ہم سب کو بجز لڑنے کے اور کیا کام ہے مگر مکے جا کر کیونکر لڑین کشت
و خون وہان حرام ہے پھر ایک روز حجاج بن یوسف نے عبد الملک سے آکے کہا کہ کل کی رات مینے خواب دیکھا ہے کہ
عبد اللہ بن زبیر کا سر مین نے کاٹ لیا عبد الملک یہ سمجھا کہ حجاج مکہ جانے اور ابن زبیر کے سر کاٹ لانے کو چاہتا
ہے پس اُسنے فوج اپنی حجاج کے ساتھ کر کے مکہ معظمہ کو واسطے مقابلے عبد اللہ بن زبیر کے روانہ کیا حجاج ثقفی
کا رہنے والا تھا جب وہان پہونچا تو اور بھی فوج جمع کر کے کعبے کو چلا پھر مکے مین آکے چارون طرف شہر کے پہرا بٹھا کے
اور بالکل آداب مکہ معظمہ اور حرم محترم کے چھوڑ کے راہ حق سے منھ موڑ کے نہایت گستاخیون اور بے ادبیون پر کمر
باندھی حجاج ظالم نے کوہ ابی قبیس پر منجنیق کھڑی کی اور حرم کعبہ کو سنگسار کیا یہانتک کہ ایک پتھر کے صدمے سے
حجر اسود کا ٹکڑا ٹوٹ گیا پھر تو حجاج اور عبد اللہ بن زبیر سے ایسی جم کے لڑائی ہوئی کہ خدا کی پناہ تمام حرم محترم
خون شہیدون سے لال ہو گیا اور عبد اللہ بن زبیر کو بھی شہید کیا پھر سولی پر چڑھایا پھر سولی سے اُتروا کے یہودیون کی قبرستان
مین ڈلوا دیا پس مصداق اس حدیث کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ایک مینڈھے کے سبب سے
یعنی ایک شخص کے مکے مین مارے جانے سے کعبہ کی بے حرمتی ہو گی یہی عبد اللہ بن زبیر ہوئے اُسکے بعد حکومت مروانیون کی
شام اور عراق اور حجاز اور دوسرے ملکون مین جم گئی اور پوری ہزار مہینے یعنی تراسی برس چار مہینے تک بنی
اُمیہ ان ملکون پر مسلط رہے روایت ہے کہ قاتل حضرت امام حسینؑ کا ایک آگ کے تابوت مین رہیگا اور زنجیرین آگ کی
اُسکے ہاتھ پانون مین پڑی ہونگی اور طرح طرح کے اُسپر عذاب کیے جاوینگے اور اُسکے بدن سے ایسی بدبو آئیگی کہ سارے
دوزخی اُس سے پناہ مانگین گے اُسکی بدبو سے دوزخیون کی جان جائیگی روایت ہے کہ اُن بائیس ہزار سپاہ
روسیاہ سے لشکر شام اور کوفے کے جو حضرت امام حسینؑ کے ساتھ کربلا مین لڑے تھے کوئی ایسا نہ تھا جو اس سال کی
بلای عظیم مین گرفتار ہوا ہو جب ایک سال سے پورا ہو گیا اور روز عاشورہ دوسرا آیا پس اُن لشکریون مین ایک بھی زندہ
نہ رہا تھا فقط چند اشقیا رہ گئے تھے کہ وہ بھی مختار کی لڑائی مین مارے گئے شعر رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود
سلام * علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام * روایت کنز الغرائب مین ہے کہ ابو عبد اللہ قاضی نیشاپور کہتے ہین کہ میرا

ایک شخص دوست میرا تھا بعد واقعۂ کربلا کے مین نے اسکو اندھا دیکھا پوچھا ای یار تم بہ صورت دانا بینا تھی آنکھین تمھاری
خوب تھین یہی کہو ایکدم سی تم اندھے کسطرح ہو گئی اسنے رو کر کہا کہ ای قاضی کیا کہون مین اپنی شامت سی لشکر مین
ابن زیاد کے کربلا مین حضرت امام حسینؑ سی لڑنے کو گیا تھا بعد واقعۂ کربلا کی مین اپنے گھر ایک رات نماز عشا کی پڑھکر
سو گیا خواب مین کیا دیکھتا ہون کہ ایک شخص نے آکر کہا کہ چل تجھے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلاتے ہین مین ہمراہ ہوا
حضور نبوی مین حاضر ہوا آکر دیکھا کہ آپ مسجد مین بیٹھے ہوئے ہین اور دائین بائین آپکے اصحاب کبار بہ تعظیم تمام مؤدب بیٹھے ہوئے ہین
اور جابجا وہ شرف آپ کے پشت سے لوگ کھڑے ہوئے ہین اور جوان کونین حضرت امام حسینؑ خونین کفن اور رنگین پیرہن
پہنے ہوئے آپ کی پاس بیٹھے ہوئے آہستہ آہستہ حضرت سی کچھ باتین کرتے ہین اور ایک ایک شخص کو جنھون نے حضرت امام حسینؑ
یا انکی اولاد اور بھائی بھتیجے اور یار و مددگار انکے پکڑ کے حضور نبوی مین لے آتے ہین اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
غضبناک ہوکر فرماتے ہین کہ گردن اسکی تلوار سی اتار کر آگ مین اسے جلا دو پس لوگ اس قاتل کو تلوار سی مارتے ہین اور
جب اسپر تلوار چلاتے ہین تو اس تلوار سی آگ نکلتی ہے اور وہ منہ کے بل گر پڑتا ہے اور جل کے راکھ ہو جاتا ہے پھر
اسی طرح اسکو تلوار سی مارتے ہین یہ حال دیکھکے مین بیمارے ڈر گیا اور اچھل کے حضور نبوی مین حاضر ہوا اور عرض کی
السلام علیک یا رسول اللہ آپ نے تیوری بدل کے غصے کی نظر سے مجھے دیکھا اور جواب سلام کا نہ دیا تھوڑی
دیر کے بعد فرمایا ای خدا کے دشمن تو نے تو میرا خوب ادب کیا عزت کا میری خوب پاس کیا اولاد کو میری مار ڈالا اور
رسالت اور غضب سے میرے نہ ڈرا مین نے عرض کی یا رسول اللہ مینے حضرت امام حسینؑ یا انکے کسی رفیقون پر تلوار چلائی نہ نیزہ
چلایا امام حسینؑ کے لشکر کی طرف تیر چھوڑا نہین کسی کو لشکریان امام حسینؑ سی مارا نہین سر کسی کا تیغ ستم سی اتارا نہین فقط
ہیقدر قصور مند ہون کہ لشکر ابن زیاد کا شریک تھا اور حال دونون لشکر کا دیکھ رہا تھا آپ نے فرمایا کہ البتہ تو نے لشکر حسینؑ
سی کسیکو خنجر و تیر سے نہ مارا سر کسی کا تلوار سے نہ اتارا مگر تو سپاہ لشکر شام کا تو تھا میرے پاس آ مین آگے گیا دیکھا کہ آپ کے
ایک طشت دھرا ہے اور اسمین خون تازہ بھرا ہے آپ نے فرمایا دیکھ یہ میرے جگر گوشہ کا خون ہے پس آپ نے ایک سلائی
اس خون مین ڈبو کے میری آنکھون مین لگا دی مین مارے ڈر کے چونک پڑا اور اسی وقت سی اندھا ہو گیا قاضی نے کہا ارے
نالایق یہ تو دنیا کی سزا ہے اور خدا جانے کہ قیامت کے دن تیری کیا سزا ہوگی **قطعہ** بروز واقعہ ای ظالم خدا نا ترس * نہ بیا یمین کہ
چہا کردہ بجای حسینؑ * خداست حاکم و دعوی اگر ست پیغمبر * چگونہ میدہی انصاف ماجرای حسینؑ * **روایت**
روضۃ الشہدا مین لکھا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ موسی علیہ السلام نے بعد وفات ہارون علیہ السلام
کے دعا کی کہ الٰہی میرے بھائی ہارون کے گناہ بخشدے حقتعالی نے موسی پاس وحی بھیجی کہ اے موسی ہارون اگر سارے

اگلے پچھلے لوگوں کی بخشش مجھ سے چاہو تو سب کو بخشدوں مگر قاتل کو امام حسینؑ کے میں نہیں بخشونگا قاتل حسینؑ
ہی مبتلا ہوں حسینؑ کا ہوگا **شعر** آتش داده شهید اگر خواہش ورزدی شہادت بیشک میان آتش سوزند
روایت کنز الغرائب میں ہے کہ سب سانپوں میں بڑا سانپ دوزخ کا ایک سانپ ہے جسکا نام شدید ہے ہر روز ستر مرتبہ وہ
سانپ مارے غصہ کے پیچ و تاب کھاتا ہے اور ہر بار زہر اپنا اگلتا ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے شدید کیا چاہتا ہے عرض کرتا ہے خداوند
قاتلان امام حسینؑ کو میری حوالہ کر تاکہ ایذا دوں پھر انکو کاٹوں فرشتوں کا حکم ہوا کہ انکو ڈال دو ارشاد ہوتا ہے کہ اے شدید صبر کر عذاب قاتلان حسینؑ کا
تیرے ہی حوالہ ہوگا سب کو ایسے درد سے جس طرح جی چاہے کاٹتا ہو سکا جانتا **روایت** زہری سے منقول ہے کہ جو جو
لوگ معرکۂ کربلا میں شریک قاتل امام حسینؑ کے تھے یا فقط سیاہ رو سپاہ شام کے تھے یار تے تھے فقط کھڑے
تماشا دیکھتے تھے یا جو لوگ وہاں حاضر تھے مگر خبر حضرت امام حسینؑ کی سنکے خوش ہوئے یہ سب کے سب بالکل عذاب
اخروی کے دنیا میں بھی طرح طرح کی بلاؤں میں گرفتار ہو کر اور موت سے پہلے بڑی بڑی مصیبتیں اٹھائیں بعضے
قتل ہوئے بعضے اندھے ہو گئے اور بعضوں کا منھ کالا ہو گیا اور بعضوں کی دولت سلطنت تھوڑے ہی دن میں لٹ
گئی اور بعضے پیاس کے مارے پانی پیتے پیتے مر گئے مگر پیاس نہ بجھی اور بعضے دوسرے اور عذابوں میں مبتلا ہوئے
غرض بعد واقعۂ کربلا کے سارے لشکریان ابن زیاد کیا سوار کیا پیادہ کیا خادم کیا مخدوم دم بھر آرام سے رہے نہ کبھی ایک
گھونٹ پانی خوشی سے پی سکے **روایت ہے** امام سدی کہتے ہیں کہ ایک مقام میں مجمع کثیر تھا اور کربلا کا ذکر ہو رہا تھا اور
میں سن رہا تھا اہل مجمع کہتے تھے کہ دشمنان امام حسینؑ سے کبھی کوئی ایسا نہ بچا کہ مصیبت اور فضیحت دنیا
میں گرفتار ہو کر نہ مرا ہو قبل مرنے کے کسی بلائے عظیم میں گرفتار ہوا ہو ایک بوڑھا کم بخت اس مجلس میں بیٹھا بات
سنکے اسنے کہا کہ تم لوگ غلط کہتے ہو میں بھی تو شریک قتل امام حسینؑ کے تھا مگر اب تک میں کسی بلا میں گرفتار
نہوا بلکہ چنگا ہوں کا ہے بیمار نہوا یہ کہتا ہوا چراغ میں شعلہ درست کرنے لگا اور کچھ بتی کی لینے لگا کہ ناگاہ ایکبار چراغ کا
شعلہ بھڑکا اور اس بوڑھے کو گھیر لیا پھر تو اس بدبخت کو بدن میں ایسی جلن پیدا ہوئی کہ الامان الحفیظ پھر تو سارا بدن اس
سنگدل کا موم کی بتی کیطرح جلنے لگا اور وہ بوڑھا تمام جماعت کے چاروں طرف اچھلنے لگا اور کہتا تھا ہائے جلا ہائے جلا
آخر کو جلتے جلتے دریا کیطرف بھاگا اور پانی میں جا کر کے کود پڑا وہ تو غضب الٰہی کی آگ تھی اور حضرت امام حسینؑ کے
انکو محبت کی آگ تھی وہ دریا کا پانی اسکے حق میں تیل ہو گیا وہ بوڑھا قدرت کا جلا ہو گیا دریا ہی کے اندر بیابان لگی
جلنے لگیں منھ سے اسکے چنگاریاں نکلنے لگیں آخر دریا ہی میں جلکر خاک سیاہ ہو گیا عجب قدرت امام حسینؑ کی ہوا زندہ درگاہ ہو گیا
روایت ہے امام سدی فرماتے ہیں کہ ایک بار میں نے میری مہمانی کی واسطے اس مجلس میں اور بھی بہت سے لوگ تھے تھوڑی سی

خوب قدر دانی کی تھے مین تذکرہ معرکۂ کربلا کا ہونے لگا حاضرین مجلس مین بولے کہ جو لوگ شریک قاتلان امام حسینؑ تھے
علاوہ عذاب آخرت کے دنیا مین بھی وہ لوگ قبل موت کے بری بری فضیحت و رسوائیون مین گرفتار ہو کر بد تر ذلت کی
بری موت سے مرے فی النار ہوئے امیر مجلس نے جسنے ہم لوگون کی دعوت کی تھی بیدھڑک بول اٹھا کہ آپ لوگ یہ کیا کہتے ہین مین
بھی شریک قتل امام حسینؑ کے تھا مگر آج تک کوئی بلا مجھپر آئی نہین کوئی بیماری بعد واقعہ کربلا کے مین نے اٹھائی نہین یہ
کہہ رہا تھا کہ شعلہ چراغ اسکی طرف لپکا اور فوراً خشک لکڑی کیطرح اس شیطان کو جلا دیا سارے جسم کو اسکے کوئلہ
بنا دیا راوی کہتا ہے کہ واللہ قسم ہے خداوند پاک کی مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک
لکڑی کا کندہ جل کے سیاہ کوئلہ ہو گیا **شعر** رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام بہ علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر
بھی مدام **روایت ہے** کہ جس ملعون نے سر مبارک حضرت امام حسینؑ کا شکار بند سے باندھا تھا وہ بدبخت نہایت
حسن و جمیل تھا لشکر ابن زیاد سب سے شکیل تھا بعد واقعہ کربلا کے اسکی شکل و صورت بگڑ گئی تمام بدن چہرہ
کا نہایت کریہ منظر کالا ہو گیا حبشی سے بھی رنگ اسکا دو بالا ہو گیا تو لوگون نے اس سے پوچھا کہ کونسی تجھپر آفت آپڑی کہ
صورت اصلیہ تیری بگڑ گئی اسنے کہا کہ کیا کہون جس دن سے مینے سر مبارک حضرت امام حسینؑ کا شکار بند سے باندھا تھا
اور اسکے ساتھ لے او بیان کہین اسی دن سے یہ معمول ہو گیا ہے کہ ہر روز دو آدمی انجان آتے ہین اور دونون بازو میرے
پکڑ کے گھسیٹتے ہوئے لیجاتے ہین اور مجھے آگ پر اوندھا الٹا لٹکاتے ہین پھر مجھے وہان سے گھر پہونچا جاتے ہین اسی طرح
ہر روز میرا منہ جلتا ہے گوشت پوست پگھلتا ہے اسی واسطے میرا چاند سا منہ سیاہ ہو گیا اور حال میرا تباہ ہو گیا راوی
کہتا ہے کہ آخر حیات تک اپنے وہ شخص اسی بلا مین گرفتار رہکر فی النار ہو گیا عبرت دہ اولی الابصار ہوا **روایت**
واقدی سے منقول ہے کہ ایک بوڑھا تھا حاضرین معرکۂ کربلا سے جب وہ بعد واقعہ کربلا کے اندھا ہو گیا پس لوگون نے
اس سے پوچھا کہ کیا سبب کہ تیری بینائی یک قلم جاتی رہی اسنے کہا کہ ایکدن مینے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو خواب مین دیکھا کہ آپ بازو تک آستین مبارک چڑھائے اور ہاتھ مین ننگی تلوار لیے کھڑے ہین اور آگے حضرت
کے ایک چمڑا بچھا ہے مینے دیکھا کہ دس قاتلان حضرت امام حسنؑ کو آپ نے اسی تلوار سے ذبح کرکے اسی چمڑے پر
ڈالا جب نظر آپکی مجھپر پڑی آپ نے بہت سی لعنت ملامت کی اور ایک سلائی اسی لہو مین ڈبو کے میری آنکھون مین
لگا دی اسی دم سے مین اندھا ہو گیا **روایت ہے** کہ شام مین ایک بدبخت قاتلان سے حضرت امام حسینؑ
کے تھا منہ اسکا سور کے منہ کیطرح ہو گیا تھا اور لوگ اسکو دیکھ دیکھ کر عبرت کرتے تھے **روایت ہے** کہ بعد شہادت
حضرت امام حسینؑ کے جابر بن یزید نے عمامہ کو آپکے سر مبارک سے اتار کے اپنے سر پر دھرا فوراً پاگل ہو گیا اور

اُسکے دماغ مین اسطرح خبطگی آئی کہ طوق و زنجیر مین اُسے لوگون نے مقید کیا آخر اُسی طرح لعنت کی زنجیر گلے مین ڈالے واصل
جہنم ہوا روایت ہے کہ جعونہ حضرمی نے کرتہ حضرت امام حسینؑ کا کربلا مین تن نازک سے آپکے اُتار کے پہن لیا تھا آخر
وہ ملعون کوڑھی ہوگیا اور بال سر اور داڑھی کے اُسکے گر پڑے اور عبرت عالمیان ہوا اور کُرتہ پاک مین ایکسو تیر
کے سوراخ کوفیون نے لگائے تھے کہ تیرون اور زخمون سے جسم نازک چھلنی ہوگیا تھا رباعی اے جان آفرین بجائے
حسینؑ * نعم و درد یکیان حسینؑ * کہ رسانی ثواب آن شہدا * بمصیبت رسیدگان حسینؑ * روایت ہے
کہ اسود بن حنظلہ نے تلوار امام سید ابرار کی اپنے قبضہ مین کرلی تھی وہ کوڑھی ہوگیا اُسکے سارے بدن مین آبلہ
پڑ گیا سر سے پانون تک بدن اُسکا سڑ گیا * روایت ہے کہ مالک بن بسار نے جوشن آپکا لیا تھا وہ سڑی
ہوگیا اور بیہودہ باتین بکتا تھا ادھر اُدھر منھ لوگون کا تکتا تھا لوگ اُسکے ساتھ مسخرا پن کرتے سر او منھ پر اُسکے
خس و خاشاک لا کر دھرتے اور لڑکے اُسکو پتھر مارتے آخر ایک شخص نے اُس سنگدل کے سر پر ایسا پتھر مارا کہ فوراً
وہ شیطان عدم کے گھاٹ پار ہوگیا داخل فی النار ہوگیا روایت ہے کہ جس شقی نے حضرت علی اصغر کے حلق
مین تیر مارا تھا وہ ملعون اس مصیبت مین گرفتار ہوا کہ اُسکے پیٹ کی طرف ایسی جلن ایسی اُٹھتی کہ مارے گرمی کے جھلسا
جاتا تھا اور اُسکی پیٹھ کی طرف ایسی سردی تھی کہ خدا کی پناہ اُسکے آگے پنکھا پانی مین برف کے بھگو بھگو کے جھلتے تھے مگر ٹھنڈ
ک نہ آتی تھی طبیعت بیچین ہوئی جاتی تھی اور پیچھے اُسکے برابر آگ جلتی تھی مگر اُسکو ذری گرمی نہین آتی تھی سردی سے
اکڑا جاتا تھا واویلا کرتا تھا جان جاتی تھی ہر دم آہ سرد سینہ گرم سے بھرتا تھا واویلا وامصیبتا کرتا تھا اور پیاس کا
وہ زور گرمی کا وہ شور کہ گھڑی گھڑی گھڑے سے گھڑے پانی پی جاتا تھا مگر پیاس نہین بجھتی تھی کچھ تسکین نہین
پاتا تھا کہتا اور لاؤ اور لاؤ پانی سرد لاؤ آخر اُسی طرح ایکدن پیٹ اُسکا پھٹ گیا کلیجہ اُسکا اُلٹ گیا پیاس پیاس
کہتے ہوئے عدم کے گھاٹ پار ہوگیا داخل فی النار ہوگیا روایت لطائف اشرفی مین ہے کہ شمر ذی الجوشن نے تھوڑا سونا
حضرت امام حسینؑ کے خیمے مین لوٹا تھا اُس سونے مین سے کچھ سونا اپنی دختر کو دیا اُسکی بیٹی نے وہ سونا
گوزیور بنانے کو دیا جب سنار نے اُس سونے کو آگ مین ڈالا وہ سونا جلکر خاک ہوگیا شمر نے یہ حال سُنکر غصے سے
جل بھنکر سُنار کو بلایا اور وہ باقی سونا اُسے دیا کہ میرے سامنے اسکو تو آگ مین ڈال دیکھون تو کسطرح خاک ہو جاتا ہے
سُنار نے سامنے اُسکے سونے کو آگ مین ڈالا وہ سونا اُسی طرح جلکے راکھ ہوگیا روایت لطائف اشرفی مین ہے جو
کوفیان بدبخت چند اونٹ شاہزادے کے لوٹ لائے تھے جب اُنکو ذبح کرکے پکایا گوشت ایسا تلخ ہوگیا کہ کوئی شقی ایک لقمہ بھی
کھا نہ سکا روایت شواہد النبوۃ مین ہے کہ ایک بدبخت نے بعد شہادت شاہزادہ کے مدینہ منورہ مین خطبہ پڑھا اور قتل جونے

پر امام حسینؑ کے اظہار خوشی کا کیا اُس رات کو تین شعر عربی کے کسی ہاتف غیبی نے آواز بلند سے پڑھے جسکا ترجمہ اُردو مین یہ ہے
اے مارنے والو امام حسینؑ کے نادانی سے ٭ مژدہ ہو تمکو عذاب و ذلت کا ٭ آسمان پر جو ارواح ہین انبیا کی ٭
اور سب فرشتے تم پر نفرین کرتے ہین ٭ بیشک تم ملعون ہوئے سلیمان کی زبان پر ٭ اور موسیٰ اور عیسیٰ کی زبان پر ٭
روایت ہے امام حسن بصری کہتے ہین کہ ایک شخص مسائل شرعیہ سیکھنے کو ہمارے پاس آیا کرتا تھا مگر ہمکو اُسکی صحبت
سے بڑی نفرت رہتی تھی اسواسطے کہ بولنے کیوقت اُسکے مُنھ سے ایسی بدبو آتی تھی کہ جان نکلی جاتی تھی اور
مین مارے شرم کے اس بدبوئی کا سبب اُس سے استفسار کر نہین سکتا تھا آخر مین نے ایکدن اس سے اسکا
سبب پوچھا اُسنے سر جھکا لیا اور بہت شرمندہ ہوا پھر کہا کہ مین اس بدبوئی کا حال آپ سے عرض کرتا ہون
مگر مجھے رسوا اور خوار نکرنا اور کسی پر اُسکو اظہار نکرنا حقیقت حال یہ ہے کہ مین معرکۂ کربلا مین لشکر ابن زیاد مین تھا اور
آب فرات کی نگہبانی کرتا تھا لشکریان امام حسینؑ سے کسی کو فرات کے کنارے آنے نہ دیتا تھا اور ایک بوند پانی امام تشنہ
کام کے خیمے مین جانے نہ دیتا تھا بعد واقعۂ کربلا کے ایک رات مین نے خواب مین دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور مین پیاس
سے بے اختیار ہو رہا ہون لب و زبان پر کانٹے پڑ گئے ہین بولنے سے ناچار ہو رہا ہون جس شخص سے پانی مانگتا ہون
مجھے دیتا نہین واویلا کرتا ہون کوئی میری خبر لیتا نہین ناگاہ کیا دیکھتا ہون کہ حضرت رحمت عالم صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم اور سیدنا علی مرتضیٰؑ اور جناب فاطمہ زہرا اور شہنشاہ کونین حضرات امام حسنؑ و حسینؑ اور بعضے اکابر صحابہ
حوض کوثر کے کنارے بیٹھے ہوئے ہین اور تھوڑی صحابہ گرد و پیش کھڑے ہین اور چند لوگ آدمیون کو پانی پلا رہے ہین
مین دوڑا ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے گیا اور پانی طلب کیا آپ نے فرمایا اسے پانی پلاؤ کسی نے مجھے پانی نہ پلایا
اور میری طرف کچھ التفات نکیا تین بار مینے اسی طرح سے حضور نبوی مین استغاثہ کیا مگر کسی نے میرے حال پر رحم
کھا کے پانی نہ دیا چوتھی بار بآواز بلند حضرت سرور عالم سے مینے پانی مانگا آپ نے فرمایا اسے پانی کیون نہین دیتے لوگون
نے کہا یا رسول اللہ یہ شخص لشکریان ابن زیاد سے فرات کے کنارے پانی پر نگہبان تھا تشنہ کامان حسینؑ کو فرات کے کنارے
آنے نہ دیتا تھا اور ایک قطرہ پانی خیمے مین شاہزادی کے جانے نہ دیتا تھا حضرت نے فرمایا ہان تب اسکو قطران پلاؤ وہ قطران
ایک قسم کا تیل سیاہ نہایت بدبو کالا ہوتا ہے غرض لوگون نے مجھے قطران پلایا اُسکے بعد مین نیند سے چونکپڑا
اُسی وقت سے میرے مُنھ سے یہ سڑی بدبو آتی ہے کہ جان نکلی جاتی ہے اور جو کچھ کھاتا ہون قطران ہو جاتا ہے اور میری بو سے
اُسکے کلیجا میرا اور میرے ہمنشینون کا منھ کو آتا ہے امام حسن بصری نے فرمایا کہ دور ہو دور آج سے پھر میرے سامنے نہ آنا آخر وہ بدبخت
اسی بلا مین کمال رسوائی کے ساتھ مر گیا ٭ شعر ٭ رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام ٭ علی و فاطمہ و حسن و حسین پر و

بھی مدام۔ روایت ہی کہ ابو المفاخر کہتے ہین کہ ایک شخص کو لوگون نے دیکھا کہ طواف خانۂ کعبہ کر رہا ہی اور مُنھ پر ایک پردہ
لٹکائے آہ سرد بھر رہا ہی اور کہہ رہا ہی کہ خداوندا میرا گناہ بخش دے اور مین یقین جانتا ہون کہ تو میرا گناہ نہ بخشیگا میری خطا
معاف نکریگا مشائخ حرم نے کہا کہ اے بھائی مُنھ پر پردہ ڈالے اتنا غم کیون کرتے ہو خدا کی رحمت سے کیون نا امید ہوتے ہو
ہر چند گناہ کسی کا ریگ دریا سے بھی دوبالا ہو مگر جب وہ آدمی جناب باری مین رجوع کرتا ہی توبہ اور گریہ وزاری کے ساتھ
ساتھ خضوع کرتا ہی تو حق تعالی سب گناہ اُسکے معاف کرتا ہی صحیفۂ اعمال کو اُسکے حرف خطا سے صاف کر دیتا ہی
بتلا تو سہی تجھے خدا کی رحمت سے یاس کیون ہی کون سی تو نے خطا کی ہی اسقدر رنج جو اس کیون ہی اُس شخص نے کہا اچھا
ادھر آؤ میرا حال سُنتے جاؤ سادات اور مشائخ حرم اُسکے پاس گئے اُسنے کہا کہ مین شریک اُس لشکر بد اختر کے تھا جو حضرت
امام حسینؑ سے لڑا تھا غرض جب بعد واقعۂ کربلا کی سر کو حضرت امام حسینؑ کے ہم لوگ یزید کے پاس دمشق مین لیچلے اور ہم لوگ جو پاس
سپاہی تھے نگہبانی سر کی کیا کرتے تھے اور شمر وغیرہ اشقیا سر شاہزادے کو بیچ مین دھر کے چارون طرف سے حلقہ کرکے شراب
پیا کرتے تھے اور مین جو وہین تھا انکا حال دیکھ کے متاسف ہوتا تھا اور کبھی کبھی اپنی شقاوت پر روتا تھا ایک رات سب
اشقیا حسب معمول شراب پیکر کے سو گئے نشہ مین چور غافل ہو گئے اور مجھے نیند نہ آئی تھی طبیعت اُس شب کو بہت
گھبرائی تھی ناگاہ آواز رونے کی کان مین آئی ہر چند رونے والا کوئی نظر نہ آیا اور زیادہ طبیعت گھبرائی ناگہان مینے آسمان
کی جانب نظر جو اُٹھائی تو کیا دیکھتا ہون کہ دروازہ آسمان کا کھلا ہی اور اپنی آنکھون سے دیکھا کہ ایک خیمۂ نورانی
آسمان سے اُترا اور برابر شاہزادے کے آکر ہوا پر معلق ٹھہر گیا پھر تین آدمی روحانی نورانی آسمان سے آئے اور زیارت
سر سرور کی کرنے لگے ایک شخص سبز جامہ پہنے ہوئے اور سفید عمامہ باندھے ہوئے میرے سر پر آ کھڑا تھا مینے اُس سے
پوچھا کہ یہ کون لوگ ہین اُسنے کہا مقربان بارگاہ رب جلیل ہین یعنے حضرت جبرئیلؑ اور میکائیلؑ اور اسرافیلؑ ہین
پھر حضرت جبرئیل نے خیمے کے پاس آکر کہا کہ یا صفی اللہ خیمے سے آپ اُترین مینے دیکھا کہ حضرت آدمؑ اور شیثؑ اور
اور بس خیمے سے اُتر کے آئے اور زیارت سر شاہزادہ فرمائی پھر جبرئیلؑ نے خیمہ کے پاس آکر کہا یا نبی اللہ آپ
اُترین مینے دیکھا کہ حضرت نوحؑ اور سام اُترے پھر حضرت جبرئیلؑ نے کہا کہ یا خلیل اللہ اب آپ اُترین پس حضرت
ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اور اسحاقؑ اُترے پھر کہا یا کلیم اللہ اب آپ نزول فرمائین پس حضرت موسیٰؑ اور ہارونؑ اُترے پھر کہا
یا روح اللہ اب آپ اُترین پس حضرت عیسیٰؑ اور شمعون اُترے اور جو پیغمبر آئے تھے زیارت سر شاہزادے کی فرماتے
تھے پھر حضرت جبرئیل نے فرمایا کہ یا حبیب اللہ آپ نزول اجلال فرماوین پس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
مع اصحاب کبار اور شیر خدا علی مرتضیٰ اور حضرت امام حسنؑ اور حضرت حمزہ و جعفر طیار کے نزول اجلال فرمایا جب

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیمے سے اُترے تو مین نے دیکھا کہ سر حضرت امام حسینؑ نے اپنی جگہ سے حرکت کر کے ستر قدم آگے جا کے پیشانی کو اپنی پانوٴن پر حضرت کے دھر کے آواز دردناک کہا کہ نانا جان حسینؑ آپ پر قربان دیکھے شامیان بے وفا نے ہم پر کیسے کیسے ستم پہونچائے آپ کی عظمت کچھ بھی خیال مین نہ لائے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر شاہزادے کا اُٹھایا اور منھ پر منھ مل کے رونے لگے بیتاب ہونے لگے اُسوقت ساری انبیا بھی بموافقت آپ کے روتے تھے مضمون اس غزل کے ساتھ ہمکلام ہوتے لگے غزل آدم درین عزا یہ غم و درد مبتلاست ٭ کشتی نوحؑ غرقہ طوفان ابتلاست ٭ گویا برای ماتم سلطان دین حسینؑ ٭ چندین خروش و ولولہ در خیل انبیاست ٭ اینہا غم از برائے دل مصطفےٰ خورند ٭ آن خود چہ داغہاست کہ بر جان مصطفےٰ ست ٭ گر مرتضیٰ بگرید ازین غصہ در خورست ٭ در ماتم بنالد ازین حال اہل روا ست ٭ جبریئل نے کہا یا رسول اللہ اگر حکم ہو تو شامیون کا وہی حال کر دون جو حال قوم لوط کا میں نے کیا تھا آپ نے فرمایا نہین قیامت کے دن اُنسے اور ہم سے لڑائی ہوگی پھر حضرت جبریئل نے کہا کہ یا رسول اللہ تھوڑی فرشتے حاضر ہیں کہتے ہین کہ ہمین حکم آلہی ہوا ہے کہ ان سب کا پاسبان نگہبان یعنی پہرے والونکو مار ڈالیں سر انکا اُتار ڈالین آپ نے فرمایا ہان حکم آلہی بجا لائیں ان سب کو جہنم میں پہونچائیں پھر تو پہرے والون پر شتابی فرشتون کی تلوارین آگ کی چلنے لگین لاشین اشقیا کی لکڑی کی طرح جلنے لگین یہانتک کہ اونچاس آدمی جلگئے جب میری نوبت آئی مینے کہا آہ الامان یا رسول اللہ آپ نے فرمایا میرے سامنے سے دور رہ لا غفر اللہ لک اللہ تعالیٰ تیری مغفرت نکرے تجھے اہل جنت نکرے اسواسطے مین یقین جانتا ہون کہ خطا میری معاف نہوگی کیونکہ بات حضرت کی خلاف نہوگی پس اہل حرم نے اُس سے کہا کہ منھ پر پردہ کیون لٹکائے ہے اُسنے کہا آتش خوف سے اسی واقعہ کے میرا منھ جل گیا ہے رنگ چہرے کا بدل گیا ہے پس لوگونکے بہت کہنے سے اُس سور نے اپنے منھ کپڑا اُٹھایا تو معاذ اللہ منھ اُسکا بجنسہ سور کا سا ہو گیا تھا اور دانت اُسکے سور کیطرح منھ سے باہر نکل آئے تھے مشائخ حرم نے کہا دور ہو ایسا نہو کہ شامت تیری ہملوگون کو بھی اثر کر جاوے وہ سور منھ پر پردہ لٹکا کے حرم سے باہر چلا ہنوز دس قدم حرم سے باہر نہ گیا تھا کہ ناگاہ ایک بجلی غضب کی ہوا سے اُس شیطان پر گری وہ ملعون اُسی جگہ جل کے راکھ ہو گیا **نظم** از برق ستم ہر کہ زد آتش بشہیدان ٭ شد سوختہ صاعقہ خشم آلہی ٭ دز ہر کہ الم یافت دل آن شہ مظلوم حقا کہ بیابد الم نا متناہی **شعر** رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام ٭ علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ پہ بھی مدام ٭ **روایت** ہے کہ قیامت کے دن جب سواری جناب فاطمہ زہراؑ کی نکلے گی تو مجمع اولین و آخرین مرد و عورت سب کو حکم باری ہوگا کہ سب لوگ اپنی آنکھین بند کرین کہ خاتون جنت کی سواری آتی ہے اور

سبب حکایہ ہے کہ جناب حضرت سیدہ اسوقت اس صفت پر تشریف لائینگی کہ کسی کو آپ کی حالت پر ملالت دیکھنے کی تاب نہوگی یعنی پیراہن زہر آلودہ شاہ زمن حضرت امام حسنؑ کا اپنے داہنے کاندھی پر دھری اور پیراہن خون آلودہ نور عین حضرت امام حسینؑ کا اپنے بائین کاندھے پر دھرے اور عمامہ خون آلودہ شیر خدا علی مرتضی کا ہاتھ مین لیے متوجہ عرش الٰہی کی ہوکرے اس درد و آہ اور سوز جانکاہ کے ساتھ روئینگی کہ سب فرشتے زار زار رونے لگین گے سارے ابنیا کرسیون پر سے گرکے بیقرار ہونے لگین گے حوران جنت بھی اسوقت رونے لگین گی بموافقت حضرت سیدہ کی غم حسینؑ مین جی جان کھونے لگین گی پھر حضرت سیدہ عرش کا پایہ پکڑکے یہ فرمائینگی کہ خداوندا فاطمہؑ کی دادرسی کر فاطمہؑ کا انصاف دی اسوقت عرش الٰہی کو لرزش ہوجائیگی عرش سے فرش تک جنبش ہوجائیگی حضرت جبرئیلؑ امین شور کرتے ہوئے رحمت عالم حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حضور مین حاضر ہوکر زار زار روکر عرض کرینگی یا رسول اللہ حضرت فاطمہ خاتون جنت عرش الٰہی کے پاس آئین ہین اور پیراہن زہر سے بھرا اور کفن خون سے بھرا جان کو نین حضرات حسینؑ کا اپنے ساتھ لائی ہین عرش الٰہی مین ایک زلزلہ پڑا ہے عرصات محشر مین عجیب طرحکا تہلکہ پڑا ہے دریا قہاری کا بڑھا آتا ہے پروردگار عالم کو غصہ چڑھا آتا ہے فاطمہ کے رونے سے عرش الٰہی تھراتا ہے نعرہ لا الٰہ الا اللہ سن سنکر کلیجہ منھ کو آتا ہے آپ ذرا عرش کی پاس تشریف لائین اور حضرت سیدہ کو سمجھائین منائین ورنہین تو بات کی بات مین دریای قہاری موج زن ہوگا اور آسمان و زمین تہ و بالا ہوجائیگا شامت سے قاتلان حسینؑ کی دونون جہان جلکر خاک سیاہ کا لا ہوجائیگا حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فورًا عرش کے پاس تشریف لائینگے اور روکر حضرت سیدا سے مخاطب ہوکر فرمائینگے کہ ای فاطمہ نور دیدہ ای نور عینین مرے فرزند سید دیدہ ای مادر حسینؑ آج دن فریاد رسی کا ہے نہ فریاد کسی کا آج دن نوازش کا ہے نہ گزارش کا آج دن معاف کرانے کا ہے نہ دونون جہان کے صاف کرنے کا حضرت سیدہ فرمائینگی بابا جان کیا عرض کرون پیراہن زہر آلودہ حسنؑ کا دیکھکر جگر ٹکڑے ٹکڑے ہوا جاتا ہے اور جامہ خونین حسینؑ کا دیکھکر کلیجہ منھ کو چلا آتا ہے ؎ لغم حسینؑ سے بابا کہین کیا حال ہم اپنا ؛ پھکا جاتا ہے تن ہے کہین کس سے یہ غم اپنا ؛ آپ فرمائینگے کہ اے جان پدر حسنؑ کے پیرہن اور حسینؑ کے خونین کفن ہاتھ مین لیکر جناب باری مین دعا کرو اور التجا کرو کہ خداوندا بحق جامہ زہر آلود حسنؑ اور بحق پیراہن آغشتہ بخون حسینؑ کے جو شخص کہ میری فرزندان اہل بیت کا دوست ہووی سراسر مغز بے پوست ہووی اور جو تخم محبت کا انکے اپنے مزرعہ دل مین بوتا ہو اور انکی اتباع اور رضا مندی مین جی جان کھوتا ہو اسکے گناہ معاف کر دی نامہ اعمال کو اسکے گناہون سے

معاف کردے پھر مین اپنے گیسوے خاک آلود اور دندان شکستہ کو ہتھیلی پر دھرون اور بجناب شکستہ دلان امت کیلیے
جناب باری مین شفاعت کرون کہ الٰہی جسطرح پر امتان عاصی نے تیرے فرمان توڑے پر محمد نے گناہ ان دندان
شکنون کے معاف کیے پس تو بھی محمد کا پیدا کرنے والا ہے گناہ ان فرمان شکنون کے معاف کردے ۞ اجی اللہ کے
پیارے ذری تیری خبر لیجیے ❊ عدا سے بس مرے حق مین یہی اک بات کہدیجیے ❊ بھلا ہے یا برا لیکن ہے بجز آپ ہی کی
❊ شفیع عاصیان جب ہے شیوا اسیر ہے ❊ غم دنیا نہ دین ہے وہ نہ خوف روز محشر ہے ❊ بھلا تب کیون تجھے ناصر آپی اشکباری ہے
❊ ملازم رہ درود پاک کا ہر آن و ہر ساعت ❊ کہ نازل ہو سدا تجھپر ترے اللہ کی رحمت ❊ عجب کیا ہے کہ عصیان کو حق نے
آماری ہے ❊ ۞ یارب برسالت رسول الثقلین ❊ یارب بشہادت جناب حسین ❊ عصیان ہمراہ حصکین و عرصات
بخشے بہ حسن بخش و بخشے بہ حسین ❊ ۞ زین بعد خامہ راہوس گفتگو نماند ❊ دل پارہ پارہ گشت کہ جائے رفو نماند ❊

رفت ست زین جہان لب تشنہ حسین ❊ ای آب خاک شو کہ ترا آبرو نماند

خاتمۃ الطبع نتیجۂ خامۂ بلاغت شمامہ زکیا جناب حافظ محمد مصطفی خلف باشرف مصنف علام

بعد حمد و نعت محب آل عبا حافظ محمد مصطفی آروی بخدمت محبان آل عبا و مشتاقان واقعۂ کربلا عرض کرتا ہے کہ کتاب مستطاب
ہادی راہ دین مسمی بہ **عناصر الشہادتین** از عمدہ تصنیفات منبع الحسنات جناب فضیلت مآب پدر بزرگوارم جناب **حاجی
حکیم مولوی محمد ناصر علی** صاحب غیاث پوری ثم الآروی جسمین واقعات کربلا و مصائب آل عبا حضرت
امامین حسنین علیہما السلام کیسی بسط و تمہید سے مسطور ہین سوانح کربلا اول سے آخر تک کما ینبغی مذکور ہین اور یہ کتاب جب چھپی شیعہ و سنی سب کے
پسند خاطر خواہ ہوئی مشرق سے مغرب تک اس یوسف مصر خوبی کی چاہ ہوئی اور اسپر کیا موقوف ہے جو کتابین تصنیف
باباجان کی فن طب وغیرہ کی ہون خواہ دین و ایمان کی مثل صلوات ناصری و مفردات ناصری و ناصر العاقلین
و ناصر المحسنین و مناصر الحسنات و عناصر البرکات ترجمۂ دلائل الخیرات و ناصر اللبیب فی اسماء الحبیب و انوار ناصری و تعلیم حبیبی
و ناصر المعالجین و ناصر العاشقین و ناصر الابرار فی مناقب اہلبیت الاطہار و ناصر الطلاب و اردوی ناصری و الف بائی ناصری
و مصادر ناصری و نسخۂ یاسینیہ و تعلیم مصطفائی و لغات ناصری اور دو کتابین درود شریف کی ایک ناصر العشاق دوسری
عناصر الخیرات معروف بہ درود بی نقطہ اور اربع عناصر حسینی چارون زبان کی لغت اردو و فارسی عربی انگریزی کس خوبی
سے مذکور ہین بلطف ایزدی سے سبکی سب مقبول خاص و عام ہین الغرض ان دنون باباجان نے اس ذخیرۂ سعادت دارین
یعنی عناصر الشہادتین کو ازسرنو نظر ثانی فرما کر باخذ حق تصنیف اجازت چھاپنے کی کارخانہ نامی گرامی **مطبع اودھ اخبار**
کو دی پس حق تصنیف مطبع موصوف کے لیے محفوظ و محدود ہے **الحمد للہ** کہ کتاب موصوف باہتمام مطبع نامی جناب
منشی نول کشور صاحب **سی۔ آئی۔ ای۔** واقع کانپور ماہ فروری سنہ ۱۹۰۹ء مین طبع ہو کر ہدیۂ ناظرین ہوئی
حق تعالے اپنے فضل و کرم سے فیضرسان عالم فرماوے